سلسلة
احیاء منہج اہل السنۃ والجماعۃ
30

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (آل عمران ۸۵)

# اسلامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کتاب وسنت، آثارِ صحابہ، اقوالِ تابعین وتبع تابعین اور فرامین ائمہ کی روشنی میں

تالیف: ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی

ترتیب، تخریج واضافہ: حافظ حامد محمود الخضری

تقریظ: شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ



انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور



Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ
وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (آل عمران ۸۵)

# اسلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کتاب وسنت، آثار صحابہ، اقوال تابعین وتبع تابعین اور فرامین ائمہ کی روشنی میں

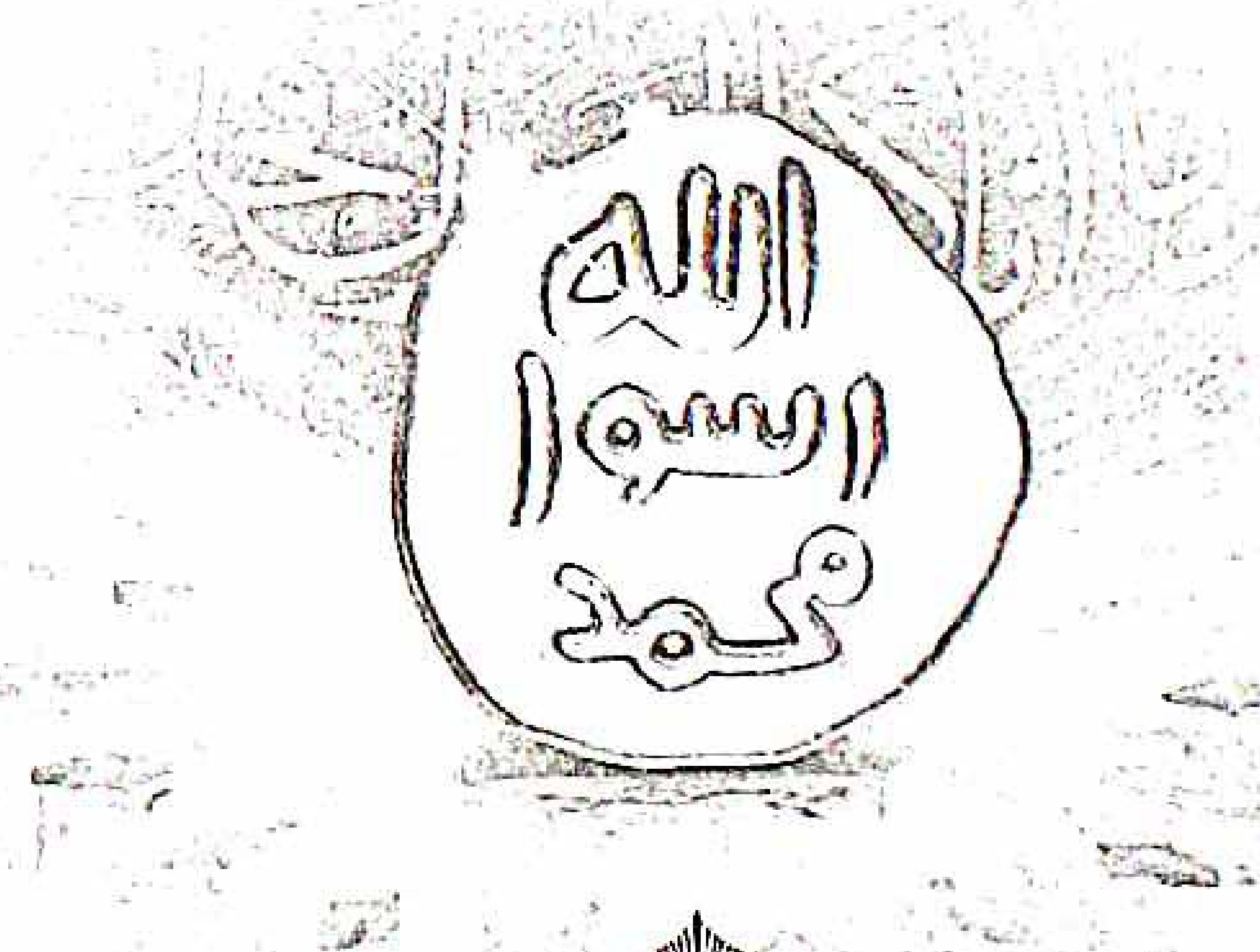


تالیف، ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی

ترتیب، تخریج واضافہ، حافظ حامد محمود الخضری  تقریظ، شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ



انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور 042-37357587



DATA ENTERED

Marfat.com

2/7-4
9 322E
145244

جملہ حقوق بحق
انصار السنۃ پبلیکیشنز (رجسٹرڈ)
محفوظ ہیں

# اسلامِ مصطفیٰ ﷺ

تالیف، ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی ترتیب، تخریج واضافہ، حافظ حامد محمود الخضری تقریظ، شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

اہتمام: محمد رمضان محمدی، محمد سلیم جلالی

ناشر: ابومومن منصور احمد

اسلامی اکادمی، الفضل مارکیٹ، 17-اردو بازار لاہور 042-37357587

Dar-us-Salam
486 ATLANTIC AVE, BROOKLYN, NY 11217
TEL(718) 625-5925 FAX:(718) 625-1511
E-Mail: darussalamny@hotmail.com
Web Site: www.darussalamny.com

Marfat.com

# فہرست مضامین


- تقریظ ---------- ۲۷

**باب نمبر ۱:...... تخلیق انسانیت اور بعثت انبیاء علیہم السلام ---------- ۳۷**

- تخلیق انسانیت کا مقصد ---------- ۳۷
- شیطان نے آدم علیہ السلام کو لغزش میں مبتلا کر دیا ---------- ۳۹
- آدم علیہ السلام کی توبہ، اور اللہ کا عطا کردہ معافی نامہ ---------- ۴۱
- معافی نامہ کا متن ---------- ۴۱
- سفر ارضی اور ہدایت اور ضلالت کے رستے ---------- ۴۲
- سلسلہ بعثت انبیاء و رسل علیہم السلام ---------- ۴۳
- سب سے پہلے انسان، سب سے پہلے نبی ---------- ۴۴
- اولادِ آدم میں سے پہلے رسول سیّدنا نوح علیہ السلام ---------- ۴۵
- بعثت انبیاء کا مقصد ---------- ۴۹

**باب نمبر ۲:...... دین اسلام میں توحید کی اہمیت ---------- ۵۰**

- توحید کا معنی و مفہوم ---------- ۵۰
- توحید کی ضرورت ---------- ۵۱
- توحید کی اہمیت ---------- ۵۱
- توحید کی اقسام ---------- ۵۴
- اوّل۔ توحید الوہیت ---------- ۵۴
- دوم۔ توحید ربوبیت ---------- ۵۴


Marfat.com

- ہندومت میں تصورِ خدا ---------------------------------- ۵۵
- سکھ مذہب میں تصورِ خدا ---------------------------------- ۵۶
- زرتشتی مذہب میں تصورِ خدا ---------------------------------- ۵۷
- دساتیر کے مطابق خدا کی صفات ---------------------------------- ۵۷
- سوم۔توحید اسماوصفات ---------------------------------- ۵۸
- اسماوصفات کے متعلق چند اہم اصول وقواعد ---------------------------------- ۵۹
- پہلا اصل ---------------------------------- ۵۹
- دوسرا اصل ---------------------------------- ۵۹
- متعدی اسما ---------------------------------- ۶۰
- غیر متعدی اسما ---------------------------------- ۶۰
- تیسرا اصل ---------------------------------- ۶۱
- صفاتِ ثبوتیہ ---------------------------------- ۶۱
- صفاتِ سلبیہ ---------------------------------- ۶۱
- صفاتِ ذاتیہ ---------------------------------- ۶۲
- صفاتِ فعلیہ ---------------------------------- ۶۲
- تمثیل اور تکییف میں فرق ---------------------------------- ۶۲
- تمثیل اور تکییف کا حکم ---------------------------------- ۶۳
- چوتھا اصل ---------------------------------- ۶۵
- توحید کی شروط ---------------------------------- ۶۵
- علم ---------------------------------- ۶۵
- یقین ---------------------------------- ۶۷


Marfat.com

- اخلاص ---------- ۶۷
- صدق ---------- ۶۸
- محبت ---------- ۶۹
- تابع داری ---------- ۷۰
- قبول کرنا ---------- ۷۱

**باب نمبر ۳:.....دین اسلام میں شرک کی مذمت** ---------- ۷۳

- شرک کیا ہے؟ ---------- ۷۳
- شرک کے ثمرات ---------- ۷۴
- شرک سب سے بڑا ظلم ہے ---------- ۷۴
- میدانِ جنگ میں مشرک کا خون اور مال حلال ہے ---------- ۷۵
- مشرک کے تمام اعمال اور بھلائیاں اکارت ہو جاتے ہیں ---------- ۷۵
- شرک کی مغفرت نہیں ہوگی ---------- ۷۶
- مشرک ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں پڑا رہے گا ---------- ۷۶
- مشرک کے لیے سفارش نہیں ہوگی ---------- ۷۷
- عصر حاضر میں چند شرکیہ اُمور ---------- ۷۸
- قبر پرستی ---------- ۷۸
- غیر اللہ کے لیے نذر و نیاز ---------- ۸۰
- غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا ---------- ۸۱
- جادو ٹونہ اور کہانت ---------- ۸۲
- حادثات اور انسانی زندگی پر ستاروں کی تاثیر کا عقیدہ ---------- ۸۳
- تعویذ گنڈوں کا عقیدہ ---------- ۸۴


Marfat.com

- سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ---------- ۱۳۱
- سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ---------- ۱۳۲
- سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ---------- ۱۳۴
- سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ---------- ۱۳۴
- سیّدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ ---------- ۱۳۵
- خلافِ سنت عمل پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ردّ ---------- ۱۳۷
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اصول وضوابط ---------- ۱۴۴
- تابعین عظام رحمہم اللہ کی سنت سے محبت اور ان کے اصول وضوابط ---------- ۱۴۶
- ائمہ کرام رحمہم اللہ کی سنت نبوی سے محبت اور ان کے اصول ---------- ۱۵۰
- امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (المتوفی ۱۵۰ھ) ---------- ۱۵۰
  - اُصولِ فقہ ---------- ۱۵۰
  - اقوال ---------- ۱۵۱
- امام مالک رحمہ اللہ (المتوفی ۱۷۹ھ) ---------- ۱۵۳
  - اُصولِ فقہ ---------- ۱۵۳
  - اقوال ---------- ۱۵۴
- امام شافعی رحمہ اللہ وفات ۲۰۴ھ ---------- ۱۵۵
  - اُصولِ فقہ ---------- ۱۵۵
  - اقوال ---------- ۱۵۸
- امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ وفات ۲۴۱ھ ---------- ۱۶۱
  - اُصولِ فقہ ---------- ۱۶۱
  - اقوال ---------- ۱۶۵


Marfat.com

- غیر اللہ کی قسم کھانا ---------- ۸۵
- علماء اور رھبانوں کو حلال و حرام کا اختیار سونپنا ---------- ۸۶
- بعض اشیاء میں نفع کی موجودگی کا عقیدہ رکھنا ---------- ۸۶
- قومیت پرستی ---------- ۸۷
- عقیدہ ''نُوْرٌ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰہِ'' ---------- ۸۸
- بدشگونی لینا ---------- ۸۸
- ایک شبہ اور اس کا ازالہ ---------- ۸۹
- ازالہ ---------- ۹۰
- اُمت مسلمہ میں مشرک لوگوں کے عقائد و نظریات کی ایک جھلک ---------- ۹۱

**باب نمبر ۴:......دین اسلام کے مصادر** ---------- ۹۴

فصل نمبر ۱:......کتاب اللہ عزوجل ---------- ۹۵

فصل نمبر ۲:......سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ---------- ۹۷

- قرآنِ مجید کی روشنی میں سنت رسول کا مقام ---------- ۹۹
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ اطہر سے سنت کی اہمیت کا بیان ---------- ۱۰۸
- قرآن و سنت کا باہمی تعلق ---------- ۱۱۴
- سنت قرآنی حکم کی وضاحت بیان کرتی ہے ---------- ۱۱۴
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فہم و عمل کی روشنی میں سنت کی اہمیت ---------- ۱۲۱
- خلیفہ اوّل بلافصل سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ---------- ۱۲۷
- امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ---------- ۱۲۸
- سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ---------- ۱۳۰
- سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ---------- ۱۳۰


Marfat.com

◆ منکرین حدیث کے اعتراضات اور ان کے جوابات ---------------- ۱۶۷
❁ پہلا اعتراض ---------------------------------------- ۱۶۷
❁ دوسرا اعتراض (حدیث قرآن کے خلاف ہے) ---------------- ۱۷۱
❁ تیسرا اعتراض ---------------------------------------- ۱۷۵
■ سنتِ رسول ﷺ قرآن ہی کی تفسیر ہے -------------------- ۱۸۲
❁ چوتھا اعتراض ---------------------------------------- ۱۸۳
■ پہلا مقدمہ ------------------------------------------ ۱۸۳
■ دوسرا مقدمہ ----------------------------------------- ۱۸۳
■ تیسرا مقدمہ ----------------------------------------- ۱۸۳
❁ پانچواں اعتراض -------------------------------------- ۱۸۴
■ پہلا مقدمہ ------------------------------------------ ۱۸۴
■ دوسرا مقدمہ ----------------------------------------- ۱۸۴
■ تیسرا مقدمہ ----------------------------------------- ۱۸۵
❁ چھٹا اعتراض ----------------------------------------- ۱۸۶
❁ ساتواں اعتراض --------------------------------------- ۱۸۷
❁ آٹھواں اعتراض --------------------------------------- ۱۸۸
❁ نواں اعتراض ----------------------------------------- ۱۸۹
❁ دسواں اعتراض ---------------------------------------- ۱۹۰
❁ گیارہواں اعتراض ------------------------------------- ۱۹۱
**باب نمبر۵:**......دین اسلام میں تقلید شخصی کی حیثیت -------- ۱۹۲
فصل نمبر ا:......تقلید کی لغوی تعریف ---------------------- ۱۹۲

Marfat.com

- تقلید کی اصطلاحی تعریف ---------- ۱۹۲
- اتباع اور تقلید میں فرق ---------- ۱۹۳

فصل نمبر ۲:......تقلید کی مذمت قرآن مجید کی روشنی میں ---------- ۱۹۵

فصل نمبر ۳:......تقلید کی مذمت آثار صحابہ کی روشنی میں ---------- ۱۹۹

- سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ---------- ۱۹۹
- سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ---------- ۱۹۹

فصل نمبر ۴:......تقلید کی مذمت ائمہ ھدیٰ کے اقوال کی روشنی میں ---------- ۲۰۰

- امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ---------- ۲۰۰
- امام مالک بن انس رحمہ اللہ ---------- ۲۰۰
- امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ ---------- ۲۰۱
- امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ---------- ۲۰۱
- شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ---------- ۲۰۱
- حافظ ابن حزم رحمہ اللہ ---------- ۲۰۳
- علامہ ابن قیم رحمہ اللہ ---------- ۲۰۴
  - اشعار کا خلاصہ ---------- ۲۰۷
- علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ ---------- ۲۰۹
- علامہ سیوطی رحمہ اللہ ---------- ۲۱۰
- شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ ---------- ۲۱۰
- خیر القرون کا زمانہ ---------- ۲۱۱

فصل نمبر ۵:......تقلید کی مذمت علماء احناف کی نظر میں ---------- ۲۱۴

- علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ ---------- ۲۱۴


Marfat.com

❁ ملا علی قاری حنفی ---------- ۲۱۵
❁ مولانا عبدالحی لکھنوی ---------- ۲۱۵
❁ مولانا اشرف علی تھانوی ---------- ۲۱۶
❁ مولانا مفتی کفایت اللہ ---------- ۲۱۷
❁ امام طحاوی رحمہ اللہ ---------- ۲۱۷
❁ امام محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ ---------- ۲۱۷
❁ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ ---------- ۲۱۷
❁ مفتی احمد یار نعیمی ---------- ۲۱۸
❁ مولانا مفتی تقی عثمانی ---------- ۲۱۸
فصل نمبر ۶:......تقلید کی مذمت عصر حاضر کے اہل علم کی نظر میں ---------- ۲۱۹
❁ مختار احمد شنقیطی رحمہ اللہ ---------- ۲۱۹
❁ شیخ سلیمان بن عبداللہ آل شیخ رحمہ اللہ ---------- ۲۱۹
❁ شیخ ابن باز رحمہ اللہ ---------- ۲۲۰
❁ الشیخ مقبل بن ہادی رحمہ اللہ ---------- ۲۲۰
فصل نمبر ۷:......تقلید کے نقصانات ---------- ۲۲۲
❁ بہتان باندھنا ---------- ۲۲۲
❁ مذہب کی خاطر جھوٹ بولنا ---------- ۲۲۲
❁ مذہب کی خاطر غلو ---------- ۲۲۳
❁ قرآن وحدیث اور حتی کہ شانِ رسالت میں گستاخی ---------- ۲۲۴
❁ مذہب کی خاطر حدیث کے ساتھ ظلم اور ناانصافی ---------- ۲۲۶
❁ نفس پرستی ---------- ۲۲۷

Marfat.com

- تعصب اور بغض وعناد ---------- 227
- ■ خیانت برتنا ---------- ۲۳۰
- شرم وحیا کی رخصتی ---------- ۲۳۰
- حلال وحرام میں تمیز ختم ---------- ۲۳۲
- حیرت واضطراب ---------- ۲۳۳
- ■ ایک مصری عالم کا حال دل سنیے ---------- ۲۳۳
- تقلید شرک کا سبب ہے ---------- ۲۳۴
- مذہب کی خاطر حیلہ سازی ---------- ۲۳۴
- دوسرے مسلمان کو حقیر جاننا حتی کہ خارج از اسلام سمجھنا ---------- ۲۳۵
- تقلید کا ثمرہ قتل وغارت کی صورت میں ---------- ۲۳۵
- حق کو قبول کرنے سے اعراض ---------- ۲۳۶
- تقلید سے جہالت آتی ہے ---------- ۲۳۶
- شریعت سازی ---------- ۲۳۷
- ■ شیخ عبدالرحمن بن حسن آل الشیخ رحمہ اللہ لکھتے ہیں ---------- ۲۳۸
- مذہب کی خاطر تاویلات ---------- ۲۳۸
- مقلد، مبتدع خارج از ملت ہے ---------- ۲۳۹
- تقلید کی وجہ سے ہر گروہ اپنے مذہب کی دعوت دیتا ہے ---------- ۲۳۹

مقلدین ائمہ کی کتب کا سرسری جائزہ ---------- ۲۴۳

- ہدایہ کی موضوع اور بے اصل روایات ---------- ۲۴۶

**باب نمبر ۶:** ......دین اسلام میں بدعت کی مذمت ---------- ۲۵۰

فصل نمبر ۱: ......بدعت کی لغوی تعریف ---------- ۲۵۰


Marfat.com

بدعت کی اصطلاحی تعریف ---------- ۲۵۱

فصل نمبر ۲:......قرآن کریم کی روشنی میں بدعت کی مذمت ---------- ۲۵۳

فصل نمبر ۳:......سنت رسول ﷺ کی روشنی میں بدعت کی مذمت ---------- ۲۵۸

فصل نمبر ۴:......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار کی روشنی میں بدعت کی مذمت ---------- ۲۶۳

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ---------- ۲۶۳

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ---------- ۲۶۳

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ---------- ۲۶۳

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ---------- ۲۶۴

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ---------- ۲۶۵

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ---------- ۲۶۶

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ---------- ۲۶۷

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ ---------- ۲۶۹

غضیف بن حارث رضی اللہ عنہ ---------- ۲۷۰

ابراہیم بن میسرۃ رضی اللہ عنہ ---------- ۲۷۰

فصل نمبر ۵:......ائمہ کرام اور اہل علم کے اقوال کی روشنی میں بدعت کی مذمت ---------- ۲۷۱

امام مالک بن انس رحمہ اللہ ---------- ۲۷۱

امام شافعی رحمہ اللہ ---------- ۲۷۲

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ---------- ۲۷۳

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ ---------- ۲۷۳

سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ---------- ۲۷۴

حسان بن عطیہ رحمہ اللہ ---------- ۲۷۵


Marfat.com

احمد بن سنان الواسطی رحمہ اللہ ---------------- ۲۷۵

ابوالفضل الہمد انی رحمہ اللہ ---------------- ۲۷۶

امام ابومحمد حسن بن علی البربہاری رحمہ اللہ ---------------- ۲۷۶

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ---------------- ۲۷۷

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ ---------------- ۲۷۸

امام شاطبی رحمہ اللہ ---------------- ۲۷۹

فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ ---------------- ۲۸۰

الشیخ ناصرالدین البانی رحمہ اللہ ---------------- ۲۸۰

فصل نمبر ۶:...... بدعت کے اسباب ---------------- ۲۸۱

دینی احکام سے لاعلمی وجہالت ---------------- ۲۸۱

خواہشات کی پیروی ---------------- ۲۸۱

مخصوص لوگوں کی رائے کے لیے تعصب برتنا ---------------- ۲۸۲

کافروں سے مشابہت اختیار کرنا ---------------- ۲۸۳

آباؤاجداد کی اندھی تقلید ---------------- ۲۸۴

کفار کی مشابہت اختیار کرنا ---------------- ۲۸۶

غلو ---------------- ۲۸۹

استدلالات فاسدہ واتباع متشابہات ---------------- ۲۹۲

تعصبِ مذہبی ---------------- ۲۹۳

بدعتی لوگوں کی ہم نشینی ---------------- ۲۹۴

تصوف ---------------- ۲۹۶

طمع ولالچ ---------------- ۲۹۷

اکابر پرستی ---------------- ۲۹۸


Marfat.com

- عقل پرستی ---------- ۲۹۹
- ابتلائے شک وشبہ ---------- ۳۰۰
- کتمانِ حق ---------- ۳۰۱
- تحریف ---------- ۳۰۳

فصل نمبر ۷:...... بدعت کے نقصانات ---------- ۳۰۵

- بدعت سے توبہ قبول نہیں ہوتی ---------- ۳۰۵
- بدعت سے گناہ ملتا ہے ---------- ۳۰۶
- بدعت باعث لعنت ہے ---------- ۳۰۶
- بدعت کے آنے سے سنت اٹھ جاتی ہے ---------- ۳۰۷
- نبی کریم ﷺ سے تعلق کا خاتمہ ---------- ۳۰۷
- بدعتی حوض کوثر سے دور ہٹا دیا جائے گا ---------- ۳۰۷
- اہل بدعت کے ساتھ تعلق کا حکم ---------- ۳۰۹

فصل نمبر ۸:...... اہل بدعت کے شبہات اوران کا ازالہ ---------- ۳۱۴

- پہلا مغالطہ اور شبہ ---------- ۳۱۴
- دوسرا مغالطہ اور شبہ ---------- ۳۱۵
- تیسرا مغالطہ اور شبہ ---------- ۳۱۶

**باب نمبر ۷:...... دین اسلام کے امتیازات ---------- ۳۱۸**

فصل نمبر ۱:...... دین کا معنیٰ ومفہوم ---------- ۳۱۸

- دین اسلام، دین فطرت ہے ---------- ۳۱۸
- دین اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے ---------- ۳۲۰
- دین اسلام مکمل ہو چکا ہے ---------- ۳۲۰


Marfat.com

- تکمیل دین کا مطلب ---------------- ۳۲۱
- تکمیل دین کا دن ---------------- ۳۲۱
- دین اسلام، اللہ تعالیٰ کی طرف سے محفوظ ہے ---------------- ۳۲۲
- حدیث رسول ﷺ آپ کے عہد مبارک میں ہی مدون تھی ---------------- ۳۲۳
- دین اسلام، آسان دین ہے ---------------- ۳۲۵
- دین اسلام، خیر خواہی کا دین ہے ---------------- ۳۲۷
- دین اسلام، اہل دنیا کے لیے رحمت کا دین ہے ---------------- ۳۲۸
- اہل ایمان کے لیے رحمت ---------------- ۳۲۹
- کفار اور مشرکین کے لیے رحمت کا پہلو ---------------- ۳۲۹
- حیوانات اور جمادات کے لیے رحمت ---------------- ۳۳۰
- دین اسلام امن و آشتی کا دین ہے ---------------- ۳۳۲
- اسلام ظلم و ستم کا دین نہیں ---------------- ۳۳۴
- نبی کریم ﷺ کی جنگی پالیسی ---------------- ۳۳۴
- نبی کریم ﷺ کی جنگوں میں جانی نقصانات کے اعداد و شمار ---------------- ۳۳۶
- اَمن پسند ''مہذبوں'' کی اَمن پسندی ---------------- ۳۳۸
- دہشت گردی (Terrorism) اور اسلام ---------------- ۳۴۱
- انسانی عقول کی حفاظت ---------------- ۳۴۵
- حسب و نسب کی حفاظت ---------------- ۳۴۷
- مسلمان کی عزت نفس کی حفاظت ---------------- ۳۴۹
- مال کی حفاظت ---------------- ۳۵۰

فصل نمبر ۲:...... اسلام ہی انسانیت کا حل ہے ---------------- ۳۵۴

- ہر فیصلہ دین اسلام کے مطابق کرنا ---------------- ۳۵۶


Marfat.com

- تمام مسائل اختلافیہ کا حل دین اسلام میں ہے ---------- ۳۵۸
- اختلاف کے وقت ائمہ ہدیٰ کا طرز ---------- ۳۵۸
- اختلاف کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز عمل ---------- ۳۵۹
- دین اسلام نے جہالت کو ختم کر دیا ---------- ۳۶۵
- صرف اور صرف اسلام مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت ---------- ۳۶۷
- احسن انداز میں دعوتِ اسلام کا حکم ---------- ۳۶۷
- مبلغ اسلام کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ---------- ۳۶۹
- دین اسلام کی دعوت دینے والے کی مثال ---------- ۳۶۹
- تبلیغ اسلام والے کے لیے اجر وثواب ---------- ۳۷۰
- تبلیغ اسلام صدقہ جاریہ ہے ---------- ۳۷۱
- اسلام کو سیکھنا باعث اجر وثواب ہے ---------- ۳۷۱
- تبلیغ اسلام میں کوئی چیز رکاوٹ نہ بنے ---------- ۳۷۲
- دین اسلام کا مذاق اڑانے کی ممانعت ---------- ۳۷۲
- دین اسلام کو چھوڑ کر نفسانی خواہش کی اتباع کی مذمت ---------- ۳۷۶

فصل نمبر ۳:......اسلامِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بنیادی ارکان ---------- ۳۷۹

- پہلا رکن ---------- ۳۷۹
- شہادت رسالت ---------- ۳۸۰

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضے ---------- ۳۸۱

- پہلا تقاضا ---------- ۳۸۱
- ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والے جھوٹے مرزا غلام احمد قادیانی کے گستاخانہ اور کفریہ عقائد ونظریات ---------- ۳۸۳
- دوسرا تقاضا ---------- ۳۸۸


Marfat.com

تیسرا تقاضا ---------- ۳۸۹
اختلاف کے وقت اہل علم کی آراء کی حیثیت ---------- ۳۹۱
چوتھا تقاضا ---------- ۳۹۸
پانچواں تقاضا ---------- ۳۹۹
شیعیت اپنی کتب کے آئینے میں ---------- ۴۰۲
چھٹا تقاضا ---------- ۴۰۶
تصوف کی بدعت ---------- ۴۰۷
ساتواں تقاضا ---------- ۴۱۰
دوسرا اور تیسرا رکن ---------- ۴۱۱
چوتھا رکن ---------- ۴۱۱
پانچواں رکن ---------- ۴۱۲
فصل نمبر ۴:...... اسلام مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سورۃ العصر کی روشنی میں ---------- ۴۱۳
اسلام کا تصوّر عبادت ---------- ۴۱۴
عبادت کی اقسام ---------- ۴۱۶
نصرت اسلام کا حکم ---------- ۴۱۷
فصل نمبر ۵:...... طائفہ منصورہ کا تا روزِ قیامت موجود رہنا ---------- ۴۲۰
اہل سنت والجماعت کے فضائل ---------- ۴۲۱
منہج اہل سنت والجماعت ---------- ۴۲۲
اہل سنت کا مفہوم ---------- ۴۲۲
جماعت کا مفہوم ---------- ۴۲۵
اصحاب الحدیث اور اصحاب الرائے کا منہجی فرق ---------- ۴۳۶

Marfat.com

**باب نمبر ۸:...... اسلام کی اخلاقی تعلیمات** ---------- ۴۴۴
❁ حقوق وفرائض ---------- ۴۴۴
فصل نمبر ۱:...... حقوق وفرائض ایک نظر میں ---------- ۴۴۴
❁ اللہ تعالیٰ کے حقوق ---------- ۴۴۴
❁ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق ---------- ۴۴۵
❁ دین اسلام کے حقوق ---------- ۴۴۵
❁ قرآنِ حکیم کے حقوق ---------- ۴۴۵
❁ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حقوق ---------- ۴۴۵
❁ اہل علم کے حقوق ---------- ۴۴۶
❁ عام مسلمانوں کے حقوق ---------- ۴۴۶
❁ والدین کے حقوق ---------- ۴۴۶
❁ اولاد کے حقوق ---------- ۴۴۶
❁ حقوقِ زوجین ---------- ۴۴۷
❁ مساجد کے حقوق ---------- ۴۴۷
❁ بندے کے اللہ پر حقوق ---------- ۴۴۷
❁ ہمسایوں کے حقوق ---------- ۴۴۷
❁ قریبی رشتہ داروں کے حقوق ---------- ۴۴۷
❁ بہن بھائیوں کے حقوق ---------- ۴۴۷
❁ یتیموں کے حقوق ---------- ۴۴۸
❁ محتاجوں، غربا اور مساکین کے حقوق ---------- ۴۴۸
❁ عمر رسیدہ لوگوں کے حقوق ---------- ۴۴۸

Marfat.com

- معذوروں کے حقوق ---------- ۴۴۸
- حکمرانوں اور رعایا کے حقوق ---------- ۴۴۸
- خدام اور مزدوروں کے حقوق ---------- ۴۴۸
- مہمانوں کے حقوق ---------- ۴۴۹
- مسافروں کے حقوق ---------- ۴۴۹
- جان اور مال کے حقوق ---------- ۴۴۹
- اسلام میں اقلیتوں کے حقوق ---------- ۴۴۹
- جانوروں کے حقوق ---------- ۴۵۰
- دنیا کا پہلا دستوری معاہدہ (میثاق مدینہ) ---------- ۴۵۰
  - پہلے دستور کی دفعات ---------- ۴۵۰
  - اہل ایمان کی ذمے داریاں ---------- ۴۵۲
  - یہودیوں کے حقوق ---------- ۴۵۳
  - قیامِ امن اور دفاع کی مشترکہ ذمے داریاں ---------- ۴۵۴
- انسانی حقوق کا عالمی چارٹر (خطبۂ حجۃ الوداع) ---------- ۴۵۷
  - فقہ الحدیث ---------- ۴۵۸
  - رسول اللہ ﷺ کا خطبہ یوم النحر ---------- ۴۵۸
  - حجۃ الوداع کے موقعہ پر ایک اور خطبہ ---------- ۴۵۹
  - مستنبط مسائل ---------- ۴۵۹
  - آپ کا ایک اور خطبہ ---------- ۴۶۰
  - مستنبط مسائل ---------- ۴۶۱
  - وسط ایام تشریق کا ایک اور خطبہ ---------- ۴۶۱
  - مستنبط مسائل ---------- ۴۶۳


Marfat.com

فصل نمبر ۲:......آداب ---------- ۴۶۲
◆ آداب ایک سرسری نظر میں ---------- ۴۶۲
❁ اللہ تعالیٰ کے آداب ---------- ۴۶۲
❁ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب ---------- ۴۶۲
❁ قرآن مجید کے آداب ---------- ۴۶۲
❁ علم سیکھنے اور سکھانے کے آداب ---------- ۴۶۲
❁ رشتہ داری کے آداب ---------- ۴۶۲
❁ دوستوں و دیگر انسانوں کے ساتھ تعلقات کے آداب ---------- ۴۶۵
❁ مجلس و گفتگو کے آداب ---------- ۴۶۵
❁ کھانے کے آداب ---------- ۴۶۵
فصل نمبر ۳:......اچھے اخلاق ---------- ۴۶۶
❁ تزکیہ نفس ---------- ۴۶۶
❁ نیکیوں کی طرف جلدی کرنا ---------- ۴۶۶
❁ نیک لوگوں کی صحبت ---------- ۴۶۶
❁ مسکراتے ہوئے دیکھنا، بولنا اور ملنا ---------- ۴۶۷
❁ شرم وحیاء ---------- ۴۶۷
❁ مصیبت زدہ سے اظہارِ ہمدردی ---------- ۴۶۸
❁ یتیم کے سر پر ہاتھ رکھنا ---------- ۴۶۸
❁ مسلمانوں کی عزت کی حفاظت ---------- ۴۶۹
❁ امانت و دیانت داری ---------- ۴۷۰
❁ پردہ پوشی ---------- ۴۷۱
❁ چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کا احترام ---------- ۴۷۱

Marfat.com

- دعوت قبول کرنا ---------- ۴۷۲
- سلام کرنا اور اس کا طریقہ و آداب ---------- ۴۷۲
- وعدہ پورا کرنا ---------- ۴۷۳
- وقت کی پابندی ---------- ۴۷۴
- نرم مزاجی ---------- ۴۷۴
- زبان کی حفاظت کیجئے ---------- ۴۷۵
- سچ بولنا ---------- ۴۷۶
- تحائف دینا ---------- ۴۷۶
- مشکوک باتوں سے پرہیز ---------- ۴۷۷
- صبر کرنا ---------- ۴۷۷
- اصلاح کرنا ---------- ۴۷۸
- عدل و انصاف ---------- ۴۷۹
- صدقہ و خیرات کرنا ---------- ۴۸۰
- برے اخلاق ---------- ۴۸۱
- اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید ہونا ---------- ۴۸۱
- اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنا ---------- ۴۸۱
- اللہ تعالیٰ کی ذات پر جھوٹ باندھنا ---------- ۴۸۲
- سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا ---------- ۴۸۲
- اطاعت رسول اللہ ﷺ پر تقلید کو ترجیح دینا ---------- ۴۸۳
- رسول اللہ ﷺ کی شان کو گھٹانا یا بڑھانا ---------- ۴۸۳
- رسول اللہ ﷺ کو اپنی جان اور مال سے زیادہ محبوب نہ سمجھنا ---------- ۴۸۵
- رسول اللہ ﷺ کا نامِ نامی سن کر درود و سلام نہ پڑھنا ---------- ۴۸۶


Marfat.com

روزِ قیامت کا مذاق اُڑانا اور انکار کرنا ---------- ۴۸۷

عذابِ قبر کا انکار کرنا ---------- ۴۸۸

تقدیر کو جھٹلانا ---------- ۴۹۳

صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو گالی دینا ---------- ۴۹۴

اہل بیت کا احترام نہ کرنا ---------- ۴۹۶

اُمر بالمعروف ونہی عن المنکر نہ کرنا ---------- ۴۹۷

حدود اللہ کا مذاق اُڑانا ---------- ۴۹۸

- زنا ---------- ۴۹۸
- قذف ---------- ۴۹۸
- چوری ---------- ۴۹۹
- رہزنی وقزاقی ---------- ۴۹۹
- شراب نوشی ---------- ۴۹۹

مسلمان کو کافر کہنا ---------- ۵۰۲

مسلمان کو ناحق تکلیف پہنچانا ---------- ۵۰۳

مسلمان سے قطع کلامی کرنا ---------- ۵۰۳

بلا وجہ لعنت کرنا ---------- ۵۰۴

زکوٰۃ ادا نہ کرنا ---------- ۵۰۵

طاقت کے باوجود حج نہ کرنا ---------- ۵۰۶

بلا عذر رمضان کے روزے ترک کرنا ---------- ۵۰۷

کفار کی پیروی کرنا ---------- ۵۰۸

سود خوری ---------- ۵۰۹

رشوت لینا اور دینا ---------- ۵۱۱


۱۲۵۲۷۷

Marfat.com

- زمین پر ناجائز قبضہ کرنا ---------- ۵۱۲
- سفارش کے عوض تحفہ قبول کرنا ---------- ۵۱۲
- سرکاری خزانے میں خرد برد کرنا ---------- ۵۱۳
- یتیم کا مال کھانا ---------- ۵۱۴
- حرام مال کھانا ---------- ۵۱۵
- ناپ تول میں کمی کرنا ---------- ۵۱۶
- دھوکہ، فریب دینا ---------- ۵۱۶
- دھوکے سے بولی بڑھانا ---------- ۵۱۷
- خیانت کرنا ---------- ۵۱۷
- ظلم کرنا ---------- ۵۱۸
- حاکم وقت کا رعایا پر ظلم کرنا ---------- ۵۱۹
- جانوروں پر ظلم کرنا ---------- ۵۱۹
- احسان جتلانا ---------- ۵۲۰
- غیبت ---------- ۵۲۰
- چغل خوری ---------- ۵۲۱
- پڑوسیوں سے بدسلوکی ---------- ۵۲۱
- مزدور کو پوری اجرت نہ دینا ---------- ۵۲۲
- قرض ادا نہ کرنا ---------- ۵۲۳
- چوری کرنا ---------- ۵۲۳
- ڈاکہ ڈالنا ---------- ۵۲۴
- جوا کھیلنا ---------- ۵۲۵
- شراب نوشی ---------- ۵۲۶


Marfat.com

تمباکونوشی ---------- ۵۲۸
تمباکونوشی کے بدنی نقصانات ---------- ۵۲۹
تمباکونوشی کے مالی نقصانات ---------- ۵۲۹
ہیروئین کی تباہی، ہلاکت ---------- ۵۳۰
افیون کا استعمال ---------- ۵۳۰
حشیش کے نقصانات ---------- ۵۳۱
زنا کاری ---------- ۵۳۱
لواطت ---------- ۵۳۳
مشت زنی ---------- ۵۳۴
تکبّر ---------- ۵۳۴
کپڑا ٹخنوں سے نیچے رکھنا ---------- ۵۳۵
حسد کرنا ---------- ۵۳۵
جھوٹ بولنا ---------- ۵۳۵
دیوثیت ---------- ۵۴۰
حلالہ کرنا یا کروانا ---------- ۵۴۱
کنجوسی کرنا ---------- ۵۴۱
فضول خرچی ---------- ۵۴۲
دنیا کی حرص ---------- ۵۴۲
مردوں کا سونے کے زیور پہننا ---------- ۵۴۳
خودکشی کرنا ---------- ۵۴۴
دوسروں کو دعوت عمل دینا اور خود بدعمل ہونا ---------- ۵۴۵
لوگوں کے گھروں میں بلا اجازت جھانکنا ---------- ۵۴۵

Marfat.com

- دو آدمیوں کا تیسرے آدمی کو چھوڑ کر سرگوشی کرنا ---------- ۵۴۶
- فحاشی و عریانی پر مبنی فلمیں دیکھنا ---------- ۵۴۶
- حقیقی والد کی بجائے کسی دوسرے کی طرف نسبت کرنا ---------- ۵۴۷
- بالوں کو سیاہ خضاب لگانا ---------- ۵۴۸
- خوبصورتی کے لیے چہرے کے بال اکھاڑنا ---------- ۵۴۸
- داڑھی کا مذاق اڑانا ---------- ۵۴۹
- پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا ---------- ۵۴۹
- عورتوں کا باریک، تنگ اور چھوٹا لباس پہننا ---------- ۵۵۰
- مردوں کا عورتوں کی اور عورتوں کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنا ---------- ۵۵۱
- عورت کا خوشبو لگا کر باہر نکلنا ---------- ۵۵۱
- عورت کا محرم کے بغیر سفر کرنا ---------- ۵۵۱
- مرد و عورت کا مصنوعی بال لگوانا ---------- ۵۵۲
- بغیر عذر کے خاوند کا بستر ترک کرنا ---------- ۵۵۳
- بلا عذر شرعی عورت کا طلاق مانگنا ---------- ۵۵۳
- غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا (ہاتھ ملانا) ---------- ۵۵۴
- غیر محرم عورت کو دیکھنا ---------- ۵۵۵
- دورانِ حیض عورت سے جماع کرنا ---------- ۵۵۶
- عورت کی غیر فطری جگہ میں جماع کرنا ---------- ۵۵۷
- عدل و انصاف برقرار نہ رکھنا ---------- ۵۵۷
- پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا ---------- ۵۵۸

**باب نمبر ۹:......عیسائیت اور اسلام کا تقابل** ---------- ۵۵۹

- خدا کا پچھتاوا ---------- ۵۵۹


Marfat.com

- اللہ تعالیٰ کمزور ہے ---------- ۵۶۰
- آدم وحوا علیہما السلام کی شان میں گستاخی ---------- ۵۶۲
- سیّدنا نوح علیہ السلام شراب پیتے تھے ---------- ۵۶۳
- حضرت ہارون علیہ السلام نے سونے کا بچھڑا بنایا اور اسے معبود قرار دیا ---------- ۵۶۵
- سیّدنا یعقوب علیہ السلام پر ایک وقت میں دو سگی بہنوں سے شادی کا الزام ---------- ۵۶۸
- سیّدنا یعقوب کے بیٹے یہوداہ کا اپنی ماں سے زنا کرنا ---------- ۵۷۰
- سیّدنا داوٗد علیہ السلام کا بت سبع سے زنا کرنا ---------- ۵۷۰
- سیّدنا سلیمان علیہ السلام کی والدہ زانیہ تھیں ---------- ۵۷۳
- سیّدنا داوٗد علیہ السلام کی شان میں مزید گستاخی ---------- ۵۷۴
- سیّدنا داوٗد علیہ السلام کی بیوی کا مہر ۱۰۰ سو عضو تناسل کی کھالیں ---------- ۵۷۵
- سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نسبی توہین اور گستاخی ---------- ۵۷۵
- عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے حواری پطرس کو شیطان کہنا ---------- ۵۷۹
- پطرس حواری کا یسوع مسیح پر لعنت کرنا ---------- ۵۸۰


Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# تقریظ

((اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

اَمَّا بَعْدُ: فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ وَکُلَّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ.))

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ ﴾ (آل عمران:۱۰۲)

﴿ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ﴿۱﴾ ﴾ (النساء:۱)

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ﴿۷۰﴾ یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ۭ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ﴿۷۱﴾ ﴾ (الاحزاب:۷۰تا۷۱)

اللہ تعالیٰ نے اُمت اسلامیہ پر ایک احسانِ عظیم فرمایا کہ انہیں ایک مکمل دین، دین اسلام عطا کیا:

Marfat.com

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ:۳)

''آج کے دن میں نے تمہارا دین تمہارے لیے مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور اسلام کو تمہارے لیے بطور دین پسند کر لیا۔''

لہٰذا انہیں اب نہ کسی دوسرے دین کی ضرورت ہے اور نہ ہی کسی دوسرے نبی کی:

﴿وَ مَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝﴾ (آل عمران:۸۵)

''اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین چاہے گا، تو اس کی طرف سے قبول نہیں کیا جائے گا، اور وہ آخرت میں گھاٹا پانے والوں میں سے ہوگا۔''

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ﴾ (الأحزاب:۴۰)

''محمد تم لوگوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، وہ تو اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔''

دین اسلام، دین فطرت ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کی جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَاءَ، هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ؟))

''ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے یہودی، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں جیسا کہ جانور بچے کو پورا پورا (صحیح سالم) جنم دیتا ہے، کیا تم ان میں سے کسی بچے کو کان کٹا محسوس کرتے ہو؟''

Marfat.com

پھر جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر چاہو تو یہ آیت کریمہ تلاوت کرلو:

﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڎ﴾ (الروم:۳۰)

''اللہ کی فطرت کو جس پر اس نے لوگوں کو تخلیق کیا ہے (اختیار کیے رہو) اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں، یہ سیدھا دین ہے۔''[1]

اسلام کتاب وسنت کا نام ہے، اسی میں خیر اور بھلائی ہے:

((فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ.))[2]

''پس بے شک بہترین حدیث اللہ کی کتاب ہے، اور بہترین سیرت محمد ﷺ کی سیرت ہے۔''

اسلام کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُونَ ۝﴾ (الحجر:۹)

''بے شک ہم نے ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

دین اسلام کی حفاظت کے ذرائع میں سے اسماء الرجال کا ضبط بھی ہے۔ یہ ان لوگوں کے نام ونشان، سوانح حیات اور اخلاق وعادات کا ضبط ہے، جنھوں نے نبی کریم ﷺ کے اقوال و افعال اور متعلقاتِ حیات طیبہ کو روایت کیا ہے۔ اس کا اقرار واعتراف تو اغیار نے بھی کیا ہے۔ ڈاکٹر اسپرنگر کہتا ہے:

''کوئی قوم دنیا میں ایسی نہیں گزری، نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو، جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصوں

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ۱۳۸۵۔ صحیح مسلم، کتاب القدر، رقم: ۲۲/۲۲۵.

[2] صحیح مسلم، کتاب الجمعۃ، رقم: ۲۰۰۵.

Marfat.com

کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔'' (بحوالہ خطبات مدراس، صفحہ: ۴۶)

رسول اللہ ﷺ نے انسانیت کو ہر ہر بات کی تعلیم دی، انسانیت کو زندگی کے ہر ہر پہلو کے بارے میں تعلیم دی ہے۔ یہاں تک کہ مدینہ کے یہودی بھی کہا کرتے تھے:

((قَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ ﷺ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةَ.)) ❶

''تمہارے نبی نے تمہیں آدابِ قضائے حاجت تک بھی سکھا دیئے ہیں۔''

دنیا میں عدل وانصاف کو قائم کیا:

﴿اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى﴾ (المائدہ:۸)

''عدل کرو، یہی بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔''

طبقاتی نظام کا قلع قمع کر دیا:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ﴾ (الحجرات:۱۳)

''اے لوگو! ہم نے تمھیں مرد اور عورت کے ذریعہ سے پیدا کیا ہے۔ تمہیں مختلف قبیلوں اور قوموں میں صرف تعارف اور پہچان کے لیے تقسیم کیا ہے۔ لیکن جان لو! اللہ کے نزدیک سب سے افضل وہی ہے جو سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔''

اسلام نے ایک دوسرے سے نفرت کو مٹانے کی سخت تعلیمات دی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بنی بیاضہ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

((يَا بَنِي بَيَاضَةَ! أَنْكِحُوا أَبَا هِنْدٍ [وَكَانَ أَبُو هِنْدٍ حَجَّامًا].)) ❷

''اے بنو بیاضہ! ابو ہند سے اپنی لڑکیوں کی شادی کرو۔ اور ابو ہند حجام تھا۔''

بنو بیاضہ قریش کے لوگ تھے جبکہ ابو ہند حجام تھے۔

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، رقم: ۱۷.

❷ سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم: ۲۴۴۶.

Marfat.com

اسلام نے جہاں مسلمانوں کے حقوق بتائے۔ وہیں ساتھ ساتھ غیر مسلموں کے حقوق بھی واضح فرمائے! خود نبی اکرم ﷺ کا ایک یہودی پڑوسی تھا اور آپ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا: ''فَمَرِضَ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُهُ.'' ...... ''وہ بیمار ہوا تو آپ ﷺ اس کی تیمارداری کے لیے تشریف لے گئے۔'' ❶

پڑوسیوں کے عام حقوق بلاتمیز دین وعقیدہ بیان فرمائے۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَا زَالَ يُوصِينِي جِبْرِيلُ بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ.)) ❷

''یعنی جبریل مجھے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی ہمیشہ تاکید کرتے یہاں تک کہ مجھے گمان ہو چلا کہ وہ پڑوسی کو وارث بنا دیں گے، جس طرح اپنے نسب ونسل کا آدمی وارث مال مال ہوتا ہے۔''

بدکاری، فحاشی سے منع فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝﴾ (النور: ۱۹)

''بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں کے درمیان بدکاری رواج پائے، ان کے لیے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے، اور اللہ کو سب کچھ معلوم ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے ہو۔''

انسانی جان کی حفاظت کی کیونکہ نفس انسانی اللہ رب العزت اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک بہت ہی قیمتی ہے۔

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ۱۳۵۶۔ مصنف عبد الرزاق: ۶/۳۴.

❷ صحیح بخاری، کتاب الادب، رقم: ۶۰۱۴۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ۶۸۵۴.

Marfat.com

﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ (الانعام:۱۵۱)

''اور اس جان کو قتل نہ کرو جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے، مگر یہ کہ کسی شرعی حق کی وجہ سے کسی کو قتل کرنا پڑے، اللہ نے تمہیں ان باتوں کا حکم دیا ہے، تاکہ تم عقل سے کام لو۔''

﴿مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ﴾ (المائدہ:۳۲)

''اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل کے بارے میں یہ حکم جاری کر دیا کہ جو شخص کسی آدمی کو بغیر کسی مقتول کے بدلے، یا زمین میں فساد پھیلانے کے قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا، اور جو شخص کسی آدمی کو بچا لے گا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو بچا لیا۔''

عقل انسانی خداداد نعمت عظمیٰ ہے۔ اس کی حفاظت کے انتہائی سخت انتظامات فرمائے۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (المائدہ:۹۰)

''اے ایمان والو! شراب اور جوا، بت اور تیروں کے ذریعہ قسمت کے جاننے کی کوشش کرنا یہ ناپاک چیزیں ہیں، شیطان کے کاموں میں سے ہیں۔ پس تم ان سے بچو شاید کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

اور حدیث شریف میں آیا ہے:

((كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَمَا اَسْكَرَ كَثِيْرُهُ فَقَلِيْلُهُ حَرَامٌ.)) [1]

''ہر نشہ والی چیز حرام ہے اور جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ کرے تو اس کی تھوڑی مقدار

---

[1] سنن ابن ماجه، رقم: ۳۳۹۲۔ ارواء الغلیل، رقم: ۲۳۷۵.

Marfat.com

بھی حرام ہے۔"

اسلام کی اہم تعلیمات میں سے نسب اور نسل کی حفاظت ہے۔ اس کی حفاظت کے لیے شریعت نے نکاح کو جائز قرار دیا اور زنا سے منع کیا، اور پھر اسی نسل کی حفاظت کی خاطر زنا کے جرم پر جس سے نسل کا اختلاط اور پھر بے حیائی کا انتشار ہوتا ہے زنا کی حد مقرر فرمائی۔

اسلام نے انسانیت کو مکرم اور باعزت بنایا ہے:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ﴾ (بنی اسرائیل: ۷۰)

"یقیناً ہم نے اولادِ آدم کو بڑی عزت دی ہے۔"

اسلام نے مال کو بڑی اہمیت دی ہے۔ اور کسب مال کے حلال ذرائع کو جائز قرار دیا، حرام سے منع فرمادیا:

﴿فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾

(الجمعه: ۱۰)

"پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔"

﴿وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ﴾ (الانعام: ۱۵۲)

"اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو کہ مستحسن ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے سن رشد تک پہنچ جائے اور انصاف کے ساتھ ناپ اور تول پورا کرو۔"

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّ جَسَدٍ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ فَالنَّارُ اَوْلٰى بِهٖ.))

"ہر جسم جو حرام سے پلا ہو تو جہنم کا زیادہ حق دار ہے۔"

Marfat.com

اسلام ہمہ گیر اور عالمگیر دین ہے:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا﴾ (السباء:۲۸)

''اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف بھیجا ہے، خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر۔''

دین اسلام نے توحید کا پاک صاف عقیدہ بھی عطا فرمایا:

﴿وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾﴾ (الانبیاء:۲۵)

''اور آپ سے پہلے ہم نے جو بھی رسول بھیجا، اس کو یہی وحی کی تھی کہ میرے علاوہ کوئی معبود نہیں، پس تم لوگ صرف میری عبادت کرو۔''

شرک کی مہلک بیماری کی وعید سناتے ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾

(النساء:۴۸)

''بے شک اللہ شرک کو معاف نہ کرے گا، اس کے علاوہ گناہوں کو جس سے چاہے معاف کر دے گا۔''

انسانیت کے تمام مسائل کا حل اسلام میں موجود ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾﴾ (النساء:۵۹)

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور ان لوگوں کی جو تمہارے اوپر اختیار والے ہیں، اگر تمہارے درمیان کسی معاملے میں تنازع

Marfat.com

ہو جائے تو اس کا حل صرف یہ ہے کہ اسے اللہ کی طرف اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی تمہارے لیے بہتر اور عاقبت و انجام کے اعتبار سے بھی اچھا ہے۔''

اس کے علاوہ تقلید آباء، بدعت، انکار حدیث جیسے اسلام کے نام پر جتنے فتنے ہیں، وہ ضلالت و گمراہی کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

((مَنْ اَحْدَثَ فِي اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ.))

''جس کسی نے کوئی بھی ایسا کام کیا جو ہمارے دین کے مطابق نہیں تو وہ مردود ہے۔''

آج لوگوں نے دین خالص، اسلام مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بہت سے چہرے بنا رکھے ہیں جن کے درمیان دین خالص کا چہرہ چھپا چھپا لگ رہا ہے۔ اس کا رونا ایک مستشرق دشمن اسلام نے بھی رویا ہے۔ کہتا ہے کہ دین اسلام کے چہرے کو مسلمانوں نے اس طرح مسخ کر دیا ہے، اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہو کر اس دنیا میں آئیں تو اپنے لائے ہوئے دین کو پہچان نہ سکیں گے۔

(حاضر العالم الاسلامی لوتھرات استودارد، ترجمہ شکیب ارسلان)

ہمارے انتہائی قابل احترام دوست اور بھائی ابوحمزہ عبدالخالق صدیقی اور الشیخ الحافظ حامد محمود الخضری حفظہما اللہ کی یہ کتاب بنام ''اسلام مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام'' انتہائی جامع کتاب ہے، جس میں دین اسلام کے فضائل، محاسن، ارکان، اس کے تقاضے اور اسلام کے متضاد امور شرک، بدعات، تقلید اور مذاہب باطلہ کا رد بڑے احسن پیرائے میں کیا گیا ہے۔ درحقیقت یہ ایک دستاویز ہے، جو کتاب و سنت کے دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے مزین ہے، ہمارے ان دونوں انتہائی قریبی دوستوں ابوحمزہ عبدالخالق اور حضرت حافظ صاحب نے لؤلؤے متناثرہ اور ازھار منتشرہ کو یکجا کر کے اہل اسلام کے لیے ایک خوبصورت اور دلنشیں گلدستہ تیار کر دیا ہے۔ جس کی خوشبو کی مہک سے وہ اپنے دل و دماغ کو معطر اور اپنے ایمان و اسلام کو جلا بخش سکتے ہیں۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو ہوں کہ وہ اہل اسلام کو اس کتاب نافع سے کماحقہ مستفید ہونے کی توفیق ارزانی فرمائے اور نجات کا ذریعہ اور کامیابی و کامرانی کا وسیلہ بنائے۔ اور روزِ قیامت اس کے مؤلفین اور اس پر عاملین کے لیے توشۂ آخرت اور فوز و فلاح کا زینہ بنائے۔

آخر میں جن بھائیوں تک یہ علمی دستاویز پہنچے انہیں اس کے بالاستیعاب مطالعہ کا مشورہ دیتے ہیں۔ یہ کتاب ہر مکتب، ہر دُکان، ہر گھر اور ہر مکتبہ کی زینت ہونی چاہیے۔

واُصلی واُسلم علی نبیہ محمد و علی آلہ و صحبہ وسلم

وکتبہ

عبداللہ ناصر رحمانی

سرپرست: ادارہ انصار السنہ پبلیکیشنز، لاہور

29-11-2012

Marfat.com

باب نمبر ا:

# تخلیق انسانیت اور بعثت انبیاء علیہم السلام

اللہ تعالیٰ نے سیّدنا آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے مٹی سے پیدا کیا اور انسانی شکل دے کر اس میں روح پھونکی، تو تمام فرشتوں کو انھیں سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ سب نے بات مان لی اور اطاعت کی، لیکن ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا:

﴿وَ لَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ لَمْ یَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ﴾ (الاعراف: ۱۱)

''اور ہم نے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہاری صورت بنائی، پھر فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو، تو ابلیس کے علاوہ تمام نے سجدہ کیا، وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ ہو سکا۔''

## تخلیق انسانیت کا مقصد:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَ نُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرہ: ۳۰)

''اور جب تیرے ربّ نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں تو انہوں نے کہا کہ (اے اللہ!) کیا تو اس میں ایسے آدمی کو نائب بنائے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خونریزی کرے گا، اور ہم تو تیری تسبیح اور حمد و ثنا بیان رہتے ہیں۔ (اللہ نے) کہا: جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔''

اس آیت کریمہ میں بنی آدم پر ایک طرح کے احسان کا ذکر ہے کہ اللہ نے انہیں پیدا

Marfat.com

کرنے سے پہلے فرشتوں کے سامنے ان کا ذکر کیا اور ان کی فضیلت بیان کی، یعنی فرمایا کہ میں ایک ایسی قوم پیدا کرنا چاہتا ہوں جس کی ایک نسل دوسری نسل کے بعد آتی رہے گی۔ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم خاص سے سمجھ لیا ہوگا کہ وہ زمین میں فساد کرے گا اور خون بہائے گا۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ فرشتوں کی یہ عرض بطور اعتراض تھی؛ نہ بنی آدم سے حسد کے طور پر تھی کہ پروردگار! ایسی مخلوق کے پیدا کرنے میں کون سی حکمت ہے؟ اگر عبادت مقصود ہے تو عبادت ہم کرتے ہی ہیں، تسبیح و تقدیس و تحمید ہر وقت ہماری زبانوں پر ہے اور پھر فساد وغیرہ سے پاک ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے سوال کا جواب دیا کہ باوجود اس کے فساد کے، پھر بھی جن مصلحتوں اور حکمتوں کی بنا پر پیدا کر رہا ہوں، انہیں میں ہی جانتا ہوں، تمہارا علم ان تک نہیں پہنچ سکتا۔ میں جانتا ہوں کہ ان میں انبیاء اور رسول ہوں گے۔ ان میں صدیق اور شہید ہوں گے۔ ان میں عابد، زاہد، اولیاء، ابرار، نیکوکار، قرب بارگاہ، علماء، صلحا، متقی، پرہیزگار، خوف الٰہی، حب باری تعالیٰ رکھنے والے بھی ہوں گے۔ میرے احکام کی بسر و چشم تعمیل کرنے والے، میرے نبیوں کے ارشاد پر لبیک پکارنے والے بھی ہوں گے۔ (تفسیر ابن کثیر: ۱/۱۲۶۔۱۲۷۔ ملخصاً)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝﴾ (الذاریات: ۵۶)

"اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔"

دوسرے مقام پر فرمایا کہ وہ ذات اس سے بہت ہی بلند و بالا ہے کہ وہ کسی چیز کو بے کار پیدا کرے۔ اس نے تو تمھیں محض اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝﴾

(المؤمنون: ۱۱۵)

"کیا تم یہ گمان کیے بیٹھے ہو کہ ہم نے تمہیں بے کار پیدا کیا ہے، اور تم ہماری طرف دوبارہ لوٹائے نہیں جاؤ گے۔"

Marfat.com

## شیطان نے آدم علیہ السلام کو لغزش میں مبتلا کر دیا:

جب اللہ کے حکم پر تمام فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا، اس سجدہ سے مقصود آدم علیہ السلام کی تعظیم تھی یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو عزت دے دی، پھر ان کی بیوی کو ان کی پسلی سے پیدا کیا، تاکہ آدم ان کے ذریعے سکون حاصل کریں، اور اللہ نے اپنی نعمت ان پر تمام کردی کہ دونوں کو حکم دیا کہ جنت میں رہیں اور اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں۔

﴿ وَ قُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۪ وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾ (البقرہ: ۳۵)

''اور ہم نے کہا: اے آدم! تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو، اور اس میں جتنا چاہو اور جہاں سے چاہو کھاؤ اور اس درخت کے قریب مت جاؤ، ورنہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَ لَا تَعْرٰى ۝ وَ اَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَ لَا تَضْحٰى ﴾

(طٰہٰ: ۱۱۸ تا ۱۱۹)

''اللہ نے آدم سے کہا کہ جنت میں نہ تمہیں بھوک لگے گی اور نہ تم ننگے ہو گے، نہ تمہیں پیاس لگے گی اور نہ گرمی۔''

اللہ تعالیٰ نے سیّدنا آدم علیہ السلام کے لیے جنت کی ہر نعمت مباح کردی، سوائے اس درخت کے جس کا کھانا اللہ نے ان کے لیے ممنوع قرار دے دیا، تاکہ ان کے لیے اس ممنوع درخت کو کھانے کا کوئی عذر باقی رہ جائے۔ اور یہ ممانعت اللہ کی طرف سے ان کا امتحان تھا۔

چنانچہ ابلیس نے جب انہیں اس حال میں دیکھا تو اس کے حسد کی آگ بھڑک اُٹھی اور ان کے ساتھ مکر و فریب کی سوچ لی، تاکہ وہ وہ جن نعمتوں سے بہرہ مند ہو رہے ہیں، اور جو خوبصورت لباس زیب تن کیے ہوئے ہیں ان سے چھن جائے، چنانچہ اس نے اللہ کے خلاف افترا پردازی کرتے ہوئے کہا کہ تمہارے ربّ نے تمہیں اس درخت سے اس لیے منع کیا ہے کہ

Marfat.com

اگر اسے کھالو گے تو تم فرشتے بن جاؤ گے، پھر کھانے پینے کی محتاجی نہیں رہے گی یا تمہیں موت لاحق نہیں ہوگی اور جنت میں ہمیشہ ہمیش کے لیے رہو گے۔ اور ابلیس نے انہیں اپنی صداقت کا یقین دلانے کے لیے ذاتِ باری تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ میں تم دونوں کا انتہائی خیر خواہ ہوں جبھی یہ راز تمہیں بتا دیا ہے۔

﴿ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَ قَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝۲۰ وَ قَاسَمَهُمَاۤ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝۲۱ ﴾

(الاعراف: ۲۰۔۲۱)

”شیطان نے ان دونوں کے دل میں وسوسہ پیدا کیا، تاکہ ان کے بدن کا جو حصہ ایک دوسرے سے پوشیدہ تھا اسے دونوں کے سامنے ظاہر کردے، اور کہا کہ تمھارے ربّ نے تمھیں اس درخت سے اس لیے منع کیا ہے کہ کہیں تم دونوں فرشتہ نہ بن جاؤ، یا جنت میں ہمیشہ رہنے والوں میں سے نہ بن جاؤ۔ اور ان دونوں کے سامنے خوب قسمیں کھائیں کہ میں تم دونوں کا بے حد خیر خواہ ہوں۔“

شیطان نے دونوں کو دھوکہ دے کر بلندی سے پستی میں پہنچا دیا۔ یعنی کہ اس نے ان دونوں کو ارتکاب معصیت کی ہمت دلائی، چنانچہ جب انھوں نے اس شجرۂ ممنوعہ کو شیطان کے دھوکے میں آکر کھالیا، تو اس نافرمانی کا انجام فوراً ہی ان کے سامنے آگیا کہ ان کے لباس ان کے جسموں سے الگ ہوئے تو جنت کے درختوں کے پتے لے لے کر اپنے جسموں پر چپکانے لگے تاکہ اپنی پردہ پوشی کریں۔ تب اللہ نے ان سے کہا، کیا میں نے تمھیں اس درخت کے کھانے سے نہیں روکا تھا، اور کہا نہیں تھا کہ شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے۔

﴿ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَ نَادٰىهُمَا رَبُّهُمَاۤ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَ اَقُلْ لَّكُمَاۤ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۲۲ ﴾ (الاعراف: ۲۲)

Marfat.com

''پس اُس نے دونوں کو دھوکہ دے کر اپنے جال میں پھانس لیا، پس جب دونوں نے اس درخت کو چکھا تو ان کی شرمگاہیں دکھائی دینے لگیں اور دونوں اپنے جسم پر جنت کے پتے چسپاں کرنے لگے، اور ان دونوں کے ربّ نے انھیں پکارا کہ کیا میں نے تمھیں اس درخت سے نہیں روکا تھا، اور کہا نہیں تھا کہ بے شک شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے۔''

## آدم علیہ السلام کی توبہ، اور اللہ کا عطا کردہ معافی نامہ:

اس وقت انھوں نے اپنے ربّ سے کلمات سیکھے اور ان کے ذریعے توبہ کی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کر لی۔

﴿ فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیۡهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ ﴿۳۷﴾ ﴾

(البقرہ:۳۷)

''آدم نے اپنے ربّ سے چند کلمات سیکھے، تو اللہ نے ان کی توبہ قبول کر لی، بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ہے۔''

سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ''فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ'' کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے کہا: یاربّ! کیا تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے نہیں بنایا؟ اللہ نے کہا: ہاں، آدم نے کہا: اگر میں توبہ کروں اور اپنی حالت درست کر لوں، تو کیا تو مجھے دوبارہ جنت میں لوٹا دے گا؟ اللہ نے کہا: ہاں۔ [1]

## معافی نامہ کا متن:

وہ کلمات جو اللہ نے سیّدنا آدم علیہ السلام کو سکھائے تاکہ ان کے ذریعہ اپنی توبہ کا اعلان کریں، یہ دعا تھی:

﴿ رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا ٚ وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۲۳﴾ ﴾

(الاعراف:۲۳)

---

[1] تفسیر طبری: ۱/۵۴۳.

Marfat.com

''اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا، اور اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہمارے حال پر رحم نہ کیا تو ہم بے شک خسارہ پانے والوں میں سے ہوں گے۔''

## سفرارضی اور ہدایت اور ضلالت کے رستے:

اللہ تعالیٰ نے آدم وحوا علیہما السلام سے خطاب فرمایا کہ اب تم زمین پر رہو گے، اور ہم تمھاری طرف ہدایت اُتاریں گے، تو جو میری بھیجی گئی ہدایت کی اتباع کرے گا، اسے نہ دنیا میں کسی کھوئی ہوئی چیز کا غم ہوگا، اور نہ آخرت میں اپنے انجام کے بارے میں کوئی خوف لاحق ہوگا۔ ارشاد فرمایا:

﴿ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴾ (البقرہ:۳۸)

''ہم نے کہا: تم سب اس سے نیچے جاؤ، پھر اگر تمھیں میری طرف سے ہدایت آئے، تو جو لوگ میری ہدایت کی پابندی کریں گے، انھیں نہ تو کوئی خوف لاحق ہوگا اور نہ ہی وہ کسی غم میں مبتلا ہوں گے۔''

اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ﴾ (طٰہٰ:۱۲۳)

''جو میری ہدایت کو مانے گا وہ نہ دنیا میں گمراہ ہوگا اور نہ آخرت میں اسے بدنصیبی لاحق ہوگی۔''

اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے، اُن کا ٹھکانہ جہنم ہوگا، جہاں وہ لوگ ہمیشہ کے لیے رہیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴾

(البقرہ:۳۹)

''اور جو لوگ کفر کریں گے اور ہماری نشانیوں کو جھٹلائیں گے وہی لوگ جہنم والے ہوں گے، اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔''

Marfat.com

اولادِ آدم بڑھی، دنیا میں پھیلی اور پوری دنیا کی قابل سکونت زمین میں بس گئی اور مختلف قبیلوں، قوموں اور خاندانوں میں بٹ گئی:

﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْاؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۝۱۳ ﴾

(الحجرات:۱۳)

''اے لوگو! ہم نے تمھیں مرد اور عورت کے ملاپ سے پیدا کیا ہے، اور ہم نے تمھیں قوموں اور قبیلوں میں اس لیے بانٹ دیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے معزز وہ ہیں جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہیں، بے شک اللہ بڑا جاننے والا، ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔''

## سلسلہ بعثت انبیاء ورسل علیہم السلام:

آدم علیہ السلام اور تمام انسانیت کو اللہ ربّ العزت نے فطرتِ اسلام پر تخلیق کیا۔ آدم علیہ السلام کے بعد مدتوں لوگ اسی شریعت حقہ پر قائم اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے رہے۔ پھر شیطان مردود نے انہیں گمراہ کیا اور غیر اللہ کی عبادت کرنے لگے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَ مُنْذِرِیْنَ وَ اَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِیَحْكُمَ بَیْنَ النَّاسِ فِیْمَا اخْتَلَفُوْا فِیْهِؕ وَ مَا اخْتَلَفَ فِیْهِ اِلَّا الَّذِیْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنٰتُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِیْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖؕ وَ اللّٰهُ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝۲۱۳ ﴾ (البقرۃ:۲۱۳)

''پہلے سبھی لوگ ایک دین پر قائم تھے (پھر مرورِ زمانہ کے ساتھ ان میں اختلاف ہوگیا) تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو مبعوث کیا، جن کا کام لوگوں کو جنت کی خوشخبری دینا، اور عذابِ نار سے ڈرانا تھا، اور ان کے ساتھ برحق کتابیں نازل کیں، تاکہ اللہ لوگوں کے درمیان اُس بات میں فیصلہ کردے جس میں انہوں نے آپس میں

Marfat.com

اختلاف کیا، اور اُس میں اختلاف ان لوگوں نے کیا جنہیں کتاب دی گئی تھی، اور کھلی نشانیاں آجانے کے باوجود صرف باہم دشمنی اور عناد کی وجہ سے اختلاف کیا، تو اللہ نے اپنے فضل وکرم سے اہل ایمان کی اس مختلف فیہ بات میں حق کی طرف رہنمائی کی، اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی ہدایت دیتا ہے۔''

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مفسر قرآن سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول مروی ہے کہ:

((كَانَ بَيْنَ نُوحٍ وَّ آدَمَ عَشَرَةُ قُرُوْنٍ، كُلُّهُمْ عَلَى شَرِيْعَةٍ مِنَ الْحَقِّ، فَاخْتَلَفُوْا، فَبَعَثَ اللهُ النَّبِيِّيْنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ.)) [1]

''آدم اور نوح علیہما السلام کے درمیان دس صدیوں کی مدت تھی۔ اس پوری مدت میں لوگ ایک ہی شریعت حقہ پر قائم رہے، پھر ان کے درمیان مرورِ زمانہ کے ساتھ اختلاف واقع ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو بشیر ونذیر بنا کر بھیجا۔''

## سب سے پہلے انسان، سب سے پہلے نبی:

آدم علیہ السلام سب سے پہلے انسان ہونے کے ساتھ ساتھ سب سے پہلے نبی بھی تھے۔ چنانچہ سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا: کہ اے اللہ کے رسول! کیا آدم علیہ السلام نبی تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((كَانَ آدَمُ نَبِيًّا مُكَلَّمًا كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ نُوحٍ عَشَرَةَ قُرُوْنٍ وَكَانَتِ الرُّسُلُ ثَلَاثَمِائَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ.)) [2]

''ہاں! نبی تھے جو اللہ سے ہم کلام ہوئے۔ آدم اور نوح (علیہما السلام) کے درمیان دس صدیوں کی مدت تھی۔ اور تین سو پندرہ رسول تھے۔''

اس کے بعد اللہ تعالیٰ پے در پے انبیاء ورسل کو ان کی اقوام کی طرف بھیجتا رہا۔

---

[1] مستدرک حاکم: ۲/ ۵۶۴۔ ۵۷۴۔ تفسیر طبری: ۲/ ۱۹۴۔ سلسلة الصحيحة: ۷/ ۸۵۴۔ حاکم، ذہبی اور محدث البانی نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

[2] سلسلة الصحيحة، رقم: ۲٦٦٨.

Marfat.com

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ؕ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّ جَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴾ (مؤمنون:۴۴)

''پھر ہم نے پے در پے اپنے رسول بھیجے، جب بھی کسی جماعت کے پاس اس کا رسول آیا، انہوں نے اسے جھٹلایا، تو ہم بھی انہیں یکے بعد دیگرے ہلاک کرتے گئے اور اُنہیں کہانیاں بناتے گئے، پس ایمان نہ لانے والوں سے دنیا پاک ہوتی گئی۔''

## اولادِ آدم علیہ السلام میں سے پہلے رسول سیّدنا نوح علیہ السلام:

اولادِ آدم علیہ السلام میں سے پہلے رسول سیّدنا نوح علیہ السلام ہیں۔ صحیح بخاری کی حدیث شفاعت میں ہے۔ کہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آ کر کہیں گے کہ اے نوح! بیشک آپ زمین والوں کی طرف اللہ کے سب سے پہلے رسول ہیں۔ (1)

علامہ سندھی رقمطراز ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ نوح علیہ السلام سب سے پہلے رسول ہیں جو کفار کو ایمان کی دعوت دینے کے لیے بھیجے گئے تھے۔ ان سے پہلے آدم وشیث وادریس علیہم السلام کفار کی طرف نہیں بلکہ مومنوں کو شریعت سکھانے کے لیے بھیجے گئے تھے کیونکہ نوح علیہ السلام سے پہلے کفر کا وجود نہ تھا۔ (2)

اور علامہ مبارکپوری رحمہ اللہ نے ایک اور اشکال کا ذکر کیا ہے۔ کہتے ہیں: کہ سیّدنا نوح علیہ السلام زمین والوں کی طرف سب سے پہلے رسول ہیں، تو یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت والی حدیث سے متعارض ہے جس میں آیا ہے کہ مجھ سے پہلے انبیاء صرف اپنی قوموں کی طرف بھیجے جاتے تھے۔ اور میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ پھر ازالہ تعارض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نوح علیہ السلام تو اپنی قوم ہی کی طرف مبعوث تھے۔ آپ کی اصل بعثت میں عموم نہیں تھا۔ البتہ یہ ہوا کہ طوفان نوح میں ہلاک ہونے کے بعد پوری دنیا میں جو لوگ باقی رہ گئے تھے ان کی قوم ہی

---

(1) صحیح بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، رقم: ۳۳۴۰.

(2) شرح سنن ابن ماجہ: ۴/۵۲۵.

Marfat.com

کے باقی ماندہ لوگ تھے۔ (تحفۃ الاحوذی: ۳/۲۹۷)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖۤ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴾ (ھود:۲۵)

''اور بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا (انہوں نے ان سے کہا کہ) میں تو تمہیں اللہ کے عذاب سے کھل کر ڈرانے والا ہوں۔''

اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کی ہدایت کے لیے سیّدنا ہود علیہ السلام کو مبعوث کیا تھا، جو انہی میں سے تھے۔ یہ لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ سیّدنا ہود علیہ السلام نے ان سے کہا: اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی عبادت کرو جس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور تم جو اسے چھوڑ کر بتوں کی پرستش کرتے ہو تو یہ بہت بڑی افترا پردازی ہے، اس لیے کہ اللہ نے تمہیں کبھی نہیں کہا کہ اس کے بجائے اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے بتوں کی عبادت کرو۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴾ (ھود:۵۰)

''اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا، انہوں نے کہا، اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں ہے، تم لوگ اللہ پر صرف افترا پردازی کرتے ہو۔''

مدائن حجر جو تبوک اور مدینہ منورہ کے درمیان واقع تھا۔ صالح علیہ السلام ہود علیہ السلام کے سو سال کے بعد وہاں مبعوث ہوئے۔ انہوں نے بھی اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ تم لوگ صرف اللہ کی عبادت کرو جس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں ہے، جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہے اور تمہیں زمین میں آباد کیا، اور اسے آباد رکھنے کی تمہارے اندر صلاحیت ودیعت کی اس لیے تم لوگ شرک سے توبہ کرو اور اللہ کی طرف رجوع کرو، اللہ بڑا ہی قریب ہے اور اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ

Marfat.com

غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ﴿۶۱﴾ (ھود: ۶۱)

''اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا، انہوں نے کہا: اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں ہے، اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، اور اس میں تمہیں آباد کیا، تو تم اس سے مغفرت طلب کرو، پھر اس کی جناب میں توبہ کرو، بے شک میرا ربّ قریب ہے اور دُعا قبول کرتا ہے۔''

اہل مدین کی طرف شعیب علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾ وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۸۶﴾ (ہود: ۸۴-۸۶)

''اہل مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا، انہوں نے کہا: اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں ہے، اور ناپ تول میں کمی نہ کرو، میں تمہیں خوشحال دیکھ رہا ہوں، اور بے شک میں تمہارے بارے میں ایسے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں جو ہر چیز کو اپنے احاطے میں لے لے گا۔ اور اے میری قوم! تم عدل وانصاف کے ساتھ ناپ تول پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو، اور زمین میں فساد پھیلانے والے بن کر نہ رہو۔ اگر تم مومن ہو تو اللہ کا دیا جو حلال مال بچ جائے، وہ تمہارے لیے بہتر ہے، اور میں تم لوگوں کا نگہبان نہیں ہوں۔''

اسی طرح انبیاء ورسل علیہم السلام اللہ تعالیٰ یکے بعد دیگرے خاص اقوام کی طرف بھیجتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ

Marfat.com

وَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِیْسٰی وَاَیُّوْبَ وَیُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَیْمٰنَ ۚ وَاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَیْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَیْكَ ؕ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰی تَكْلِیْمًا ۝﴾ (النسآء: ۱۶۳-۱۶۴)

''بے شک ہم نے آپ پر وحی اتاری ہے، جیسے نوح اور ان کے بعد کے دوسرے انبیاء پر اُتاری تھی، اور جیسے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان پر وحی اتاری تھی، اور ہم نے داود کو زبور دیا تھا۔ اور ہم نے ایسے رسول بھیجے جن کے حالات ہم نے اس کے قبل آپ کو (بذریعہ وحی) بتادیئے ہیں، اور ایسے بھی رسول بھیجے جن کے حالات ہم نے آپ کو نہیں بتائے ہیں، اور اللہ نے موسیٰ سے کلام کیا۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ان پچیس انبیاء کے نام ذکر کیے ہیں، جن کے نام اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان کیے ہیں، اکثر و بیشتر انبیاء کے نام معلوم نہیں ہیں۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے جن انبیاء کا نام لے کر ذکر کیا ہے۔ وہ یہ ہیں:

آدم، ادریس، نوح، ہود، صالح، ابراہیم، لوط، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، یوسف، ایوب، شعیب، موسیٰ، ہارون، یونس، داود، سلیمان، الیاس، الیسع، زکریا، یحییٰ اور عیسیٰ علیہم السلام۔

اسی طرح بہت سے مفسرین کے نزدیک ذوالکفل بھی نبی ہیں۔ سلسلۂ نبوت ورسالت ہمارے آخری پیغمبر سیّد الانبیاء والمرسلین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۝﴾ (الأحزاب: ۴۰)

''محمد تم لوگوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، وہ تو اللہ کے رسول اور انبیاء کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں، اور اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔'' (تفسیر ابن کثیر: ۲/ ۲۹، بتعدیل)

Marfat.com

یہ آیت کریمہ نص صریح ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور جب کوئی نبی نہیں تو پھر بدرجۂ اولیٰ کوئی رسول بھی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ رسالت کا مقام نبوت سے اعلیٰ ہے کیونکہ ہر رسول نبی ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔

**بعثت انبیاء کا مقصد:**

اللہ تعالیٰ نے انبیاء اس لیے مبعوث کیے تا کہ وہ ایمان والوں کو جنت کی خوشخبری دیں اور کافر کو عذابِ نار سے ڈرائیں، تا کہ قیامت کے دن انسانوں کے پاس اللہ کے سامنے احتجاج کرنے کے لیے کوئی بہانا باقی نہ رہے، کہ اے اللہ! تو نے ہماری ہدایت کے لیے رسول کیوں نہیں بھیجے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ ۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۶۵﴾ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۱۶۶﴾﴾ (النسآء: ۱۶۵-۱۶۶)

''ہم نے ایسے انبیاء بھیجے جو جنت کی خوشخبری دینے والے اور جہنم سے ڈرانے والے تھے، تا کہ رسولوں کی بعثت کے بعد، لوگوں کے پاس اللہ کے خلاف کوئی حجت نہ باقی رہے، اور اللہ بڑا زبردست اور بڑی حکمتوں والا ہے۔ (یہ کفار نہیں مانتے تو نہ مانیں) لیکن اللہ اس وحی کی شہادت دیتا ہے جو اس نے آپ پر اُتاری ہے، اس نے اسے اپنے علم کے مطابق اُتارا ہے، اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں، اور اللہ بحیثیت گواہ کافی ہے۔''

صحیحین میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عزوجل سے زیادہ کسی کو (بندوں کا) معافی مانگنا پسند نہیں۔'' [1]

اس لیے اس نے جنت کی خوشخبری دینے اور جہنم سے ڈرانے کے لیے انبیاء مبعوث کیے، تا کہ لوگ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کو اپنا کر، اور اپنے گناہوں کی معافی مانگ کر اللہ کی رضا کے حقدار بن جائیں۔

---

[1] صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، رقم: ۶۹۹۱ و ۶۹۹۴۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ۴۶۳۴.

Marfat.com

باب نمبر ۲:

# دین اسلام میں توحید کی اہمیت

## توحید کا معنی ومفہوم:

توحید کا مادہ ''وحد'' ہے اور اس کے مصادر ''وحدًا''، ''وحدةً''، ''حِدَةً'' اور ''وُحُودًا'' آتے ہیں۔

توحید کا لغوی معنی ومفہوم ہے: ''اپنی ذات میں ایک ہونا، منفرد ہونا، یکتا ہونا، اکیلا ہونا۔ اور جو ہستی اپنی ذات میں ایک ہو، منفرد ہو، یکتا ہو، اُسے ''وَحِیْد''، ''وَحُدٌ'' یا ''وَحِد'' کہتے ہیں۔

اصطلاحِ شرع میں ''توحید'' یہ ہے کہ اللہ کو اس کی ذات اور صفات میں یکتا وتنہا مان کر اُس کی عبادت کرنا (کسی اور کو اُس کی صفات الوہیت اور عبادت میں شریک نہ ٹھہرانا۔)

المغنی المرید: ۱/۱۳

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں توحید کی شرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''توحید کے چار بنیادی اور اساسی عقیدے ہیں:

۱: واجب الوجود اور ازلی اور ابدی صرف اللہ کی ذات ہے۔

۲: عرش، آسمانوں، زمین اور تمام جواہر کا خالق اللہ ہے۔ ان دو عقیدوں سے نہ مشرکین عرب نے اور یہود ونصاریٰ نے اختلاف نہیں کیا۔

۳: آسمانوں، زمین اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کا مدبر، متصرف اور منتظم صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

۴: عبادت اور پرستش کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ ان آخری دو عقیدوں میں باہمی تلازم ہے اور ان دونوں عقیدوں میں بہت سے گروہوں نے اختلاف کیا ہے۔ [1]

---

[1] حجة الله البالغة، القسم الأول، باب التوحيد.

Marfat.com

## توحید کی ضرورت:

ہر انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت کے ذریعے نشوونما کرے تاکہ بچہ جب بڑا ہو تو عقیدۂ توحید پر کاربند ہو اور دین اسلام کا سچا پیروکار بنے۔ اپنے مسائل کا حل بھی دین اسلام میں تلاش کرے۔ کیونکہ یہی اللہ کا وہ سچا اور مکمل دین ہے جس میں کوئی کجی نہیں اور کمی نہیں۔ لیکن آج لوگ اس حقیقت سے ناواقف ہیں اور یہی وجہ ہے کہ وہ اس صحیح، سچے اور مکمل دین کو چھوڑ کر ادیانِ باطلہ کے پیروکار بن کر ضلالت و گمراہی کے سمندروں میں غرق ہو گئے ہیں۔

## توحید کی اہمیت:

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا عقیدہ ایمان کا جزوِ اعظم اور دین اسلام کا اصل الاصول ہے۔ عبادات و معاملات اور اعمال و اخلاق یعنی تمام اعمالِ صالحہ کی روح ہے، اگر توحید نہیں تو ایمان و اسلام بھی نہیں، بغیر توحید کے تمام عبادات و معاملات مردود، رائیگاں اور بے ثمر ہوں گے۔

یہ عقیدہ اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی نشر و اشاعت اور افہام و تفہیم کی خاطر ایک لاکھ سے زیادہ پیغمبر اور سینکڑوں کتب اور صحیفے نازل فرمائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ﴾ (الأنبياء:۲۵)

”اور ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھی بھیجا، اس پر یہی وحی نازل کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، لہٰذا تم سب میری ہی عبادت کرو۔“

سید الانبیا محمد رسول اللہ ﷺ پر چونکہ سلسلۂ نبوت و رسالت ختم کرنا تھا اس لیے آپ کی بعثت اور تنزیلِ قرآن سے سارے دین اسلام کی عموماً اور اسلام کے اس بنیادی عقیدے کی خصوصاً تکمیل فرما دی۔ قرآنِ مجید کا ۱/۳ حصہ اسی اہم مسئلہ توحید سے متعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ (الإخلاص:۱)

Marfat.com

''اے نبی! کہہ دیجیے کہ اللہ ایک ہے۔''

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴾ (البقرۃ:۱۶۳)

''اور تم سب کا معبود ایک اللہ ہے، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔''

مذکورہ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اس کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، وہ اپنی ذات، اسماء وصفات اور افعال میں اکیلا ہے، کوئی اُس کا شریک نہیں، اس کے علاوہ کوئی خالق ومدبر نہیں۔ اس لیے عبادت کی تمام صورتیں صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں۔

اس آیت کریمہ میں توحید کی اجمالی دلیل بیان کرنے کے بعد اس سے اگلی آیت کریمہ میں تفصیلی دلائل کا ذکر فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ توحید کو دلائل عقل ونقل، آیاتِ آفاق والنفس اور نظائر وامثال سے فرمایا ہے یعنی انسان کو دعوت فکر دی ہے کہ ذرا ان نشانیوں میں غور تو کرو، کیا یہ اللہ کے وجود اور اس کے قادر مطلق ہونے کے دلائل نہیں ہیں؟

آسمان کی بلندی، اس کی وسعت وپنہائی، اس میں چاند، سورج اور ستاروں کی دنیا، زمین کی پستی، اس کا ہموار ہونا، اس کے پہاڑ، اس کے سمندر، اس کی آبادیاں، اور گوناں گوں نفع بخش چیزیں، دن اور رات کی باضابطہ گردش، گرمی، سردی، موسم کا اعتدال، لیل ونہار کا چھوٹا اور بڑا ہونا، کشتیوں اور جہازوں کا سمندروں میں انواع واقسام کے سامان لے کر چلنا، سمندروں اور ہواؤں کا اس کے لیے مسخر ہونا، آسمان سے بارش کا نزول، جس سے مردہ زمین زندہ ہوجاتی ہے، اور مختلف انواع واقسام کے نباتات اور کھانے کی چیزوں کی تخلیق، زمین میں مختلف الانواع جانور اور حضرت انسان کے لیے ان کی تسخیر، ہواؤں کا چلنا، ٹھنڈی، گرم، جنوبی، شمالی، شرقی اور غربی ہواؤں کا تنوع، اور بادلوں کا وجود جو بارش کا پانی اٹھا کر اللہ کے حکم سے دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچتے رہتے ہیں۔

یقیناً یہ ساری چیزیں اللہ کے وجود اور اس کی قدرت مطلقہ پر دلالت کرتی ہیں، اور ہر

Marfat.com

صاحب عقل وخرد کے لیے اللہ پر ایمان لانے کے لیے یہ نشانیاں کافی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ الْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ بَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّ تَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴾

(البقرہ: ۱۶۴)

”بے شک آسمان وزمین کی تخلیق، لیل ونہار کی گردش اور اُن کشتیوں میں جو سمندر میں لوگوں کے لیے نفع بخش سامان لے کر چلتی ہیں، اور اُس بارش میں جیسے اللہ آسمان سے بھیجتا ہے، اور جس کے ذریعہ وہ مردہ زمین میں جان ڈالتا ہے، اور جس زمین پر اللہ نے تمام قسم کے جانوروں کو پھیلا دیا ہے، اور ہواؤں کے رخ بدلنے میں، اور اس بادل میں جسے اللہ آسمان وزمین کے درمیان مسخر کیے ہوتا ہے، اصحابِ عقل وخرد کے لیے بہت ساری نشانیاں ہیں۔“

سورۃ بنی اسرائیل کے ابتدا میں جہاں دین اسلام کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے، وہاں ابتدا ﴿لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ﴾ (بنی اسرائیل: ۲۲) ”اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو شریک نہ بناؤ“ سے کی گئی ہے، پھر احکامات دینیہ کو بیان کرنے کے بعد آخر میں ارشاد فرمایا:

﴿ ذٰلِكَ مِمَّاۤ اَوْحٰۤی اِلَیْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ وَ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ﴾

(بنی اسرائیل: ۳۹)

”یہ سب حکمت کی وہ باتیں ہیں جو آپ کے ربّ نے آپ کو بذریعہ وحی عطا کی ہیں، اور آپ اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کو شریک نہ ٹھہرایئے۔“

**فائدہ**:...... اس سے ایک لطیف اشارہ اس طرف بھی ہے کہ دین کی ابتدا بھی کلمہ توحید ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“ سے اور انتہا بھی توحید پر ہے۔

Marfat.com

## توحید کی اقسام:

توحید کو تین درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

(۱)......توحید الوہیت۔(۲)...... توحید ربوبیت۔(۳)......توحید الاسماو الصفات

## اوّل۔توحید الوہیت:

توحید الوہیت کا مطلب یہ ہے کہ جملہ عبادات میں اللہ تعالیٰ کو اکیلا مانا جائے، اور کسی طرح کی عبادت غیر اللہ لیے نہ کی جائے۔

یادرہے کہ یہی وہ توحید ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو تخلیق کیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴾ (الذاریات:۵۶)

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔''

عبادت کے جملہ مراسم، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقات، رکوع وسجود، نذر ونیاز، طواف واعتکاف، دعاو پکار، استعانت واستغاثہ، اطاعت وغلامی، فرمانبرداری اور پیروی صرف ایک اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں۔ان چند میں سے کسی ایک میں بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرانا ''شرك في العبادة'' یا ''شرك في الالوهية'' کہلائے گا۔

پس شرک کی تعریف یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی غیر کی بھی کس طرح کی پرستش کی جائے۔سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((اَلْمُشْرِكُ الَّذِي عَبَدَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ)) [1]

''مشرک وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی غیر کی بھی کسی طرح کی عبادت کرے۔''

## دوم۔توحید ربوبیت:

توحید ربوبیت یہ ہے کہ اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق، رازق، زندہ کرنے

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الرعد۔

Marfat.com

والا، موت دینے والا ہے، اور وہی سارے جہاں کا کارساز ہے جس کی آسمانوں اور زمین میں حکومت ہے، اور اس قسم کی توحید کا اقرار واعتراف اس فطرت کا تقاضا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا فرمایا ہے، حتی کہ مشرکین جن کے درمیان رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے، وہ بھی اس کا اقرار کرتے تھے اور اس کے منکر نہ تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴾ (یونس: ۳۱)

''یعنی آپ پوچھئے کہ تمہیں آسمان اور زمین سے روزی کون پہنچاتا ہے، یا کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے، اور کون زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے، اور کون تمام اُمور کی دیکھ بھال کرتا ہے، وہ جواب میں یہی کہیں گے کہ اللہ۔ تو آپ کہئے کہ پھر تم لوگ شرک سے کیوں نہیں بچتے ہو۔''

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِیْزُ الْعَلِیْمُ ﴾ (الزخرف: ۹)

''اور اگر آپ ان مشرکین سے پوچھیں کہ آسمان وزمین کس نے بنائے ہیں، تو ضرور کہیں گے، ان کو غالب جاننے والے نے پیدا کیا ہے۔''

مگر دہریے اور کیمونسٹ اور جن کا بھی ذہن ان کی تعلیمات سے آلودہ ہے، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انسان اور یہ کائنات اور اس میں موجودہ سب چیزیں خود بخود پیدا ہوگئی ہیں، نیچر ہی ان کا خالق ہے، لیکن وہ اس پر عقل سلیم کو آمادہ نہ کر سکے، اور علت العلل کے نام سے الٰہی صفات کو انہیں تسلیم کرنا پڑا۔

**ہندومت میں تصورِ خدا:**

گیتا میں ایک مقام پر لکھا ہے:

Marfat.com

''وہ بھگوان پیدا ہی نہیں ہوا وہ امر ہے اور وہ ساری کائنات کا مالک ہے۔''❶

اُپنشد بھی ہندوؤں کے مقدس منابع میں شمار ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک اشلوک ملاحظہ فرمائیے:

''وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔''❷

ہندومت کی مذہبی کتابوں میں سے وید سب سے زیادہ مقدس سمجھے جاتے ہیں۔ اہم وید چار ہیں:

ا۔ رگ وید۔ ۲۔ یجر وید۔ ۳۔ سام وید۔ ۴۔ اتھر وید

یجر وید میں ایک جگہ درج ہے:

''اس کا کوئی عکس کوئی تمثال نہیں ہے۔ اس کی شان بلاشبہ بلند ہے، ہر درخشندہ وتابندہ شے اسی کے دم سے باقی ہے جیسے سورج وغیرہ۔ وہ مجھے دکھی نہ کرے۔ یہی میری دعا ہے۔ چونکہ وہ نازائیدہ (اَن جنا) ہے اس لیے وہ ہماری پرستش کے لائق ہے۔''❸

اتھر وید میں ہے:

''یقیناً خدا عظیم ہے۔''❹

## سکھ مذہب میں تصورِ خدا:

کوئی بھی سکھ اپنے مذہب کے مطابق خدا کی بہترین تعریف ''مول منتر'' (سکھ مذہب کے بنیادی عقائد کا مجموعہ) کے حوالے سے ہی کرسکتا ہے جو گرو گرنتھ صاحب کے آغاز میں موجود ہے جو کہ گرو گرنتھ صاحب کی پہلی جلد کا پہلا منتر ہے جو ''جاپو جی'' کہلاتا ہے:

''ایک ہی خدا وجود رکھتا ہے وہی حقیقی خالق ہے جو خوف اور نفرت سے آزاد ہے وہ نازائیدہ اور لازوال ہے وہ قائم بالذات (جو خود سے ہو) عظیم اور رحیم ہے۔''

❶ بھگوت گیتا، باب ۱۰، اشلوک ۳۔

❷ چھندو گیا اُپنشد باب ٦، حصہ ۲، اشلوک ۱۔

❸ یجر از دیوی چند ایم اے صفحہ: ۳۷۷

❹ اتھر وید، کتاب ۲۰، باب ۵۸، اشلوک ۳

Marfat.com

## زرتشتی مذہب میں تصورِ خدا:

زرتشتی مذہب میں خدا کو ''اہورامزدا'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔''اہورا'' کا مطلب ''آقا اور خداوند'' کے ہیں اور ''مزدا'' کے معانی دانائے بزرگ اور دانائے کل کے ہیں۔پس ''اہورامزدا'' کے معنی ''خدائے علیم وخبیر'' کے ہیں۔''اہورامزدا'' ہو بہو وحدہ لاشریک خدا کی ترجمانی کرتا ہے۔

## دساتیر [1] کے مطابق خدا کی صفات:

۱: وہ ایک ہے۔

۲: کوئی اُس جیسا نہیں۔

۳: وہ ابتدا اور انتہا کی حدود سے باہر ہے۔

۴: اس کے ماں باپ ہیں نہ بیوی بچے۔

۵: وہ جسم اور صورت سے ماورا ہے۔

۶: آنکھیں اُسے دیکھتی ہیں نہ خیال اسے تصور میں لا سکتا ہے۔

۷: وہ تمہارے ہر تصور اور تخیل سے بالاتر ہے۔

۸: وہ تمہاری ذات سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہے۔ [2]

ہم نے سامی مذاہب سے ہٹ کر غیر سامی مذاہب میں سے تصور اللہ العالمین کا تجزیہ پیش کیا ہے، تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس قسم کی توحید کا انکار کم ہی لوگوں نے کیا ہے، اور وہ بھی تکبر وعناد کی وجہ سے ظاہری طور پر کیا ہے، ورنہ دل سے وہ بھی اس کا اعتراف کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَ جَحَدُوْا بِهَا وَ اسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّ عُلُوًّا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ

[1] دساتیر لگ بھگ سولہ کتابوں کے مجموعے کا نام ہے جسے آذر کیوان کے پیروکاروں نے عہد صفویہ میں تالیف کیا۔آذر کیوان زرتشت مذہب کے بڑے عالموں میں سے تھا جس نے اپنے مریدوں کے ایک گروہ کے ساتھ ہندوستان آکر ایک مذہبی فرقے کی بنیاد ڈالی جو زرتشتی مذہب، اسلام، ہندومت اور عیسائیت کا امتزاج ہے۔دساتیر میں آذر کیوان فرقے کے عقائد درج ہیں۔

[2] بحوالہ: مجھے ہے حکم اذاں۔از ڈاکٹر ذاکر نائیک۔

Marfat.com

عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴾ (النمل:۱۴)

''اوران نشانیوں کا انھوں نے ظلم وسرکشی کی وجہ سے انکار کر دیا، حالانکہ ان کا باطن ان کی صداقت کا یقین کر چکا تھا۔ پس آپ دیکھیں کہ فسادیوں کا کیا انجام ہوتا ہے۔''

## سوم۔توحید اسما وصفات:

توحید اسما وصفات یہ ہے کہ قرآن وسنت سے ثابت شدہ تمام صفاتِ الٰہیہ پر ایمان لایا جائے اور انہیں بلا تکییف وتمثیل اور بلا تحریف وتعطیل مانا جائے ،فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ﴾ (الاعراف:۱۸۰)

''اوراللہ کے بہت ہی اچھے نام ہیں،پس تم لوگ اسے انہی ناموں کے ذریعہ پکارو۔''

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ﴾

(بنی اسرائیل:۱۱۰)

''آپ کہہ دیجیے! کہ تم لوگ اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو، جس نام سے چاہو اُسے پکارو، تمام بہترین نام اسی کے لیے ہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴾ (الشوریٰ:۱۱)

''کوئی چیز اُس کے مانند نہیں اور وہ خوب سننے والا، دیکھنے والا ہے۔''

﴿ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ﴾ (النحل:۷۴)

''پس تم اللہ کے لیے مثال بیان نہ کرو۔''

Marfat.com

# اسماوصفات کے متعلق چنداہم اصول وقواعد

**پہلا اصل:**

اللہ تعالیٰ کے اسماوصفات کے متعلق واردنصوص کتاب وسنت کوان کی ظاہری دلالت پر باقی رکھا جائے۔ ان میں کسی قسم کا تغیر اور تبدیلی کی جسارت نہ کی جائے۔ کیونکہ معنی ظاہر کو تبدیل کرنا، اللہ تعالیٰ پر بلاعلم بات کرنے کے مترادف ہے، جو کہ شرعی طور پر حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (الاعراف:۳۳)

”آپ کہیے کہ میرے ربّ نے تمام ظاہر وپوشیدہ بدکاریوں کو، اور گناہ اور ناحق سرکشی کو حرام کردیا ہے، اور یہ بھی حرام کردیا ہے کہ تم لوگ اللہ کا شریک ایسی چیزوں کو ٹھہراؤ جن کی عبادت کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری ہے، اور یہ بھی کہ تم اللہ کے بارے میں ایسی باتیں کرو جن کا تمہیں علم نہیں۔“

**دوسرا اصل:**

اس اصل کے تحت چند فروعات ہیں جن کے بیان سے پورا قاعدہ سمجھ آجائے گا۔

**پہلی فرع:** اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء غایت درجہ اچھے اور پیارے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَیًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی﴾

(بنی اسرائیل:۱۱۰)

”آپ کہہ دیجیے کہ تم لوگ اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو، جس نام سے

Marfat.com

چاہو اسے پکارو، تمام بہترین اور اچھے نام اسی کے لیے ہیں۔''

**دوسری فرع:** اللہ تعالیٰ کے اسماء کسی معین عدد میں محصور نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا﴾ (الکہف: ۱۰۹)

''آپ کہیے کہ میرے ربّ کے کلمات لکھنے کے لیے سارا سمندر روشنائی بن جائے، تو میرے ربّ کے کلمات ختم ہونے سے پہلے سمندر خشک ہوجائے گا، چاہے مدد کے لیے ہم اسی جیسا اور سمندر لے آئیں۔''

**تیسری فرع:** اللہ تعالیٰ کے تمام اسمائے حسنیٰ توقیفی ہیں، یعنی ان کا اثبات محض قرآن وحدیث کی دلیل پر موقوف ہے، لہٰذا اس سلسلہ میں نص شرعی پر ہی اکتفا کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾ (بنی اسرائیل: ۳۶)

''اور جس بات کا آپ کو علم نہ ہو اس کے پیچھے مت لگیے۔''

**چوتھی فرع:** اللہ تعالیٰ کے بعض اسماء متعدی ہوتے ہیں اور بعض غیر متعدی۔

**ا۔ متعدی اسما:**

متعدی اسماء کے متعلق درج ذیل تین چیزوں کا اثبات ضروری ہے۔

۱: اللہ تعالیٰ کا ہر نام اُس کی ذات پر دلالت ہے۔

۲: اور اللہ تعالیٰ کا ہر نام اس صفت پر دلالت کرتا ہے جو اس کے نام کے ضمن میں موجود ہے۔

۳: اللہ تعالیٰ کے اس نام کا اثر اس کی مخلوق پر تعدی کرتا ہے۔ مثلاً صفت ''الرحمٰن'' ہے، یہ عقیدہ رکھا جائے کہ وہ اپنے جس بندے پر چاہے رحمت کا نزول فرماتا ہے۔

**۲۔ غیر متعدی اسما:**

غیر متعدی اسما میں مذکورہ تین چیزوں میں سے صرف پہلی دو کا اثبات کیا جائے گا، آخری کا نہیں، مثلاً: السیّد اسما اللہ میں سے ہے، لیکن یہ اسم مخلوق کی طرف متعدی نہیں ہے۔ اس کا تعلق

Marfat.com

محض ذاتِ باری تعالیٰ سے ہے۔

## تیسرا اصل:

اس قاعدہ اور اصل کو سمجھنے کے لیے چند فروعات کا مفہوم انتہائی ضروری ہے۔

**پہلی فرع:** اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کمال اور مدح پر مشتمل ہیں، ان میں کسی قسم کا کوئی عیب اور نقص نہیں ہے۔ مثلاً: صفت ''الحیاۃ''، ''العلم''، ''القدرۃ'' وغیرہ ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ﴾ (النحل: ۶۰)

''اور اللہ کے لیے سب سے عمدہ اور اعلیٰ صفت ہے۔''

**دوسری فرع:** اللہ تعالیٰ کی صفات دو قسموں پر ہیں: (۱) ثبوتیہ۔ (۲) سلبیہ۔

### ۱۔ صفاتِ ثبوتیہ:

اللہ تعالیٰ کی وہ صفات جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لیے ثابت فرمایا ہے، صفاتِ ثبوتیہ کہلاتی ہیں۔ مثلاً: صفت ''الحیاۃ''، ''العلم''، ''النزول''، ''الوجہ'' وغیرہ۔

پس ان صفات کو اللہ تعالیٰ کے لیے ثابت کرنا انتہائی ضروری ہے، کما یلیق بجلالہ۔ شانہ

### ۲۔ صفاتِ سلبیہ:

صفاتِ سلبیہ، وہ صفات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے نفی کر دی ہے۔ ان صفات کی اللہ تعالیٰ کی ذات سے نفی کرنا اور ان کی ضد پر جرائم اس ذاتِ باری تعالیٰ کے لیے ثابت تسلیم کرنا انتہائی ضروری ہے، مثلاً: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ ﴾ (الفرقان: ۵۸)

''اور آپ ہمیشہ زندہ رہنے والے پر بھروسہ کیجیے، جسے موت نہیں آئے گی۔''

اب ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے موت کی نفی کی جائے، اور اس کے ساتھ ساتھ موت کی ضد صفت ''حیاۃ'' کو اللہ تعالیٰ کے لیے بدرجہ اتم ثابت و تسلیم کیا جائے۔

**تیسری فرع:** صفاتِ ثبوتیہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) ذاتیہ۔ (۲) مغلیہ۔

Marfat.com

### ا۔صفاتِ ذاتیہ:

صفاتِ ذاتیہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی وہ صفات ہیں جن سے وہ ہمیشہ سے ہمیشہ کے لیے مصتف ہے، کبھی انقطاع نہیں آیا، جیسے صفت ''سمع'' اور ''بصر'' وغیرہ۔

### ۲۔صفاتِ فعلیہ:

صفاتِ فعلیہ سے مراد وہ صفات ہیں، جن کا صدور اس کے ارادے پر موقوف ہے، چاہے تو وہ فعل انجام دے اور چاہے تو نہ دے۔ مثلاً صفت ''المجئی'' اور ''الکلام'' وغیرہ۔

**چوتھی فرع:** ان صفات کے متعلق تین بنیادی اصولوں کا خیال رکھنا ضروری ہے:

ا: اللہ تعالیٰ تمام صفات حقیقی ہیں، ان کی تاویل جائز نہیں۔ مثلاً: اللہ تعالیٰ کے لیے صفت ''ید'' ثابت ہے، تو اس کو حقیقت پر محمول کیا جائے گا، اس کی تاویل ''قدرت'' کے معنی میں کرنا درست نہیں۔

۲: اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کی تکییف ( کیفیت بیان کرنا) جائز نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَلَا تَضْرِبُوا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ﴾ (النحل: ۷۴)

''پس تم لوگ اللہ کے لیے مثالیں نہ بیان کرو۔''

۳: اللہ تعالیٰ کی صفات عالیہ، مخلوقات کی صفات کے مشابہ اور مماثل نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴾ (الشوریٰ: ۱۱)

''کوئی چیز اس کے مانند نہیں، اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔''

### تمثیل اور تکییف میں فرق:

**تمثیل:** سے مراد یہ ہے کہ کسی صفت کی اس کے مماثل کے ساتھ مقید کر کے کیفیت بیان کی جائے، مثلاً کوئی شخص یوں کہے کہ اللہ کا ہاتھ انسان کے ہاتھ جیسا ہے۔

**تکییف:** کا معنی یہ ہے کہ کسی صفت کی اس کے مماثل سے مقید کیے بغیر کیفیت بیان کی

Marfat.com

جائے، مثلاً کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے نزول الی سما الدنیا کی بغیر تشبیہ و تمثیل کے، کسی معین کیفیت کا تخیل کرے۔

## تمثیل اور تکییف کا حکم:

تمثیل اور تکییف باطل و ناجائز ہے۔ امام مالک، سفیان بن عینیہ اور عبداللہ بن مبارک رحمہم اللہ فرماتے ہیں: ''اَمِرُّوْهَا بِلَا كَيْفٍ''

''ان صفات کی کیفیت بیان کیے بغیر بیان کرو۔''

یہی وجہ ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ''اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى'' کا کیا معنی ہے؟ تو آپ نے جواباً فرمایا:

((اَلْاِسْتِوَاءُ مَعْلُوْمٌ وَالْكَيْفِيَّةُ مَجْهُوْلٌ وَالْاِيْمَانُ بِهِ وَاجِبٌ)) ①

''استوا معلوم ہے، اس کی کیفیت نامعلوم ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے۔''

عقیدہ طحاویہ میں عرش کے متعلق مرقوم ہے:

((وَالْعَرْشُ وَالْكُرْسِيُّ حَقٌّ، وَهُوَ مُسْتَغْنٍ عَنِ الْعَرْشِ وَمَا دُوْنَهُ مُحِيْطٌ بِكُلِّ شَيْءٍ وَفَوْقَهُ.)) ②

''عرش اور کرسی کا وجود حق ہے، اللہ تعالیٰ عرش اور اس کے علاوہ ہر چیز سے بے نیاز ہے، ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اور ہر چیز کے اوپر ہے۔''

شیخ الحنفیۃ ابوالیسر بزدوی رقمطراز ہیں:

''ہاتھ اور چہرے کا اثبات ہمارے نزدیک حق ہے، اس کی اصل واضح ہے۔ وصف اور کیفیت غیر واضح ہے۔ معتزلہ نے کیفیت کو جہالت کی بنا پر اصل کو قبول نہ کیا، اور ان صفات کی تعطیل کر کے معطلہ ہو گئے۔'' ③

---

① سیر أعلام النبلاء: ۸/۱۰۰، ۱۰۶

② عقیدہ طحاویہ، ص: ۵۶، طبعة المكتب الاسلامی.

③ شرح الفقہ الاکبر للقاری، ص: ۹۳

Marfat.com

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ غنیۃ الطالبین میں لکھتے ہیں:

((لَا یَجُوْزُ وَصْفُہٗ بِاَنَّہٗ فِیْ کُلِّ مَکَانٍ بَلْ یُقَالُ: اِنَّہٗ فِی السَّمَآءِ عَلَی الْعَرْشِ کَمَا قَالَ: اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی))

''اللہ تعالیٰ کے بارے میں یہ کہنا کہ ہر جگہ ہے، جائز نہیں۔ بلکہ یہ کہا جائے کہ وہ آسمان میں عرش پر ہے۔ جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: کہ رحمٰن عرش پر مستوی ہوا۔''

ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((اِنَّ الْغَضَبَ وَالرِّضَی الَّذِیْ یُوْصَفُ اللّٰہُ بِہٖ مُخَالِفٌ لِمَا یُوْصَفُ بِہِ الْعَبْدُ وَاِنْ کَانَ کُلٌّ مِنْھَا حَقِیْقَۃً، فَاِنَّ صَرْفَ الْقُرْآنِ عَنْ ظَاھِرِہٖ وَحَقِیْقَتِہٖ بِغَیْرِ مُوْجَبٍ حَرَامٌ.)) [1]

''اللہ تعالیٰ کی صفت غصہ اور راضی ہونا، بندے کے غصہ اور راضی ہونے کے مخالف ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کیونکہ قرآن مجید کو اس کے ظاہری اور حقیقی معنی سے بغیر کسی دلیل کے پھیرنا حرام ہے۔''

عبداللہ بن ابی الھذیل رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا، کہ کیا آپ کو یہ علم پہنچا کہ جو اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے، وہ اس سے خوش ہوتا ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''لَا بَلْ یَضْحَکُ'' ''نہیں بلکہ اللہ ربّ العزت ہنستا ہے۔'' [2]

امام زہری اور مکحول کہتے ہیں کہ جن احادیث میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا ذکر ہے، اُن کو اُسی طرح قبول کرو۔ [3]

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے:

((وَنُقِرُّ بِاَنَّ اللّٰہَ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ

---

[1] شرح الفقه الاكبر، ص: ٩٦ [2] الإبانة: ٣/ ١١١.

[3] شرح أصول إعتقاد أهل السنة والجماعة للالكائى: ٣/ ٤٣١.

Marfat.com

حَاجَةٍ وَاسْتَقَرَّ عَلَيْهِ وَهُوَ حَافِظُ الْعَرْشِ وَغَيْرِ الْعَرْشِ مِنْ غَيْرِ احْتِيَاجٍ)) [1]

''اور ہم اقرار کرتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ عرش پر اس کے محتاج ہونے کے بغیر مستوی اور مستقر ہے، اور وہی عرش اور غیر عرش کا بغیر احتیاج وضرورت کے محافظ بھی ہے۔''

**چوتھا اصل:**

گمراہ فرقوں معطلہ اور مؤوّلہ وغیرہ پر ردّ کا طریقہ۔

ان لوگوں پر ردّ کا طریقہ یہ ہے کہ ان سے کہا جائے۔

۱: تمہارا یہ قول ظاہر نصوص کے خلاف ہے۔

۲: طریقہ سلف کے خلاف ہے۔

۳: اور تمہارے مذہب کی صحیح دلیل سے تائید بھی نہیں ہوتی۔

۴: اور ابوالحسن اشعری، جن کی طرف یہ عقیدہ منسوب کیا جاتا ہے، وہ خود اس عقیدے سے رجوع کر کے سلف صحابہ اور تابعین وائمہ کرام کے عقیدے کے معتقد ہو گئے تھے۔

## توحید کی شروط

توحید کی سات شروط ہیں کہ جن کی عدم موجودگی میں توحید کا وجود نہیں ہوگا۔ بعض اہل علم نے ان شروطِ سبعہ کو ایک شعر میں جمع کر دیا ہے:

عِلْمٌ يَقِيْنٌ وَإِخْلَاصٌ وَ صِدْقُكَ مَعَ
مَحَبَّةٍ وَ إِنْقِيَادٍ وَالْقُبُوْلُ لَهَا

سطور ذیل میں ان کو مختصراً مگر جامع انداز میں بیان کر دیا جاتا ہے:

**۱۔ علم:**

توحید باری تعالیٰ کی گواہی دینے والے شخص کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ وہ اس بات

[1] إيضاح الدليل في حجج أهل التأويل: ۱/ ۷۹۔ خلاصة علم الكلام: ۱/ ۹.

Marfat.com

سے اچھی طرح واقف ہو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں، ہر قسم کی عبادت کے لائق وہی ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاعْلَمْ اَنَّهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (محمد:۱۹)

''پس اے میرے نبی! آپ جان لیجئے کہ بے شک اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔''

اس آیت کریمہ کو دلیل بناتے ہوئے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح کتاب العلم میں باب قائم کیا ہے: ''بَابٌ: اَلْعِلْمُ قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ''...... ''اس بات کا بیان کہ علم کا درجہ قول وعمل سے پہلے ہے۔''

اور سورۃ ابراہیم میں بھی لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اللہ عزوجل کی وحدانیت کا علم حاصل کریں، کیونکہ علم، توحید کے لیے ایسی شرط ہے جس سے انسان کا یقین محکم ہوجاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾ (ابراھیم:۵۲)

یہ لوگوں کے لیے اللہ کا پیغام ہے، اور تاکہ انہیں اس کے ذریعہ ڈرایا جائے، اور تاکہ وہ جان لیں کہ بے شک اللہ اکیلا معبود ہے، اور تاکہ عقل والے نصیحت حاصل کریں۔''

مزید برآں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ.)) [1]

''جو شخص اس حال میں مر گیا کہ وہ اس بات کا علم رکھتا تھا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے تو وہ آدمی جنت میں داخل ہوگا۔''

اس حدیث نبوی علی صاحبہا التحیۃ والسلام سے بھی قطعیت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے کہ توحید کے لیے ''علم'' کی شرط انتہائی ضروری ہے۔

---

[1] مسند احمد: ۵/ ۲۲۹. صحیح ابن حبان: ۱/ ۳۶۹. رقم: ۲۰۳. سلسلة الصحيحة، رقم: ۲۲۷۸.

Marfat.com

**۲۔ یقین:**

توحید کا معنی و مفہوم جاننے کے بعد اس عقیدہ پر دل سے یقین رکھنا کہ ”تمام عبادات کے لائق محض ذاتِ باری تعالیٰ ہے“ اور اس میں ذرا بھی تردّد نہ کرنا توحید کی دوسری شرط ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝﴾

(الحجرات: ۱۵)

”یقینا مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، پھر شک میں مبتلا نہیں ہوئے، اور اپنے مال و دولت اور اپنی جانوں کے ذریعے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، وہی لوگ سچے ہیں۔“

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ نَفْسٍ تَمُوْتُ وَهِيَ تَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَرْجِعُ ذٰلِكَ اِلٰى قَلْبِ مُؤْمِنٍ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا.)) [1]

”جو شخص اس حال میں مرا کہ وہ یقین کے ساتھ گواہی دیتا تھا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور میں اللہ کا رسول ہوں تو اللہ اس کے گناہوں کو معاف کر دے گا۔“

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

((اَلْيَقِيْنُ الْاِيْمَانُ كُلُّهُ.))

”یقین سارا ایمان ہے۔“

**۳۔ اخلاص:**

توحید کی تیسری شرط اخلاص ہے، اخلاص کا مطلب یہ ہوگا کہ عبادت، دین خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے ہو، اس میں ریا، اور اغراض دنیا کا عمل دخل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

---

[1] فتح الباری: ۱/۴۸.

Marfat.com

﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ﴾ (البينة: ٥)

''اور انہیں صرف یہی حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اس کے لیے عبادت کو خالص کر کے، یکسو ہو کر۔''

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا فِيْ قَلْبِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ.)) [1]

''جس شخص نے ''لا الہ الا اللہ'' کی شہادت اخلاص قلب سے دی، وہ جنت میں داخل ہوگا۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اصل الاسلام شہادتین ہے، پس جس نے عبادت میں نمود ونمائش کو طلب کیا، اس نے توحید کا یقین نہیں کیا۔''

## ۴۔ صدق:

صدق کا مطلب یہ ہے کہ توحید کے مفاہیم ومطالب کو سمجھنے، یقین کرنے اور اخلاص پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ ان اُمور میں صدق سے کام لے، مگر جو شخص محض زبان سے تو اقرار کرتا ہے لیکن ان اُمور میں صدق سے کام نہیں لیتا، تو وہ منافق ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ﴾ (المنفقون: ۱)

''اے میرے نبی! جب آپ کے پاس منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں، ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ آپ بے شک اس کے رسول ہیں، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافقین بے شک جھوٹے ہیں۔''

یعنی منافقین زبان سے آپ کی رسالت کا اقرار کرتے تھے، لیکن ان کے دل آپ کی رسالت کی تصدیق نہیں کرتے تھے، یعنی اُن کا باطن اُن کے ظاہر کے خلاف تھا تو اُنہیں ان کے

[1] صحیح ابن حبان: ۱/ ۲۸۰، رقم: ۲۰۰۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۳۳۵۵

Marfat.com

اقرار وشہادت میں جھوٹا قرار دیا گیا۔لہٰذا صدق وسچائی توحید میں امر لازم ہے۔اور وہ صدق ایسا ہو جو کذب کے سراسر منافی ہو۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝﴾ (الزمر: ۳۳)

''اور جو رسول سچی بات لے کر آیا، اور جن لوگوں نے اس بات کی تصدیق کی، وہی لوگ اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ''الصدق'' سے مراد ''کلمہ توحید'' ہے۔ ①

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ اَحَدٍ تَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلَ اللّٰهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَی النَّارِ.)) ②

''جو شخص سچے دل سے اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اللہ اس کو جہنم کی آگ پر حرام کر دیتا ہے۔''

## ۵۔محبت:

جو شخص عقیدۂ توحید کا حامل ہو اسے چاہیے کہ وہ اس عقیدہ سے محبت کرے، کیونکہ توحید کی معرفت محبت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ﴾ (البقرة: ۱۶۵)

''اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دوسروں کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں، اور اُن سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ سے ہونی چاہیے اور اہل ایمان اللہ سے بے حد محبت کرتے ہیں۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

① تفسیر ابن کثیر: ۴/۴۸۴۔الدر المنثور: ۷/۱۹۷۔تفسیر طبری: ۴/۱۱.

② صحیح بخاری، کتاب العلم، رقم: ۱۲۸.

Marfat.com

((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ وَمَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَمَنْ أَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ، وَمَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَعُوذَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ.)) [1]

''جس شخص میں یہ تین خصلتیں ہوں گی وہ ایمان کا مزہ پالے گا: ایک یہ کہ وہ شخص جسے اللہ اور اس کا رسول ماسوا سے زیادہ عزیز ہوں۔ اور دوسرے یہ کہ جو کسی بندے سے محض اللہ ہی کے لیے محبت کرے۔ اور تیسرے یہ کہ جسے اللہ نے کفر سے نجات دی ہو، پھر دوبارہ کفر اختیار کرنے کو ایسا بُرا جانے جیسے آگ میں گر جانے کو بُرا جانتا ہے۔''

یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جو شخص اللہ کی حدود کا پاس نہ رکھے، وہ اللہ سے محبت کے دعوے میں قطعی سچا نہیں ہے۔'' [2]

ابو یعقوب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''کوئی بھی شخص جو اللہ عزوجل سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے، لیکن اللہ کے احکامات بجا نہیں لاتا، تو اس کا دعویٰ باطل ہے، اور جو اللہ سے محبت کا دم بھرتا ہے لیکن اللہ سے نہیں ڈرتا تو وہ مغرور ہے۔'' [3]

## ٦۔ تابع داری:

تابع داری اور اطاعت شعاری توحید کی شروط میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ اَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝﴾ (الزمر: ۵۴)

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم: ۱۲۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۱۶۵.

[2] جامع العلوم والحکم، ص: ۳۹۷.

[3] جامع العلوم والحکم، ص: ۳۹۷۔ الحلیۃ: ۱/ ۳۵۶.

Marfat.com

''اور تم سب اپنے رب کی طرف رجوع کرو، اور اُسی کی اطاعت و بندگی میں لگے رہو، اس سے قبل کہ تم پر عذاب نازل ہو جائے، پھر کسی کی جانب سے تمہاری مدد نہ کی جائے۔''

بلکہ اسلام درحقیقت اپنے جوارح کو اللہ کی توحید کے ساتھ اطاعت شعار بنانے کا نام ہے، اور یہ سب سے مضبوط سہارا ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى﴾

(لقمان: ۲۲)

''اور جس نے اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا، درآنحالیکہ وہ نیکو کار ہو، تو اس نے مضبوط سہارا تھام لیا۔''

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''اَلْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى'' سے مراد ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کلمہ توحید ہے۔''[1]

## ۷۔ قبول کرنا:

کلمہ توحید ''لا الٰہ الا اللہ'' کے مطالب و معانی کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ اسے قبول کرنا بھی توحید کی شرط لازم ہے، تکبر اور کینہ کی بنا پر یا تساہل کی وجہ سے عبادت کو ردّ نہ کیا جائے، وگرنہ قبول کی شرط منفقود ہو جائے گی، اور توحید ناقص ہوگی، اللہ تعالیٰ نے کفار کی یہی خرابی بیان فرمائی ہے کہ:

﴿اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝۳۵ وَيَقُوْلُوْنَ اَىِٕنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ۝۳۶﴾ (الصافات: ۳۵، ۳۶)

''اُن سے جب کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو کبر و غرور کا اظہار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ کیا ہم ایک مجنون شاعر کی باتوں میں آکر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں۔''

کلمہ توحید کو قبول کرنے والے شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کامیابی اور نجات کی بشارت دی

---

[1] تفسیر طبری: ۱۰/۲۱۹.

Marfat.com

ہے، چنانچہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَبِلَ مِنِّی الْکَلِمَةَ الَّتِی عَرَضْتُهَا عَلَی عَمِّی فَرَدَّهَا عَلَیَّ ، فَهِیَ لَهُ نَجَاةٌ.)) [1]

''جس نے مجھ سے کلمہ ''توحید'' قبول کرلیا تو یہ کلمہ اس کی نجات کا ذریعہ بن جائے گا، اس کلمہ کو میں نے اپنے چچا پر بھی پیش کیا تھا، لیکن اس نے اسے ردّ کردیا تھا۔''

[1] مسند احمد: ۱/ ۶، رقم: ۲۰۔ کشف الأستار: ۱/ ۹۔ مسند ابویعلی: ۱/ ۲۱، رقم: ۶۴۰. شیخ شعیب نے اسے شواہد کی بنا پر ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

Marfat.com

باب نمبر ۳:

# دین اسلام میں شرک کی مذمت

## شرک کیا ہے؟

شرک توحید کی ضد ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور عبادت میں کسی غیر کو حصہ دار سمجھنا شرک کہلاتا ہے۔ علامہ ابن القیم رحمہ اللہ شرک کی حقیقت بیان کرتے ہیں کہ:

وَالشِّرْكُ فَاحْذَرْهُ فَشِرْكٌ ظَاهِرٌ
ذَا الْقِسْمِ لَيْسَ بِقَابِلِ الْغُفْرَانِ
وَهُوَ اتِّخَاذُ النِّدِّ لِلرَّحْمٰنِ
اَيًّا كَانَ مِنْ حَجَرٍ وَّمِنْ اِنْسَانِ
يَدْعُوْهُ اَوْ يَرْجُوْهُ ثُمَّ يَخَافُهُ وَيُحِبُّهُ كَمَحَبَّةِ الدَّيَّانِ [۱]

"شرک سے بچو، شرک کی ایک قسم ظاہر و باہر ہے، اور وہ بخشے جانے کے قابل نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرایا جائے خواہ پتھر ہو یا انسان۔ اسی طرح کہ مصیبت کے وقت اس کو مدد کے لیے پکارا جائے یا اس سے نفع پہنچانے کی امید کی جائے، یا غیبی طور پر ضرر پہنچانے کا خوف کیا جائے یا اس کے ساتھ اللہ کی طرح محبت کی جائے۔"

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((اَلشِّرْكُ هُوَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا، اَوْ تَعْبُدَ مَعَهُ غَيْرَهُ مِنْ حَجَرٍ اَوْ بَشَرٍ، اَوْ شَمْسٍ،

[۱] القصيدة النونية، ص: ۱۷۰، طبع هند سنة ۱۳۵٦هـ.

Marfat.com

أَوْ قَمَرٍ، أَوْ جِنِّيٍ، أَوْ نَجْمٍ، أَوْ مَلَكٍ، أَوْ شَيْخٍ أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ.)) [1]

''شرک یہ ہے کہ تو کسی کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے، یا اس کے عبادت کرنے کے ساتھ ساتھ تو کسی غیر مثلاً پتھر، انسان، سورج، چاند، نبی، جن، ستارے، فرشتے یا کسی شیخ کی عبادت کرنا شروع کر دے۔''

مفسر قرآن، سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((اَلْمُشْرِكُ الَّذِي عَبَدَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا غَيْرَهُ.)) [2]

''مشرک وہ ہے جو اللہ کے ساتھ دوسرے کسی معبود کی عبادت کرے۔''

# شرک کے ثمرات

## (۱) شرک سب سے بڑا ظلم ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴾ (لقمان: ۱۳)

''بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔''

صحیح بخاری میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آیت ﴿ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ ﴾ ''جنھوں نے ایمان کو ظلم سے نہیں ملایا، وہی احسن اور راہِ راست پر ہیں۔'' اتری تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑی مشکل آن پڑی اور انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، یارسول اللہ! ہم میں سے وہ کون ہے جس نے ایمان کو ظلم سے نہیں ملایا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ظلم سے مراد عام گناہ نہیں، بلکہ ظلم سے مراد وہ ظلم ہے جو جناب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ بیٹے! ﴿ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴾ (لقمان: ۱۳) ''شرک بہت بڑا ظلم ہے۔'' [3]

---

[1] تذكرة أولي الأبصار في معرفة الكبائر، ص: ۱۹. [2] صحيح بخاري، كتاب تفسير القرآن، سورة الرعد.

[3] صحيح بخاري، كتاب التفسير، رقم: ۴۷۷۶.

Marfat.com

## (۲) میدانِ جنگ میں مشرک کا خون اور مال حلال ہے:

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ﴾ (التوبہ:۵)

''پس جب ان کے مہینے گزر جائیں تو مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کرو، اور انھیں گرفتار کرلو اور انھیں گھیرلو، اور ہر گھات میں لگنے کی جگہ پر ان کی تاک میں بیٹھے رہو۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، فَإِذَا قَالُوهَا عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا.)) [1]

''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک لڑتا رہوں جب تک وہ ''لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ'' کا اقرار نہ کرلیں، اور جب وہ اس کا اقرار کرلیں تو مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کرلیں گے، مگر اس (کلمہ) کے حق کے ساتھ۔''

## (۳) مشرک کے تمام اعمال اور بھلائیاں اکارت ہوجاتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر خیر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (الانعام:۸۸)

''اور اگر وہ شرک کرتے تو ان کے اعمال ضائع ہوجاتے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں شرک کی ہیبت ناکی اور اس کی خطرناکی کو بیان کیا گیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ زمر آیت (۶۵) میں فرمایا ہے:

﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾

''آپ کو اور آپ سے پہلے تمام انبیاء کو بذریعہ وحی بتایا گیا ہے کہ آپ نے شرک کیا تو آپ کا عمل ضائع ہوجائے گا۔'' [2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم: ۲۵۔ [2] تفسیر ابن کثیر: ۲/ ۲۶۰۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے مشرک کی ایک انتہائی عجیب مثال بیان کی جس کے ذریعہ اس کی ضلالت و گمراہی، ہلاکت و بربادی اور راہِ حق سے انتہائی دوری کی عکاسی کی گئی ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴾ (الحج: ۳۱)

''اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بناتا ہے وہ گویا آسمان سے گرتا ہے تو چڑیاں اسے فضا میں ہی اُچک لیتی ہیں یا تیز ہوا اُسے کسی دور دراز جگہ پر پھینک دیتی ہے۔''

## (۴) شرک کی مغفرت نہیں ہوگی:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴾ (النساء: ۴۸)

''بے شک اللہ اس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جائے اور اُس کے علاوہ گناہوں کو جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴾ (النساء: ۱۱۶)

''بے شک اللہ اپنے ساتھ شرک کیے جانے کو معاف نہیں کرتا، اور اس کے علاوہ گناہوں کو جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے، اور جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے، وہ گمراہی میں بہت دور تک چلا جاتا ہے۔''

## (۵) مشرک ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں پڑا رہے گا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا

Marfat.com

لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴾ (المائدہ:۷۲)

''بے شک جواللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرائے گا تو اللہ نے اُس پر جنت حرام کردی ہے، اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔''

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُوْ لِلّٰهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ.)) [1]

''جو شخص اس حالت میں مرا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہراتا تھا، تو وہ جہنم کی آگ میں داخل ہوگا۔''

## (۶) مشرک کے لیے سفارش نہیں ہوگی:

اگر بغرض محال کوئی نبی یا فرشتہ اُس دن ان کے لیے سفارش بھی کرے گا تو وہ ان کے کام نہیں آئے گی۔ دوسرے لفظوں میں، وہ شفاعت کے اہل نہیں ہوں گے، اس لیے اللہ تعالیٰ کسی نبی یا فرشتہ کو ان کے لیے سفارش کرنے کی اجازت ہی نہیں دے گا، اس لیے کوئی ایسی سفارش نہیں پائی جائے گی جو انھیں نفع پہنچائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴾ (المدثر:۴۸)

''پس (اُس وقت) شفاعت کرنے والوں کی شفاعت ان کے کام نہیں آئے گی۔''

سیّدنا نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے لیے سفارش کی، تو یہ سفارش نہ صرف نامقبول ٹھہری، بلکہ خود سفارش سے ہی منع کر دیا گیا، کیونکہ وہ مشرک تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنِّىْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴾ (هود:۴۸)

''پس آپ ایسا سوال نہ کیجیے جس کا آپ کو کوئی علم نہ ہو، میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ نادانوں میں سے نہ ہو جائیے۔''

یہی حال اپنے مشرک باپ کے لیے سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی شفاعت کا ہوگا۔ چنانچہ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم:۴۴۹۷.

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ابراہیم کہیں گے: اے رب! تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ مجھے قیامت کے روز رسوا نہیں کرے گا، لیکن اس رسوائی سے بڑھ کر اور کیا رسوائی ہو سکتی ہے کہ میرا باپ تیری رحمت سے دور ہے؟'' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''میں نے جنت کو کافروں پر حرام کر دیا ہے۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''پھر کہا جائے گا کہ اے ابراہیم! تمہارے قدموں کے نیچے کیا چیز ہے؟ وہ دیکھیں گے تو ایک ذبح کیا ہوا جانور خون میں لتھڑا وہاں پڑا ہوگا، چنانچہ اسے پاؤں سے پکڑ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔''[1]

## عصر حاضر میں چند شرکیہ اُمور

اب سطور ذیل میں مسلم ممالک میں پھیلے ہوئے شرک کے چند نمونے پیش خدمت قارئین ہیں، ممکن ہے کہ کوئی راہ بھٹکا صراطِ مستقیم پر آ جائے اور ہماری اور اُس کی بخشش و نجات کا سامان ہو جائے۔

### (۱) قبر پرستی:

فوت شدہ اولیاء کی ذات سے ضرورتوں اور حاجات کی باریابی اور مصائب کے حل کی تلاش اور مدد و تعاون طلب کرنے کی غرض سے ان کی قبروں پر آنا قبر پرستی ہے۔ جس سے رسول اللہ ﷺ نے بایں الفاظ منع فرمایا:

((لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَاءِهِمْ مَسَاجِدَ.))[2]

''یہودیوں اور عیسائیوں پر اللہ کی لعنت ہو، انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔''

نیز ارشاد فرمایا:

((أَلَا وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا يَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ أَنْبِيَاءِهِمْ مَسَاجِدَ، أَلَا فَلَا

---

[1] صحیح بخاری، کتب احادیث الانبیاء، رقم: ۳۳۵۰.

[2] صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، رقم: ۴۳۵.

Marfat.com

تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ فَإِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ.)) ❶

''خبردار! تم سے پہلے کے لوگوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا رکھا تھا، اس لیے خبردار! تم بھی قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنا لینا۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(( وَالَّذِيْنَ يَزُوْرُوْنَ قُبُوْرَ الْأَنْبِيَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَيَحُبُّوْنَ إِلَيْهِمْ لِيَدْعُوْهُمْ وَلِيَسْأَلُوْهُمْ أَوْ لِيَعْبُدُوْهُمْ وَيَدْعُوْهُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ هُمْ مُشْرِكُوْنَ.)) ❷

''جو لوگ انبیاء علیہم السلام اور صالحین کی قبروں کی زیارت کرنے کے لیے آتے ہیں، اور وہ اس غرض سے آتے ہیں کہ انھیں پکاریں اور ان سے سوال کریں یا ان کی عبادت کی غرض سے آتے ہیں تو وہ مشرک ہیں۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں انبیاء کی تصویروں، بزرگوں کی قبروں اور درختوں تک کی پرستش ہوتی تھی۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ:

''لات ایک صالح آدمی تھا جو حاجیوں کو ستو پلایا کرتا تھا۔'' ❸

مزید برآں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

''لات ایک سفید رنگ کا پتھر تھا، جس پر مکان بنا ہوا تھا، پردے لٹکے ہوئے تھے، اور وہاں مجاور رہتے تھے اور اس کے گرد حد مقرر کی ہوئی تھی۔'' (تفسیر ابن کثیر: ۴/ ۲۶۷)

ابن جریر نے لکھا ہے کہ:

''عزیٰ مکہ اور طائف کے درمیان ایک درخت تھا، جس پر عظیم الشان عمارت بنی ہوئی تھی، اور اس میں پردے لٹکے ہوئے تھے۔ فتح مکہ کے بعد ان سب قبوں اور تکیوں کو گرا دیا گیا اور ایسے درختوں کو کٹوا دیا گیا۔'' ❹

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ:

---

❶ صحیح مسلم، کتاب المساجد، رقم: ۱۱۸۸.

❷ الرد علی الأخنائی، ص: ۵۲.

❸ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ۴۸۵۹.

❹ تفسیر طبری: ۴/ ۲۶۷.

Marfat.com

''قبیلہ انصار کے کچھ لوگ منات کا احرام باندھتے تھے۔ منات ایک بت تھا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان رکھا ہوا تھا۔'' ❶

## (۲) غیر اللہ کے لیے نذر و نیاز:

اللہ کے علاوہ کسی کے لیے بھی نذر و نیاز کرنا شرک ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے:

((مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللّٰهَ فَلَا يَعْصِهِ.)) ❷

''جو شخص یہ نذر مانے کہ وہ کسی معاملہ میں اللہ کی اطاعت کرے گا تو اُسے اپنی یہ نذر پوری کرنی چاہیے، اور جو شخص ایسی نذر مانے جو اللہ کی نافرمانی پر منتج ہو تو اس کو پورا کر کے اللہ کا نافرمان نہ بنے۔''

علامہ حصفکی نے الدر المختار میں لکھا ہے:

(( وَاعْلَمْ اَنَّ الَّذِيْ يَقَعُ لِلْاَمْوَاتِ مِنْ اَكْثَرِ الْعَوَامِ وَمَا يُؤْخَذُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَالشَّمْعِ وَالزَّيْتِ وَنَحْوِهَا اِلٰى ضَرَائِحِ الْاَوْلِيَاءِ الْكِرَامِ تَقَرُّبًا اِلَيْهِمْ فَهُوَ بِالْاِجْمَاعِ بَاطِلٌ وَحَرَامٌ.)) ❸

''جان لو کہ اکثر لوگ مردہ بزرگوں کے نام پر جو نذریں، نیازیں دیتے ہیں، اور جو روپے پیسے، تیل اور چراغ وغیرہ بطورِ نذر کے مزارات اولیاء پر تقرب کی غرض سے لائے جاتے ہیں، یہ سب کچھ بالاجماع باطل اور حرام ہے۔''

مولانا عبدالحی لکھنوی رقم طراز ہیں:

''غیر اللہ کی نذر و منت حرام ہے اور منذور وغیرہ شیرینی ہو یا رخونی ہر امیر و فقیر پر اس کا کھانا حرام ہے۔'' ❹

---

❶ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ۴۸۶۱.

❷ مسند احمد: ۲۰۸/۶۔ شیخ شعیب نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ الدر المختار: ۱۵۵/۱.

❹ فتاوی عبدالحی لکھنوی.

Marfat.com

## (۳) غیر اللہ کے لیے ذبح کرنا:

کتاب اللہ میں چار مقامات پر غیر اللہ کے لیے ذبح کو حرام کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ ۚ﴾ (البقرة: ۱۷۳)

''اللہ نے تم پر مردہ، خون، سور کا گوشت اور اس جانور کو حرام کر دیا ہے جیسے غیر اللہ کے نام سے ذبح کیا گیا ہو۔''

ابن جریر طبری نے بعض سلف سے ''وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ'' کی تفسیر ''مَا ذُبِحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ'' نقل فرمائی ہے۔ ❶

اسی طرح علامہ سیوطی نے مفسر قرآن سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ''وَمَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ'' کی تفسیر ''مَا ذُبِحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ'' نقل فرمائی ہے۔ ❷

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ.)) ❸

''اللہ تعالیٰ لعنت کرے اس شخص کو جس نے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا۔''

تفسیر نیشاپوری میں مرقوم ہے:

((أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ لَوْ أَنَّ مُسْلِمًا ذَبَحَ ذَبِيْحَةً وَقَصَدَ بِهَا التَّقَرُّبَ إِلَى غَيْرِ اللّٰهِ صَارَ مُرْتَدًّا وَذَبِيْحَتُهُ ذَبِيْحَةُ مُرْتَدٍ.)) ❹

''یعنی علمائے کرام کا اس پر اجماع ہے کہ ذبح کیا کسی نے کوئی ذبیحہ اور قصد کیا اسی ذبح سے تقرب غیر اللہ کا، تو وہ شخص مرتد ہو جائے گا، اور اس کا ذبیحہ مرتد کے مانند ہوگا۔''

---

❶ تفسیر طبری: ۲/۹۰.

❷ تفسیر الدر المنثور: ۲/۱۳۲۔ طبعة مرکز مجمع للبحوث والدراسات.

❸ صحیح مسلم، کتاب الأضاحی، رقم: ۵۱۲۵.

❹ بحوالہ فتاویٰ عزیزی، ص: ۵۳۷. فتح البیان: ۱/۲۴۰.

Marfat.com

## (۴) جادو ٹونہ اور کہانت:

جادو کفر، اور سات ہلاک کرنے والے کبیرہ گناہوں میں اس کا شمار ہے، اور یہ نفع کے بجائے ہمیشہ نقصان ہی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ يَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ؕ﴾ (البقرہ: ۱۰۲)

''اور وہ لوگ ایسی چیزیں سیکھتے ہیں جو ان کے لیے فائدے کی بجائے نقصان دہ ہیں۔''

﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَ مَارُوْتَ ؕ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ؕ﴾ (البقرة: ۱۰۲)

''اور سلیمان نے کفر نہیں کیا، بلکہ شیطانوں نے کفر کیا وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے، اور وہ چیزیں بھی جو بابل کے دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر نازل کی گئی تھیں، اور سکھانے سے پہلے وہ متنبہ کر دیتے تھے کہ ہم فتنہ ہیں، لہٰذا اس کو مت کرو۔''

کہانت بھی کفریہ اور شرکیہ اُمور میں سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(( مَنْ أَتٰى كَاهِنًا اَوْ عَرَّافًا فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ.)) [1]

''جو شخص کسی کاہن یا نجومی کے پاس آیا، اور اس کے اقوال کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ شریعت کا انکار کیا۔''

سیّدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جزیرۂ عرب کو اللہ تعالیٰ نے شرک سے پاک اور صاف کر دیا ہے، تا آنکہ علوم نجوم ان کی گمراہی کا سبب بن جائے۔'' [2]

---

[1] مسند احمد: ۴۲۹/۲۔ شیخ شعیب نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

[2] مجمع الزوائد: ۱۱۴/۹۔ علامہ ہیثمی نے اس کی نسبت طبرانی اوسط اور ابو یعلیٰ کی طرف کی ہے، اور کہا ہے کہ ابو یعلیٰ کی سند ''حسن'' ہے۔

Marfat.com

## (۵) حادثات اور انسانی زندگی پر ستاروں کی تاثیر کا عقیدہ:

انسانی زندگی پر ستاروں کی تاثیر کا عقیدہ بھی شرکیہ عقیدہ ہے۔ اہل عرب کا یہ خیال تھا کہ ستاروں کی ایک منزل کے گرنے اور دوسری کے اُبھرنے کے ساتھ بارش برستی ہے۔ چنانچہ وہ انہی منازل کی طرف بارش کی نسبت کیا کرتے تھے، اور کہا کرتے تھے: "مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا" ہمیں فلاں ستارے یا فلاں منزل (نچھتر) سے بارش دی گئی ہے۔"[1]

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس شرکیہ عقیدہ کی تردید میں ارشاد فرمایا:

﴿وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ ﴿٨٢﴾﴾ (الواقعہ: ۸۲)

"اور تم اپنے حصے میں یہی لیتے ہو کہ جھٹلاتے پھرو۔"

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ يَقُولُ شُكْرَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ، يَقُولُونَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا وَبِنَجْمِ كَذَا وَكَذَا.))[2]

"تم اللہ کی نعمتوں کے مقابلہ میں اظہارِ شکر کا یہ طریقہ اپناتے ہو کہ تم اس نعمت کے من جانب اللہ ہونے کا انکار کرتے ہو (اور کہتے ہو) کہ ہمیں فلاں ستارے یا فلاں نچھتر سے بارش دی گئی ہے۔"

پس معلوم ہوا کہ بارش کی نسبت اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ستاروں کی طرف کرنا اسباب شرک میں سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: "میری اُمت جاہلیت کے چار کام ترک نہیں کرے گی (ان میں سے ایک ہے) "اَلْاِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ"[3]

---

[1] تیسیر العزیز الحمید، ص: ۴۵۱.

[2] سنن ترمذی، کتاب التفسیر، رقم: ۳۲۹۵۔ مسند احمد: ۱۰۸/۱، رقم: ۸۴۹، ۸۵۰۔ فتح الباری: ۵۲۲/۲۔ تفسیر ابن کثیر: ۲۹۹/۴۔ حافظ ابن کثیر اور ابن حجر نے اسے "صحیح" اور شیخ شعیب نے "حسن لغیرہ" کہا ہے۔

[3] صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم: ۲۱۶۰.

Marfat.com

''ستاروں سے بارش برسنے کا عقیدہ رکھنا۔''

## (۶) تعویذ گنڈوں کا عقیدہ:

نظر بد اور دیگر آفات و بلیات اور مصائب کے نزول سے پہلے تمیم اور گھونگے لٹکانا کہ وہ ان کو ٹال سکیں شرک ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيْمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ.)) ❶

''جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔''

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

(( لَيْسَتِ التَّمِيْمَةُ مَا تَعَلَّقَ بِهِ بَعْدَ الْبَلَاءِ إِنَّمَا التَّمِيْمَةُ مَا تَعَلَّقَ بِهِ قَبْلَ الْبَلَاءِ.)) ❷

''تمیمہ وہ نہیں جو بلا کے بعد لٹکایا جائے، تمیمہ وہ ہے جو بلا سے قبل لٹکایا جائے۔''

اہل عرب کی عادت تھی کہ بچے کے سر پر نظر بد سے بچنے کے لیے گھونگے اور موتی لٹکاتے تھے، شریعت نے انہیں باطل قرار دے دیا۔ امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((اَلتَّمَائِمُ جَمْعُ تَمِيْمَةٍ وَهِيَ خَرَزَاتٌ كَانَتِ الْعَرَبُ تُعَلِّقُهَا عَلَى أَوْلَادِهِمْ يَتَّقُوْنَ بِهَا الْعَيْنَ بِزَعْمِهِمْ فَأَبْطَلَهَا الشَّرْعُ.)) ❸

''تمائم، تمیمہ کی جمع ہے، اور یہ گھونگے ہیں جنہیں عرب اپنے گمان میں اپنی اولاد کو نظر بد وغیرہ سے بچانے کے لیے پہناتے تھے، شریعت نے انہیں باطل قرار دیا ہے۔''

محدث البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اور اسی قسم سے بعض لوگوں کا گھر کے دروازے پر جوتا لٹکانا، یا مکان کے اگلے

---

❶ مسند احمد: ۱۵۶/۴، رقم: ۱۷۴۲۲۔ مستدرک حاکم: ۲۱۹/۴۔ امام حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ مستدرک حاکم: ۲۱۷/۴۔ حاکم نے اسے شیخین کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ شرح السنة: ۱۵۸/۱۲.

Marfat.com

حصے پر، یا بعض ڈرائیور حضرات کا گاڑی کے آگے، یا پیچھے جوتے لٹکانا، یا گاڑی کے اگلے شیشے پر ڈرائیور کے سامنے نیلے رنگ کے منکے لٹکانا بھی ہے، یہ سب ان کے زعم باطل کے مطابق نظر بد سے بچاؤ کی وجہ سے ہے۔''①

## (۷) غیر اللہ کی قسم کھانا:

غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے، کیونکہ یہ تعظیم کی ایک قسم ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کو زیب دیتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ كَفَرَ وَاَشْرَكَ.))②

''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک یا کفر کیا۔''

بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ بِالْاَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا.))③

''جس نے امانت کی قسم کھائی وہ ہم سے نہیں ہے۔''

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ایک قافلے میں باپ کی قسم کھاتے ہوئے سنا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْلِيَسْكُتْ.))④

''بے شک اللہ تمھیں اپنے باپوں کی قسم کھانے سے منع کرتا ہے، جو شخص قسم کھانا چاہے، وہ اللہ کی قسم کھائے، یا خاموش رہے۔''

---

① سلسلة الصحيحة: ۱/ ۶۵۰.

② مسند احمد: ۲/ ۱۲۵، رقم: ۶۰۷۲۔ مستدرك حاكم: ۴/ ۲۹۷۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۵۳۵۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۲۰۴۲۔

③ سنن ابوداؤد، كتاب الايمان والنذور، رقم: ۳۲۵۳۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۹۴.

④ سنن ابوداؤد، كتاب الايمان والنذور، رقم: ۳۲۴۹۔ صحيح بخاری، كتاب الايمان والنذور، رقم: ۶۶۴۶۔ صحيح مسلم، كتاب الايمان، رقم: ۴۲۵۷.

Marfat.com

## (۸) علماء اور رہبانوں کو حلال وحرام کا اختیار سونپنا:

اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال، اور حلال کردہ اشیاء کو حرام ٹھہرانا بھی شرکِ اکبر کی ایک صورت ہے، جو ہمارے معاشرہ میں عام ہے۔ نیز کسی شخص کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ اُسے کسی چیز کو حلال اور حرام ٹھہرانے کا پورا پورا اختیار ہے، یہ بھی شرک کی قبیل سے ہے، چاہے وہ کسی جرگے کی صورت میں ہو یا عدالت کی صورت میں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام میں اس شرک کا یوں تذکرہ کیا ہے:

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (التوبہ: ۳۱)

''اُن لوگوں نے اپنے عالموں اور اپنے عابدوں کو اللہ کے بجائے رب بنالیا۔''

سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے جب ان آیات کی تلاوت سنی، تو متعجبانہ انداز سے کہنے لگے: ہم لوگ ان کی عبادت تو نہیں کیا کرتے تھے؟ اس پر رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَجَلْ وَلٰكِنْ يُحِلُّوْنَ لَهُمْ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيَسْتَحِلُّوْنَ، وَيُحَرِّمُوْنَ عَلَيْهِمْ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ فَيُحَرِّمُوْنَهُ فَتِلْكَ عِبَادَتُهُمْ لَهُمْ.)) [1]

''ٹھیک ہے، لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو اُن کے لیے حلال کرتے تھے جسے وہ لوگ حلال مان لیتے تھے، اور وہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام کرتے تھے جسے وہ لوگ حرام مان لیتے تھے، پس یہی تو اُن کی عبادت ہے۔''

## (۹) بعض اشیاء میں نفع کی موجودگی کا عقیدہ رکھنا:

کچھ لوگ بعض اشیاء میں نفع کی موجودگی کا عقیدہ رکھتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کسی قسم کا کوئی نفع نہیں رکھا ہوتا تو ایسا کرنا شرک ہے، اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کے منافی ہے۔ مثال کے طور پر بعض لوگ مختلف نگینوں والی انگوٹھیاں پہنے ہوتے ہیں، بعضوں نے معدنی کڑے، بعضوں نے مختلف قسم کے منکے اور بعضوں نے تعویذ لٹکائے ہوتے ہیں، جن میں واضح

[1] سنن الكبرىٰ للبيهقي: ۱۱۶/۱۰، كتاب تفسير القرآن عن رسول الله ﷺ، باب ''ومن سورة التوبة'' رقم: ۳۰۹۵.

Marfat.com

طور پر شرکیہ عبارتیں لکھی جاتی ہیں، مثلاً جنوں اور شیاطین سے استغاثہ وغیرہ۔ لہٰذا کسی قسم کا کوئی (شرکیہ) تعویذ گردن میں لٹکانا، گھر میں آویزاں کرنا یا گاڑی وغیرہ میں رکھنا بہت بڑا گناہ، بلکہ شرک ہے۔ چنانچہ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ عَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ.)) ❶

''جس کسی نے تعویذ لٹکایا تحقیق اُس نے شرک کیا۔''

## (۱۰) قومیت پرستی:

کسی بھی دور میں جب لوگ قومیت پرستی کے فتنے میں مبتلا ہوتے ہیں، اور اپنا سارا سرمایۂ حیات اس کو سمجھ بیٹھتے ہیں، تو وہ اُس وقت شرک کا طوق اپنے گلے میں ڈال کر ربّ رحمان کو ناراض کر بیٹھتے ہیں، جس کے سبب وہ ہمیشہ کی تنزلی کا شکار ہو کر اپنی دنیا اور عاقبت دونوں خراب کر بیٹھتے ہیں، جیسا کہ قزمان بن حارث ''غزوۂ اُحد'' میں بے باکی اور بہادری سے لڑا اور کئی مشرکین کو موت کے گھاٹ بھی اُتارا، لیکن رسول مکرم ﷺ نے اُسے اہل دوزخ میں شمار کیا۔

((أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ.))

''یقیناً وہ (قزمان......) اہل جہنم میں سے ہے۔''

اس لیے کہ قزمان بن حارث کا بے باکی سے لڑنا اور مشرکین کو موت کے گھاٹ اُتارنا محض اپنی قوم کی نام وری کے لیے تھا، جیسا کہ اُس نے خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے سامنے اس بات کا اظہار کیا۔

((وَاللّٰهِ مَا قَاتَلْنَا إِلَّا عَلَى الْأَحْسَابِ.)) ❷

''اللہ کی قسم! ہم نے خاندانی شرافت اور حسب کے لیے لڑائی لڑی ہے۔''

واضح رہے کہ قومیت پرستی کو اقوامِ عالم کے جملہ مذاہب نے مختلف صورتوں اور شکلوں میں قائم رکھا ہے۔ مثال کے طور پر کسی قوم کے افراد کے دماغوں میں یہ تصور قائم کیا گیا کہ شاہانِ

---

❶ مسند احمد: ۱۵۶/۴، رقم: ۱۷۴۲۲۔ سلسلة الاحاديث الصحيحة، رقم: ۴۹۲.

❷ الاصابه لابن حجر: ۳۳۵/۵، ترجمة رقم: ۷۱۲۳.

Marfat.com

مملکت رحمان کا سایہ ہوتے ہیں، جن کے سامنے کسی متنفس کو چون و چراں کرنے کی کوئی مجال نہیں ہوتی، اور انہیں ہمیشہ ظل الٰہی کہہ کر پکارا گیا۔

## (۱۱) عقیدہ ''نُوْرٌ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰہِ'':

امام الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ یا کسی اور جلیل القدر ہستی کو ''نُوْرٌ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰہِ'' یعنی ''اللہ تعالیٰ کے نور میں سے نور کہنا'' حقیقتاً اللہ تعالیٰ کا جزو ٹھہرانے کے مترادف ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی نہ کوئی اولاد ہے، اور نہ ہی کوئی جزو، بلکہ وہ یکتا اور اکیلا ہے۔

جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝١ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝٢ لَمْ يَلِدْ ۙ وَ لَمْ يُوْلَدْ ۝٣ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝٤﴾ (الاخلاص)

''(اے پیغمبر! اُن لوگوں سے جو اللہ کا حال پوچھتے ہیں یوں) کہہ دیجیے وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جنا (نہ کوئی اُس کی اولاد) ہے نہ اُس کو کسی نے جنا (نہ وہ کسی کی اولاد) ہے، اور اُس کے برابر والا (جوڑ کا ہم سر) کوئی نہیں ہے۔''

یہ عقیدہ یعنی رسول اللہ ﷺ کو ''نُوْرٌ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰہِ'' کہنا قرآنی آیات اور احادیثِ صحیحہ کے صریح مخالف ہے۔

چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ (الکھف: ۱۱۰)

''آپ کہہ دیجیے کہ میں تو تمہارے جیسا ہی ایک انسان ہوں، مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک ہے۔''

## (۱۲) بدشگونی لینا:

نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی جب بعثت ہوئی تو دنیا جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں غرق تھی اور طرح طرح کے شیطانی وسوسوں اور شرکیہ توہمات میں پھنسی ہوئی تھی۔

Marfat.com

جاہلیت کے شرکیہ عقائد میں جہاں بتوں کو معبود بنانا، انبیاء علیہم السلام کو مشکل کشا ماننا، جنات کی پناہ مانگنا تھا، وہاں بدشگونی لینے کا عقیدہ بھی قائم تھا۔

بدشگونی کے لیے لغت عرب میں لفظ ''اَلطِّیَرَۃُ'' استعمال ہوتا ہے، جس کے معنی ''کسی چیز کو باعث نحوست و بدشگونی قرار دینے'' کے ہیں۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿فَإِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗ ۗ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣١﴾﴾ (الاعراف: ۱۳۱)

''پس جب اُنھیں کوئی اچھی چیز ملتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو ہیں ہی اس کے حقدار، اور اگر اُن کو کوئی بدحالی پیش آتی، تو موسیٰ اور اُن کے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے، حالانکہ اُن کی نحوست تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے، لیکن اُن کے اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

بہرحال بدشگونی کا عقیدہ قطعی حرام ہے، اور توحید کے یکسر منافی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقیدہ کی تردید میں فرمایا:

((اَلطِّیَرَۃُ شِرْکٌ.)) [1]

''بدشگونی شرک ہے۔''

## ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

بعض لوگ کم علمی کی بنیاد پر یہ کہہ دیتے ہیں کہ امت محمد علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں مطلق طور پر شرک آجانے کا اندیشہ نہیں ہے، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((وَاللّٰهِ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا.)) [2]

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الطب، باب فی الطِّیرۃ، رقم: ۳۹۱۰۔ سنن الترمذی، باب ماجآء فی الطیرۃ، رقم: ۱۶۱۴۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۳۹۶۰۔ سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۴۲۹۔

[2] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ۱۳۴۴.

Marfat.com

''اللہ کی قسم! مجھے اس کا ڈر نہیں کہ میرے بعد تم لوگ شرک کرو گے، بلکہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم لوگ دنیا حاصل کرنے میں رغبت کرو گے۔''

## ازالہ:

اوّلا:...... اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ امت مسلمہ مجموعی طور پر شرک کا ارتکاب نہیں کرے گی۔ البتہ بعض افراد قبائل شرک کریں گے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((قَوْلُهُ: "مَا اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا" أَيْ عَلَى مَجْمُوْعِكُمْ لِأَنَّ ذٰلِكَ قَدْ وَقَعَ مِنَ الْبَعْضِ أَعَاذَنَا اللّٰهُ تَعَالَى.)) ❶

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کہ: ''مجھے تمہارے متعلق شرک کا اندیشہ نہیں'' سے مراد یہ ہے کہ تم مجموعی طور پر مشرک نہیں ہو گے۔ کیونکہ امت مسلمہ میں سے بعض افراد و قبائل کی طرف سے شرک کا وقوع ہوا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔''

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ اُمَّتِيْ بِالْمُشْرِكِيْنَ وَحَتّٰى تَعْبُدَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي الْأَوْثَانَ.)) ❷

''اس وقت تک قیامت قائم نہ ہو گی جب تک میری اُمت میں سے کچھ قبائل مشرکین کے ساتھ نہ مل جائیں گے، اور یہاں تک کہ میری اُمت کے کچھ قبائل بتوں کی پرستش کریں گے۔''

اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَضْطَرِبَ أَلْيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ عَلٰى ذِي الْخَلَصَةِ

---

❶ فتح الباری: ۲۱۱/۳.

❷ صحیح سنن ابوداؤد: ۹/۲۔ ۱۰، رقم: ۴۲۵۲۔ مسند أحمد: ۲۷۸/۵، ۲۸۴۔ مسند أبوداود طیالسی، رقم: ۹۹۱۔ مستدرك حاكم: ۴۴۸/۴۔ حاکم اور محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

Marfat.com

وَذُوالْخَلَصَةِ: طَاغِيَةُ دَوْسٍ الَّتِي كَانُوا يَعْبُدُونَهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ.)) ①

''اُس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ قبیلہ دوس کی عورتوں کے سرین ذی الخلصہ پر حرکت نہیں کریں گے۔ اور ذوالخلصہ قبیلہ دوس کا بت تھا جس کو وہ زمانہ جاہلیت میں پوجا کرتے تھے۔''

معلوم ہوا کہ قبل از قیامت امت مسلمہ میں بت پرستی داخل ہوجائے گی، اور ایسے لوگ مشرک کہلانے کے حق دار ہیں۔

## اُمت مسلمہ میں شرکیہ عقائد ونظریات کی ایک جھلک:

جتنے شرکیہ اُمور کا بیان ہوا ہے، وہ اور اُن کے علاوہ بھی صریحانہ عقائد ونظریات اُمت مسلمہ میں بدرجہ اُتمہ پائے جاتے ہیں۔ ہم سطور ذیل میں ان عقائد کی ایک جھلک پیش کریں گے، اور تبصرہ قارئین پر چھوڑ دیتے ہیں۔

(۱)....ایک شاعر اپنے پیر غلام مرتضیٰ قلعہ شریف ضلع شیخوپورہ والے کی مدح میں کہتا ہے کہ یہ خدا کا نور ہے اور نبی کریم ﷺ کا نائب ہے، بلکہ ربّ اور پیر ایک ہی ہیں، اس لیے ہمیں کعبۃ اللہ جا کر طواف کی ضرورت نہیں، کیونکہ آستانہ پیر ہی کعبہ ہے۔ لہٰذا ہم یہیں طواف کریں گے۔ العیاذ باللہ!

''دِ دوستی ربّ دی لوڑ نائیں قلعے والے دا پلڑا چھوڑ ناہیں
قلعے والے دے گرد طواف کر لے مکے جاونے دی کوئی لوڑ ناہیں
ایہہ قصورِ نگاہ دا نادانوں رب ہور نائیں پیر ہور نائیں
فضل رب دا جے مطلوب ہووے قلعے والے ولوں مکھ موڑ ناہیں

(سہ حرفی رموز معرفت، ص: ۳)

(۲)....خواجہ غلام فرید چشتی چاچڑاں شریف والے کے دیوان، صفحہ: ۲۰۷ میں مرقوم ہے:

---

① صحیح بخاری، کتاب الفتن، رقم: ۷۱۱۶۔ صحیح مسلم، کتاب الفتن، رقم: ۲۹۰۶۔ مسند أحمد: ۲۷۱/۲.

Marfat.com

چاچڑ وانگ مدینہ جا تم تے کوٹ مٹھن بیت اللہ
رنگ بنا بے رنگی آیا کیتم روپ تجلّی
ظاہر دے وچ مرشد ہادی باطن دے وچ اللہ
نازک مکھڑا پیر فریدا سانوں ڈسدا ہے وجہ اللہ

(حج فقیر بر آستانہ پیر،ص:۴۵)

(۳)....ایک شخص نے اپنی کتاب ''باغ فردوس معروف بہ گلزار رضوی'' کے صفحہ ۵۶،۲۵ میں شیخ عبدالقادر جیلانی کے متعلق لکھا ہے:

میرے سرکار کی مٹھی میں ہیں عالم کے قلوب
دم میں روتوں کو ہنسا دیتے ہیں غوث الاغواث
جس نے یاغوث مصیبت میں پکارا دل سے
کام سب اس کے بنا دیتے ہیں غوث الاغواث
لوحِ محفوظ میں تثبیت کا حق ہے حاصل
مرد عورت سے بنا دیتے ہیں غوث الاغواث

لیجیے یہ اشعار پڑھیے اور قرآن وسنت کی روشنی میں خود فیصلہ کیجیے کہ یہ نام کے مسلمان مشرکوں الاولون کے نقش پا پر چل رہے ہیں کہ نہیں؟

سچ فرمایا اللہ عزوجل نے کہ:

﴿ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُونَ ﴾ (یوسف:۱۰۶)

''اوران میں سے اکثر وہ ہیں کہ اللہ پر یقین نہیں لاتے مگر شرک کرتے ہوئے۔''

(ترجمہ احمد رضا)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اس اُمت میں شرک رات کی تاریکی میں سیاہ چٹان پر سیاہ چیونٹی کی چال سے بھی

Marfat.com

زیادہ مخفی طور پر پایا جائے گا۔'' ①

ثانیاً:...... پھر اس حدیث میں آپ ﷺ کے مخاطب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوں گے، کہ آپ کے بعد وہ شرک نہیں کریں گے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((وَأَنَّ أَصْحَابَهُ لَا يُشْرِكُوْنَ بَعْدَهُ فَكَانَ كَذٰلِكَ.)) ②

''یقیناً آپ ﷺ کے اصحاب آپ کے بعد شرک نہیں کریں گے، پس اسی طرح ہوا کہ کسی بھی صحابی سے شرک و بدعت سرزد نہیں ہوئے۔''

ثالثاً:...... اس حدیث پاک کا یہ مطلب قطعی نہیں کہ یہ اُمت شرک نہیں کر سکتی، بلکہ اس اُمت کے اکثر لوگ مشرک ہیں، جیسا کہ مذکورہ آیت کریمہ اور حدیث رسول ﷺ سے ثابت ہے۔

---

① صحیح الجامع الصغیر: ۳/۲۳۳.

② فتح الباری: ۶/۶۱۴.

Marfat.com

باب نمبر ۴:

# دین اسلام کے مصادر

دین اسلام کے مصادر چار ہیں:

(۱)....کتاب اللہ عزوجل (۲)....سنت رسول اللہ ﷺ

(۳)....اجماع (۴)....قیاس

اور یہ اصول وضوابط ومصادر کتاب وسنت ہی کے نصوص پر مبنی ادلہ سے ماخوذ ومستنبط ہیں۔

امام دارمی اور بیہقی نے میمون بن مہران سے بیان کیا ہے کہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جب کوئی مسئلہ آتا تو اگر اس کا حل کتاب اللہ میں پاتے تو فیصلہ کرتے۔ نہیں تو سنت رسول ﷺ میں ڈھونڈتے اگر اس میں حل ملتا تو اس کا فیصلہ کرتے۔ نہیں تو لوگوں سے پوچھتے کہ کیا کسی کو اس مسئلے میں نبی کریم ﷺ کا کوئی حکم اور فیصلہ معلوم ہے؟ ایسا بھی ہوتا تھا کہ کسی کو حدیث رسول ﷺ کا علم ہوتا اور بتاتے تو اس کے مطابق فیصلہ دیتے۔ اگر کوئی فیصلہ نہیں ملتا تو اکابر صحابہ کرام کو جمع کر کے اُن سے مشورہ کرتے، اگر وہ متفق ہو کر فیصلہ دیتے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کا فیصلہ فرماتے۔ [1]

عبداللہ بن ابی یزید کہتے ہیں کہ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی مسئلے کے بارے میں پوچھا جاتا تو آپ کو اگر وہ مسئلہ قرآنِ کریم میں مل جاتا تو اس سے جواب دیتے۔ نہیں تو حدیث رسول ﷺ میں مل جاتا تو جواب دیتے۔ نہیں تو سیّدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے اقوال وفتاویٰ میں ملتا تو اس سے جواب دیتے، ورنہ اپنے اجتہاد سے جواب دیتے تھے۔ [2]

---

[1] بحوالہ اعلام الموقعین: ۲/۱۱۸۔

[2] سنن دارمی: ۱/۵۵۔ الفقیہ والمتفقہ: ۱/۲۰۳۔

Marfat.com

فصل نمبر ا:

# کتاب اللہ عزوجل

اللہ تعالیٰ کا قرآن شریعت اسلامیہ کا مصدر اوّل ہے، اور مکمل ضابطہ حیات ہے، مشعل ہدایت ہے اس کا نور عالمتاب قیامت تک انسانوں کو راہ دکھاتا رہے گا۔ آندھیاں چلیں گی، طوفان اُٹھیں گے، بڑی بڑی سازشیں ہوں گی، لیکن جب تک قیامت نہیں آجاتی، یہ قرآن بغیر کسی ادنیٰ تغییر وتحریف کے باقی رہے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝﴾ (الحجر: ۹)

''بے شک ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

مفسرین لکھتے ہیں کہ آیت میں دوسرا حصہ ﴿وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قرآن کی قیامت تک حفاظت کرتا رہے گا۔

امام احمد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ احکامِ شرعیہ اور ان مسائل میں جن میں ظاہری علوم کا دخل نہیں دلیلوں کے پانچ اصول ہیں:

پہلا اصل:...... اللہ کی کتاب ہے۔ اور یہ آیت تلاوت کرتے:

﴿مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ﴾ (الأنعام: ۳۸)

''ہم نے کتاب میں کوئی چیز بیان کیے بغیر نہیں چھوڑی۔''

دوسرا اصل:...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث وسنت ہے۔ اور بطور استدلال یہ آیت پڑھتے:

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ﴾ (النسآء: ۵۹)

''اگر کسی چیز میں اختلاف ہو تو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو۔''

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آپ کی وفات کے بعد لوٹانے کا معنی یہ ہے کہ آپ کی

Marfat.com

سنت کی طرف لوٹایا جائے۔ "عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي" حدیث کی روایت بھی کرتے، اور یہ آیت کریمہ تلاوت کرتے:

﴿وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ﴾ (الحشر:۷)

''جو کچھ رسول تمہیں دے اسے لے لو، اور جس چیز سے منع کرے اس سے باز آجاؤ۔''

تیسرا اصل:...... کسی زمانہ کے علماء کا اجماع ہے اگر وہ آپس میں اختلاف نہ کریں۔ اگر ان میں سے ایک عالم نے بھی اختلاف کر دیا تو اجماع ثابت نہ ہوگا۔ اجماع کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ بعض علماء سے کوئی قول مشہور ہو دوسرے لوگوں کو اس کا علم ہو لیکن کسی نے اس کا انکار نہ کیا ہو۔

پہلا درجہ اجماع صحابہ کا ہے بعد کے لوگوں کو اس کے تابع رہنا ہے۔

چوتھا اصل:...... کسی ایک صحابی کا قول ہے جو لوگوں میں مشہور ہو۔ کسی صحابی نے اس پر نکیر نہ کی ہو۔

پانچواں اصل:...... قیاس ہے، اور قیاس یہ ہے کہ کسی مسئلے کا شرعی حکم ثابت ہو تو اس جیسے دوسرے مسئلے پر بھی مشترک سبب کی بنا پر حکم لگانا اور اگر دونوں مسئلوں میں کوئی مشترک سبب نہ ہو تو قیاس جائز نہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ ایسے ہی قیاس کو جائز سمجھتے تھے، پھر بھی قیاس کو دلیلوں کے درمیان مجبوری میں مردہ گوشت کھانے اور پانی نہ ہونے کی صورت میں مٹی سے تیمّم کی طرح جانتے تھے۔ [1]

---

[1] اصول مذهب الإسلام أحمد ومشربه، المطبوع بآخر طبقات الحنابلة لإبن أبي يعلى: ۲/ ۲۸۳، ۲۸۵.

Marfat.com

فصل نمبر ۲:

## سنت رسول ﷺ

سنت رسول ﷺ شریعت اسلامیہ کا مصدر ثانی ہے۔ کتاب اللہ کی تفہیم وتفسیر اور بیان کی ذمہ داری رسول اللہ ﷺ کی تھی۔ آپ پر قرآنِ مجید کا نزول ہوتا تو آپ اس کی توضیح فرما دیتے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۶۴﴾ (النحل: ۶۴)

''اور اس کتاب کو ہم نے آپ پر نازل کیا ہے، تا کہ آپ لوگوں کے لیے اس کو کھول کر بیان کر دیں جس بات میں وہ آپس میں اختلاف کرتے ہیں، اور وہ کتاب ان لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔''

معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی حدیث حقیقت میں قرآنِ مجید کی تفسیر ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

(( مَنْ اَطَاعَنِىْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ، وَمَنْ عَصَانِىْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ، وَمَنْ اَطَاعَ اَمِيْرِىْ فَقَدْ اَطَاعَنِىْ، وَمَنْ عَصٰى اَمِيْرِىْ فَقَدْ عَصَانِىْ.)) [1]

''جس شخص نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ کی نافرمانی کی، اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی، اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی، اس نے میری نافرمانی کی۔''

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا واقعہ اس پر شاہد عدل کی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأحکام، رقم: ۷۱۳۷.

Marfat.com

''اللہ تعالیٰ نے گودوانے والیوں اور گودنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے، چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں اور حسن کے لیے آگے کے دانتوں میں کشادگی کرنے والیوں پر لعنت بھیجی ہے کہ یہ اللہ کی پیدا کی ہوئی صورت میں تبدیل کرتی ہیں۔''

ایک عورت آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی: اے ابن مسعود! میں نے سارے قرآن کو پڑھا ہے، لیکن قرآن میں ایسی عورت پر لعنت کہیں نہیں ہے۔ تو سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تو اس کو پڑھتی تو ضرور پالیتی، اس عورت نے جواب دیا کہ میں نے سارا قرآن پڑھا ہے۔ لیکن لعنت کہیں نہیں ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تو نے یہ آیت کریمہ نہیں پڑھی؟

﴿ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝﴾ (الحشر: ۷)

''اور جو تمہیں رسول دیں اسے لے لو، اور جس سے روکیں اس سے باز آجاؤ۔''

اس نے کہا: کیوں نہیں۔''[1]

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ۧ﴾ (الأنعام: ۸۲)

''وہ لوگ جنہوں نے اپنے ایمان میں ظلم کو شامل نہیں کیا، انہی کے لیے امن ہے اور وہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''

تو سب مسلمان پریشان ہوگئے اور عرض کی، اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کون ہے جس نے کوئی ظلم نہ کیا ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اس آیت میں ظلم سے مراد شرک ہے، کیا تم نے لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو نصیحت نہیں سنی کہ ''اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک مت کرنا۔ کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔''[2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ۴۸۸۶.

[2] صحیح بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، رقم: ۳۳۶۰۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۴۲۵.

Marfat.com

# قرآنِ مجید کی روشنی میں سنت رسول کا مقام

اہل ایمان کا طرز یہ ہوتا ہے کہ جب انہیں قرآن وسنت کی طرف بلایا جاتا ہے، تو فوراً سر نیاز خم کر دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵۱﴾ (النور: ۵۱)

''مومنوں کو جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ ان کے درمیان فیصلہ کر دیں، تو کہتے ہیں کہ ہم نے یہ بات سن لی اور اسے مان لیا، اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

مصور کھینچ وہ نقشہ کہ جس میں یہ صفائی ہو
ادھر فرمانِ محمد ہو ادھر گردن جھکائی ہو

اطاعت فرض عین ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَ اَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ﴾

(الأنفال: ۲۰)

''اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور رسول کے حکم کو سن کر اس سے روگردانی نہ کرو۔''

دوسری جگہ فرمایا:

﴿وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۱۳۲﴾ (آل عمران: ۱۳۲)

''اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔''

Marfat.com

مزید ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۱ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝۳۲﴾ (آل عمران: ۳۱۔۳۲)

''آپ کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا، اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ آپ کہہ دیجیے کہ اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو، اگر وہ منہ پھیر لیں تو اللہ کافروں سے محبت نہیں رکھتا۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: کہ یہ آیت کریمہ اُن تمام لوگوں کے خلاف دلیل ہے جو اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور طریقہ محمدی پر گامزن نہیں ہوتے۔ جب تک آدمی اپنے تمام اقوال وافعال میں شرع محمدی کی اتباع نہیں کرتا، وہ اللہ سے دعوئے محبت میں کاذب ہوتا ہے۔ [1]

مزید برآں یہ آیت دلیل ہے کہ طریقۂ محمدی کی مخالفت کفر ہے۔ اس لیے اللہ نے فرمایا: اگر انہوں نے اعراض سے کام لیا تو اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔ معلوم ہوا کہ طریقہ محمدی سے اعراض کرنے والا کافر ہوتا ہے۔

سورۃ النور میں فرمایا:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۶۳﴾ (النور: ۶۳)

''پس جو لوگ رسول اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، انہیں ڈرنا چاہیے کہ ان پر کوئی بلا نہ نازل ہو جائے، یا کوئی دردناک عذاب نہ انہیں آ گھیرے۔''

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ﴾ آیت کریمہ کا یہ جز اس بات کی دلیل ہے کہ زندگی کے تمام امور کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعتِ غرا اور ان کی سنت کی کسوٹی پر پرکھنا

[1] تفسیر ابن کثیر، تحت الآیۃ.

Marfat.com

واجب ہے، جو چیز آپ ﷺ کی سنت کے مطابق ہوگی اسے قبول کرلیا جائے گا، اور جو قول وعمل اس کے مخالف ہوگا اسے ردّ کر دیا جائے گا، چاہے کہنے یا کرنے والا کوئی بھی انسان ہو۔

فقہاءِ امت نے اسی آیت کریمہ سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کا ''امر'' وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ اس لیے کہ یہاں آپ کے حکم کو ترک کر دینے کا لازمی نتیجہ دو سزاؤں میں سے ایک کو بتایا گیا ہے کہ یا تو کوئی بلا نازل ہوئی یا کوئی دردناک عذاب۔ اس لیے جو لوگ نبی کریم ﷺ کی سنت کی مخالفت کرتے ہیں، یا فاسد تاویلوں کے ذریعہ دوسروں کے اقوال کو اس پر ترجیح دیتے ہیں، انہیں اس آیت پر ضرور غور کرنا چاہیے، اور رسولِ اکرم ﷺ کے مقام ومحبت کا تصور کرتے ہوئے، کسی کے قول وعمل کے مقابلے میں درخور اعتناء نہیں سمجھنا چاہیے۔

ہوتے ہوئے مصطفیٰ کی گفتار
مت دیکھ کسی کا قول و اقرار

سورۃ الحجرات میں فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ①﴾ (الحجرات: ۱)

''اے ایمان والو! تم لوگ اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے آگے نہ بڑھو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ خوب سننے والا، بڑا جاننے والا ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس بات سے منع کر دیا ہے کہ وہ عجلت میں آکر نبی کریم ﷺ سے پہلے کوئی بات کہیں، یا کوئی کام کریں، یا اللہ اور اس کے رسول کا حکم جاننے سے پہلے کوئی اقدام کریں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ مسلمانو! آپ ﷺ سے پہلے کوئی کام کرنے میں جلدی نہ کرو، بلکہ تمام امور میں ان کی پیروی کرو۔ (تفسیر ابن کثیر)

ابن جریر نے اس کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ اے وہ لوگو! جنہوں نے اللہ کی وحدانیت اور اس

Marfat.com

کے نبی ﷺ کی نبوت کا اقرار کیا ہے، تم اپنے کسی جنگی یا دینی معاملے میں اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے سے پہلے خود کوئی فیصلہ نہ کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کی مرضی کے خلاف فیصلہ کرلو۔ عرب کہا کرتے ہیں: ''فُلَانٌ يَتَقَدَّمُ بَيْنَ يَدَيْ إِمَامِهِ'' ''یعنی فلاں شخص امام سے پہلے امر اور نہی صادر کرنے لگتا ہے۔'' (تفسیر ابن جریر)

اور آیت کریمہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مومنو! اپنے تمام معاملات میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ ان معاملات میں یہ بھی داخل ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سے پہلے نہ کوئی کام کیا جائے، نہ کوئی بات کہی جائے، اور نہ ان کے فیصلہ سے پہلے کوئی فیصلہ کیا جائے۔

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝٥٩﴾ (النسآء: ۵۹)

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو، اور تم میں سے اقتدار والوں کی، پھر اگر کسی معاملہ میں تمہارا اختلاف ہو جائے، تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو، اس میں بھلائی ہے اور انجام کے اعتبار سے یہی اچھا ہے۔''

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ''واَطیعوا الرسول'' میں فعل کا اعادہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسول کی اطاعت مستقل اور ''واُولی الامر'' میں فعل کا عدم اعادہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ ان کی اطاعت مشروط ہے۔ اگر ان کا حکم قرآن وسنت کے مطابق ہوگا تو اطاعت کی جائے گی، ورنہ نہیں۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک ''اُولی الامر'' سے مراد اہل فقہ ودین ہیں۔ اور مجاہد، عطا اور حسن بصری وغیرہم کے نزدیک اس سے مراد علماء ہیں۔

امام مجاہد اور دوسرے علماء سلف نے کہا ہے کہ ''اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیر دو'' سے مقصود قرآن وسنت ہے۔ آیت کے اس حصہ میں مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ کسی بھی مسئلہ میں ان کے درمیان اختلاف ہو تو اس کا فیصلہ قرآن وسنت کے مطابق ہونا چاہیے، اللہ اور آخرت پر

Marfat.com

ایمان کا یہی تقاضا ہے۔ معلوم ہوا کہ جو شخص بھی کسی اختلافی مسئلہ میں قرآن وسنت کا حکم نہیں مانے گا، وہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والا نہیں مانا جائے گا۔ اس کے بعد اللہ نے فرمایا کہ قرآن وسنت کی طرف رجوع میں ہی ہر خیر ہے، اور انجام کے اعتبار سے بھی یہی عمل بہتر ہے۔

(بحوالہ تیسیر الرحمن، ص:۲۶۹)

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝۶۵﴾ (النسآء:۶۵)

''پس آپ کے ربّ کی قسم، وہ لوگ مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو اپنے اختلافی امور میں اپنا فیصل نہ مان لیں، پھر آپ کے فیصلہ کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تکلیف نہ محسوس کریں، اور پورے طور سے اسے تسلیم کرلیں۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی قسم کھا کر کہا ہے کہ کوئی آدمی اُس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا، جب تک اپنے تمام اُمور میں رسول اللہ ﷺ کو فیصل نہیں مان لیتا، اس لیے کہ آپ کا فیصلہ وہ ربانی فیصلہ ہے، جس کے برحق ہونے کا دعویٰ دل میں اعتقاد رکھنا ضروری ہے، اور عمل کے ذریعہ بھی اس پر ایمان رکھنے کا ثبوت فراہم کرنا ضروری ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد فرمایا: یہ ضروری ہے کہ لوگوں کا ظاہر و باطن اسے تسلیم کرلے، اور اس کی حقانیت کے بارے میں دل کے کسی گوشے میں بھی شبہ باقی نہ رہے۔

کسی معاملے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم صادر ہوجائے تو کسی مومن مرد یا عورت کے لیے یہ اختیار باقی نہیں رہتا کہ اس کی مخالفت کرے اور اپنی یا کسی اور کی رائے پر عمل کرے، اس لیے کہ ایسا کرنا اللہ اور اس کے رسول کی سراسر نافرمانی اور کھلم کھلا گمراہی ہوگی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝۳۶﴾

(الأحزاب:۳۶)

Marfat.com

''اور جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے میں فیصلہ کردے، تو کسی مسلمان مرد اور عورت کے لیے اس بارے میں کوئی اور فیصلہ قبول کرنے کا اختیار باقی نہیں رہتا، اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو جائے گا۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں: کہ اس آیت کریمہ میں مذکور حکم تمام امور کو شامل ہے، یعنی کسی بھی معاملے میں جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم صادر ہو جائے، تو کسی کے لیے بھی اسی کی مخالفت جائز نہیں ہے، اور نہ کسی کے قول یا رائے کی کوئی حیثیت باقی رہ جاتی ہے۔ (1)

کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کر کے اللہ کا فرمانبردار نہیں بن سکتا، رسول اللہ ﷺ کی سنت کی خلاف ورزی کر کے اللہ کی بندگی اور عبادت نہیں ہو سکتی۔

چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴾ (النسآء: ۸۰)

''جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے روگردانی کی تو ہم نے آپ کو ان کا پہرہ دار بنا کر نہیں بھیجا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ قرآنِ مجید کی تفسیر و توضیح اپنی خواہش نفس کے مطابق نہیں لاتے ہیں، بلکہ وہ اللہ کی وحی ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝﴾ (النجم: ۴،۳)

''اور وہ اپنی خواہش نفس کی پیروی میں بات نہیں کرتے ہیں، وہ تو وحی ہوتی ہے جو اُن پر اُتاری جاتی ہے۔''

سورۃ النساء میں ارشاد فرمایا:

﴿وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ﴾ (النساء: ۱۱۳)

''اللہ نے آپ پر کتاب و حکمت دونوں کو نازل کیا ہے۔''

---

(1) تفسیر ابن کثیر، تحت الآیۃ.

Marfat.com

صاحب فتح البیان رقمطراز ہیں: ''یہ آیت دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ کی سنت وحی ہوتی تھی جو آپ کے دل میں ڈال دی جاتی تھی۔

امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَسَمِعْتُ مَنْ اَرْضَاهُ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ: اَلْحِكْمَةُ سُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.)) (الرسالۃ، ص: ۱۳)

''میں قرآنِ مجید کے جن اہل علم کو پسند کرتا ہوں ان کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حکمت رسول اللہ ﷺ کی سنت کا نام ہے۔''

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَالْحِكْمَةُ هِيَ السُّنَّةُ بِاتِّفَاقِ السَّلَفِ.)) (کتاب الروح، ص: ۱۱۹)

''سلف صالحین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ حکمت سے مراد سنت ہے۔''

سیّدنا یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جعرانہ میں تھے، ایک شخص آیا، اس نے جبہ پہن رکھا تھا۔ اس پر زعفران یا پیلے رنگ کے نشان تھے۔ اس نے سوال کیا کہ آپ مجھے عمرہ میں کیا کرنے کا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے کوئی جواب نہ دیا: جب آپ پر وحی نازل ہوئی تو آپ نے کپڑے سے اپنے آپ کو ڈھانپ لیا۔

سیّدنا یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں چاہتا تھا کہ نبی کریم ﷺ کو نزولِ وحی کے وقت دیکھوں۔ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم وحی کی حالت میں نبی کریم ﷺ کو دیکھنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: ''ہاں'' تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کپڑے کو نہ اٹھایا، میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ سے اونٹ کی آواز کی طرح آواز آرہی تھی۔ جب آپ سے وحی کی کیفیت دور ہوئی، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عمرہ سے متعلق سوال کرنے والا کہاں ہے؟ پھر آپ نے اس سے کہا: جبہ اتار دو، زعفران اور پیلا رنگ اپنے جسم سے صاف کرلو، اور جس طرح حج میں کرتے ہو اسی طرح عمرہ میں کرو۔'' [1]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الحج، رقم: ۱۵۳۶۔ صحیح مسلم، رقم: ۱۱۸۰/۶۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۱۸۱۹.

Marfat.com

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ ۝۳۳﴾

(محمد: ۳۳)

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، اور رسول کی اطاعت کرو، اور اپنے اعمال کو بے کار نہ بناؤ۔''

اور سورۃ القیامۃ میں فرمایا:

﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝۱۶ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ ۝۱۷ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝۱۸ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ ۝۱۹﴾ (القیامۃ: ۱۶-۱۹)

''اے میرے نبی! آپ (نزول وحی کے وقت) اپنی زبان نہ ہلایئے تاکہ اسے جلدی کریں۔ بے شک اس کا جمع کرنا اور آپ کو اس کا پڑھانا ہمارا کام ہے۔ اس لیے جب ہم اس کی قراءت پوری کرلیں تو آپ اُسے پڑھ لیا کیجیے۔ پھر یقیناً اس کی تفسیر وتوضیح بھی ہمارا ہی کام ہے۔''

بخاری ومسلم سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ ہونٹ ہلانے لگتے۔ آپ سے کہا گیا کہ آیتوں کو یاد کرنے کے لیے اپنی زبان نہ ہلایئے، یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم انہیں آپ کے سینے میں محفوظ کردیں تاکہ نزولِ وحی ختم ہونے کے بعد آپ انہیں پڑھیں۔ اس لیے جب ہم پوری وحی نازل کرچکیں، تب آپ پڑھیے پھر اس کے بیان کرنے کی ذمہ داری بھی ہم پر ہے۔ بخاری کی دوسری روایت میں ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب جبریل وحی لے کر آتے تو آپ غور سے سنتے، اور جب جبریل چلے جاتے، تو آپ ویسے ہی پڑھتے جس طرح جبریل نے پڑھا تھا۔ [1]

﴿ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ ۝۱۹﴾ کے ضمن میں مفسرین نے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تیئس سالہ نبوت کی زندگی میں قرآنِ کریم کی تشریح وتوضیح کے لیے جو کچھ کہا اور کیا، اور جتنی

---

[1] صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی، رقم: ۵ و کتاب التفسیر، رقم: ۴۹۲۹۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۴۴۸۔

Marfat.com

باتوں کی تائید کی اور جتنی باتوں سے منع فرمایا، جسے اسلام کی زبان میں "حدیث" کہا جاتا ہے، وہ پورا ذخیرہ اللہ کی طرف سے نازل کردہ وحی کا حصہ تھا، اور اگرچہ قرآن نہیں تھا، لیکن قرآن کی مذکورہ بالا آیت میں موجود ربانی وعدے کے مطابق، وہ ذخیرہ قرآن کی تشریح اور اس کا بیان تھا، اور امت کے لیے آسمانی وحی کی حیثیت سے واجب الاتباع تھا۔

مصطفیٰ سے ہم کو ورثے میں ملی ہیں دو کتاب
ایک کلام اللہ دوم آپ کا فعل الخطاب

Marfat.com

# رسول اللہ ﷺ کی زبانِ اطہر سے سنت کی اہمیت کا بیان

رسول اللہ ﷺ نے بہت سی احادیث میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور عام امت کو اپنی اطاعت اور اتباع کا حکم فرمایا اور اپنی زبانِ اطہر سے اپنی سنت مطہرہ کی اہمیت کو واضح کیا۔ چنانچہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى))، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَنْ يَأْبَى؟ قَالَ: ((مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى.)) [1]

''میری ساری امت جنت میں جائے گی مگر جس نے انکار کیا، صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! انکار کون کرے گا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ تو جنت میں جائے گا اور جس نے میری نافرمانی کی، پس تحقیق اس نے انکار کیا۔''

آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کی اتباع واطاعت میں ہی خیر اور بھلائی ہے۔ سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ دیتے تو فرماتے:

((أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.)) [2]

''امابعد، سب سے اچھا کلام اللہ کی کتاب ہے، اور سب سے بہترین طریقہ وسیرت محمد ﷺ کی ہے۔ اور سب سے برے کام بدعات ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

اور آپ ﷺ کی سنت کے علاوہ گمراہی ہی گمراہی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الإعتصام بالکتاب والسنة، رقم: ۷۲۸۰.

[2] صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب تخفیف الصلاة والخطبة، رقم: ۲۰۰۵.

Marfat.com

ارشاد فرمایا:

((تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا أَبَدًا كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ.)) [1]

''میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، انہیں مضبوطی سے تھامے رکھو گے، تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے، اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت۔''

علامہ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ لَمْ يَكُنْ يَكْفِيهِ ذَانِ فَلَا كَفَا ہُ اللّٰهُ شَرَّ حَوَادِثِ الْأَزْمَانِ
مَنْ لَمْ يَكُنْ يَشْفِيهِ ذَانِ فَلَا شَفَا ہُ اللّٰهُ فِي قَلْبٍ وَلَا أَبْدَانِ
مَنْ لَمْ يَكُنْ يُغْنِيهِ ذَانِ رَمَا ہُ اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ بِالْأَعْدَامِ وَالْحِرْمَانِ
مَنْ لَمْ يَكُنْ يَهْدِيهِ ذَانِ فَلَا هَدَا ہُ اللّٰهُ سُبُلَ الْحَقِّ وَالْإِيمَانِ [2]

''جو شخص قرآن وحدیث کو کافی نہیں سمجھتا تو اللہ تعالیٰ اس کو گردشِ دوراں کے حوادث کے شر کی نظر کر دے۔

جس شخص کی تشفی کتاب وسنت سے نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ اس کے قلب وجسم کو شفاء نہ دے۔

جو شخص قرآن وحدیث کے ذریعے دیگر اشیاء سے بے پرواہ نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ اعدام اور حرمانِ نصیبی اس کا مقدر بنا دے۔

جس کو قرآن وحدیث ہدایت نہ دے اللہ تعالیٰ اس کو حق اور ایمان کی دولت سے محروم کر دے۔''

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] مؤطا امام مالك، كتاب القدر، باب النهي عن القول بالقدر، رقم: ٣۔ مستدرك حاكم: ١/٩٣۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ١٧٦١.

[2] القصيدة النونية مع شرحه للخليل الهراس، ص: ٣٤٧.

Marfat.com

((إِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.)) ❶

''تم میں جو شخص زندہ رہا تو وہ بہت سارے اختلافات دیکھے گا، تو تم میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی سے تھام لو، اور اپنے دانتوں سے اس پر اپنی گرفت مضبوط کرلو اور دین میں نت نئی باتیں ایجاد کرنے سے بچو کیونکہ ہر بدعت (من گھڑت کام) گمراہی ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث وسنت اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہے۔ ہر مسلمان پر اس کا اتباع اسی طرح فرض ہے جس طرح قرآنِ مجید کا اتباع فرض ہے۔ چنانچہ سیّدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ.)) ❷

''خبردار! مجھے قرآن مجید دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اس کی مانند اور بھی عطا کیا گیا ہے۔''

((عَنْ حَسَّانَ قَالَ: كَانَ جِبْرِيلُ يَنْزِلُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالسُّنَّةِ كَمَا يَنْزِلُ عَلَيْهِ بِالْقُرْآنِ.)) ❸

''جنابِ حسان بن عطیہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ جس طرح جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآنِ حکیم لاتے تھے اسی طرح سنت بھی لاتے تھے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حلت وحرمت بھی اللہ تعالیٰ کی حلت وحرمت کے مترادف ہے۔

---

❶ سنن ابوداؤد، رقم: ۴۶۰۷۔ جامع ترمذی، رقم: ۲۶۷۶۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سنن ابوداؤد، کتاب السنة، رقم: ۴۶۰۶۔ سنن ابن ماجة، رقم: ۱۲۔ مسند أحمد: ۱۳۰/۴۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❸ سنن دارمی، المقدمة، رقم: ۵۹۲/۴۔

Marfat.com

((اِنَّمَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَمَا حَرَّمَ اللّٰہُ.)) ❶

''بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کچھ چیزوں کو اسی طرح حرام کیا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔''

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یمنی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا ہمارے ساتھ کوئی ایسا آدمی بھیجیں جو ہمیں سنت اور اسلام کی تعلیم دے۔ آپ نے سیّدنا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور ارشاد فرمایا: یہ اس امت کا امین ہے۔ ❷

یاد رہے کہ عبادات بغیر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادا نہیں ہوسکتیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((خُذُوْا مَنَاسِکَکُمْ.)) ❸

''مجھ سے اپنے حج کے طریقے سیکھ لو۔''

اور مزید فرمایا:

((صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ.)) ❹

''جیسے مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو، ویسے نماز پڑھو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ.)) ❺

''جس نے میری سنت سے بے رغبتی ظاہر کی وہ مجھ سے نہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''جو شخص میری سنت کا انکاری ہے اس پر اللہ کی،

---

❶ سنن ترمذی، کتاب العلم، رقم: ۲۶۶۴۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ سلسلہ احادیث صحیحہ، رقم: ۱۹۶۴۔ صحیح مسلم، رقم: ۲۴۱۹۔

❸ سنن نسائی، کتاب مناسك الحج، رقم: ۳۰۶۲۔ ارواء الغلیل، رقم: ۱۰۹۵۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❹ صحیح البخاری، کتاب الأذان، رقم: ۶۳۱۔

❺ صحیح بخاری، رقم: ۵۰۶۳۔ صحیح مسلم، رقم: ۱۴۰۱۔

Marfat.com

میری اور ہر نبی کی لعنت ہے۔''❶

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: میں نے کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی جو تمہیں اللہ تعالیٰ سے قریب کرے اور جہنم سے دور مگر میں نے تمہیں اس سے روک دیا ہے۔''❷

مزید رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَا تَرَكْتُ شَيْئًا مِمَّا أَمَرَكُمُ اللّٰهُ بِهِ، إِلَّا وَقَدْ أَمَرْتُكُمْ بِهِ، وَلَا شَيْئًا مِمَّا نَهَاكُمْ عَنْهُ، إِلَّا وَقَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ.))❸

''اللہ تعالیٰ نے جس چیز کا تمہیں حکم دیا ہے میں نے اس کو نہیں چھوڑا مگر میں نے بھی تم کو اس کا حکم دیا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے تم کو کسی چیز سے منع نہیں کیا لیکن تحقیق میں نے بھی تم کو اس سے روک دیا ہے۔''

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے اعلام الموقعین: ۲/ ۳۰۷ میں فرمایا ہے کہ قرآن کے احکام کے ساتھ سنت کے احکام کی وضاحت تین طرح سے آئی ہے:

- سنت کے احکام قرآن کے احکام کے مکمل طور پر موافق ہوں۔ اس طرح ایک ہی مسئلہ میں قرآن وسنت کا اتفاق ہوگا۔ جیسے نماز روزہ، حج زکوٰۃ کے فرض ہونے کے احکام، جو شرائط اور ارکان کے ذکر کے بغیر ہوں۔
- جو قرآنِ مجید نے چاہا سنت میں ان احکام کی وضاحت وتفسیر کی گئی۔ یعنی جہاں قرآنِ مجید نے مطلق بات کی تو سنت رسول ﷺ نے اسے مقید کر دیا، مجمل کہی تو سنت رسول ﷺ نے اس کی تفصیل بتادی۔ یا قرآنِ مجید کی بات عام ہے تو سنت رسول ﷺ نے اس کی تخصیص کر دی۔ مثلاً احکام نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، لین دین اور خرید وفروخت کے بارے میں قرآنِ مجید میں پوری تفصیلات نہیں ہیں۔ سنت رسول ﷺ نے انہیں مکمل تفصیل

❶ مستدرك حاكم: ۲/ ۵۲۵۔ حاکم نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔
❷ سنن الكبرىٰ للبيهقي: ۷/ ۷٦.
❸ سنن الكبرىٰ، رقم: ۱۳۴۴۳.

Marfat.com

کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

- سنت کے وہ احکام جن میں قرآنِ مجید خاموش ہے یا سنت رسول ﷺ نے کسی ایسی چیز کو حرام کیا ہو جن کے بارے میں قرآنِ مجید خاموش ہو جیسے پھوپھی بھتیجی یا خالہ بھانجی کو بیک وقت نکاح میں رکھنے کو حرام قرار دیا، شادی شدہ زانی وزانیہ کو سنگسار کرایا، اور دو گواہ نہ مل سکنے کی صورت میں قسم کے ساتھ ایک ہی گواہی قبول کر لی۔ ایسے احکام کسی بھی صورت میں قرآنِ مجید کے ساتھ نہیں ٹکراتے بلکہ وہ قرآنی احکام پر اضافہ ہیں۔ یہ بھی شریعت ہے جسے ماننا فرض ہے اور نہ ماننا کفر ہے۔ یہ نہ قرآنِ مجید سے آگے بڑھنے والی بات ہے اور نہ مخالفت کی بلکہ قرآنِ مجید کے حکم کے عین مطابق ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کی اطاعت کرو جو عمل اور ایمان کا نام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ترک کردہ اُمور بھی سنت ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے رسول اللہ ﷺ کے ترک کو نقل کرنے کی دو قسمیں بیان کی ہیں اور فرماتے ہیں: ''وَكِلَاهُمَا سُنَّةٌ'' ''اور دونوں ہی سنت ہیں'' اس کے بعد ان دونوں قسموں کی تفصیل اور مثالیں ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

((فإنّ تركه -صلى الله عليه وسلم- سُنَّةٌ كَمَا أَنَّ فِعْلَهُ سُنَّةٌ، فَإِذَا اسْتَحْبَبْنَا فِعْلَ مَا تركه كان نظير استحبابنا ترك ما فعله، ولا فرق.)) [1]

''آپ ﷺ کا ترک سنت ہے جیسا کہ آپ کا فعل سنت ہے۔ پس اگر ہم آپ ﷺ کے اس کام کو جسے آپ نے ترک کیا کرنا مستحب سمجھیں تو یہ بعینہ اس طرح ہوگا جیسا کہ آپ نے جو کام کیا اس کے نہ کرنے کو ہم مستحب سمجھیں۔''

امام جمال الدین المحدث فرماتے ہیں:

((تَرْكُهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَّتُهُ كَمَا أَنَّ فِعْلَهُ سُنَّتُهُ.)) [2]

''رسول اللہ ﷺ کا کسی چیز اور کام کو ترک کرنا بھی سنت ہے، جیسا کہ آپ کا فعل سنت ہے۔''

---

[1] إعلام الموقعين: ۲/ ۳۷۰ـ ۳۷۱. [2] صفة الجنه، ص: ۱۴۳.

Marfat.com

# قرآن وسنت کا باہمی تعلق

قرآنِ مجید کو سنت رسول ﷺ کے بغیر سمجھنا ناممکن ہے۔ سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَنِ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ مِنَ السَّمَآءِ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ، وَنَزَلَ الْقُرْاٰنُ، فَقَرَءُوْا الْقُرْآنَ وَعَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ.)) [1]

''دیانتداری آسمان سے لوگوں کے دلوں میں اتری ہے یعنی انسان کی فطرت میں شامل ہے اور قرآن بھی (آسمان سے) نازل ہوا ہے، جسے لوگوں نے پڑھا اور سنت کے ذریعے سمجھا۔''

## ۱: سنت قرآنی حکم کی وضاحت بیان کرتی ہے:

پہلی مثال:...... جب قرآنی آیت نازل ہوئی:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝﴾ (الانعام: ۸۲)

''جو لوگ ایمان لائے اور اس کے بعد اپنے ایمان کو ظلم سے خلط ملط نہیں کیا، انھی لوگوں کے لیے بے خوفی ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔''

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بہت پریشانی ہوئی۔ چنانچہ انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کون ایسا ہے، جس نے کوئی ظلم یعنی گناہ نہ کیا ہو؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَيْسَ ذٰلِكَ اِنَّمَا هُوَ الشِّرْكُ، اَلَمْ تَسْمَعُوْا، قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهٖ: يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ.)) [2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، رقم: ۷۲۷۶۔

[2] صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم: ۳۲۔ صحیح سنن ترمذی، رقم: ۲۴۵۲۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۱۲۴۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

Marfat.com

''آیت میں ظلم سے مراد گناہ نہیں بلکہ شرک ہے، کیا تم نے لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو نصیحت نہیں سنی، اے میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرنا، کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔''

پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پریشانی ختم ہوئی۔

دوسری مثال:......

﴿اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾

(النور:۲)

''زانیہ عورت اور زانی مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو اور اللہ تعالیٰ کے دین کو نافذ کرنے کے معاملے میں تم کو ترس نہ آئے۔ اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔''

اس آیت میں زانی کی سزا سو کوڑے بیان کی گئی ہے، لیکن یہ وضاحت نہ تھی کہ یہ سزا شادی شدہ جوڑے کی ہے، یا غیر شادی شدہ کے لیے ہے۔ چنانچہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت کی کہ مذکورہ سزا غیر شادی شدہ کے لیے ہے۔ شادی شدہ کو رجم کرنا ضروری ہے جیسا کہ آنے والے واقعہ سے ثابت ہوتا ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ:

((قَالَ جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَا مَرَّتَيْنِ فَطَرَدَهُ ثُمَّ جَاءَ فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَا مَرَّتَيْنِ فَقَالَ: شَهِدْتَ عَلٰى نَفْسِكَ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ اذْهَبُوْا بِهِ فَارْجُمُوْهُ.)) [1]

''جناب ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دو مرتبہ زنا کا اعتراف کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں واپس لوٹا دیا۔ ماعز رضی اللہ عنہ پھر حاضر ہوئے اور دو مرتبہ زنا کا اعتراف کیا۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم نے

[1] صحیح سنن ابوداؤد، کتاب الحدود، رقم: ۴۴۲۶.

Marfat.com

چار مرتبہ اپنے خلاف گواہی دے دی (تب لوگوں کو حکم دیا) جاؤ اسے سنگسار کردو۔''

تیسری مثال:...... اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ﴾

(المائدہ:۳)

''حرام کیا گیا ہے تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور ہر وہ جانور جس پر ذبح کرتے وقت اللہ کے علاوہ کسی کا نام لیا جائے۔''

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ، فَأَمَّا الْمَيْتَتَانِ: فَالْحُوتُ وَالْجَرَادُ وَأَمَّا الدَّمَانِ: فَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ.)) ❶

''ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے ہیں: دو مردار، مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون جگر اور تلی ہیں۔''

اس آیت میں کچھ حرام چیزوں کو بیان کیا گیا، ان میں سے مردار بھی ہے، لیکن حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مردار میں سے مچھلی اور ٹڈی کی تخصیص فرمادی کہ یہ دونوں مردار حلال ہیں، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو خون بھی حلال فرمائے کہ ان خونوں کو بھی کھایا جاسکتا ہے۔ اسی طرح سمندر کا مردار حلال ہے۔ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

((سُئِلَ عَنِ الْبَحْرِ قَالَ: هُوَ الطَّهُورُ مَاءُهُ وَالْحِلُّ مَيْتَتُهُ.)) ❷

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سمندر کے بارہ میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار یعنی مچھلی حلال ہے۔''

---

❶ مسند احمد: ۲/ ۹۷۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۱۱۱۸۔ سنن ابن ماجه، كتاب الصيد، رقم: ۲/ ۹۷، ۳۲۱۸۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ۲۱۰.

❷ سنن ابوداؤد، كتاب الطهارة، رقم: ۳۳۔ سنن ابن ماجه، كتاب الطهارة، رقم: ۳۸۶، ۳۸۸۔ صحيح ابن خزيمه، رقم: ۱۱۲۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۴۸۰.

Marfat.com

چوتھی مثال:......قرآن حکیم میں حکم ربانی ہے:

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ﴾

(الاعراف:۳۲)

''اے محمد! ان سے کہو، کس نے اس رزق کی پاکیزہ چیزوں کو اور اللہ کی زینت کو حرام قرار دیا ہے، جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لیے نکالا ہے۔''

اس آیت میں زیب و زینت کی تمام چیزوں کو حلال قرار دیا گیا ہے، لیکن اس چیز کی وضاحت نہ تھی کہ عورتوں کے لیے کیا چیزیں حلال ہیں، اور مردوں کے لیے کیا؟ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے وضاحت کی۔ سیّدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اُحِلَّ الذَّهَبُ وَالْحَرِيْرُ لِاِنَاثِ اُمَّتِيْ وَحُرِّمَ عَلٰى ذُكُوْرِهَا.)) [1]

''میری اُمت کی عورتوں کے لیے سونا اور ریشم حلال کیا گیا ہے اور مردوں کے لیے حرام کیا گیا ہے۔''

پانچویں مثال:......قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ (المائدہ:۶)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جب نماز کے لیے اٹھو تو اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھولو، سروں پر مسح کرلو اور پاؤں کو ٹخنوں تک دھولیا کرو۔''

اس آیت میں وضو کا حکم دیا گیا، لیکن اعضا کو دھونے کی کیفیت اور کتنی بار دھونا ہے، سر کا مسح کیسے کرنا ہے؟ کتنی دفعہ کرنا ہے؟ اس کی وضاحت حدیث رسول ہی کرتی ہے۔ چنانچہ سیّدنا حمران سے روایت ہے کہ:

---

[1] صحیح سنن نسائی، کتاب الزینة، رقم: ۵۱۴۸۔ سنن ترمذی، کتاب اللباس، رقم: ۱۷۲۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۳۵۹۵۔ ارواء الغلیل، رقم: ۲۷۷.

Marfat.com

((اَنَّ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ دَعَا بِوَضُوْءٍ فَأَفْرَغَ عَلٰی یَدَیْہِ مِنْ إِنَائِہٖ فَغَسَلَھَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَدْخَلَ بِیَمِیْنِہٖ فِی الْإِنَاءِ، ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْھَہٗ ثَلَاثًا وَیَدَیْہِ إِلَی الْمِرْفَقَیْنِ ثَلَاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِہٖ، ثُمَّ غَسَلَ کُلَّ رِجْلٍ ثَلَاثًا، ثُمَّ رَأَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَتَوَضَّأُ وُضُوْئِیْ ھٰذَا.)) [1]

''سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے وضو کے لیے پانی منگوایا اور برتن سے دونوں ہاتھوں کو تین بار دھویا پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا، کلی کی، ناک میں پانی چڑھایا، ناک جھاڑا پھر اپنا چہرہ تین مرتبہ دھویا اور کہنیوں تک بازو تین مرتبہ دھوئے، پھر سر کا مسح کیا پھر تین مرتبہ دونوں پاؤں دھوئے، پھر فرمایا ''میں نے نبی اکرم ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا ہے۔''

چھٹی مثال:......قرآن حکیم میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ﴾ (البقرہ:۱۸۷)

''کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ سیاہ دھاگہ سفید دھاگے سے نمایاں ہو جائے۔''

اس آیت میں مذکور سفید اور سیاہ دھاگے سے کیا مراد ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہ سمجھ سکے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مشکل پیش آئی جب آپ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ سفید دھاگے سے دن اور سیاہ دھاگے سے رات مراد ہے، تو آیت کا مفہوم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سمجھ میں آیا ورنہ پریشان تھے، چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے ایک سفید دھاگہ اور ایک سیاہ دھاگہ اپنے تکیے کے نیچے رکھ لیا۔ سحری کے وقت ان دھاگوں کو قریب رکھ کر دیکھتے رہے، جب دونوں دھاگوں کا رنگ الگ الگ واضح نظر آنے لگا تو کھانا پینا بند کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کو جب سیّدنا عدی رضی اللہ عنہ کے اس عمل کا علم ہوا تو از راہ مزاح فرمایا کہ تمہارا تکیہ تو بڑا لمبا

[1] صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، رقم: ۵۳۸۔ سنن ابی داؤد، کتاب الطھارۃ، رقم: ۱۰۶۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الطھارۃ، وسننھا، رقم: ۲۸۵۔ صحیح بخاری، کتاب الوضوباب المضمضۃ فی الوضوء رقم: ۱۶۴۔

Marfat.com

چوڑا معلوم ہوتا ہے، جس میں رات اور دن دونوں سما جاتے ہیں، پھر آپ نے عدی رضی اللہ عنہ کا ابہام دور فرمایا اور اصل حقیقت کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہاں سیاہ اور سفید دھاگے سے مراد وہ نہیں ہیں، بلکہ رات کی تاریکی سفیدیٔ سحر مراد ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وضاحت پر بطور تائید (من الفجر) کے الفاظ نازل ہوئے۔ ❶

ساتویں مثال:......قرآن حکیم میں ہے:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝﴾ (المائدہ:۳۸)

''چوری کرنے والا مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ دو یہ ان کے جرم کا بدلہ ہے اور اللہ کی طرف سے عبرت کا سامان، اللہ غالب حکمت والا ہے۔''

اس آیت میں چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے، لیکن یہ وضاحت نہیں ہے کہ کتنے مال پر ہاتھ کاٹنا ہے؟ کہاں سے کاٹنا ہے؟ اور کس چیز پر ہاتھ نہیں کٹے گا، ان تمام چیزوں کی وضاحت حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کرتی ہے۔ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا قَطْعَ فِي ثَمَرٍ وَلَا كَثَرٍ.)) ❷

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا کہ پھل میں اور کھجور کی گری میں ہاتھ نہیں کٹتا۔''

فرمان الٰہی ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾

(البقرہ:۲۷۸)

---

❶ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب (وکلوا واشربوا حتی یتبین) البقرہ: ۲/۱۸۷، رقم: ۴۵۰۹، ۴۵۱۱۔

❷ سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، رقم: ۴۳۸۸۔ سنن نسائی، کتاب قطع السارق، رقم: ۴۹۶۰، سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، رقم: ۲۵۹۳ و ۲۵۹۴۔ ترمذی، کتاب الحدود عن رسول اللہ ﷺ رقم: ۱۴۴۹۔ مسند احمد: ۳/۴۶۳۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

Marfat.com

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈر جاؤ، جو سود باقی ہے اس کو چھوڑ دو اگر تم مومن ہو۔"

اس آیت میں سود سے روکا گیا ہے، لیکن سود کی کلی وضاحت موجود نہیں ہے کہ سود کیا ہے؟ کن چیزوں میں ہے؟ کب ہوگا؟ کب نہیں ہوگا؟ ان تمام سوالوں کا جواب حدیث رسول ﷺ سے ملتا ہے تو گویا حدیث رسول ﷺ قرآن کی تفسیر کرتی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گندم گندم کے بدلے، جو جو کے بدلے، کھجور کھجور کے بدلے اور نمک نمک کے بدلے، برابر برابر اور نقد بنقد ہونا چاہیے۔ جس نے زیادہ دیا یا زیادہ مانگا اس نے سودی کاروبار کیا۔" [1]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، رقم: ۱۵۸۴.

Marfat.com

# صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فہم وعمل کی روشنی میں سنت کی اہمیت

ہر کسی کو چاہیے کہ وہ اس ایمان سے متصف ہو جائے، جس ایمان سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متصف تھے اور جس کا ذکر قرآن کی مندرجہ ذیل آیت کریمہ میں ہے، تو وہ بندہ صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جائے گا۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۖ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٣٧﴾﴾ (البقرۃ:۱۳۷)

''پس اگر یہ تمہاری طرح ایمان لے آئیں، تو وہ راہِ راست پر آ گئے، اور اگر انہوں نے حق سے منہ پھیر لیا، تو وہ مخالفت وعداوت پر آ گئے، پس اللہ آپ کے لیے ان کے مقابلے میں کافی ہوگا، اور وہ بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے:

((اِقْتَدُوْا بِاللَّذَیْنَ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ أَصْحَابِیْ، أَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ، وَاهْتَدُوْا بِهَدْيِ عَمَّارٍ، وَتَمَسَّکُوْا بِعَهْدِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ.)) [1]

''تم میرے بعد میرے صحابہ کی اقتداء کرنا، جیسے ابوبکر وعمر ہیں، اور عمار کی سیرت کو اپناؤ اور ایسے ہی ابن مسعود کی بیان کردہ باتوں کو مضبوطی سے تھام لو۔''

علامہ بربہاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((فَانْظُرْ رَحِمَكَ اللّٰهُ! كُلَّ مَنْ سَمِعْتَ كَلَامَهُ مِنْ أَهْلِ زَمَانِكَ خَاصَّةً فَلَا تَعْجَلَنَّ ... ))

[1] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۱۱۳۴، ۱۱۴۴، ۲۵۱۱۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ۱۲۳۳۔

Marfat.com

وَلَا تَخْتَارُ عَلَيْهِ شَيْئًا، فَتَسْقُطَ فِي النَّارِ.))

''اے قاری! اللہ آپ پر رحم کرے کہ ہر وہ بات جو آپ سنیں خاص طور پر ہمارے دور کے لوگوں کی تو اس کی طرف جلدی نہ کیا کرو اور نہ ہی اس پر اس وقت تک عمل کی کوشش کیا کرو جب تک علما سے سوال نہ کرلو، اور اس پر غور وفکر نہ کرلو کہ کیا (یہ بات) رسول اللہ ﷺ کے صحابہ یا پھر علماء حقہ میں سے کسی ایک نے کہی بھی ہے یا نہیں؟ اگر اس بارے میں آپ کو کوئی اثر و دلیل مل جائے تو اس پر مضبوطی سے جم جائیں اور اس پر تجاوز نہ کریں اور اس پر کسی اور چیز کو ترجیح نہ دیں۔''[1]

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اگر کوئی کسی کو آئیڈیل و نمونہ بنانا چاہتا ہے تو وہ محمد ﷺ کے صحابہ کو اپنا آئیڈیل بنائے، کیونکہ وہ دلوں کے لحاظ سے اس اُمت کے پاکیزہ ترین دلوں والے تھے، اور گہرے علم والے، اور وہ تکلف سے بری تھے اور ہدایت کے لحاظ سے پختہ ترین تھے، اور اچھے حال والے تھے، یہ وہ گروہ تھا جس کو اللہ نے اپنے نبی ﷺ کی محبت کے لیے چنا تھا اور انہیں اپنے دین کو قائم کرنے کے لیے پسند فرمایا تھا۔ (تو پھر نتیجتاً) تم ان کی فضیلت کا اعتراف کرو اور ان کے آثار و سیرت اور طریقہ کی پیروی کرو، وہ صحیح ہدایت اور صراطِ مستقیم پر تھے۔''[2]

امام بربہاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَهُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، فَمَنْ لَمْ يَأْخُذْ عَنْهُمْ، فَقَدْ ضَلَّ وَابْتَدَعَ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَالضَّلَالَةُ وَأَهْلُهَا فِي النَّارِ.)) (منہج سلف صالحین)

''صحابہ کرام ہی اہل السنہ والجماعت ہیں جو ان سے دین کے معاملات میں رہنمائی

---

[1] منہج سلف صالحین، ص: ۱۴۶.

[2] التمہید لابن عبداللہ: ۲/ ۹۶.

Marfat.com

نہیں لیتا، وہ گمراہ ہوگیا، اس نے بدعت گھڑی ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی اور گمراہ دونوں جہنمی ہیں۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ، وَلٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ.))

''اللہ تعالیٰ تمہاری شکل وصورت اور مال کی طرف نہیں دیکھتا، بلکہ وہ تو تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔'' [1]

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں پر نظر دوڑائی تو سب سے بہترین دل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پایا۔ چنانچہ انہیں اپنے لیے چن لیا اور انہیں اپنی رسالت دے کر بھیجا۔ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کے بعد باقی انسانوں کے دلوں کو دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے دلوں کو بہترین پایا۔ چنانچہ انہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وزیر بنایا، جو اس کے دین کے لیے لڑتے ہیں۔ تو جس چیز کو وہ اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اچھی ہے اور جسے وہ برا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی بری ہے۔'' [2]

امام الآجری رحمہ اللہ (م ۳۶۰ھ) فرماتے ہیں:

((فَكُلُّ مَنْ رَدَّ سُنَنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَسُنَنَ أَصْحَابِهِ، فَهُوَ مِمَّنْ شَاقَّ الرَّسُوْلَ وَعَصَاهُ، وَعَصَى اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ بِتَرْكِهِ قُبُوْلَ السُّنَنِ، وَلَوْ عَقَلَ هٰذَا الْمُلْحِدُ وَأَنْصَفَ مِنْ نَفْسِهِ، عَلِمَ أَنَّ أَحْكَامَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَجَمِيْعَ مَا تَعَبَّدَ بِهِ خَلْقَهُ، اِنَّمَا تُؤْخَذُ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَقَدْ أَمَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيَّهُ ﷺ أَنْ يُبَيِّنَ لِخَلْقِهِ مَا

---

[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ۶۵۴۳۔

[2] مسند احمد: ۱/ ۳۷۹، صفحہ: ۲۳۔ الفقیہ والمتفقہ: ۱/ ۱۶۶۔ خطیب بغدادی نے اسے حسن سند کے ساتھ موقوف بیان کیا ہے۔

Marfat.com

أَنْزَلَهُ عَلَيْهِ مِمَّا تَعَبَّدَهُمْ بِهِ، فَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهُ: ﴿وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾ (النحل: ۴۴) فَقَدْ بَيَّنَ لِأُمَّتِهِ جَمِيعَ مَا فَرَضَ عَلَيْهِمْ مِنْ جَمِيعِ الْأَحْكَامِ وَبَيَّنَ لَهُمْ أَمْرَ الدُّنْيَا وَأَمْرَ الْآخِرَةِ وَجَمِيعَ مَا يَنْبَغِي أَنْ يُؤْمِنُوا بِهِ، وَلَمْ يَدَعْهُمْ جَهَلَةً لَا يَعْلَمُونَ، حَتَّى أَعْلَمَهُمْ أَمْرَ الْمَوْتِ وَالْقَبْرِ، وَمَا يَلْقَى فِيهِ الْمُؤْمِنُ، وَمَا يَلْقَى فِيهِ الْكَافِرُ، وَأَمْرَ الْحَشْرِ وَالْوُقُوفِ، وَأَمْرَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، حَالًا بَعْدَ حَالٍ يَعْرِفُهُ أَهْلُ الْحَقِّ ...))

''جو شخص بھی رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کی سنت کو ٹھکرائے گا، وہ ان لوگوں میں سے ہوگا جو رسول اللہ ﷺ کے مخالف اور نافرمان ہیں، نیز وہ سنتوں کو چھوڑنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا بھی نافرمان ہوگیا ہے، اگر یہ بے دین شخص عقل کرے اور خود انصاف کرے تو اسے معلوم ہوجائے گا کہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام اور مخلوق جو اس کی عبادات بجالاتی ہے، اس کے تمام طریقے کتاب وسنت سے ہی اخذ کیے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم بھی فرمایا ہے کہ وہ اس کی مخلوق کے لیے اس کے نازل کردہ تعبدی فرامین کی توضیح کریں، چنانچہ فرمایا: ﴿وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾ (النحل: ۴۴) (اور ہم نے آپ کی طرف ذکر اس لیے نازل کیا ہے کہ آپ لوگوں کے لیے ان کی طرف نازل کردہ وحی کی وضاحت کریں اور تاکہ وہ غور وفکر کریں)، لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے لیے تمام وہ احکام بیان کردیئے ہیں جو ان پر مقرر کیے گئے ہیں، نیز ان کے لیے دنیا وآخرت کا معاملہ بیان کردیا ہے اور تمام وہ چیزیں بھی جن پر ایمان لانا ضروری ہے، ان کو بے علم جاہل نہیں چھوڑا، یہاں تک کہ ان کو موت اور قبر کے حالات کی بھی خبر دی ہے، مومن وکافر کے انجام، حشر ووقوف (روزِ قیامت حساب کے لیے اجتماع اور قیام) اور جنت وجہنم کے لمحہ بہ لمحہ حالات بھی بیان کردیئے ہیں، جن کو اہل حق جانتے ہیں۔''[1]

---

[1] الشریعۃ للآجری، ص: ۳۵۰۔۳۵۱.

Marfat.com

شیخ الاسلام امام احمد بن عبدالحلیم المعروف ابن تیمیہ (المتوفی ۷۲۸ھ) رقم طراز ہیں:

((وَمِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ مَذْهَبٌ قَدِيْمٌ مَعْرُوْفٌ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ اللّٰهُ اَبَا حَنِيْفَةَ وَمَالِكًا وَّالشَّافِعِيَّ وَاَحْمَدَ فَاِنَّهُ مَذْهَبُ الصَّحَابَةِ الَّذِيْنَ تَلَقَّوْهُ عَنْ نَبِيِّهِمْ وَمَنْ خَالَفَ ذٰلِكَ كَانَ مُبْتَدِعًا عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ.)) ❶

''یعنی اہل سنت والجماعت قدیم ومعروف مذہب ہے جو اس وقت سے بھی پیشتر کا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کو پیدا کیا تھا اور وہ (مذہب اہل سنت والجماعت) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مذہب ہے۔ انہوں نے وہ مذہب اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا اور جو شخص اس کے خلاف چلے وہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک بدعتی ہے۔''

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((فَاِنَّا نَعْلَمُ بِالضَّرُوْرَةِ اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِيْ عَصْرِ الصَّحَابَةِ رَجُلٌ وَاحِدٌ اِتَّخَذَ رَجُلًا مِنْهُمْ.))

''ہم بخوبی جانتے ہیں کہ عصر صحابہ میں کوئی شخص ایسا نہیں تھا جس نے ان میں سے کسی ایک کو پکڑ رکھا ہے۔ یعنی اس کی فقہ کو مانتا ہو یا اس کی تقلید کرتا ہو۔''

بعینہ یہ سمجھنا کہ دور جدید کے پیدا شدہ مسائل کا حل، قدیم فقہی ذخیرہ میں ملتا ہے تو یہ بھی راست فکر نہیں اس لیے کہ:

((مَنْ زَعَمَ اَنَّ الدِّيْنَ كُلَّهُ فِي الْفِقْهِ بِحَيْثُ لَا يَبْقٰى وَرَائَهُ شَيْءٌ فَقَدْ عَادَ عَنِ الصَّوَابِ.))

''جو یہ سمجھتا ہے کہ سارے کا سارا دین فقہ میں اس طرح آ گیا ہے کہ اب کوئی شے باقی نہیں رہی، وہ صحیح سوچ سے ہٹا ہوا ہے۔'' ❷

---

❶ منہاج السنۃ، ۱/۲۵۶.

❷ فیض الباری: ۲/۱۰.

Marfat.com

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یہودیوں نے تفرقہ کیا حتیٰ کہ وہ اکہتر (۷۱) فرقے بن گئے، اور نصاریٰ تفرقے کے سبب بہتر (۷۲) فرقے بن گئے اور میری یہ اُمت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی، اور وہ تمام کے تمام فرقے آگ میں جائیں گے سوائے ایک کے۔''

پوچھا گیا کہ ''وہ ایک کون سا ہوگا؟'' آپ (ﷺ) نے فرمایا: ((مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي.)) ''جس چیز پر (آج) میں اور میرے صحابہ ہیں۔'' [1]

مذکورہ روایت میں استعمال شدہ الفاظ ((مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي.)) میں اسی منہج سلف کی وضاحت ہے۔ جس پر وہ واحد فرقۂ ناجیہ اور طائفہ منصورہ کاربند ہوگا۔ یہ وہ جماعت ہوگی جو اپنا منہج رسولِ کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیتی ہوگی۔ مزید کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انتہائی واشگاف الفاظ میں ان لوگوں کا ذکر بھی کیا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فوراً بعد آئے:

((خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ.)) [2]

''بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھر جو ان کے بعد آئیں، پھر جو ان کے بعد آئیں گے۔''

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((أُصُولُ السُّنَّةِ عِنْدَنَا: اَلتَّمَسُّكُ بِمَا كَانَ عَلَيْهِ أَصْحَابُ الرَّسُولِ ﷺ وَالْاِقْتِدَاءُ بِهِمْ، وَتَرْكُ الْبِدَعِ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ فَهِيَ ضَلَالَةٌ.)) [3]

''ہمارے نزدیک اُصول سنت یہ ہیں: (۱) جس مسلک و منہج اور صراطِ مستقیم پر رسول اللہ ﷺ کے اصحاب تھے اُسے مضبوطی سے تھامے رکھنا اور اُنہی حضرات کی اقتداء کرنا۔ (۲) اور بدعات و خرافات کو ترک کر دینا۔ اور یہ بات جان لیجیے کہ ہر

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الایمان، رقم: ۲۶۴۱۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ۱۳۴۸.

[2] صحیح بخاری، کتاب الشھادات، حدیث: ۲۶۵۲.

[3] شرح اصول السنة للالکائی.

Marfat.com

بدعت ہی گمراہی ہے۔''

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

((مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا، فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ، فَإِنَّ الْحَيَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ، أُولَئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ كَانُوا أَفْضَلَ هَذِهِ الْأُمَّةِ، أَبَرَّهَا قُلُوبًا، وَأَعْمَقَهَا عِلْمًا، وَأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا اِخْتَارَهُمُ اللهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ، وَلِإِقَامَةِ دِينِهِ، فَاعْرِفُوا لَهُمْ فَضْلَهُمْ، وَاتَّبِعُوهُمْ عَلَى آثَارِهِمْ، وَتَمَسَّكُوا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ، فَإِنَّهُمْ كَانُوا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيمِ.)) [1]

''جو شخص کسی کی اقتداء کرنے والا ہے تو وہ ان لوگوں کی اقتداء کرے جو اسلام پر فوت ہوئے اس لیے کہ زندہ لوگ فتنے سے محفوظ نہیں ہیں، یہ صحابہ کرام اُمت اسلامیہ میں سب سے افضل ہیں۔ ان کے دل زیادہ اطاعت والے ہیں اور ان کا علم بہت گہرا ہے اور وہ تکلّفات سے بری ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے پیغمبر کی رفاقت اور اپنے دین کے قیام کے لیے منتخب فرمایا۔ پس ان کی دوسری ہر فضیلت کو تسلیم کرو اور ان کے نقش قدم پر چلو اور جہاں تک ممکن ہو ان کے اخلاق اور ان کی سیرت پر عمل پیرا رہو۔ یقیناً یہ لوگ ہدایت کے راستے پر تھے۔''

## خلیفہ اوّل بلا فصل سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

آیئے سالارِ صحابہ رضی اللہ عنہم خلافت کے عہدہ پر فائز ہونے والی پہلی شخصیت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیکھئے کہ کس قدر سنت سے پیار اور وابستگی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تیسرے دن لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کو اکٹھا کرنے اور روانہ کرنے کا حکم فرمایا۔ حالات کی سنگینی کو مدنظر رکھتے ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت نے وقت کے تقاضے کو آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھا کہ لشکر نہ روانہ کیا جائے۔ تو جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

---

[1] مشكوة المصابيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، رقم: ۱۹۳.

Marfat.com

''اگر مجھے کتے اور بھیڑیئے اچک لیں، تب بھی میں اسے ویسے ہی نافذ کروں گا جیسے رسول اللہ ﷺ نے اس کے نفاذ کا حکم دیا۔ میں کبھی اس فیصلے کو رد نہیں کر سکتا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہو۔'' ❶

مزید ارشاد فرمایا:

''اگر بستیوں میں میرے سوا کوئی بھی باقی نہ رہے، تب بھی میں اسے نافذ کر کے رہوں گا۔''

اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے مزید فرمایا:

''اگر میں اپنے معاملات کی ابتدا نبی ﷺ کے جاری کردہ حکم کے علاوہ کسی معاملے سے شروع کروں تو میں پسند کروں گا کہ پرندے مجھے اُچک لیں۔'' ❷

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت کے بعد پہلے خطبہ میں فرمایا:

((إِنْ أَطَعْتُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَأَطِيْعُوْنِيْ، وَإِنْ عَصَيْتُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَأَقِيْمُوْنِيْ.)) ❸

''اگر میں اللہ اور رسول کی اطاعت کروں تو تم میری اطاعت کرو، اگر میں اللہ اور رسول کی نافرمانی کروں تو تم مجھے سیدھا کر دو۔''

## امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ:

((عَنْ سَعِيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: اَلدِّيَةُ لِلْعَاقِلَةِ، وَلَا تَرِثُ الْمَرْأَةُ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا شَيْئًا، حَتّٰى قَالَ لَهُ الضَّحَّاكُ بْنُ سُفْيَانَ رضی اللہ عنہ كَتَبَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أُوَرِّثَ امْرَأَةَ أَشْيَمَ الضِّبَابِيِّ مِنْ دِيَةِ زَوْجِهَا فَرَجَعَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ.)) ❹

---

❶ الکامل لابن الاثیر: ۲/۲۲۶.

❷ طبقات ابن سعد.

❸ تاریخ الخلفاء للسیوطی، ص: ۱۱۸.

❹ سنن ابی داؤد، کتاب الفرائض، رقم: ۲۹۲۷۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

Marfat.com

''حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے ''دیت صرف والد کے رشتہ داروں کے لیے ہے، لہٰذا بیوی کو اپنے شوہر کی دیت سے کوئی حصہ نہیں ملتا'' ضحاک بن سفیان رضی اللہ عنہ نے (امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ) سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ پیغام لکھوا کر بھجوایا کہ میں اشیم ضبابی کی بیوی کو اس کے شوہر کی دیت سے حصہ دلاؤں، چنانچہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے سے رجوع کرلیا۔''

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کی انگلیوں کی دیت کے بارے میں فیصلہ یہ کیا کہ انگوٹھے کی دیت پندرہ اونٹ، شہادت والی اور درمیانی انگلی کی دس دس اونٹ، درمیانی انگلی کے ساتھ والی انگلی کی نو اونٹ اور چھنگلی کی چھ اونٹ مگر جب انھیں یہ علم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آل حزم کی طرف دیت کے بارے میں ایک خط لکھا تھا جس میں یہ تھا کہ انگلیاں سب برابر ہیں۔یعنی سب کی برابر برابر دیت ہوگی تو انہوں نے اپنے فیصلے سے رجوع کیا اور اس حدیث پر عمل کیا۔ [1]

اگر کوئی شخص یا عورت کسی حاملہ عورت کو قتل کردے اور اس کی وجہ سے اس کا بچہ بھی مرجائے تو قاتل پر عورت کو قتل کرنے کی وجہ سے قصاص یا دیت آئے گی مگر اس کے پیٹ میں جو بچہ ہو اس کے مرجانے سے اس پر کیا لازم آئے گا۔عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہ مسئلہ پیش آیا تو انہوں نے مجلس عام میں اس کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے سوال کیا تو حمل بن مالک رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایسے پیش آنے والے واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنین (حمل) کے بدلے میں ایک غلام دینے کا حکم دیا تھا۔

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب اس حدیث کو سنا تو فرمایا: ((لَوْ لَمْ نَسْمَعْ هٰذَا لَقَضَيْنَا بِغَيْرِهِ.....)) ''اگر ہم یہ حدیث نہ سنتے تو کوئی دوسرا فیصلہ کردیتے۔'' [2]

---

[1] مصنف عبدالرزق: ۹/ ۳۸۴، ۳۸۵.

[2] سنن ابوداؤد، کتاب الدیات، رقم: ۴۵۷۲، ۴۵۷۳۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

Marfat.com

سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آئے اسے بوسہ دیا اور کہا: ''میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع دے سکتا ہے۔ اگر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہوتا کہ تمہیں بوسہ دیتے تھے تو میں تمہیں بوسہ نہ دیتا۔'' ❶

## سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ:

آپ انتہائی متبع سنت تھے۔ حمران بن ابان، عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے پانی منگوایا پھر وضو کیا، کلی کی اور ناک میں پانی چڑھایا، پھر اپنے چہرے کو تین مرتبہ دھویا اور اپنے دونوں ہاتھوں کو تین تین بار دھویا، اور سر کا مسح کیا، اور دونوں قدموں کو دھویا، پھر ہنس پڑے پھر اپنے ساتھیوں سے فرمایا: تم مجھ سے دریافت نہیں کرو گے کہ میں کیوں ہنسا ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا: امیر المومنین آپ کے ہنسنے کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے تھوڑا سا پانی طلب کیا پھر جیسا میں نے وضو کیا ہے وضو فرمایا، پھر مسکرا دیئے، پھر ارشاد فرمایا: تم مجھ سے پوچھتے نہیں کہ میں کیوں ہنسا ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کے ہنسنے کی وجہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ جب وضو کے لیے پانی طلب کرتا ہے اور پھر اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے جو گناہ بھی صادر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیتا ہے، اور جب اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھ کے گناہ اس طرح معاف کر دیتا ہے، اور جب مسح کرتا ہے تو سر کے گناہ اس طرح معاف کر دیتا ہے اور جب اپنے دونوں قدموں کو دھوتا ہے تو اس کے قدموں کے گناہ اس طرح معاف کر دیتا ہے۔'' ❷

## سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((مَا كُنْتُ لِأَدَعَ سُنَّةَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم لِقَوْلِ أَحَدٍ.)) ❸

---

❶ صحیح بخاری، کتاب الحج، رقم: ۱۵۹۷۔ صحیح مسلم، رقم: ۱۲۷۰۔

❷ مسند احمد، رقم: ۴۱۵۔ شیخ شعیب نے اسے ''حسن لغیرہ'' قرار دیا ہے۔

❸ صحیح بخاری، کتاب الحج، رقم: ۱۵۶۳۔

Marfat.com

''میں رسول اللہ ﷺ کی سنت کسی کے قول کی وجہ سے نہیں چھوڑ سکتا۔''

جب آپ رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے روز ایک عورت کو سنگسار کیا تو ارشاد فرمایا کہ: ''بیشک میں نے اسے سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق سنگسار کیا۔''①

ایک دفعہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سوار ہونے لگے، تو رکاب میں ''بسم اللہ'' کہہ کر پاؤں رکھا، پشت پر پہنچے تو ''الحمد للہ'' کہا۔ پھر یہ آیت پڑھی:

﴿لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَ تَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾

(الزخرف: ۱۴، ۱۳)

پھر تین بار ''الحمد للہ'' اور تین بار ''اللہ اکبر'' کہا۔ اس کے بعد یہ دعا پڑھی۔ ''سُبْحَانَكَ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ''

پھر ہنس دیئے، لوگوں نے ہنسنے کی وجہ پوچھی، بولے ''ایک بار رسول اللہ ﷺ ان ہی پابندیوں کے ساتھ سوار ہوئے اور اخیر میں ہنس پڑے، میں نے ہنسنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ جب بندہ علم و یقین کے ساتھ یہ دعا کرتا ہے تو اللہ اس سے خوش ہوتا ہے۔''②

## سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''لعنت کی اللہ تعالیٰ نے گودنے والیوں اور گودوانے والیوں پر اور منہ کے بال اکھاڑنے والیوں اور اکھڑوانے والیوں اور دانتوں کو کشادہ کرنے والیوں پر خوب صورتی کے لیے اور اللہ کی تخلیق بدلنے والیوں پر۔'' پھر یہ خبر بنی اسد کی ایک عورت کو پہنچی جس کا نام ام یعقوب تھا، وہ قرآن پڑھا کرتی تھی، وہ ایک مرتبہ سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور بولی: ''مجھے کیا خبر پہنچی ہے کہ تم نے گودنے اور گودوانے اور منہ کے

---

① صحيح البخاری، کتاب الحدود، رقم: ۶۸۱۲۔

② سنن ابوداؤد، کتاب الجهاد، باب ما يقول الرجل إذا ركب، رقم: ۲۶۰۲۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

Marfat.com

بال اکھاڑنے اور اکھڑوانے اور دانتوں کو کشادہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کی خلقت کو بدلنے والیوں پر لعنت کی ہے۔''

سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں کیوں لعنت نہ کروں اس پر جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور یہ تو اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔'' وہ عورت بولی: ''میں نے تو جس قدر قرآن تھا پڑھ ڈالا، مجھے یہ نہیں ملا۔'' سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اگر تو پڑھتی تو تجھ کو ملتا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر: ۷) ''جو رسول تم کو دے اس کو تھامے رکھو، اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔'' وہ عورت بولی: ان میں سے تو بعض کام تمہاری بیوی بھی کرتی ہے۔ سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''جا دیکھ تو سہی۔'' وہ ان کی بیوی کے پاس گئی تو کچھ نہ پایا، پھر لوٹ آئی اور کہنے لگی: ان میں سے کوئی بات میں نے ان میں نہیں دیکھی۔ سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اگر وہ ایسا کرتی تو ہم اس سے صحبت نہ کرتے۔'' ❶

## سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ:

امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سالم بن عبداللہ نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے ملک شام کے ایک شخص کو سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حج تمتع کے بارے میں سوال کرتے ہوئے سنا تو سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ جائز ہے، اس شامی آدمی نے کہا: آپ کے والد گرامی نے تو اس سے منع کیا ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ اگر میرے والد نے ایک کام سے منع کیا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سرانجام دیا ہو تو کیا میرے والد گرامی کا حکم مانا جائے گا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی اتباع کی جائے گی؟ اس آدمی نے جواب دیا کہ اتباع تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ہی کی کی جائے گی، تو سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: پھر یہ سن لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع کیا ہے۔ ❷

جناب ابراہیم نخعی رحمہ اللہ (جو کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے استاد ہیں) فرماتے ہیں:

---

❶ صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحریم فعل الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة.... الخ.

❷ سنن ترمذی، کتاب الحج، رقم الحدیث: ۸۲۴۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح الاسناد'' قرار دیا ہے۔

Marfat.com

((لَوْ بَلَغَنِیْ عَنْهُمْ أَنَّهُمْ لَمْ يُجَاوِزُوْا بِالْوُضُوْءِ ظُفُرًا مَا جَاوَزْتُهُمْ بِهٖ، وَكَفٰى عَلٰى قَوْمٍ وِزْرًا أَنْ تُخَالِفَ أَعْمَالُهُمْ أَعْمَالَ نَبِيِّهِمْ ﷺ.))

''اگر مجھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے یہ بات پہنچے کہ انہوں نے ایک ناخن سے زیادہ وضو نہیں کیا تو میں ان کے عمل سے تجاوز نہیں کروں گا۔ (یعنی ایک ناخن کے برابر وضو کروں گا) اور کسی قوم کے لیے اتنا ہی گناہ کافی ہے کہ ان کے اعمال ان کے نبی ﷺ کے اعمال کے مخالف ہوں۔''[1]

سیّدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((وَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ مِنْ بَعْدِیْ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ.))

''تم پر میری سنت و طریقہ کار پر چلنا لازم ہے اور میرے بعد میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین (خلفاء اربعہ، ابوبکر، عمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہم اجمعین) کی سنت و طریقہ کار لازم ہے، ان کو تم اپنی داڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑے رکھو اور تم دین میں بدعات ایجاد کرنے سے بچو۔''[2]

سیّدنا عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيْبًا، وَسَيَعُوْدُ غَرِيْبًا كَمَا بَدَأَ، وَهُوَ يَأْرِزُ بَيْنَ الْمَسْجِدَيْنِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ فِیْ جُحْرِهَا.))

''اسلام آغاز میں اجنبی تھا اور عنقریب وہ دوبارہ اجنبی ہو جائے گا جیسا کہ آغاز میں تھا۔ اور وہ دو مسجدوں کے درمیان جائے گا، جیسے سانپ اپنی بل میں گھس جاتا ہے۔''[3]

---

[1] شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ لالکائی۔

[2] مسند احمد: ۱۲۶/۴، ۱۲۸۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۴۶۰۷۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۶۷۶۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۴۲۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

[3] صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۲۷۳.

Marfat.com

علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ نے سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ تشریف فرما تھے۔

تو کسی نے کہا کہ: ہمیں صرف قرآنِ حکیم سے بتائیں۔

تو آپ نے فرمایا: میرے قریب آؤ، تو وہ شخص آپ کے قریب آ گیا۔

آپ نے فرمایا: دیکھو اگر تم اور تمہارے ساتھی صرف قرآنِ حکیم پر ہی اکتفا کریں گے تو کیا قرآنِ کریم میں تم اور تیرے ساتھیوں کو نماز ظہر کی چار رکعت اور نماز عصر کی چار رکعت اور مغرب کی تین رکعات دو رکعات میں اونچی پڑھنے کا ذکر ملتا ہے۔

اگر تم اور تمہارے ساتھی صرف قرآنِ حکیم پر ہی اکتفا کریں گے تو کیا قرآنِ کریم میں تم اور تمھارے ساتھیوں کو بیت اللہ کے طواف اور صفا و مروہ کے سات سات چکروں کا ذکر پاتے؟

پھر فرمایا اے لوگو! ہم سے لو۔ یعنی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو تم ضرور گمراہ ہو گے۔ (1)

جناب ایوب سختیانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ: اگر تم نے کسی شخص کو حدیث سنائی اور اس نے کہا، چھوڑو حدیث کو اور بیان کرو قرآنِ کریم سے، تو جان لو ایسا شخص خود گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔ (2)

## سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:

ایک دن سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سیّدنا حسن رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا کہ ''ذرا پیٹ کھولیے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دیا تھا، وہیں میں بوسہ دوں گا، چنانچہ انہوں نے پیٹ کھولا اور انہوں نے وہیں بوسہ دیا۔ (3)

## سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

(1) الکفایة فی علم الروایة: ۱۵۔ (2) الکفایة فی علم الروایة: ۱۵۔

(3) مسند احمد: ۴۸۸/۲۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۹۳۵۵۔ امام ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

Marfat.com

(( مَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا یُؤْخَذُ مِنْ عِلْمِهٖ وَیُتْرَكُ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.)) [1]

''ہر شخص کے علم کو قبول کیا جاسکتا ہے اور ترک بھی کیا جاسکتا ہے سوائے رسول اللہ ﷺ کے جن کی ہر بات واجب ہے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے حج تمتع کے سلسلہ میں کچھ لوگوں نے گفتگو کی، آپ نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کی روشنی میں اس کو صحیح قرار دیا تو لوگوں نے کہا: ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اس سے روکتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا:

((یُوْشِكُ اَنْ تَنْزِلَ عَلَیْكُمْ حِجَارَةٌ مِنَ السَّمَاءِ اَقُوْلُ لَكُمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْلُوْنَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ.))

''ڈر ہے کہ تم پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہونے لگے، میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اور تم کہتے ہو، ابوبکر وعمر نے کہا۔'' [2]

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

(( اُرَاهُمْ سَیَهْلِكُوْنَ، اَقُوْلُ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ وَیَقُوْلُوْنَ: قَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ.)) [3]

''میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ ابھی ہلاک ہوجائیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول کا فرمان یہ ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ابوبکر اور عمر کا فرمان یہ ہے۔''

### سیّدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ:

سیّدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے بیٹی، پوتی اور بہن کی وراثت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: بیٹی کے لیے آدھا ہے اور بہن کے لیے آدھا ہے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر پوچھ لو، وہ میری تائید کریں گے۔ پھر سیّدنا ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا گیا اور انہیں سیّدنا

---

[1] معجم الطبرانی الکبیر۔ [2] سنن الدارمی۔
[3] مسند احمد۔

Marfat.com

ابوموسیٰ (رضی اللہ عنہ) کا قول بتایا گیا تو انہوں نے فرمایا: میں اس کے بارے میں وہ فیصلہ کروں گا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا: بیٹی کے لیے آدھا ہے، پوتی کے لیے چھٹا حصہ ہے اور اس طرح دو تہائی پوری ہوگئی، جو باقی بچا وہ بہن کا ہے۔ پھر سیّدنا ابوموسیٰ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: جب تک یہ عالم تمہارے درمیان موجود ہیں مجھ سے مسئلے نہ پوچھو۔ [1]

[1] صحیح بخاری، رقم: ۶۷۳۷ ملخصاً۔

Marfat.com

# خلافِ سنت عمل پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ردّ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے محب تھے، یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی زندگی کے ہر شعبے میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا خاص خیال رکھتے اور اگر کسی کو خلاف سنت کام کرتے دیکھ لیتے تو فوراً سختی سے اس کا ردّ کرتے۔ مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ اس پر شاہد عدل کی حدیث رکھتی ہیں۔

صحیح بخاری میں ہے:

((عَنْ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَلْحَيَاءُ لَا يَأْتِی إِلَّا بِخَيْرٍ، فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ: مَكْتُوبٌ فِی الْحِكْمَةِ، إِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ وَقَارًا، وَإِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ سَكِينَةً، فَقَالَ لَهُ عِمْرَانُ: أُحَدِّثُکَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَتُحَدِّثُنِی عَنْ صَحِيفَتِکَ.)) [1]

''سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حیا خیر ہی لائے گا، بشیر بن کعب نے سن کر کہا: کہ حکمت کے باب میں لکھا ہے بعض حیا وقار اور سکینت ہے، سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے سن کر کہا کہ: میں تم سے حدیث رسول بیان کر رہا ہوں اور تم اس کے مقابلے میں اپنے صحیفے سے بیان کر رہے ہو۔''

اس کو امام مسلم رحمہ اللہ نے بھی ان الفاظ میں روایت کیا ہے:

((عَنْ أَبِی قَتَادَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فِی رَهْطٍ مِنَّا وَفِينَا بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ، فَحَدَّثَنَا عِمْرَانُ يَوْمَئِذٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ أَوْ قَالَ: اَلْحَيَاءُ كُلُّهُ خَيْرٌ، فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ: إِنَّا لَنَجِدُ فِی بَعْضِ الْكُتُبِ أَوِ

---

[1] صحیح البخاری: ۶۳۸/۱، کتاب الادب، باب الجهاد.

Marfat.com

الْحِكْمَةِ أَنَّ مِنْهُ سَكِينَةً وَّوَقَارًا لِلّٰهِ وَمِنْهُ ضُعْفٌ... الخ..)) ❶

''ابوقتادہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ عمران بن حصین کے پاس تھے وہاں بشیر بن کعب بھی تھے، آپ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: حیا خیر ہی خیر ہے، بشیر بن کعب نے کہا کہ بعض کتابوں یا حکمتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ حیا کبھی وقار کی شکل میں ہوتا ہے اور کبھی کمزوری کی شکل میں ہوتا ہے، سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سن کر ایسے غصہ ہوئے کہ آپ کی آنکھیں سرخ ہوگئیں اور کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کر رہا ہوں اور تم اس پر اعتراض کر رہے ہو۔''

عمران بن حصین نے حدیث رسول کا اعادہ کیا، بشیر بن کعب نے بھی اپنی بات کا اعادہ کیا، عمران غصہ ہوئے ہم عذر کرتے رہے کہ یہ ہم ہی لوگوں میں سے ہے اس میں عقیدے کی کوئی خرابی نہیں۔

((عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ أَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ طَالَمَا أَضْلَلْتَ النَّاسَ قَالَ: وَمَا ذَاكَ يَا عُرْوَةُ قَالَ: اَلرَّجُلُ يَخْرُجُ مُخْرِجًا بِحَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ فَإِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ زَعَمْتَ أَنَّهُ قَدْ حَلَّ؟ فَقَدْ كَانَ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ يَنْهَيَانِ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ أَهُمَا وَيْحَكَ آثَرُ عِنْدَكَ أَمْ مَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ، وَمَا سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنِّي وَمِنْكَ قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: فَخَصَمَهُ عُرْوَةُ.)) ❷

''جناب عروہ بن زبیر، سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ ابن عباس! آپ نے لوگوں کو بہت گمراہ کر رکھا ہے۔ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: عروہ بات کیا ہے؟ عروہ نے کہا: آدمی حج یا عمرہ کے لیے نکلتا ہے، جب طواف کر لے تو آپ کہتے ہیں کہ وہ احرام سے نکل گیا (اس کا مطلب قطعاً یہی ہے کہ طواف اور سعی

❶ صحیح مسلم: ۱: ۶۴، حدیث نمبر: ۳۷، کتاب الایمان، باب بیان عدد شعب الایمان۔

❷ المعجم الاوسط للطبرانی: ۱/ ۴۲، حدیث نمبر: ۲۱، باسناد حسن۔

Marfat.com

کے بعد اگر حج وعمرہ کا احرام ہے تو بھی احرام سے نکل کر متمتع ہو گیا اور اگر صرف عمرہ کا احرام باندھا ہے تو بہر حال وہ احرام سے نکل ہی گیا۔ سیّدنا ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما اس سے منع کرتے تھے، سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میرے اور تمہارے نزدیک ابو بکر وعمر افضل ہیں یا وہ چیز جو کتاب اللہ اور سنت رسول میں ہے، عروہ بن الزبیر نے بے حجت ہو کر بات قبول کر لی۔''

سعید بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج متع کیا تھا، عروہ بن الزبیر نے سن کر کہا کہ: سیّدنا ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما تمتع سے منع کرتے تھے، سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مجھے لگتا ہے کہ لوگ ہلاک ہو جائیں گے! میں کہتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور لوگ کہتے ہیں کہ ابو بکر وعمر نے منع کیا ہے۔ [1]

حافظ ابن القیم نے اس اثر کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ابن عباس پر رحم کرے اور ان سے راضی ہو، اگر اس زمانے کے لوگوں کو دیکھتے تو کیا کہتے؟ ان کے سامنے جب کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تو وہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسے لوگوں کے اقوال سے معارضہ کرتے ہیں، جو صحابہ سے بہت ہی نیچے درجے کے لوگ ہوتے ہیں۔ [2]

امام دارمی نے صحیح سند سے ابن عباس سے روایت کیا ہے، کہتے ہیں:

((أَلَا تَخَافُوْنَ أَنْ تُعَذَّبُوْا أَوْ يُخْسَفَ بِكُمْ أَنْ تَقُوْلُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ فُلَانٌ.)) [3]

''کہ تم ڈرتے نہیں کہ تمہارے اوپر عذاب نازل ہو جائے یا دھنسا دیئے جاؤ! ایک طرف کہتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اور پھر اس کے مقابل کہتے ہو، فلاں نے ایسا کہا۔''

---

[1] مسند احمد: ۱/ ۳۳۷.

[2] اعلام الموقعین: ۳/ ۵۳۹.

[3] سنن دارمی: ۱/ ۹۵.

Marfat.com

((عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ وَهُوَ يَسْأَلُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنِ التَّمَتُّعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: هِيَ حَلَالٌ، فَقَالَ الشَّامِيُّ: إِنَّ أَبَاكَ قَدْ نَهَى عَنْهَا، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَبِي نَهَى عَنْهَا وَصَنَعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ.)) [1]

''سالم بن عبداللہ بن عمر نے سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک شامی کو حج تمتع کے بارے میں پوچھتے ہوئے سنا، سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حلال ہے، شامی نے کہا کہ آپ کے والد نے اس سے منع کیا ہے، سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: بتاؤ اگر میرے والد نے منع کیا ہے اور خود رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے، تو پھر بھی والد کی بات مانی جائے گی یا آپ ﷺ کا حکم مانا جائے گا؟ اس شخص نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہی مانا جائے گا، آپ نے فرمایا: تو رسول اللہ ﷺ نے حج تمتع کیا ہے۔''

امام احمد رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ:

((كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يُفْتِي بِالَّذِي أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الرُّخْصَةِ بِالتَّمَتُّعِ، وَسَنَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِيهِ، فَيَقُولُ نَاسٌ لِابْنِ عُمَرَ: كَيْفَ تُخَالِفُ أَبَاكَ وَقَدْ نَهَى عَنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُولُ لَهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ: وَيْلَكُمْ أَلَا تَتَّقُونَ اللّٰهَ، أَنَّ عُمَرَ نَهَى عَنْ ذٰلِكَ فَيَبْتَغِي فِيهِ الْخَيْرَ يَلْتَمِسُ بِهِ تَمَامَ الْعُمْرَةِ فَلِمَ تُحَرِّمُونَ ذٰلِكَ وَقَدْ أَحَلَّهُ اللّٰهُ وَعَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَفَرَسُولُ اللّٰهِ أَحَقُّ أَنْ تَتَّبِعُوا سُنَّتَهُ؟ إِنَّ عُمَرَ لَمْ يَقُلْ لَكُمْ: إِنَّ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ حَرَامٌ وَلٰكِنَّهُ قَالَ: إن أتم العمرة ان تفردوها من أشهر الحج.)) [2]

''سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اللہ کی رخصت کے مطابق حج تمتع کا فتویٰ دیتے تھے، نبی

---

[1] سنن الترمذی، کتاب الحج، رقم: ۸۲۴۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح الاسناد'' قرار دیا ہے۔

[2] مسند احمد: ۹۵/۲۔

Marfat.com

کریم ﷺ نے بھی اس کو مسنون فرمایا ہے، سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کچھ لوگ کہتے کہ آپ اپنے والد کی مخالفت کیوں کر رہے ہیں؟ انہوں نے تو تمتع سے منع کیا ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما انہیں جواب دیتے تمہارے لیے خرابی ہو، تم اللہ سے ڈرتے نہیں! بیشک جناب عمر رضی اللہ عنہ نے خیر ہی کی نیت سے تمتع سے منع کیا تھا، وہ چاہتے تھے کہ لوگ عمرہ مکمل الگ سے کریں، لیکن جب اللہ نے اسے حلال کیا ہے اور خود نبی کریم ﷺ نے کیا ہے تو پھر بتاؤ! کہ نبی کریم ﷺ کی سنت اتباع کی زیادہ حق دار ہے یا عمر کی سنت لائق اتباع ہے؟ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کہا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ حرام ہے، بلکہ یہ کہا ہے کہ مکمل عمرہ یہ ہے کہ حج کے مہینوں کے علاوہ مہینوں میں عمرہ کیا جائے۔''

امام بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے کہ:

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَخْذِفُ فَقَالَ لَهُ: لَا تَخْذِفْ! كَانَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الْخَذْفِ أَوْ كَانَ يَكْرَهُ الْخَذْفَ وَقَالَ: إِنَّهُ لَا يُصَادُ بِهِ صَيْدٌ، وَلَا يُنْكٰى بِهِ عَدُوٌّ وَلٰكِنَّهَا قَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ، ثُمَّ رَآهُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَخْذِفُ فَقَالَ: لَهُ أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ نَهٰى عَنِ الْخَذْفِ أَوْ كَرِهَ الْخَذْفَ وَأَنْتَ تَخْذِفُ؟ لَا أُكَلِّمُكَ أَبَدًا.)) [1]

''سیّدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ انگلیوں کے درمیان کنکری رکھ کر پھینک رہا ہے، اس پر آپ نے کہا کہ اس طرح (خذف) کنکریوں کو پھینکنے سے نبی کریم ﷺ نے منع کیا ہے، یا اسے پسند نہ کرتے تھے اور آپ نے فرمایا: کہ اس سے نہ تو شکار کیا جا سکتا ہے اور نہ دشمن کو زخمی کیا جا سکتا ہے، البتہ اس سے دانت ٹوٹ سکتا ہے یا کسی کی آنکھ پھوٹ سکتی ہے، اس کے بعد بھی آپ نے دیکھا کہ وہ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الذبائح والصید، باب الخذف، حدیث نمبر: ۵۴۷۹۔ صحیح مسلم، کتاب الصید، حدیث نمبر: ۵۱۶۴.

Marfat.com

آدمی کنکری پھینک رہا تھا، تو آپ نے کہا کہ میں تم سے نبی کریم ﷺ کی حدیث بیان کر رہا ہوں کہ آپ نے خذف سے منع فرمایا ہے اور تم کنکریاں پھینکے جا رہے ہو، میں تم سے بات نہیں کروں گا۔ صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ تم سے کبھی بات نہ کروں گا۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"اس حدیث میں سنت رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والے سے قطع کلامی کا جواز ہے۔ اور جس حدیث میں تین دن سے زیادہ نہ بولنے کی ممانعت ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ اپنی خواہش نفس کی بنا پر کسی کو چھوڑے، دین کی خاطر نہیں۔" [1]

صحیح مسلم کی روایت میں ہے، سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے:

(( لَا تَمْنَعُوا نِسَآئَكُمُ الْمَسَاجِدَ إِذَا اسْتَأْذَنَّكُمْ إِلَيْهَا قَالَ فَقَالَ بِلَالُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَنَمْنَعُهُنَّ، قَالَ: فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ فَسَبَّهُ سَبًّا سَيِّئًا مَا سَمِعْتُهُ سَبَّهُ مِثْلَهُ قَطُّ، وَقَالَ: أُخْبِرُكَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَنَمْنَعُهُنَّ. )) [2]

"کہ اللہ کی بندیوں کو مسجدوں میں نماز کے لیے جانے سے نہ روکو، اس پر ان کے بیٹے بلال نے کہا کہ ہم سختی سے انہیں روکیں گے، جب بلال آئے تو سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو بہت سخت سست کہا، اور کلماتِ زجر کہے کہ ایسا ان سے کبھی نہ سنا تھا، اور کہا کہ میں تمہیں نبی کریم ﷺ کی بات بتا رہا ہوں اور تم کہتے ہو کہ ہم انہیں سختی سے روکیں گے۔"

طبرانی اور الجامع لابن عبدالبر کی روایت میں ہے کہ کئی بار ان کو "لَعَنَكَ اللّٰهُ" کہا، رونے لگے اور غصے میں مجلس سے اٹھ کر چلے گئے۔ [3]

---

[1] فتح الباری: ۹/۷۵۷۔ [2] صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۴۴۲۔

[3] معجم الطبرانی الکبیر: ۱۲/۳۲۶۔ جامع بیان العلم: ۲/۱۲۰۸، ۱۲۰۹۔

Marfat.com

ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں باب کا ذکر کیا ہے، ''باب کراهية معارضة خبر النبی ﷺ بالقياس والرای والدليل علی ان امر النبی ﷺ يجب قبوله اذا علم المرء به وإن لم يدرك ذلك عقله ورأيه.'' یعنی ''نبی ﷺ کی حدیث کا قیاس اور رائے سے معارضہ کی کراہیت کا بیان'' اور اس بات کی دلیل کہ آپ ﷺ کے حکم کی خبر آدمی کو ہو جائے تو اس کا قبول کرنا واجب ہے، اگرچہ اس کی عقل اور رائے اس کو سمجھ نہ سکے اور قبول نہ کرے۔''

پھر اس کے بعد روایت کا ذکر کیا کہ:

((عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَلَا يُدْخِلْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ أَوْ أَيْنَ طَافَتْ يَدُهُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ حَوْضًا قَالَ: فَحَصَبَهُ ابْنُ عُمَرَ وَقَالَ: أُخْبِرُكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُولُ أَرَأَيْتَ حَوْضًا.)) [1]

''سالم بن عبداللہ بن عمر اپنے والد گرامی سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم میں کوئی جب نیند سے اٹھے تو ہاتھ کو تین بار دھوئے بغیر برتن میں نہ ڈالے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ نیند میں اس کا ہاتھ کہاں تھا، یا کہاں کہاں لگ رہا تھا، ایک شخص نے سن کر کہا: پانی کا حوض ہو تو کیا کرے؟ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے کنکری ماری، اور کہا: کہ میں تمہیں حدیث رسول سنا رہا ہوں اور تم معارضہ کر کے کہہ رہے ہو کہ حوض ہو تو کیا کرے؟''

[1] صحیح ابن خزیمہ: ۱/۷۵۔ ابن خزیمہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

Marfat.com

# صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اصول وضوابط

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تفقہ فی الدین جن اصول وضوابط پر مبنی تھا، وہ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اقوال صحابہ، مشورہ اور قیاس تھے۔

جناب میمون بن مہران رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جب کوئی مسئلہ آتا تو اگر اس کا حل کتاب اللہ میں پاتے تو فیصلہ کرتے نہیں تو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈھونڈتے اگر اس میں حل ملتا تو اس کا فیصلہ کرتے۔ نہیں تو لوگوں سے پوچھتے کہ کیا کسی کو اس مسئلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حکم اور فیصلہ معلوم ہے؟ ایسا بھی ہوتا تھا کہ کسی کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہوتا اور بتاتے تو اس کے مطابق فیصلہ دیتے۔ اگر کوئی فیصلہ نہ ملتا تو اکابر صحابہ کو جمع کر کے ان سے مشورہ کرتے، اگر وہ کسی چیز پر متفق ہو کر فیصلہ دیتے تو سیدنا ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم اس کا فیصلہ فرماتے۔ ❶

امیر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح کو لکھا کہ اگر مسئلہ کتاب اللہ میں ہے تو اس کا فیصلہ کرو۔ اگر کتاب اللہ میں نہ ملے تو سنت رسول میں دیکھو اور فیصلہ دو۔ اگر کتاب وسنت میں نہیں ہے اور تم سے پہلے کسی نے اس کا فیصلہ بھی نہیں کیا ہے تو تمہیں اختیار ہے کہ اپنی رائے اور اجتہاد سے فیصلہ کر دو یا پیچھے ہٹ جاؤ۔ میری نظر میں پیچھے ہٹ جانا اچھا رہے گا۔ ❷

جناب عبدالرحمن بن یزید کہتے ہیں: کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک زمانہ وہ تھا کہ ہم قضاء اور فتویٰ کے اہل نہ تھے اور نہ ہی فتوے دیتے۔ پھر اللہ نے ہم سب کو اپنی مشیت سے اس مقام پر پہنچا دیا جسے دیکھ رہے ہو۔ تو جس کے پاس کوئی مسئلہ آئے تو اس کا فیصلہ کتاب

---

❶ سنن دارمی، المقدمة، رقم: ۱۶۳/۵۔ اعلام الموقعین: ۱۱۸/۲.

❷ سنن دارمی: ۵۵/۱۔ اخبا القضاة: ۱۸۹/۱.

Marfat.com

اللہ سے کرے۔ اگر کتاب اللہ میں وہ مسئلہ موجود نہ ہو تو پھر نبی کریم ﷺ کے فیصلے کی روشنی میں فیصلہ دے۔ اگر ان میں سے کسی میں نہ ملے تو اجتہاد کرے یہ عذر نہ کرے کہ میں ڈرتا ہوں، میں ڈرتا ہوں۔ حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح۔ حلال وحرام کے درمیان کچھ غیر واضح چیزیں ہیں تو جہاں شبہ ہو اسے ترک کر دو۔ ❶

جناب علقمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا کہ ایک شخص نے مہر کی تعین کے بغیر نکاح کیا اور دخول سے پہلے ہی اس کا انتقال ہو گیا تو اس عورت کے مہر کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ میں اپنے اجتہاد سے کہہ رہا ہوں اگر درست ہے تو اللہ کی طرف سے ہے، اور اگر غلط ہے تو میری طرف سے۔ میری رائے ہے کہ اس کا مہر اس جیسی عورت کے مہر کی طرح لیا جائے نہ کم نہ بیش۔ اس عورت پر عدت وفات بھی ہے اور اسے متوفی کی میراث بھی ملے گی۔ معقل بن سنان اشجعی نے سن کر کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ بروع بنت واشق کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے جو فیصلہ دیا تھا وہی فیصلہ آپ نے بھی کیا ہے۔ ❷

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کسی نے کسی کو بغیر علم کے فتویٰ دیا تو اس کا گناہ فتویٰ دینے والے پر ہے۔ ❸

عبداللہ بن ابی یزید کہتے ہیں کہ سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی مسئلے میں پوچھا جاتا تو آپ کو اگر وہ مسئلہ قرآنِ کریم میں مل جاتا تو اس سے جواب دیتے۔ نہیں تو حدیث رسول ﷺ میں مل جاتا تو جواب دیتے۔ نہیں تو سیّدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے فتاویٰ واقوال میں ملتا تو اس سے جواب دیتے، ورنہ اپنے اجتہاد سے جواب دیتے۔ ❹

---

❶ سنن نسائی، ص: ۸۱۱۔ سنن دارمی: ۱/ ۶۱۔ اخبار القضاۃ لوکیع: ۱/ ۷۶.

❷ مصنف عبدالرزاق: ۶/ ۲۹۴. ❸ سنن دارمی: ۱/ ۵۳۔ مستدرک حاکم: ۱/ ۱۲۶.

❹ سنن دارمی: ۱/ ۵۵۔ الفقیہ والمتفقہ: ۱/ ۲۰۳.

Marfat.com

# تابعین عظام رحمہم اللہ کی سنت سے محبت اور ان کے اصول وضوابط

یہی طرزِ عمل تابعین عظام رحمہم اللہ کا تھا، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے دلوں میں زیادہ معظم ومکرم تھی، اس کی مخالفت پر صبر نہ کرتے تھے۔ سنن دارمی میں جنابِ قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن سیرین رحمہ اللہ نے کسی آدمی سے حدیث رسول بیان کی تو کسی شخص نے کہا یہ کہ فلاں نے ایسا ایسا کہا ہے۔ اس پر ابن سیرین نے غصہ ہو کر کہا: کہ میں تم سے حدیث رسول بیان کر رہا ہوں اور تم کہہ رہے ہو فلاں فلاں نے ایسا کہا؟ تم سے کبھی بات نہ کروں گا۔ [1]

تفقہ فی الدین اور تعلم کتاب وسنت کا طریقہ تابعین نے بھی وہی اختیار کیا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا، کیونکہ تابعین، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شاگرد تھے، اور ان پر ان کا رنگ چڑھا ہوا تھا۔ چنانچہ ابو سہیل کہتے ہیں کہ میری بیوی نے مسجد حرام میں تین دن اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی۔ میں نے جنابِ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے سوال کیا اور ساتھ میں امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ بھی تھے کہ اس کو اعتکاف کے ساتھ صوم بھی رکھنا ہے؟ زہری رحمہ اللہ نے کہا کہ بغیر صوم کے اعتکاف نہیں۔

اس پر جنابِ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے پوچھا کہ یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے؟ کہا کہ نہیں۔ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے پوچھا: کہ سیّدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے؟ کہا: کہ نہیں۔ کہا: سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے؟ کہا: نہیں۔ کہا: سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے؟ کہا: نہیں۔ تو جنابِ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ اس عورت کے لیے روزہ ضروری نہیں۔ وہاں سے

[1] سنن دارمی: ۱/۹۷.

Marfat.com

نکلا تو طاؤس اور عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی۔ جناب طاؤس نے کہا: کہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ یہ ہے کہ اگر اس نے صوم کی نذر اعتکاف کے ساتھ نہیں مانی ہے تو پھر اس پر صوم واجب نہیں۔ عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے فرمایا: کہ میری بھی یہی رائے ہے۔ ❶

سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد آپ کے خلفا نے سنت پہ ثابت قدم رہ کر بتلا دیا کہ اس کی پابندی درحقیقت قرآنِ مجید کی تصدیق، اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور دین متین کو تقویت پہنچانا ہے۔ جو اس پر عمل پیرا ہو، وہ راہ یاب ہے، جس نے اس سے مدد چاہی وہ فائز المرام ہے اور جو اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گیا، اس نے مومنین، صالحین و کاملین سے بغاوت کی راہ اختیار کی، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو منہ کی کھلائے گا اور جہنم رسید کرے گا۔''

چنانچہ سنن ترمذی میں ہے:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَلَّدَ نَعْلَیْنِ، وَأَشْعَرَ الْهَدْیَ، ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ یُوسُفَ بْنَ عِیسَى یَقُولُ: سَمِعْتُ وَكِیعًا یَقُولُ حِینَ رَوَى هَذَا الْحَدِیثَ فَقَالَ: لَا تَنْظُرُوا إِلَى قَوْلِ أَهْلِ الرَّأْیِ فِی هَذَا، فَإِنَّ الْإِشْعَارَ سُنَّةٌ، وَقَوْلُهُمْ بِدْعَةٌ، وَقَالَ: سَمِعْتُ أَبَا السَّائِبِ یَقُولُ: كُنَّا عِنْدَ وَكِیعٍ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ مِمَّنْ یَنْظُرُ فِی الرَّأْیِ: أَشْعَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَیَقُولُ أَبُو حَنِیفَةَ: هُوَ مُثْلَةٌ قَالَ الرَّجُلُ: فَإِنَّهُ قَدْ رُوِیَ عَنْ إِبْرَاهِیمَ النَّخَعِیِّ أَنَّهُ قَالَ: الْإِشْعَارُ مُثْلَةٌ، قَالَ: فَرَأَیْتُ وَكِیعًا غَضِبَ غَضَبًا شَدِیدًا، وَقَالَ: أَقُولُ لَكَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَتَقُولُ: قَالَ إِبْرَاهِیمُ، مَا أَحَقَّكَ بِأَنْ تُحْبَسَ ثُمَّ لَا تَخْرُجَ حَتَّى تَنْزِعَ عَنْ قَوْلِكَ هَذَا.)) ❷

''سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدی کے جانور کا اشعار

---

❶ سنن دارمی: ۱/ ۵۴۔

❷ سنن الترمذی، ۲۱۸، ۲۱۹۔ الفقیہ والمتفقہ، ص: ۱۴۸۔

Marfat.com

کیا، اور اس کی گردن میں کوئی چیز لٹکائی، امام ترمذی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے یوسف بن عیسیٰ سے سنا: وہ کہتے تھے کہ میں نے وکیع سے سنا: جب آپ نے اس کی روایت کی تو کہا کہ: اس مسئلے میں اہل رائے کی بات نہ سنو، اشعار سنت رسول ہے اوران کا قول بدعت ہے، ابوالسائب کہتے ہیں کہ ہم وکیع رحمہ اللہ کے پاس بیٹھے تھے، ایک آدمی جو رائے اور قیاس کرتا تھا اس سے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ نے اشعار کیا، ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ اشعار مثلہ ہے، اس آدمی نے کہا کہ: ان کی دلیل یہ ہے کہ ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ اشعار مثلہ ہے، ابوالسائب کہتے کہ میں نے وکیع کو دیکھا کہ بہت سخت غصہ ہوئے اور کہا کہ میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا، اور تم کہتے ہو کہ ابراہیم نے کہا، تم اس لائق ہو کہ تمہیں جیل میں بند کردیا جائے اور جب تک اس سے توبہ نہ کرلو تمہیں جیل سے نہ نکالا جائے۔''

امام عامر بن شرحبیل الشعبی (تابعی، متوفی ۱۰۴ھ) فرماتے ہیں:

((مَا حَدَّثُوكَ هٰؤُلَاءِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَخُذْ بِهِ، وَمَا قَالُوْهُ بِرَأْيِهِمْ فَأَلْقِهِ فِي الْحِشِّ.))

''یہ لوگ تجھے، رسول اللہ ﷺ کی جو حدیث بتائیں اسے مضبوطی سے پکڑلو اور جو بات وہ اپنی رائے سے خلافِ کتاب وسنت کہیں اسے کوڑے کرکٹ پر پھینک دو۔''❶

امام حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ إِلَّا وَأَنْتَ آخِذٌ مِنْ قَوْلِهِ أَوْ تَارِكٌ إِلَّا النَّبِيَّ.))

''لوگوں میں سے ہر آدمی کی بات آپ لے بھی سکتے ہیں اور ردّ بھی کرسکتے ہیں سوائے نبی ﷺ کے آپ کی ہر بات لینا فرض ہے۔''❷

---

❶ سنن الدارمی: ۱/ ۶۷، رقم: ۲۰۶.
❷ الاحکام لابن حزم: ۶/ ۲۹۳.

Marfat.com

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وَكَذٰلِكَ تَابِعُوْهُمْ أَيْضًا يَرْجِعُوْنَ اِلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، فَاِنْ لَمْ يَجِدُوْا نَظَرُوْا مَا اَجْمَعَ عَلَيْهِ الصَّحَابَةُ، فَاِنْ لَمْ يَجِدُوْا اِجْتَهَدُوْا، وَاخْتَارَ بَعْضُهُمْ قَوْلَ صَحَابِيٍّ فَرَآهُ الْأَقْوٰى فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى.“

”یہی تابعین کی حالت تھی وہ بھی فقہی مسائل میں کتاب وسنت کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ اگر وہ کوئی مسئلہ کتاب وسنت میں نہ پاتے تو اس بات کو دیکھتے جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔ اگر اجماع بھی نہ پاتے تو اپنے طور پر اجتہاد کرتے۔ بعض تابعین تو صحابی کے اس قول کو لے لیتے جسے وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے لیے قوی تر سمجھتے۔“

Marfat.com

# ائمہ کرام رحمہم اللہ کی سنت نبوی سے محبت اوران کے اصول

ائمہ کرام رحمہم اللہ کتاب وسنت سے بہت زیادہ محبت کیا کرتے تھے، ان ائمہ کی تفقہ فی الدین کی بنیاد ان اصولوں پر تھی:

۱: کتاب اللہ عزوجل۔

۲: سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

۳: اجماع صحابہ یا غیر صحابہ۔

۴: آثار صحابہ، خصوصاً خلفاء اربعہ۔

۵: قیاس۔

## امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۵۰ھ)

### اُصولِ فقہ:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے امام یحییٰ بن معین اور خطیب بغدادی وغیرہ نے نقل کیا ہے کہ: یحییٰ بن الفریس کہتے ہیں کہ سفیان ثوری کے پاس ایک شخص نے آ کر کہا کہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے آپ ناراض کیوں ہیں؟ میں نے ان کو کہتے سنا ہے کہ میں کتاب اللہ سے مسئلہ لیتا ہوں، نہ ملے تو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لیتا ہوں، نہ ملے تو صحابہ کے اقوال سے لیتا ہوں۔ ان کے اختلاف کی صورت میں جس کے قول کو زیادہ مناسب سمجھتا ہوں اسے لے لیتا ہوں اور جس کو چاہتا ہوں چھوڑ دیتا ہوں۔ لیکن صحابہ کے اقوال سے نہیں نکلتا ہوں۔ البتہ جب معاملہ ابراہیم نخعی، شعبی، ابن سیرین، حسن بصری، عطاء بن ابی رباح اور سعید ابن المسیب وغیرہ تابعین تک پہنچتا ہے تو جیسا انہوں نے اجتہاد کیا ہے میں بھی اجتہاد کرتا ہوں ان کے اقوال کی پابندی نہیں کرتا۔ [1]

---

[1] تاریخ ابن معین بروایۃ الدوری: ۴/۶۳۔ تاریخ بغداد: ۱۳/۳۶۸۔ اخبار ابی حنیفۃ للصیمری، ص: ۱۰۔

Marfat.com

حسن بن صالح رحمہ اللہ کہتے ہیں: امام ابوحنیفہ حدیث میں ناسخ اور منسوخ کو بڑی کدوکاوش سے تلاش کرتے۔ اگر ان کے نزدیک حدیث رسول یا آثار صحابہ صحیح ثابت ہو جاتے تو اس پر عمل کرتے۔ وہ اہل کوفہ کی حدیث اور فقہ کے عالم تھے کوفہ کے لوگوں کے عمل کی شدید اتباع کرتے۔ اہل کوفہ کو نبی کریم ﷺ کے جو آخری فعل پہنچے ان کے حافظ تھے۔ کہا کرتے تھے کہ کتاب اللہ میں کچھ چیزیں منسوخ ہیں، اسی طرح حدیث میں بھی منسوخ ہیں۔ ①

ابوحمزہ السکری رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ میں نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے کہتے ہوئے سنا ہے کہ صحیح سند سے نبی کریم ﷺ سے حدیث ثابت ہو تو میں اسے لیتا ہوں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مختلف اقوال میں کسی کو اختیار کر لیتا ہوں۔ تابعین کے اقوال کو چھوڑ کر میں انہیں کی طرح اجتہاد کرتا ہوں اور ان کے قول سے نہیں نکلتا ہوں۔ ②

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ میں نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو کہتے سنا ہے، جب نبی کریم ﷺ سے حدیث مل جائے تو وہ سر آنکھوں پر، صحابہ کے اقوال مل جائیں تو ان کے مختلف اقوال میں سے ہم کسی ایک کا اختیار کریں گے، تابعین کے اقوال سامنے آئیں تو ہم بھی انہی کی طرح اجتہاد کریں گے۔

## اقوال:

۱: ((اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِی.)) ③
"کہ میرا مذہب صحیح حدیث ہے۔"

۲: (( اِذَا رَأَیْتُمْ کَلَامَنَا یُخَالِفُ ظَاھِرَ الْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ فَاضْرِبُوْا بِکَلَامِنَا الْحَائِطَ.)) ④

---

① اخبار ابو حنیفة للصمیری، ص: ۱۰.

② الإنتقاء لابن عبدالبر، ص: ۱۴۴، ۱۴۵.

③ حاشیہ ابن عابدین: ۱/ ۶۳۔ حاشیة علی البحر الرائق: ۶/ ۲۹۳.

④ میزان شعرانی.

Marfat.com

''جب دیکھو کہ ہمارے اقوال قرآن اور حدیث کے خلاف ہیں تو قرآن اور حدیث پر عمل کرو اور ہمارے اقوال کو زمین پر دے مارو۔''

۳: ((قَالَ الْاِمَامُ اَبُوْحَنِیْفَةَ لَا تُقَلِّدْنِیْ وَلَا تُقَلِّدَنَّ مَالِکًا وَلَا غَیْرَہٗ وَخُذِ الْاَحْکَامَ مِنْ حَیْثُ اَخَذُوْا مِنَ الْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ کَذَا فِی الْمِیْزَانِ وَغَیْرِہٖ.)) ❶

''حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا، میری تقلید نہ کرنا، اور نہ مالک رحمہ اللہ کی، اور نہ کسی اور کی تقلید کرنا اور احکام دین وہاں سے لینا، جہاں سے اُنہوں نے لیے ہیں یعنی کتاب وسنت سے۔''

۴: ((حَرَامٌ عَلٰی مَنْ لَّمْ یَعْرِفْ دَلِیْلِیْ اَنْ یُفْتِیَ بِکَلَامِیْ.)) ❷

''میرے قول پر فتویٰ دینا حرام ہے، جب تک میری بات کی دلیل معلوم نہ ہو۔''

۵: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

((لَا اُقَلِّدُ التَّابِعِیَّ لِاَنَّھُمْ رِجَالٌ وَنَحْنُ رِجَالٌ وَلَا یَصِحُّ تَقْلِیْدُہٗ.)) ❸

''میں کسی تابعی کی تقلید نہیں کرتا اس لیے کہ وہ بھی ہماری طرح انسان ہیں ان کی تقلید جائز نہیں۔''

۶: حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم امام (ابوحنیفہ) کے قول پر مقدم ہے۔ ❹

۷: ((لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یَّاْخُذَ بِقَوْلِنَا مَا لَمْ یَعْلَمْ مِنْ اَیْنَ اَخَذْنَاہُ.)) ❺

''کسی کے لیے یہ حلال ہی نہیں کہ وہ ہمارے قول کے مطابق عمل کرے جب تک کہ اسے یہ معلوم نہ ہو کہ ہمارے قول کا ماخذ کیا ہے۔''

آپ سے ایک یہ قول بھی منقول ہے:

---

❶ حقیقت الفقہ۔ ❷ میزان شعرانی۔

❸ نورالانوار، ص: ۲۱۹، طبع یوسفی۔ ❹ ھدایہ: ۵۰۲/۱۔

❺ الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الائمۃ الفقہاء، ابن عبدالبر، ص: ۱۴۵۔ اعلام الموقعین، ابن قیم: ۳۰۹/۱۔ حاشیہ ابن عابدین علی البحر الرائق: ۲۹۳/۳۔ رسم المفتی، ص: ۲۹۔ ۳۲۔ میزان شعرانی: ۵۵/۱۔

Marfat.com

۸: آپ نے اپنے شاگرد رشید قاضی ابو یوسف کو ایک مرتبہ مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر اے یعقوب! ہر بات جو مجھ سے سنتے ہو، اسے نہ لکھا کرو، کیونکہ میں آج ایک رائے اختیار کرتا ہوں اور کل اسے چھوڑ دیتا ہوں اور کل ایک رائے اختیار کرتا ہوں اور اسے پرسوں ترک کر دیتا ہوں۔

آپ سے ایک یہ ارشاد بھی منقول ہے:

۹: ((اِذَا قُلْتُ قَوْلًا یُخَالِفُ کِتَابَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَخَبَرَ الرَّسُوْلِ فَاتْرُکُوْا قَوْلِیْ.)) [1]

"جب میرا قول کتاب اللہ اور حدیث رسول ﷺ کے خلاف ہو تو میرے قول کو ترک کر دو۔"

۱۰: ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ابو یوسف رحمہ اللہ سے کہا: "تم اصول دین یعنی کلام کے بارے میں عام لوگوں سے گفتگو کرنے سے بچ کر رہنا، کیونکہ یہ لوگ تمہاری تقلید کریں گے، اور اسی میں پھنس جائیں گے۔" [2]

## امام مالک رحمہ اللہ (المتوفی ۱۷۹ھ):

### اُصولِ فقہ:

اسی طرح امام مالک رحمہ اللہ سے بھی آپ کے اصول وضوابط کو ثقات ائمہ نے نقل کیا ہے۔ مطرف بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمہ اللہ کو کہتے سنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سنتیں جاری فرمائیں، اور آپ کے بعد علماء وحکام نے کچھ سنتیں جاری کیں ان سب پر تمسک کتاب اللہ کی اتباع ہے۔ اور اللہ کی اطاعت کی تکمیل ہے۔ نیز دین کے لیے باعث قوت ہے کہ کسی کو تغیر وتبدیل کا حق حاصل نہیں۔ نہ ہی ان کے خلاف کسی اور چیز کی طرف دیکھنا ہے۔ انہی سے ہدایت لینے والا ہدایت یاب ہے۔ جس نے ان سے مدد لی وہی غالب اور کامیاب ہے۔ جس نے ان سنتوں کو ترک کر دیا اس نے مومنوں کے راستے کے خلاف راستہ کی پیروی کی۔ اللہ

---

[1] ایقاظ ھمم اولی الابصار، ص: ۵۰.

[2] مناقب ابی حنیفۃ، ص: ۳۷۳.

Marfat.com

تعالیٰ اسے اپنے اختیار پر چھوڑ دے گا۔ اور جہنم کے برے ٹھکانے میں اسے داخل کر دے گا۔ ❶

اسحاق بن عیسیٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: کہ جب بھی کوئی بحث ومباحثہ کرنے والا آئے تو کیا ہم جبریل علیہ السلام کے ذریعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ دین کو چھوڑ دیں گے۔ ❷

لیث بن سعد رحمہ اللہ نے جو مکتوب امام مالک رحمہ اللہ کو بھیجا تھا، اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین خصوصاً اہل مدینہ کے صحابہ کرام کے آثار کو کس سختی اور جدوجہد سے تلاش کرتے اور ان کی اتباع کرتے۔ ❸

## اقوال:

۱: ((اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اُخْطِئُ وَاُصِيْبُ فَانْظُرُوْا فِيْ رَأْيِىْ كُلَّمَا وَافَقَ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَخُذُوْهُ وَكُلَّمَا لَمْ يُوَافِقِ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ فَاتْرُكُوْهُ.)) ❹

''میں بشر ہوں! مجھ سے غلطی اور درستگی دونوں کا احتمال ہے، میری ہر بات کی تحقیق کیا کرو، جو کتاب وسنت کے موافق ہو اس پر عمل کر لیا کرو، جو مخالف ہو اسے رد کر دیا کرو۔''

۲: امام قعنبی رحمہ اللہ جو آپ کے خاص تلامذہ میں سے تھے انہوں نے امام محترم کی آنکھوں سے آنسو نکلتے دیکھے تو سبب پوچھا۔ امام محترم فرمانے لگے: قعنبی! میں نہ روؤں تو کون روئے۔ اے کاش! مجھے میرے ہر قیاسی فتوے کے بدلے میں ایک کوڑا مارا جاتا۔ یہی گریہ جاری تھا لب متحرک تھے کہ اسی عالم میں جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ اور یوں ۸۶ سال کی عمر پا کر ۱۷۹ھ کو انتقال فرمایا۔

۳: امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کی بات لی اور چھوڑی نہ جا سکتی ہو صرف اور صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایسے ہیں جن کی ہر بات کا

---

❶ الحلیۃ: ۶/ ۳۲۴۔ ❷ الحلیۃ: ۶/ ۳۲۴۔

❸ اعلام الموقعین: ۳/ ۱۷۰۔

❹ جامع بیان العلم ۲/ ۹۱۔ الاحکام لابن حزم: ۶/ ۱۴۵۔

Marfat.com

قبول کرنا فرض ہے۔ ❶

۴: امام ابن وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں امام مالک رحمہ اللہ کے پاس تھا کسی نے مسئلہ پوچھ لیا کہ وضو میں پاؤں کی، انگلیوں کے خلال کا کیا حکم ہے؟ امام مالک رحمہ اللہ فرمانے لگے کہ "هَذَا لَيْسَ بِشَيْءٍ" کہ "یہ کوئی چیز نہیں" یعنی اس بارے میں کوئی حدیث نہیں ہے۔ امام ابن وہب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب لوگ چلے گئے اور امام مالک اکیلے رہ گئے تو میں ان کے پاس گیا، اور عرض کیا کہ استاد محترم! اس بارے میں ہمیں ایک حدیث اس سند کے ساتھ پہنچی ہے۔ "حَدَّثَنِي لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَابْنُ لَهِيعَةَ وَعَمْرُو بْنُ حَارِثٍ" ان تینوں نے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے یزید بن عمرو سے، انہوں نے ابوعبدالرحمن الحبلی سے اور انہوں نے مستورد بن شداد سے رضی اللہ عنہ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنی خنصر سے پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرتے تھے، تو امام مالک رحمہ اللہ فرمانے لگے: یہ حدیث حسن ہے۔ عبداللہ بن وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد امام مالک رحمہ اللہ سے پھر کسی نے یہ مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا: ہاں انگلیوں کا خلال کرنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ ❷

## امام شافعی رحمہ اللہ وفات ۲۰۴ھ:

### اُصولِ فقہ:

امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنے اُصول کو خود اپنی تالیفات میں واضح طور پر بیان فرمایا ہے۔ نیز ثقات نے بھی بہت کچھ سنہرے اصول آپ سے نقل کئے ہیں۔

آپ کے اقوال دیگر ائمہ سے اصول اتباع وسنت کے بارے میں زیادہ منقول اس لیے بھی ہیں کہ آپ کے زمانے میں مذاہب اور اقوال علماء پر تعصب مزید ہو چکا تھا۔ اسی طرح امام احمد بن حنبل کے زمانے میں بھی تعصّبات میں شدت آچکی تھی اس لیے آپ سے بھی اس مسئلے میں اقوال کثرت سے منقول ہیں۔

---

❶ ارشاد السالك: ۱/۲۲۷.

❷ مقدمہ جرح وتعدیل، ص: ۳۱، ۳۲۔ سنن الکبریٰ للبیھقی: ۱/۷۶، ۷۷.

Marfat.com

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اصل الاصول قرآن وسنت ہے، اگر دونوں میں مسائل کا حل نہ ملے تو انہیں دونوں پر قیاس کرنا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند سے حدیث ثابت ہو تو وہی سنت ہے۔ اجماع، خبر یعنی حدیث و آثار صحابہ سے قوی ہے۔ حدیث کو اس کے ظاہر ہی پر محمول کرنا ہے۔ اگر کئی معانی کا اشتباہ ہو تو جو سب سے ظاہر معنی ہے اسی کو لیا جائے گا۔ اگر کئی احادیث میں اختلاف ہو تو جو سب سے صحیح سند سے ہے وہی راجح ہے۔ جس حدیث کی سند میں انقطاع ہے سوائے سعید بن مسیب کی منقطع کے وہ ضعیف ہے۔ [1]

نیز فرمایا: کسی کو بغیر علم کے کسی چیز کے بارے میں حلال وحرام کا فتویٰ دینا جائز نہیں اور علم کے مصادر کتاب وسنت، اجماع اور قیاس ہیں۔

دوسرے مقام پر کہا کہ علم کے مصادر کتاب وسنت، اجماع، آثار اور بیان کردہ طریقے پر قیاس ہے۔ [2]

پھر فرمایا کہ علم کے دو طریقے ہیں:

(۱) اتباع اور (۲) استنباط

اتباع یہ ہے: کہ کتاب اللہ پر عمل کیا جائے، اگر مسئلہ کتاب اللہ میں نہ ملے تو سنت رسول پر عمل ہو، اگر سنت رسول میں نہ ملے تو سلف کے اقوال پر عمل ہو۔ ان سب کے نہ ہونے کی صورت میں اللہ کی کتاب کی دلیل پر قیاس ہو، نہیں تو سنت کی دلیل پر قیاس ہو، نہیں ہے تو عام سلف کے متفق علیہ قول پر قیاس کیا جائے۔ تمام ادلہ کے نہ ہونے کی صورت میں قیاس کے بغیر کہنا جائز نہیں۔

اور جن کے لیے قیاس کرنا جائز ہے، اگر ان میں قیاس واجتہاد میں اختلاف ہو تو ہر ایک کو اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کرنا ہے، دوسرے کے اجتہاد پر اس کے لیے عمل کرنا جائز نہیں۔ [3]

مزید فرمایا: حجت کتاب وسنت میں اور آثار صحابہ میں ہے۔ مسلمانوں کے قول یعنی اجماع

---

[1] الفقیہ والمتفقہ: ۱/۲۳۔ [2] الرسالۃ، ص: ۸۴، ۸۵۔

[3] کتاب الأم: ۱/۱۵۳۔

Marfat.com

میں ہے۔اور نہیں تو مذکورہ حجتوں پر قیاس بھی حجت ہے۔ ❶

نیز فرمایا: بات وہی قبول کی جائے گی جو کتاب وسنت یا صحابہ کرام سے ثابت شدہ آثار یا اجماع سے ہو۔ ❷

نیز فرمایا: جو احکام کتاب وسنت میں ہوں ان کی اتباع نہ کرنے میں کوئی عذر نہیں۔ بہر حال ان کی اتباع واجب ہے۔

اگر کتاب وسنت میں نہیں تو صحابہ کے اجماعی اقوال کو لیں گے۔اگر اجماع نہیں ہے تو ابو بکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کی تقلید ہمارے لیے سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ ❸

مزید کہا: ائمہ کا طریقہ ہم نے یہ پایا کہ کوئی بات کہنی ہو تو لوگوں سے کتاب وسنت کا علم پوچھتے تھے۔ان کی اپنی رائے کے خلاف اگر کسی مسئلہ کی خبر ملی تو کتاب وسنت کی خبر کو قبول کر لیتے۔اپنے تقویٰ کی بنا پر کتاب وسنت کی طرف رجوع کر لیتے انکار نہ کرتے۔اگر ہمیں ائمہ کی تحقیق نہ ملے تو صحابہ کرام کے اونچے مقام کی بنا پر ان کے قول کو لیں گے۔ان کے بعد کے لوگوں کی پیروی کی بجائے صحابہ کی پیروی افضل ہے۔اور علم کے کئی درجات ہیں:

پہلا درجہ:......کتاب وسنت صحیحہ کا ہے۔

دوسرا درجہ:......اجماع کا ہے جہاں کتاب وسنت نہ ملے۔

تیسرا درجہ:......کسی صحابی کے قول کا ہے اگر ان کا کوئی مخالف نہیں۔

چوتھا درجہ:......صحابہ کے مختلف اقوال وآراء کا ہے۔

پانچواں درجہ:......قیاس کا ہے بشرطیکہ ان مذکورہ درجات پر قیاس کیا گیا ہو۔

لیکن یاد رہے کہ کتاب وسنت کے ہوتے ہوئے کسی اور دلیل کو لینا جائز نہیں۔اس کے باوجود امام شافعی رحمہ اللہ قیاس کو مجبوری اور اضطراری حالات میں استعمال فرماتے۔آپ نے فرمایا کہ ہم اجماع سے فیصلہ کریں گے اس کے بعد قیاس سے۔اجماع کی بہ نسبت قیاس بہت ہی

---

❶ كتاب الأم: ٢/ ٣١.
❷ كتاب الأم: ٦/ ٣٤٣.
❸ كتاب الأم: ٧/ ٢٦٥.

Marfat.com

ضعیف دلیل ہے مگر اضطراری حالات کے لیے ہے۔ خبر (حدیث) کی موجودگی میں قیاس کرنا حلال نہیں بعینہ تیمم کی طرح کہ پانی کے ہوتے ہوئے تیمم جائز نہیں۔ اسی طرح سنت رسول ﷺ کے بعد کی دلیلیں اسی وقت حجت ہونگی جبکہ سنت نہ پائی جائے۔ ❶

## اقوال:

۱: امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا جب میں کوئی بات کہوں اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان میری بات کے خلاف ہو تو یاد رکھو کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے بسند صحیح ثابت ہو وہی لائق اتباع ہے لہٰذا میری تقلید نہ کرنا۔ ❷

۲: ((قَالَ الشَّافِعِیُّ: اِذَا قُلْتُ قَوْلًا وَّکَانَ النَّبِیُّ قَالَ خِلَافَ قَوْلِیْ فَمَا یَصِحُّ مِنْ حَدِیْثِ النَّبِیِّ اَوْلٰی فَلَا تُقَلِّدُوْنِیْ.)) ❸

"امام شافعی نے فرمایا: جب میں کوئی مسئلہ بتاؤں اور رسول اللہ ﷺ نے میرے قول کے خلاف فرمایا ہو تو جو مسئلہ حدیث سے ثابت ہو وہی افضل ہے۔ پس میری تقلید مت کرو۔"

۳: ((اِنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ، اِذَا رَأَیْتُمْ کَلَامِیْ یُخَالِفُ الْحَدِیْثَ فَاعْمَلُوْا بِالْحَدِیْثِ وَاضْرِبُوْا بِکَلَامِی الْحَائِطَ.)) ❹

"امام شافعی رحمہ اللہ فرمایا کرتے، جب صحیح حدیث مل جائے پس جان لو کہ میرا مذہب وہی ہے (اور) جب میری بات کو حدیث کے مخالف دیکھو تو (خبردار) حدیث پر عمل کرو اور میری بات کو دیوار پر دے مارو۔"

امام شافعی رحمہ اللہ نے امام احمد کی خدمت میں عرض کیا:

---

❶ الرسالۃ، ص: ۵۵۹، ۵۶۰۔ دیکھیں: آداب الشافعی ومناقبہ لابن ابی حاتم۔ مناقب الشافعی للبیہقی۔ معرفۃ السنن والآثار للبیہقی۔ الفقیہ والمتفقہ للخطیب۔

❷ کتاب الامتاع از امام بیہقی۔

❸ عقد الجید۔

❹ عقد الجید۔

Marfat.com

۴: ((اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِالْحَدِیْثِ وَالرِّجَالِ مِنِّیْ، فَاِذَا کَانَ الْحَدِیْثُ الصَّحِیْحُ فَاعْلِمُوْنِیْ بِهٖ اَیَّ شَیْئٍ یَکُوْنُ کُوْفِیًّا اَوْ بَصرِیًّا اَوْ شَامِیًّا حَتّٰی اَذْهَبَ اِلَیْهِ.)) ❶

"آپ کو میری نسبت حدیث اور رجال کا زیادہ علم ہے۔ لہٰذا آپ کی تحقیق کے مطابق جب کوئی حدیث صحیح ہو تو مجھے بھی بتا دیا کریں خواہ وہ کوفی ہو یا بصری ہو یا شامی تا کہ حدیث کے صحیح ہونے کی صورت میں میں بھی اس کے مطابق عمل کروں۔"

آپ تو یہاں تک فرمایا کرتے تھے:

۵: ((اِذَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اَقُوْلُ قَوْلًا وَقَدْ صَحَّ عَنِ النَّبِیِّ خِلَافُه، فَاعْلَمُوْا اَنَّ عَقْلِیْ قَدْ ذَهَبَ.)) ❷

"جب تم یہ دیکھو کہ میں ایک بات کہہ رہا ہوں اور آنحضرت ﷺ سے اس کے خلاف ثابت ہے تو جان لو کہ میری عقل جواب دے گئی ہے۔"

امام شافعی رحمہ اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے:

۶: ((کُلُّ مَا قُلْتُ فَکَانَ عَنِ النَّبِیِّ خِلَافَ قَوْلِیْ مِمَّا یَصِحُّ فَحَدِیْثُ النَّبِیِّ اَوْلٰی فَلَا تُقَلِّدُوْنِیْ.)) ❸

"میری ہر وہ بات جس کے خلاف نبی ﷺ کا فرمان صحیح سند سے ثابت ہو، تو میری تقلید نہ کرو بلکہ آنحضرت ﷺ کے فرمان پر عمل کرو۔"

امام شافعی فرماتے ہیں:

۷: ((اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰی اَنَّ مَنِ اسْتَبَانَ لَهٗ سُنَّةٌ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ لَمْ یَحِلَّ لَهٗ اَنْ یَّدَعَهَا لِقَوْلِ اَحَدٍ.)) ❹

---

❶ آداب الشافعی، ابن ابی حاتم، ص: ۹۴۔ ۹۵۔ حلیة الاولیاء، ابونعیم، ۱۰۶/۹۔ الاحتجاج بالشافعی، خطیب، ص: ۸۔

❷ آداب الشافعی، ابن ابی حاتم، ص: ۳۹۔ حلیة الاولیاء: ۱۰۶/۹۔ ابن عساکر: ۱۰/۱۵۔

❸ ابن عساکر: ۹/۱۔

❹ اعلام الموقعین: ۳۶۱/۲۔ ایقاظ، ص: ۶۸۔

Marfat.com

''مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی سنت واضح ہو جائے تو اس کے لیے یہ حلال نہیں کہ کسی کے قول کی وجہ سے سنت رسول ﷺ کو چھوڑ دے۔''

۸: كُلُّ الْعُلُوْمِ سِوَى الْقُرْآنِ مُشْغِلَةٌ
إِلَّا الْحَدِيْثَ وَإِلَّا الْفِقْهَ فِي الدِّيْنِ
اَلْعِلْمُ مَا كَانَ فِيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا
وَسِوَى ذَاكَ مِنْ وَسْوَاسِ الشَّيَاطِيْنِ ➊

''قرآن وحدیث اور تفقہ فی الدین کے علاوہ تمام علوم مشغلہ ومصروفیت ہیں۔ علم وہی ہے جس میں یہ ہو کہ فلاں نے یہ حدیث بیان کی وگرنہ صرف شیطانی وساوس ہی ہیں۔''

۹: امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''ہر شخص سے سنت رسول کبھی مخفی رہ سکتی ہے، لہٰذا جب میں کوئی بات کہوں یا کوئی اصول بیان کروں اور وہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے خلاف ہو تو اس وقت رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو تسلیم کرو، وہی میرا قول ہے۔'' ➋

۱۰: امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلَى النَّاسِ اتِّبَاعَ وَحْيِهِ وَسُنَنِ رَسُوْلِهِ.)) ➌

''اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر اپنی وحی اور اپنے رسول کی سنن کی اتباع فرض کی ہے۔''

۱۱: امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((كُلُّ مَا قُلْتُ۔ وَكَانَ عَنِ النَّبِيِّ (ﷺ) خِلَافَ قَوْلِي مِمَّا يَصِحُّ فَحَدِيْثُ النَّبِيِّ

---

➊ مواھب الوفی فی مناقب الشافعی۔

➋ ایقاظ ھمم أولی الأبصار، ص: ۱۰۰۔ اعلام الموقعین: ۲/ ۳۶۳.

➌ الرسالۃ، ص: ۷۶، رقم: ۲۴۴.

Marfat.com

(ﷺ) أَوْلَى، وَلَا تُقَلِّدُونِي.)) ❶

''میری ہر بات جو نبی ﷺ کی صحیح حدیث کے خلاف ہو، اُسے چھوڑ دو، پس نبی ﷺ کی حدیث سب سے زیادہ لائق اتباع ہے، لہٰذا میری تقلید نہ کرو۔''

۱۲: امام مزنی رحمہ اللہ نے فرمایا:

((اِخْتَصَرْتُ هٰذَا الْكِتَابَ مِنْ عِلْمِ مُحَمَّدِ بْنِ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَمِنْ مَعْنَى قَوْلِهِ لِأُقَرِّبَهُ عَلَى مَنْ أَرَادَهُ مَعَ إِعْلَامِيَةِ نَهْيِهِ عَنْ تَقْلِيدِهِ وَتَقْلِيدِ غَيْرِهِ، لِيَنْظُرَ فِيهِ لِحَدِيثِهِ وَيَحْتَاطَ فِيهِ لِنَفْسِهِ.)) ❷

''میں نے یہ کتاب (امام) محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ کے علم سے مختصر کی ہے تاکہ جو شخص اسے سمجھنا چاہے آسانی سے سمجھ لے، اس کے ساتھ میرا یہ اعلان ہے کہ امام شافعی نے اپنی تقلید اور دوسروں کی تقلید سے منع فرما دیا ہے تاکہ شخص اپنے دین کو پیش نظر رکھے اور اپنے لیے احتیاط کرے۔''

## امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ وفات ۲۴۱ھ:

### اُصولِ فقہ:

اسی طرح ائمہ ثقات نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے بھی آپ کے اصول نقل کئے اور وہ ان پر عمل کرتے رہے۔ اثرم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ احمد بن حنبل کے منجملہ اور مسائل کے جنہیں ہم نے ان سے سنا ہے، انہیں دیکھا بھی ہے کہ اگر کسی مسئلے میں کوئی حدیث ہوتی تو وہ کسی صحابی یا تابعی وغیرہ کی بات اس کے خلاف نہ لیتے۔ اور اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مختلف اقوال انہیں ملتے تو ان میں سے کسی ایک کو ترجیح دے کر قبول کرتے۔ اسی طرح اگر نبی رضی اللہ عنہم کی سنت نہ ملتی نہ ہی صحابہ کے اقوال ملتے تو تابعین کے اقوال میں سے کسی کا قول اختیار کرتے۔ عمرو بن شعیب اور ابراہیم ھجری کی حدیث کی طرح اگر حدیث میں کچھ ضعف بھی ہوتا تو اسے لے لیتے اگر اس

❶ آداب الشافعی ومناقبہ لابن ابی حاتم، ص: ۱۵۔

❷ الام، مختصر المزنی، ص: ۱۔

Marfat.com

سے قوی کوئی حدیث نہ ملتی۔ اسی طرح مرسل حدیث کے خلاف بھی کوئی حدیث نہ ملتی تو اسے قبول کرتے۔ ①

ابو محمد رزق اللہ تمیمی نے امام احمد کے اصول کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ کا یہ کہنا تھا کہ احکام شرعیہ اور ان مسائل میں جن میں ظاہری علوم کا دخل نہیں دلیلوں کے پانچ اصول ہیں:

**پہلا اصل:**......اللہ کی کتاب ہے۔ اور یہ آیت پڑھتے تھے:

﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ﴾ (الانعام: ۳۸)

''ہم نے کتاب میں کوئی چیز بیان کئے بغیر نہیں چھوڑی۔''

**دوسرا اصل:**......رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ استدلالاً یہ آیت پڑھتے:

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ (النساء: ۵۹)

''اگر کسی چیز میں اختلاف ہو تو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو۔''

اللہ کے رسول ﷺ کی طرف آپ کی وفات کے بعد لوٹانے کا معنی یہ ہے کہ آپ کی سنت کی طرف لوٹایا جائے۔ ''عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ'' کی حدیث کی روایت بھی کرتے، اور یہ آیت پڑھتے:

﴿مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر: ۷)

''جو کچھ رسول تمھیں دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز آ جاؤ۔''

**تیسرا اصل:**......کسی زمانہ کے علماء کا اجماع ہے اگر وہ آپس میں اختلاف نہ کریں۔ اگر ان میں سے ایک عالم نے بھی اختلاف کر دیا تو اجماع ثابت نہ ہوگا۔ اجماع کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ بعض علماء سے کوئی قول مشہور ہو دوسرے لوگوں کو اس کا علم ہو لیکن کسی نے اس کا انکار نہ کیا ہو۔

پہلا درجہ اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے بعد کے لوگوں کو اس کے تابع رہنا ہے۔

① الفقیہ والمتفقہ: ۱/ ۳۲۱.

Marfat.com

**چوتھا اصل:**...... کسی ایک صحابی کا قول ہے جو لوگوں میں مشہور ہو۔ کسی صحابی نے اس پر نکیر نہ کی ہو۔

**پانچواں اصل:**...... قیاس ہے۔

قیاس کی تعریف یہ ہے: کہ کسی مسئلے کا شرعی حکم ثابت ہو تو اسی جیسے دوسرے مسئلے پر بھی مشترک سبب کی بنا پر حکم لگانا اور اگر دونوں مسئلوں میں کوئی مشترک سبب نہ ہو تو قیاس جائز نہیں۔

امام رحمہ اللہ ایسے ہی قیاس کو جائز سمجھتے تھے پھر بھی قیاس کو دلیلوں کے درمیان مجبوری میں مردہ کا گوشت کھانے اور پانی نہ ہونے کی صورت میں مٹی سے تیمم کی طرح جانتے تھے۔ [1]

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ امام احمد رحمہ اللہ کے اصول کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ کے فتاویٰ کی بنیاد پانچ اصول وقواعد پر تھی:

**پہلا قاعدہ:**...... نصوص ہیں۔ نصوص کے مطابق فتویٰ دیتے اس کے خلاف کسی چیز کی طرف توجہ نہ دیتے۔ صحیح حدیث پر کسی کے قول، عمل، رائے، قیاس، صحابی کے قول اور نہ اس اجماع کے دعویٰ کو ترجیح دیتے جسے بہت سے علماء صحیح حدیث پر ترجیح دیتے ہیں، بلکہ اس قسم کے اجماع کا دعویٰ کرنے والے کو امام احمد جھٹلاتے تھے۔ اسے حدیث پر ترجیح دینے کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔

**دوسرا قاعدہ:**...... صحابہ کے فتاوی ہیں اگر کسی صحابی کا فتویٰ جس کا صحابہ میں سے کوئی مخالف نہ ہوتا تو اس فتویٰ کو نہ چھوڑتے۔ آپ تورّع میں اس قسم کے قول کو اجماع نہ کہتے بلکہ اس طرح کہتے کہ مجھے اس فتویٰ کے مخالف فتویٰ کا علم نہیں ہے۔

**تیسرا قاعدہ:**...... یہ ہے کہ صحابہ کے اختلافی مسائل میں جو کتاب وسنت سے زیادہ قریب ہوتا اسی کو اختیار کرتے لیکن صحابہ کے اقوال سے باہر نہ جاتے۔ اگر کسی قول کی ترجیح آپ کے نزدیک ظاہر نہ ہوتی تو بغیر ایک کے اختیار کئے تمام اقوال کا ذکر کرنے پر اکتفا کرتے۔

امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کسی بستی میں آدمی سے ایسا مسئلہ پوچھا جائے جس میں لوگوں کا اختلاف ہے تو کیا کرے؟ آپ نے کہا: کہ کتاب وسنت کی موافقت میں فتویٰ دے اور

---

[1] اصول مذهب الامام احمد ومشربه المطبوع باخر طبقات الحنابلة لابن ابن يعلى: ۲/ ۲۸۳، ۲۸۵.

Marfat.com

جو کتاب وسنت کے موافق نہ ہو اس کا فتویٰ نہ دے۔ کہا گیا کہ اس صورت میں اس پر کوئی خوف نہیں؟ کہا نہیں۔

**چوتھا قاعدہ:** ......مرسل اور ضعیف حدیث سے استدلال لینا ہے۔ جبکہ اس موضوع میں کوئی دوسری حدیث اسے دفع نہ کرتی ہو۔ آپ نے اسی حدیث کو قیاس پر ترجیح دیا ہے۔ البتہ ضعیف سے مراد باطل اور منکر حدیث نہیں ہے۔ اور نہ ایسی حدیث مراد ہے جس کی سند میں کوئی متہم بالکذب راوی ہو، جس سے مسئلہ لینا جائز نہ ہو، بلکہ ضعیف حدیث سے مراد حسن درجہ کی حدیث ہے۔ اگر کسی مسئلہ میں کوئی قول صحابی یا اجماع اس کے خلاف نہ ہو آپ کے نزدیک ایسی ضعیف حدیث پر عمل قیاس پر عمل سے افضل ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: تمام ائمہ کرام اس رائے میں امام احمد کے موافق ہیں۔ اس کے بعد ابن قیم رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ، شافعی اور مالک رحمہم اللہ سے کئی ایسے مسائل ذکر کیے ہیں جن میں انہوں نے ضعیف حدیث سے استدلال کیا ہے۔

**پانچواں قاعدہ:** ......اگر امام کے پاس کسی مسئلہ میں کتاب وسنت کا نص نہ ہو، نہ قول صحابہ یا قول صحابی اور نہ ہی مرسل اور ضعیف حدیث تو قیاس کو مجبوری کی صورت میں استعمال فرماتے۔ ابوالحارث کی روایت میں امام نے کہا کہ رائے اور قیاس کی ضرورت نہیں، حدیث میں سب کچھ ہے۔ میمونی کی روایت میں آپ نے فرمایا: کہ فقہ سے متعلق بولنے والا مجمل اور قیاس سے دور رہے۔

یہ پانچ اصول وقواعد آپ کے فتاویٰ کے مدار اور بنیاد تھے۔ کبھی آپ فتویٰ سے توقف فرماتے۔ جب دلیلیں متعارض ہوتیں یا صحابہ کا اختلاف ہوتا یا مسئلے میں صحابی یا تابعی کا فتویٰ نہ پاتے یا جس مسئلے میں سلف کا کوئی اثر نہ پاتے تو اس میں فتویٰ کو سخت مکروہ جانتے اور فتویٰ دینے سے سختی سے منع فرماتے۔ جیسا کہ آپ نے بعض شاگردوں سے فرمایا: جس مسئلے میں تم سے پہلے کسی امام نے فتویٰ نہ دیا ہو تو اس میں ہرگز نہ بولنا۔ [1]

---

[1] اعلام الموقعین: ۱/۲۹، ۳۳.

Marfat.com

## اقوال:

۱: ((لَا تُقَلِّدُنِي وَلَا تُقَلِّدْ مَالِكًا وَلَا الشَّافِعِيَّ وَلَا الْأَوْزَاعِيَّ وَلَا الثَّوْرِيَّ وَخُذْ مِنْ حَيْثُ أَخَذُوا مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ.)) [1]

''ہرگز میری تقلید نہ کرنا اور نہ امام مالک رحمہ اللہ کی اور نہ امام شافعی رحمہ اللہ کی اور نہ امام اوزاعی رحمہ اللہ کی اور نہ امام ثوری رحمہ اللہ کی اور نہ ان کے سوا کسی اور کی تقلید کرنا، کتاب وسنت سے احکام لو جہاں سے انہوں نے لیے ہیں۔''

۲: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

((عَجِبْتُ لِقَوْمٍ عَرَفُوا الْإِسْنَادَ وَصِحَّتَهُ يَذْهَبُونَ إِلَى رَأْيِ سُفْيَانَ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (النور: ۶۳) اتدری ما الفتنة؟ الفتنة الشرك، لَعَلَّهُ إِذَا رَدَّ بَعْضَ قَوْلِهِ أَنْ يَقَعَ فِي قَلْبِهِ شَيْءٌ مِنَ الزَّيْغِ فَيَهْلِكَ.))

''مجھے ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے، جو اسناد کو بھی جانتے ہیں اور اس کی صحت کو بھی، اس کے باوجود سفیان رحمہ اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں، باوجود اس بات کے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (النور: ۶۳)

''سنو جو لوگ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے یا انہیں دردناک عذاب (نہ) پہنچے۔''

۳: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

((مَنْ رَدَّ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَهُوَ عَلَى شَفَا هَلَكَةٍ.)) [2]

---

[1] عقد الجید۔

[2] المناقب لابن الجوزی، ص: ۱۸۲۔

Marfat.com

''جو رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو رد کر دے، وہ تباہی و ہلاکت کے کنارے پر ہے۔''

۵: امام ابوداود السجستانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں نے امام احمد سے پوچھا: کیا امام اوزاعی، امام مالک سے زیادہ متبع سنت ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ''لَا تُقَلِّدْ دِیْنَكَ أَحَدًا مِنْ هٰؤُلَاءِ'' إلخ ''اپنے دین میں، ان میں سے کسی ایک کی بھی تقلید نہ کر۔ الخ'' (1)

۶: امام احمد فرماتے ہیں:

((لَیْسَ لِأَحَدٍ مَعَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ كَلَامٌ.)) (2)

''اللہ اور اس کے رسول کے مقابلے میں کسی کا کلام کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔''

۷: اوزاعی مالک اور ابوحنیفہ کی آراء، آراء ہی ہیں میرے نزدیک ان کا درجہ دلیل و حجت نہ ہونے میں یکساں ہے اور دلیل و حجت تو صرف احادیث اور آثار ہیں۔ (3)

---

(1) مسائل ابی داود، ص: ۲۷۷.

(2) عقد الجید: ۸۱.

(3) جامع بیان العلم لابن عبدالبر: ۲/ ۱۴۹.

Marfat.com

# منکرین حدیث کے اعتراضات اور ان کے جوابات

قارئین کرام! منکرین حدیث، حدیث کو رد کرنے کے لیے کچھ اعتراضات کرتے ہیں۔ اب ہم ان میں سے ہر ایک اعتراض کا بغور جائزہ لیتے ہیں کہ ان میں کس قدر وزن ہے یا یہ بیہودگی کا شاہکار ہیں۔

جو ان اعتراضات کی حیثیت ہے، اس کو کھول کر لوگوں کے سامنے واضح کر دیتے ہیں تاکہ حق و باطل کے درمیان فرق ہو جائے۔ قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا.

**پہلا اعتراض:**

قارئین کرام! منکرین حدیث کا ایک اعتراض حدیث کو رد کرنے کے لیے یہ ہے کہ احادیث مبارکہ میں اختلاف بہت ہے۔ جو کہ فتنہ کا باعث ہے، جس کی وجہ سے امت مسلمہ گروہوں میں تقسیم ہو گئی ہے، لہٰذا ہم حدیث کو ہی نہیں مانتے۔

**جواب:**...... قارئین کرام! حدیث کے اختلاف کی حقیقت کیا ہے؟ ہم اس پر بحث نہیں کر رہے؟ بحث ہے کہ کیا اختلاف کی وجہ سے احادیث کو رد کرنا چاہیے؟ اور اختلافات ہی رد کرنے کا سبب ہے؟

حدیث کو نہ ماننے کی وجہ اگر اختلاف ہے، تو بیسیوں آیتیں قرآن حکیم کی ہیں کہ جن میں بظاہر اختلاف ہے، اگر اختلاف ہونا ہی رد کر دینے کا سبب ہے تو ان آیات کو بھی ماننے سے انکار کر دیجیے۔ چند آیات بطور نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

۱: ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۖ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝﴾ (البقرہ: ۲۴۰)

Marfat.com

''جو لوگ تم میں سے فوت ہوجائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ وصیت کر جائیں کہ ان کی بیویاں سال بھر تک فائدہ اٹھائیں انہیں کوئی نہ نکالے، ہاں اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں جو وہ اپنے لیے اچھائی سے کریں، اللہ خوب غالب اور حکیم ہے۔''

اس آیت سے ثابت ہوا کہ جن عورتوں کے شوہر فوت ہوجائیں تو ان کو ایک سال تک فائدہ پہنچاؤ اور ان کو گھروں سے مت نکالو۔لیکن دوسری آیت میں یوں ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴾ (البقرہ:۲۳۴)

''تم میں سے جو لوگ فوت ہوجائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ عورتیں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن عدت میں رکھیں، پھر جب مدت ختم کرلیں تو جو اچھائی کے ساتھ وہ اپنے لیے کریں، اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں، اور اللہ تعالیٰ تمہارے ہر عمل سے خبردار ہے۔''

کہ جن عورتوں کے شوہر فوت ہوجائیں تو وہ چار مہینے دس دن تک انتظار کریں یعنی عدت گزاریں، شوہروں کے گھروں میں رہیں، اس آیت سے ثابت ہورہا ہے کہ چار مہینے دس دن تک انتظار کرنا ہے۔ جبکہ اوپر والی میں ایک سال کا ذکر ہے۔تو دونوں آیتوں میں ظاہری اختلاف ہے۔

۲: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴾

(الانفال:۶۵)

''اے نبی ایمان والوں کو جہاد کا شوق دلاؤ، اگر تم میں بیس بھی صبر کرنے والے

Marfat.com

ہوں گے تو دو سو پر غالب رہیں گے اور اگر تم میں ایک سو ہوں گے تو ایک ہزار کافروں پر غالب ہیں۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تم اپنے سے دس گناہ بڑے لشکر کو شکست دے سکتے ہو لہٰذا دس گنا بڑے لشکر سے بھی لڑو۔ لیکن اس سے آگے والی آیت میں فرمایا کہ تم اپنے سے دو گناہ لشکر کو شکست دے سکتے ہو۔ لہٰذا اپنے سے دو گناہ بڑے لشکر کے ساتھ لڑائی کرو۔ پہلی آیت میں دس گناہ سے لڑنے کی ترغیب اور دوسری میں دو گناہ سے لڑنے کی ترغیب دونوں آیتیں ایک دوسرے کے ظاہری مخالف ہیں۔

۳: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۡۢ بَعۡدُ وَ لَاۤ اَنۡ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجٍ وَّ لَوۡ اَعۡجَبَكَ حُسۡنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتۡ يَمِيۡنُكَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ رَّقِيۡبًا ۝۵۲﴾

(الاحزاب: ۵۲)

''اس کے بعد اور عورتیں آپ کے لیے حلال نہیں اور نہ یہ درست ہے کہ ان کے بدلے اور عورتوں سے نکاح کرے اگرچہ ان کی صورت اچھی بھی لگتی ہو مگر جو تیری مملوکہ ہوں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کی پوری طرح نگہبانی کرتا ہے۔''

اس آیت سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ اس کے بعد اب کسی عورت سے نکاح نہیں کرسکتے۔ جبکہ دوسری آیت:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّاۤ اَحۡلَلۡنَا لَكَ اَزۡوَاجَكَ الّٰتِىۡۤ اٰتَيۡتَ اُجُوۡرَهُنَّ وَ مَا مَلَكَتۡ يَمِيۡنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ﴾ (الاحزاب: ۵۰)

''اے نبی ہم نے تیرے لیے وہ بیویاں حلال کردی ہیں، جنہیں تو ان کے مہر دے چکا ہے اور وہ لونڈیاں بھی جو اللہ تعالیٰ نے غنیمت میں تجھے دی ہیں۔''

اس آیت سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کے لیے نکاح کرنا جائز ہے، نکاح کرسکتے ہیں، اوپر والی آیت نکاح سے منع کرتی ہے جبکہ دوسری آیت نکاح کی اجازت دیتی ہے۔ دونوں میں

Marfat.com

ظاہری اختلاف ہے ایک ماننے سے دوسرے کا انکار لازم آتا ہے۔

یہ تو تین مثالیں قرآنی آیات کے بظاہر اختلاف کی ہیں، ایسی بیسیوں آیات منکرین باطل کے سامنے پیش کی جاسکتی ہیں۔ تو کیا وہ اپنے کفریہ نظریہ کے مطابق اختلاف کو ختم کرنے کی کوشش کریں گے؟ اگر تاویل کر کے ان کے اختلاف کو ختم کریں گے تو کیا ایسے تاویل کر کے حدیث کے اختلاف کو ختم نہیں کیا جاسکتا۔ اگر کیا جاسکتا ہے تو پھر انکار کیوں؟ لہٰذا اپنے کفریہ نظریہ سے تائب ہوجائیں، یہی عافیت کی راہ ہے۔

اگر ان آیات کے اختلاف کو دور کرنے کے لیے ناسخ ومنسوخ اور دوسرے دلائل کا سہارا لیا جاتا ہے تو احادیث مبارکہ میں ایسا کیوں نہیں ہوسکتا؟

منکرین حدیث کے بقول حدیث کو اگر مانیں تو اس سے اختلاف پیدا ہوتا ہے، جناب عالی! اگر حدیث کو نہ مانا جائے تو کیا اختلاف ختم ہوجائے گا؟ اگر اختلاف ختم ہوجائے گا تو ذرا کر کے دکھادیجئے!

دو منکرین حدیث میں اختلاف ہوگیا ہے، ایک زید ہے اور دوسرا بکر ہے۔

زید کہتا ہے: پانچ نمازیں فرض ہیں۔

بکر کہتا ہے: نہیں تین نمازیں فرض ہیں۔

ان دونوں میں صحیح کون ہے اور غلط کون فیصلہ کون کرے گا؟

زید کہتا ہے: ظہر کی چار رکعات ہیں۔

بکر کہتا ہے: تین رکعات ہیں۔

زید کہتا ہے: میں بیٹھ کر سلام پھیروں گا۔

بکر کہتا ہے: میں کھڑے ہوکر سلام پھیروں گا۔

زید کہتا ہے: ایک ہی سجدہ کافی ہے دوسرے کی ضرورت نہیں ہے۔

بکر کہتا ہے. میں تو ایک ایک رکعت میں تین تین سجدے کروں گا۔

ذرا ٹھنڈے دل سے جواب عنایت فرمائیں کہ ان دونوں کے اختلاف کا حل کہاں سے

Marfat.com

آئے گا؟

آپ نے حدیث کو اس لیے رد کر دیا تھا کہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ اختلاف تو حدیث کو رد کرنے کے باوجود باقی ہے، نا صرف باقی ہے۔ بلکہ بہت زیادہ بڑھ گیا۔ ہر دو افراد میں شدید ترین اختلاف ہر مسئلہ میں واقع ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ ہم نے تین مثالوں سے واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ بیسیوں مسائل نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، سفر اور حضر نمازوں کے اوقات وغیرہ میں اختلاف ہو جائے گا۔ اس اختلاف کو حل کون کرے گا؟

اگر ان کے بقول ان مسائل کا تعین وقت کا حکمران کرے گا تو ہم سوال کریں گے کہ حکمران کو یہ اتھارٹی کس نے دی ہے کہ وہ اللہ کے دین کا تعین کرے، جبکہ یہ اتھارٹی تو اللہ نے اپنے پیغمبر علیہ السلام کو بھی نہیں دی۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝۴۴ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝۴۵ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝۴۶﴾ (الحاقہ: ۴۴تا۴۶)

''اگر یہ (ہمارا پیغمبر) بھی اپنی کسی بات کو ہماری طرف منسوب کر دیتا، تو ہم اس کو بھی اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے پھر اس کی شہ رگ کاٹ ڈالتے۔''

قارئین کرام! اندازہ فرمائیں! کہ دین میں کمی اور زیادتی کا اختیار اللہ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو بھی نہیں دیا تو حکمران کون ہوتا ہے؟ کہ دین میں کمی یا زیادتی کر سکے۔ جب حکمران کمی اور زیادتی نہیں کر سکتا، تو پھر تعین اور وضاحت تو نہ ہو سکے گی۔ جب نہ ہو سکے گی تو اختلاف تو باقی رہا۔ جب مشکل سے نکلنے کے لیے حدیث کا انکار کیا تھا۔ انکار کرنے سے تو اس سے بڑی مصیبت اور مشکل میں پھنس گئے ہیں۔ لہٰذا امن و عافیت کا راستہ یہی ہے کہ انکار حدیث سے توبہ کر کے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے قبول کریں، تاکہ دنیا اور آخرت کی مشکلات سے نجات مل جائے۔ کیونکہ یہ نجات اور کامیابی کا راستہ ہے۔

## دوسرا اعتراض (حدیث قرآن کے خلاف ہے):

قارئین کرام! منکرین کا یہ اعتراض بھی انتہائی بودہ ہے۔ کیونکہ حدیث قرآن کی تفسیر ہے

Marfat.com

نہ کہ اس سے ٹکرانے والی۔ یہ الگ بات ہے کہ رب نے ذہن ماؤف کر دیے ہوں، جن میں سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت ہی ختم ہوگئی ہو کہ جنہوں نے معمولی بظاہر ٹکراؤ کو انتہائی خطرناک اختلاف باور کرایا ہو۔

منکرین اپنے مذکورہ دعویٰ کی دلیل کے طور پر ''صحیح بخاری'' کی اس حدیث کو پیش کرتے ہیں کہ جس میں ابراہیم علیہ السلام کے تین جھوٹوں کا ذکر ہے۔ جبکہ قرآن سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کو سچا نبی قرار دیتا ہے۔ حدیث جھوٹ کا الزام لگاتی ہے۔ لہٰذا حدیث کو رد کر دیتے ہیں۔

ذیل میں مذکورہ واقعات کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹ کی طرف منسوب کرتی ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ سیّدنا ابراہیم کا مذکورہ جھوٹ نہیں ہے بلکہ توریہ ہے یعنی ایسا انداز کہ جس سے سامنے والا مقصد تک غور و خوض کے بعد پہنچے بالفاظ دیگر یہ انداز بہتر طور پر سمجھانے کے لیے اپنایا جاتا ہے۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنایا۔ ﴿بَلْ فَعَلَهُ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا﴾ (الانبیاء:۶۳)

''بلکہ یہ ان کے اس بڑے کی کارستانی ہے۔''

ا: بڑے بت کو چھوڑ دیا بقایا سب کو توڑ دیا۔ پوچھنے پر جواب دیا کہ بڑے نے توڑا ہے۔ اب ذرا غور فرمائیے کہ اگر جھوٹ ہی بولنا تھا تو کیا اس کا یہی جواب ہونا چاہیے تھا یا یہ ہونا چاہیے تھا کہ مجھے تو کچھ بھی پتہ نہیں ہے۔ یقیناً یہی ہونا چاہیے تھا کہ مجھے کچھ پتہ نہیں، لیکن یہ جواب نہیں دیا، بلکہ کہا کہ بڑے نے توڑا ہے۔ تا کہ ان پر بہتر انداز میں یہ بات واضح ہو جائے کہ یہ پتھر کی بنی مورتیاں اور یہ بت کچھ نہیں کر سکتے۔ تو انہوں نے توڑنا کہاں سے ہے؟ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اس مقصد میں قرآن کے الفاظ میں کامیاب ہوئے، خود کافروں نے اقرار کیا کہ یہ کچھ نہیں کر سکتے۔

سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے مذکورہ انداز اسی لیے اپنایا تھا۔ تا کہ باطل کو اپنے باطل ہونے کا اچھی طرح یقین ہو جائے۔ نا کہ جھوٹ بولنے کے لیے اور نہ ہی جھوٹ بولا۔ بلکہ اس انداز کو توریہ کہا جاتا ہے۔ اگر یہ جھوٹ بھی ہے تو اس کا ذکر قرآن نے بھی کیا ہے۔ لہٰذا قرآن کو بھی رد کر دیجیے، کیونکہ قرآن ایک طرف ابراہیم کو سچا کہتا ہے اور دوسری طرف خود اس جھوٹ کو نقل

Marfat.com

کرتا ہے۔

لہٰذا ان کے نظریہ کے مطابق ان کے پاس قرآن کو نہ ماننے کی دو وجوہ ہو گئیں۔

۱: سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر جھوٹ کا الزام۔

۲: قرآن حکیم کی دو آیات میں باہمی اختلاف۔

یہ لوگ اپنے نظریہ کے بارے میں فیصلہ خود کر لیں۔

اندازِ بیاں اگرچہ میرا شوخ نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

۲: سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی سارہ کے ساتھ ایک جابر حکمران کے علاقے میں گزرے۔ وہ حکمران خوبصورت عورتیں چھین لیتا تھا اور اگر ساتھ میں شوہر ہوتا تو اس کو قتل کروا دیتا تھا۔ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کو بھی اس حکمران نے طلب کیا، تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سارہ کو کہا کہ تم مجھے اپنا بھائی ظاہر کرنا۔ [1]

اس حدیث میں مزید وضاحت ہے:

((وَاللّٰہِ إِنْ عَلَی الْأَرْضِ مِنْ مُؤْمِنٍ غَیْرِی وَغَیْرِکِ.))

”اللہ کی قسم! روئے زمین پر میرے اور تیرے سوا کوئی بھی مومن (جوڑا) نہیں ہے۔“

اس موقع پر اپنی بیوی کو بہن کہا ہے۔ اب یہ بھی بظاہر جھوٹ ہے، لیکن حقیقت میں جھوٹ ہے بھی نہیں۔ حقیقت کے اعتبار سے تمام بنی آدم ایک دوسرے کے بہن بھائی ہیں، کیونکہ سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور اس حیثیت سے سب ایک دوسرے کے بہن بھائی ہیں، لہٰذا جھوٹ نہ رہا، اور پھر یہ جھوٹ اس وجہ سے بھی نہیں ہے کہ اس میں کسی کا کوئی نقصان نہیں ہے، بلکہ اپنے

---

[1] صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب شراء المملوک من الحرمي وبهته وعتقه، رقم: ۲۲۱۷، کتاب احادیث الانبیاء، باب قول اللہ تعالی واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا (النساء) وقولہ... ان ابراھیم کان امة قانتا للہ (النحل) رقم: ۳۳۵۷، ۳۳۵۸۔

Marfat.com

آپ کوظلم وزیادتی سے بچانا ہے۔اوراس کے جھوٹ کوجھوٹ نہیں مانتا۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾ (النحل:۱۰۶)

"کہ جس نے مجبوراً کلمہ کفر کہہ بھی دیا،لیکن دل ایمان پر مطمئن ہے (تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے)"

۳: تیسرا واقعہ یہ کہ جب سیّدنا ابراہیم کی قوم نے انہیں میلے پر جانے کی دعوت دی تو انہوں نے معذوری ظاہر کی یعنی "إِنِّي سَقِيمٌ" "بلاشبہ میں بیمار ہوں۔" چونکہ انسان کوکوئی نہ کوئی بیماری لاحق ہوتی ہے۔اس لیے سفید جھوٹ نہیں تھا یاانہیں بتوں کی بیماری لاحق تھی۔

یہ انداز مخالفین کوانتہائی ہیچ اور ذلیل کرنے کے لیے اوران کی ہر قسم کی دلیل کوختم کرنے کے لیے اپنایا جاتا ہے۔جیسا کہ ہم مخالفین سے کسی مسئلہ پر کہتے ہیں،چلو ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں تم ذرا اس کوثابت کر کے تو دکھاؤ۔لیکن وہ ثابت نہیں کرسکتے،تو ہم پیچھے ہٹ جاتے ہیں ان کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ہمارے اس کردار کوکوئی جھوٹا نہیں کہے گا،بلکہ مخالفین کوذلیل کیا جائے گا کہ وہ تو ماننے کے لیے تیار تھے،لیکن تم ہی ثابت نہ کرسکے۔یہاں سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا بھی یہی انداز ہے۔جس کوکوئی بھی صاحب عقل جھوٹ نہیں کہہ سکتا۔کیونکہ اصل مقصد اصلاح ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُولُ خَيْرًا وَيَنْمِي خَيْرًا.)) [1]

"کہ وہ جھوٹا نہیں ہے جولوگوں کے درمیان اصلاح کراتا ہے۔جو کچھ کہتا ہے اصلاح کے لئے ٹھیک کہتا ہے اور جو چغل خوری اصلاح کے لئے کرتا ہے وہ بھی جھوٹا نہیں ہے۔"

یہاں اگر یہ اعتراض ہے کہ حدیث قرآن کے مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہے،تو یہاں معترضین پر یہ اعتراض بھی ہے کہ یہاں دو جھوٹ تو قرآن میں مذکور ہیں۔لہٰذا قرآن میں

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الصلح، باب ليس الكاذب الذي يصلح بين الناس، رقم: ۲۶۹۲، كتاب البر والصلة، باب تحريم الكذب وبيان ما يباح عنه، رقم: ۶۶۳۳.

Marfat.com

اختلاف ہے تو یہ بھی دلیل و حجت نہ رہا۔

## تیسرا اعتراض:

حدیث وحی نہیں ہے۔ جو چیز وحی نہ ہو وہ حجت نہیں ہو سکتی۔ وحی صرف قرآن مجید ہے۔ سنت آپ کی طرف وحی نہیں کی گئی۔ لہٰذا وہ حجت نہیں۔ اللہ نے قرآن میں فرمایا:

﴿وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ﴾ (الانعام: ۱۹)

''قرآن میری طرف وحی کیا گیا ہے۔''

**جواب:**...... منکرین حدیث کی یہ دلیل ان کے دعویٰ کو ثابت نہیں کرتی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن سیّدنا محمد ﷺ کی طرف وحی کیا گیا ہے ان کی دلیل دعوے کے مطابق نہیں، کیونکہ قرآن کے وحی ہونے کی بہت سی دلیلیں ہیں۔ لیکن کسی آیت میں حصر نہیں کہ قرآن ہی وحی ہے، کوئی اور چیز نہیں، بلکہ حدیث رسول بھی وحی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ۞ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۞﴾ (النجم: ۳، ۴)

''اور وہ اپنی خواہش نفس کی پیروی میں بات نہیں کرتے ہیں، وہ تو وحی ہوتی ہے جو اُن پر اُتاری جاتی ہے۔''

آپ ﷺ کو اس چیز کا پابند کیا گیا تھا کہ آپ ﷺ اپنی طرف سے دین کے معاملہ میں کچھ نہیں کہہ سکتے، ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ ۞ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ ۞ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ ۞ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِیْنَ ۞ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ ۞﴾ (الحاقہ: ۴۴ تا ۴۸)

''اور اگر یہ ہم پر کوئی بھی بات بنا لیتے تو البتہ ہم آپ کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے، پھر آپ کی شہ رگ کاٹ دیتے پھر تم میں سے کوئی بھی اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔''

اندازہ کیجئے! آپ ﷺ کو سخت ترین وعید سنائی گئی ہے، اپنی طرف سے دین میں کبھی بھی کسی قسم کی مداخلت کرنے کی صورت میں، تو جب آپ ﷺ دین میں اپنی خواہش سے کچھ بھی

Marfat.com

نہیں بولتے، بلکہ جو کچھ بولتے ہیں وہ اللہ کے حکم کے مطابق بولتے ہیں تو یقینا آپ ﷺ کی ہر بات وحی الٰہی ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن کی کئی آیات میں اس چیز کی وضاحت فرمائی ہے کہ میرا پیغمبر تو بس ہمارے احکام کا پابند ہے۔ جو کچھ اس کو کہہ دیا جاتا ہے وہی تم تک پہنچادیتے ہیں۔ یہ صراحت اللہ مہربان نے اس لیے فرمائی، تاکہ بدباطن لوگ یقین کرلیں کہ رسول ﷺ کی ہر بات وحی الٰہی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝﴾ (الانعام:۵۰)

''آپ کہہ دیجیے! نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، اور نہ میں غیب جانتا ہوں، اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو صرف جو کچھ میرے پاس وحی آتی ہے اس کا اتباع کرتا ہوں۔''

اندازہ کیجیے کہ آپ ﷺ سے تمام خرق عادت امور کی نفی کردی گئی، نیز یہ بھی وضاحت کردی گئی کہ میں بس وحی (اللہ کے پیغام) کی ہی پیروی کرتا ہوں، معلوم ہوا حدیث وحی الٰہی ہے۔

﴿وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۭ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَاۗىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝﴾

(الاعراف:۲۰۳)

''اور جب آپ کوئی معجزہ ان کے سامنے ظاہر نہیں کرتے، تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ یہ معجزہ کیوں نہ لائے، آپ فرمادیجیے کہ میں اس کا اتباع کرتا ہوں، جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے حکم بھیجا گیا ہے، یہ گویا بہت سی دلیلیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو ایمان رکھتے ہیں۔''

غور کیجیے! آپ ﷺ سے کفار معجزہ کا مطالبہ کرتے، لیکن آپ ﷺ اس کے جواب میں فرماتے کہ میں تو اللہ کے احکامات کا پابند ہوں۔ اس کے سوا کچھ بھی نہیں ہوں میرے بس

Marfat.com

میں معجزہ دکھانا نہیں ہے میرا کام تو وحی الٰہی کی پیروی کرنا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کو اس چیز کا پابند کیا گیا ہے۔ مزید ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿١٠٩﴾﴾

(یونس:۱۰۹)

''جو آپ کی طرف وحی بھیجی گئی ہے اس کی پیروی کریں، اور اللہ تعالیٰ کے فیصلہ فرما دینے تک صبر کا مظاہرہ کریں، اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔''

قارئین کرام! ان تمام آیات پر غور فرمائیں معلوم ہوگا کہ آپ ﷺ اللہ کی وحی کے پابند ہیں۔ وحی الٰہی کی ہی پیروی کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کو وحی الٰہی میں قطعاً دخل اندازی کی اجازت نہیں ہے۔ تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ کی حدیث وحی الٰہی نہ ہو۔ یقیناً آپ ﷺ کی حدیث مبارکہ بھی وحی الٰہی ہے، اس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے۔ اب ہم آپ حضرات کے سامنے قرآن میں بیان کردہ کچھ ایسے واقعات بیان کرتے ہیں کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن آپ ﷺ کی حدیث کو بھی وحی الٰہی قرار دیتا ہے۔

﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَن بَعْضٍ ۖ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنبَأَكَ هَٰذَا ۖ قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ﴿٣﴾﴾ (التحریم:۳)

''پھر جب نبی نے اپنی اس بیوی کو یہ بات بتائی تو وہ کہنے لگی اس کی خبر آپ کو کس نے دی کہا سب جاننے والے پوری خبر رکھنے والے اللہ نے مجھے یہ بتلا دیا، اے نبی کی دونوں بیویو! اگر تم دونوں اللہ کے سامنے توبہ کرلو تو بہت بہتر ہے۔''

آپ ﷺ کو اس پورے واقعہ کی خبر وحی کے ذریعے سے دی گئی، جس کی صراحت خود قرآن پاک کررہا ہے کہ:

﴿نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ﴿٣﴾﴾ (التحریم:۳)

''مجھے علیم وخبیر نے بتایا ہے۔''

Marfat.com

اگر وحی صرف اور صرف قرآن کا نام ہے، حدیث وحی الٰہی نہیں ہے تو پھر وہ واقعہ کہ جو آپ ﷺ کو مذکورہ آیت میں بتایا گیا، جس کی طرف آپ ﷺ کی رہنمائی کی گئی ہے اور جس کا قرآن خود اعتراف کرتا ہے کہ آپ ﷺ کہہ رہے ہیں کہ مجھے علیم الخبیر نے خبر دی ہے۔ وہ واقعہ پورے قرآن سے ثابت کر کے دکھائیں جو کہ نہیں ہوسکتا۔ تو جب ثابت نہیں ہوسکتا تو ماننا پڑے گا کہ حدیث رسول ﷺ بھی وحی الٰہی ہے کہ جس کی صراحت قرآن کی مذکورہ آیت کرتی ہے۔

دوسرا واقعہ قرآن بیان کرتا ہے:

﴿لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۲۸﴾﴾ (الفتح: ۲۷ تا ۲۸)

"یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو واقعہ خواب سچا دکھایا کہ اِن شاء اللہ تم یقیناً پورے امن وامان کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوؤ گے، سر منڈواتے ہوئے اور سر کے بال کترواتے ہوئے چین کے ساتھ نڈر ہو کر، وہ ان امور کو جانتا ہے، جنہیں تم نہیں جانتے، پس اس نے اس سے پہلے ایک نزدیک کی فتح تمہیں میسر کی۔"

اس آیت میں آپ ﷺ کے خواب کا ذکر ہے، وہ خواب کیا تھا کہ جس کا ذکر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مذکورہ آیت میں کیا ہے، پورا قرآن اٹھا لیجئے کہیں ان حضرات کو خواب نہیں ملے گا اگر ملے گا تو حدیثِ رسول ﷺ میں جس کی طرف قرآن میں اشارہ کیا گیا ہے تو اسی سے بھی ثابت ہوا کہ حدیث بھی وحی الٰہی ہے، اسی وجہ سے قرآن اس کی تائید ووضاحت کر رہا ہے۔

تیسرا واقعہ جس سے حدیث رسول ﷺ کا وحی الٰہی ہونا ثابت ہوتا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَاۤ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ

Marfat.com

یَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ﴾ (البقرہ:۱۴۳)

''جس قبلہ پر پہلے تھے اس کو تو ہم نے اس لیے مقرر کیا تھا، تا کہ ہم یہ جان لیں کہ کون رسول ﷺ کی پیروی کرتا ہے۔اور کون نہیں کرتا۔''

قارئین کرام! ارشادِ ربانی پر غور فرمائیں کہ پہلے قبلہ کو ہم نے مقرر کیا، بیت المقدس کو قبلہ بنانے کا حکم پورے قرآن میں نہیں ہے، اگر حدیث رسول ﷺ کو وحی الٰہی نہ مانا جائے تو پھر قرآن کے اس حکم کو کیا کہو گے؟؟

قارئین کرام! بیسیوں ایسے واقعات قرآن میں موجود ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے حدیثِ رسول ﷺ بھی وحی الٰہی ہے اور اس کے وحی الٰہی ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ چند ایک واقعات آپ کے سامنے بیان کر دیے ہیں، جو سمجھنے کے لیے کافی ہیں، بشرطیکہ دل میں ایمان ہو اور رب نے دل پر مہر نہ لگا دی ہو، کیونکہ دلوں کے بند ہو جانے کی صورت میں ہزاروں لاکھوں دلائل بھی کارگر ثابت نہ ہوں گے۔

بہر حال رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئیوں کا پورا ہونا بھی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ آپ ﷺ کی زبان اقدس سے نکلنے والے کلمات وحی الٰہی ہیں، بس اتفاق اتنا ہے کہ قرآن رب کے الفاظ ہیں جبکہ حدیث رسول ﷺ کے الفاظ، اللہ تعالیٰ کے مفہوم کو لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں، دونوں ہی اللہ کی طرف سے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے بے شمار پیش گوئیاں فرمائیں، بعض پوری ہو چکی ہیں اور باقی ان شاء اللہ پوری ہو کر رہیں گی، یہ سب کی سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے وحی تھیں اور اس کا اقرار نبی محترم ﷺ بھی گاہے بگاہے فرماتے رہتے تھے:

۱: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ارشاد فرمایا: اے فاطمہ! سب سے پہلے آپ مجھے ملو گی۔ [1]

۲: سیدنا سراقہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: سراقہ میں تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن دیکھ رہا ہوں۔ [2]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، رقم: ۳۷۱۶۔

[2] الخصائص الکبری للبیھقی: ۱۱۳/۲۔

Marfat.com

۳: جس وقت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اکیدر کے پاس بھیجا تو فرمایا کہ تم اس کو گائے کا شکار کرتے ہوئے پاؤ گے چنانچہ اسی طرح ہی ہوا۔ ❶

۴: خیبر کے بارے میں اطلاع دی کہ کل ایک بندے کے ہاتھ پر فتح ہو جائے گا اور صبح خیبر سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح ہو گیا۔ ❷

۵: آپ رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تھا ''میرا یہ بیٹا مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں اتفاق کا سبب ہوگا۔ ❸

اسی طرح نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی علامت اور اس سے پہلے پیش آنے والے واقعات کی خبر دی جو کہ علم غیب سے تعلق رکھتی ہے اور قرآن وحدیث کی قطعی نصوص اس کو واضح کرتی ہیں کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، کیونکہ یہ اس کی صفت ہے۔ نہ کوئی اللہ تعالیٰ کی ذات میں اس کا شریک ہے اور نہ ہی اس کی صفات عالیہ میں۔ تو جب اس کی ذات اور صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے، تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ غیب کی خبریں کیسے دیں؟ جبکہ قرآن وحدیث کی صریح نصوص اس چیز کی بھی وضاحت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم علم الغیب نہیں جانتے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہیے:

﴿وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۚ﴾

(الاعراف:۱۸۸)

''کہ اگر میں علم غیب جانتا ہوتا تو میں تو بہت سی خیر حاصل کر لیتا اور مجھے کبھی بھی کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔''

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیب نہیں جانتے، تو پھر یہ غیب کی خبریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں سے دے رہے ہیں۔ اس کا قطعی جواب یہی ہے کہ یہ غیب کی خبریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی وحی سے دے

---

❶ کنز العمال: ۳۱۵/۵۔ البدایہ والنہایہ: ۱۷/۵۔

❷ صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم: ۴۲۰۹۔

❸ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۳۷۴۶۔

Marfat.com

رہے ہیں۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ (التکویر:۲۴)

’’اور وہ غیب کی خبروں پر بخیل نہیں۔ جو خبریں ان کو دی جاتی ہیں، وہ تمہیں پہنچا دیتے ہیں۔‘‘

معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی غیب کی خبریں بھی وحی الٰہی ہیں۔جن کا ذکر اگرچہ قرآن میں نہیں، لیکن یہ بھی اللہ تعالیٰ کی وحی جو کہ قرآن کے علاوہ ہے۔ اور وہ یقیناً رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ ہیں۔لہٰذا ثابت ہوا کہ حدیث رسول ﷺ بھی وحی الٰہی ہے، اور اس کے وحی الٰہی ہونے میں ایک ذرہ برابر بھی شک نہیں ہے، اور اگر کوئی شک کرے گا تو یقیناً اس کا ایمان سلامت نہیں رہے گا بلکہ وہ بد بخت و مردود ہو گیا۔ سیدنا حسان بن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((كَانَ جِبْرِيْلُ يَنْزِلُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِالسُّنَّةِ كَمَا يَنْزِلُ عَلَيْهِ بِالْقُرْآنِ.)) [1]

’’جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس قرآن کریم کی طرح سنت لے کر بھی آئے تھے۔‘‘

پیغمبروں کی طرف وحی کی جاتی ہے، اس کی کئی اقسام ہیں، مثلاً جس کی تلاوت کی جاتی ہے یعنی کتابی شکل میں موجود ہو۔ غیر متلو جس کی تلاوت نہیں کی جاتی، یعنی کتابی شکل میں یا رب کے الفاظ نہ ہوں، بلکہ مفہوم و معنی اللہ کی طرف سے ہو، لیکن الفاظ پیغمبروں کی اپنی زبان سے جاری ہوں جیسے کہ پھر قرآن نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی گفتگو کو جو فرعون سے ہوئی تھی وحی الٰہی کہا ہے، حالانکہ تورات اس کے بعد نازل ہوئی ہے، تو اس کو کیا کہا جائے گا؟ کیا قرآن نے غلط کہا ہے؟ یا یارانِ فتنہ کے دماغ خراب ہو چکے ہیں؟

شیخ الحدیث ابو محمد حافظ عبد الستار حماد حفظہ اللہ رقم طراز ہیں: ایک عام مسلمان بھی اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ حضرت نوح، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان علیہم السلام کی طرف جو وحی بھیجی گئی اس کا تعلق وحی خفی سے تھا، یعنی وہ وحی متلو نہ تھی بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے

[1] سنن دارمی، باب السنة قاضية على كتاب، رقم: ۵۸۸.

Marfat.com

فرعون سے جو فکری جنگ لڑی تھی وہ حدیث کے ہتھیار سے لڑی تھی، کیونکہ تورات تو فرعون کے غرق ہونے کے بعد عطا ہوئی تھی، ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف تینوں اقسام کی وحی سے امر الٰہی نازل ہوتا تھا، چونکہ قرآن مجید صرف ایک قسم کی وحی پر مشتمل ہے، لہٰذا دیگر اقسام وحی سے ''حدیث وسنت'' نازل ہوئی اگر احادیث کو ان اقسام وحی میں شمار نہ کیا جائے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ بقیہ دو اقسام پر مشتمل وحی الٰہی کہاں غائب ہوگئی ان کا غائب ہونا ناممکن ہے، لہٰذا ماننا پڑے گا کہ وہ بقیہ اقسام حدیث کی صحت میں رسول اللہ پر نازل ہوئیں۔ [1]

## سنتِ رسول ﷺ قرآن ہی کی تفسیر ہے:

رسول اللہ ﷺ کی حدیث قرآن کی حقیقی تفسیر ہے۔ اس تفسیر کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی خود مقرر کی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ﴾ (النحل: ۴۴)

''اس ذکر (قرآن) کو ہم نے آپ کی طرف نازل کر دیا ہے، تاکہ آپ اسے لوگوں کے لیے بیان کر دیں۔''

اس آیت مبارکہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا پابند بنایا گیا تھا کہ آپ لوگوں کو قرآن کی تفسیر وتوضیح بیان کریں، معنی ومفہوم سمجھائیں، تو جب آپ ﷺ اس کے پابند تھے، یہ بات بھی حقیقت ہے کہ آپ ﷺ اپنی مرضی سے کچھ بھی نہیں کہتے تھے۔ آپ ﷺ کی تفسیر وتوضیح اور معنی ومفہوم کی حیثیت کیا ہے؟ اور کس کی طرف سے ہے؟ ان دونوں سوالوں کا جواب یہ ہے کہ یہ تفسیر وتوضیح بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے، تو جب یہ تفسیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو پھر یہی سب سے اوّل اور افضل ہے، کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کی کلام کی شکل معنی ومفہوم اسی مہربان کا ہے، ارشادِ ربانی ہے:

﴿فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝۱۸ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ ۝۱۹﴾ (القیامہ: ۱۸ تا ۱۹)

''جب ہم اس کو پڑھیں تو آپ ﷺ بھی اس قرآن کی پیروی کریں، پھر اس کی

[1] حجیت حدیث، ص: ۱۹/۲۰

Marfat.com

وضاحت بھی ہمارے ذمہ ہے۔''

## چوتھا اعتراض:

منکرین حدیث اعتراض کرتے ہیں کہ حدیث روایت بالمعنی ہے اور روایت بالمعنی میں نبی ﷺ کا مقصودِ کلام تبدیل ہوسکتا ہے۔ لہٰذا حدیث حجت نہیں ہے۔ ان کے اس شبہ کی بنیاد تین مقدموں پر ہے:

۱: جو چیز روایت بالمعنی ہو وہ حجت نہیں ہوتی۔

۲: حدیث اور سنت سب روایت بالمعنی ہیں۔

۳: روایت بالمعنی میں مقصود تبدیل ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

## پہلا مقدمہ:

ان کے تینوں مقدمات باطل ہیں۔ کیونکہ قرآن میں کوئی ایسی دلیل نہیں، جس کی رو سے روایت بالمعنی حجت نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ کے اکثر انبیا و رسل علیہم السلام عجمی تھے اور ان کی امتیں بھی عجمی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی خبریں، قصے اور اقوال قرآن میں عربی میں ذکر کیے ہیں۔ جو روایت بالمعنی ہیں۔ اگر ان کی یہ بات تسلیم کرلی جائے کہ روایت بالمعنی حجت نہیں تو قرآن کا اکثر حصہ بھی حجت نہیں رہے گا، کیونکہ اکثر و بیشتر قرآن روایت بالمعنی ہے اور ان کے اس مقدمہ کی نہ عقلی دلیل ہے نہ نقلی، لہٰذا یہ باطل ہے۔

## دوسرا مقدمہ:

یہ بھی باطل ہے، کیونکہ فعلی اور تقریری روایت کے الفاظ سرے سے رسول اللہ ﷺ کے نہیں ہوتے۔ لہٰذا یہ روایات روایت باللفظ ہو ہی نہیں سکتیں۔ باقی قولی روایت میں بھی بہت سی روایات روایت باللفظ ہوتی ہیں۔ جیسے مسنون دعائیں اور ''التحیات'' کے الفاظ اس قسم کی تمام روایات باللفظ ہیں۔ لہٰذا یہ دعویٰ باطل ہے کہ تمام کی تمام روایات ''روایت بالمعنی'' ہیں۔

## تیسرا مقدمہ:

قبول روایت کی شرطوں میں ایک شرط راوی کا ثقہ ہونا ہے، اس کے ساتھ اگر وہ روایت

Marfat.com

بالمعنی کرے تو اسے مفہوم پر کامل دسترس حاصل ہو، تاکہ مقصود کلام تبدیل نہ ہو سکے، قبول روایت کی ان کڑی شرائط کے ہوتے ہوئے مقصودِ کلام تبدیل ہونے کا اندیشہ باقی نہیں رہتا۔ البتہ جو راوی ضعیف ہے یا لغت کا علم نہیں رکھتا اس کی حدیث کو ہم بھی حجت تسلیم نہیں کرتے۔

## پانچواں اعتراض:

حدیث ہم تک خبر واحد کے طریق سے پہنچی ہے، لہٰذا حدیث ظنی ہے اور ظنی چیز حجت نہیں ہوتی کیونکہ قرآن میں ارشاد ربانی ہے:

﴿وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ۝۲۸﴾ (النجم:۲۸)

''بلاشبہ حق کے مقابلہ میں ظن کچھ کفایت نہیں کرتا۔''

منکرین حدیث کے اس شبے کی بنیاد تین مقدموں پر ہے۔

۱: حدیث اور سنت کا پورا ذخیرہ خبر واحد کے ذریعے پہنچا ہے۔

۲: خبر واحد ظنی ہوتی ہے۔ قطعی اور علم یقین کا فائدہ نہیں دیتی۔

۳: جو چیز ظنی ہو وہ حجت نہیں ہو سکتی۔

## پہلا مقدمہ:

تینوں مقدمے اور اس کے شبہے باطل ہیں۔ پہلا مقدمہ اس لیے باطل ہے، کیونکہ بہت سی احادیث تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچتی ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''شرح نخبۃ الفکر'' میں وضاحت کی ہے کہ حدیث اور سنت میں بہت سی روایات متواتر ہیں۔ جبکہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے متواتر احادیث میں ایک مستقل کتاب ''الازھار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ'' لکھی ہے۔ جبکہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ متواتر اس حدیث کو کہتے ہیں جو علم یقینی کا فائدہ دے خواہ وہ بطریق احاد ہم تک پہنچتی ہو۔ اس قول کے تحت حدیث کا اکثر ذخیرہ متواتر بن جائے گا۔

## دوسرا مقدمہ:

یہ بھی غلط ہے، کیونکہ بہت سی اخبار احاد بھی علم یقینی کا فائدہ دیتی ہیں۔ اس لیے کہ بسا

Marfat.com

اوقات ایک شخص ایسے اوصاف سے متصف ہوتا ہے جو بہت سے آدمیوں کی صفات سے فوقیت رکھتی ہیں۔ خاص طور پر جب خبر واحد ''مُحتَف با القرائن'' ہو تو وہ علم قطعی کا فائدہ دیتی ہے۔
اس پر امام شافعی نے استدلال کیا ہے کہ اللہ نے مختلف امتوں کی طرف ایک ایک رسول بھیجا ہے۔ ہر رسول کی خبر ان کے لیے خبر احاد کی حیثیت رکھتی ہے۔

﴿لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَیْکُمْ حُجَّةٌ﴾ (البقرہ: ۱۵۰)

اور اس سے بھی استدلال کیا ہے کہ نبی کے گورنر و عمال مختلف علاقوں کی طرف ایک ایک بھیجے جاتے اور مختلف علاقوں میں پہنچ کر نبی کے اقوال و افعال کا پیغام دیتے تھے اور ان کی بات ان کے لیے حجت ہوتی تھی۔ اس لیے یہ کہنا کہ خبر واحد ظنی ہوتی ہے۔ یہ غلط ہے اکثر اخبار احاد ظنی نہیں بلکہ یقینی ہوتی ہیں۔

## تیسرا مقدمہ:

تیسرا مقدمہ بھی باطل ہے۔
کیونکہ ظن بسا اوقات حجت ہوتا ہے۔ قرآن میں ہے:

﴿الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ﴾ (البقرہ: ۴۶)

''جو لوگ یقین رکھتے کہ وہ اپنے رب سے ملاقات کریں گے۔''
یہاں اللہ نے ظن کو حجت قرار دیا ہے۔
اس آیت مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو یقین کہا گیا ہے۔

﴿قَالَ الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ﴾ (البقرہ: ۲۴۹)

''ان لوگوں نے کہا جو یقین رکھتے تھے کہ وہ اپنے رب سے ملاقات کریں گے۔''
یہ آیات دلالت کرتی ہیں کہ ظن کو قبول کیا جاتا ہے اور اس پر عمل کیا جاتا ہے اور یہ بطور حجت ہوتا ہے۔ اور جو وہ آیت پیش کرتے ہیں، وہ دلیل نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔
﴿اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا﴾ ''حق کے مقابلے میں ظن باطل ہے۔'' ویسے قرآن میں آیا ہے کہ ظن قبول کیا جاتا ہے۔ باقی رہا کہ اصول حدیث کی کتابوں میں لکھا ہوتا ہے کہ

Marfat.com

حدیث ظنی ہے اس سے مراد ظن بمعنی یقین ہوتا ہے۔ حدیث کو کوئی محدث بھی ظنی نہیں کہتا۔ پھر ظن کا تعلق حدیث کے استدلال کے ساتھ بھی ہوتا ہے۔

## چھٹا اعتراض:

احادیث بسا اوقات قرآن کے خلاف آجاتی ہیں اور جو چیز قرآن کے خلاف آئے، وہ حجت نہیں ہوتی۔ اس لیے حدیث حجت نہیں۔ چنانچہ قرآن میں ہے: ﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ﴾ جب کہ بخاری کی حدیث میں ہے کہ ''وَكَانَ يَأْمُرُنِي فَأَتَّزِرُ فَيُبَاشِرُنِي وَاَنَا حَائِضٌ'' [1] ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے حکم دیتے میں ازار باندھ لیتی پھر آپ مجھ سے مباشرت کرتے۔''

یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے۔

**جواب**......: اگر کسی چیز کے معنی قرآن میں نہیں حدیث میں ہیں تو یہ کوئی مخالفت نہیں، کوئی چیز قرآن میں نہیں، لیکن حدیث میں ہے، جیسے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو گدھے کو حرام قرار دیا اس طرح پھوپھی، بھتیجی، بھانجی، خالہ کو ایک نکاح میں رکھنا ناجائز کہا یہ تو کوئی مخالفت نہیں۔ اگر مخالفت کا مطلب قرآن میں ایک چیز کا اثبات اور حدیث میں اسی چیز کی نفرت ہے۔ یا الٹا۔

تو یہ مخالفت کا معنی بنتا ہے، لیکن اس طرح کی قرآن اور حدیث کی مخالفت سرے سے ہے ہی نہیں۔ صحیح حدیث قرآن کے مخالف ہو۔ یہ بات بالکل غلط ہے اور جو مثال پیش کی ہے، یہ حدیث قرآن کے خلاف ہے ہی نہیں۔ کیونکہ قرآن میں حائضہ عورت کے ساتھ جماع سے روکا گیا ہے اور حدیث میں مباشرت کی اجازت دی جارہی ہے جو کہ جماع کے علاوہ ہے۔

ایک مخالفت یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ قرآن میں حکم عام اور حدیث میں خاص ہو اور قرآن میں مطلق ہو اور حدیث میں مقید، لیکن یہ بھی مخالفت نہیں ہے۔ اگر اس کا نام مخالفت رکھ دیا جائے تو قرآن میں بھی مخالفت ہو جائے گی۔ جیسے ''اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ'' (البقرہ:۱۷۳) کو دوسری آیت ''دَمًا مَّسْفُوْحًا'' (الانعام:۱۴۵) کے ساتھ مقید کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ

[1] صحیح بخاری، کتاب الحیض، باب مباشرۃ الحائض، رقم ۲۹۹.

Marfat.com

مخالفت نہیں، جس طرح قرآن کی آیات ایک دوسری کو مقید اور خاص کرسکتی ہیں۔ سنت اور حدیث بھی ایک دوسری کو خاص اور مقید کرسکتے ہیں۔ فقہ حنفی کا قاعدہ ہے کہ قرآن میں ایک حکم عام ہے تو حدیث کے ساتھ اس کو خاص نہیں کیا جاسکتا، اور خود ضعیف حدیث کے ساتھ بھی قرآن کو مقید کردیتے ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ ذیل آیت کریمہ اس کی دلیل ہے:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا﴾ (المائدہ:۳۸)

''اور چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔''

حنفی کہتے ہیں کہ دس درہم سے کم میں ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔

قرآن مجید اور حدیث شریف میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے، حقیقت میں کچھ تعارض نہیں ہے۔

## ساتواں اعتراض:

حدیث اور سنت ایک دوسرے کے خلاف آجاتی ہیں، اور جو چیز ایک دوسرے کے خلاف آجائے وہ حجت کیسے ہوسکتی ہے۔

**جواب:**...... ایسی دو روایتیں جو بظاہر متعارض نظر آتی ہوں یا تو وہ دونوں صحیح ہوں یا دونوں غیر صحیح ہوں یا ایک صحیح اور دوسری غیر صحیح ہو یا دونوں ضعیف یا ایک ضعیف اور ایک صحیح ہے تو تعارض ہے ہی نہیں، کیونکہ ایسی روایتوں میں تعارض کا تصور ہی نہیں ہوتا، لیکن جب دونوں روایتیں صحیح ہوں تو ان میں اگر تطبیق ممکن ہے تو تطبیق ہوگی، یا ان کے تقدیم و تاخیر کی وجہ سے ایک کو ناسخ اور دوسری کو منسوخ قرار دیا جائے گا، یا ترجیحات کی وجوہ کی بنا پر ایک کو دوسری پر ترجیح دی جائے گی۔ اگر کوئی چیز بظاہر تعارض کی وجہ سے حجت نہیں ہے تو قرآن بھی حجت نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ قرآن میں بھی بظاہر تعارض ہے۔ جیسے فرمان الٰہی ہے:

﴿فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗٓ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۝﴾ (السجدہ:۵)

''اُس دن جس کی مقدار تمہارے شمار کے مطابق ہزار سال ہوگی۔''

Marfat.com

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ﴾ (المعارج:۴)

”فرشتے اور جبریل اس کے پاس چڑھتے ہیں ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔“

کیا قرآن میں بھی تعارض ہے؟ کیونکہ مذکورہ بالا آیات کریمہ میں سے ایک میں ہے کہ اس دن کی مقدار ہزار سال ہے جب کہ دوسری میں پچاس ہزار سال ہے۔

اسی طرح ان آیتوں میں بھی بظاہر تعارض نظر آتا ہے۔ ایک میں ہے کہ زمین پہلے تخلیق کی گئی جبکہ دوسری میں ہے آسمان۔

﴿هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ۗ ثُمَّ اسْتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ﴾ (البقرہ:۲۹)

”وہ ذات جس نے تمھارے لیے زمین میں سب کچھ پیدا کیا، پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور انھیں سات آسمان بنایا۔“

﴿وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ۝﴾ (النازعات:۳۰)

”اور زمین کو اس کے بعد پھیلایا۔“

## آٹھواں اعتراض:

حدیث کے اندر کئی چیزیں ایسی ہیں جو عقل کے خلاف ہیں، جو چیز عقل کے خلاف ہو وہ حجت نہیں ہوتی۔ یہ بہت پرانا شبہ ہے۔

معتزلہ، جہمیہ نے بھی اس بنیاد پر بہت سی احادیث کا انکار کیا۔ سبب یہ کہ جب یونانی فلسفہ عربی میں آیا تو بہت سے علما اس فلسفے سے متاثر ہو گئے تو انہوں نے عقل کو نقل پر مقدم سمجھ لیا۔ معتزلہ نے اللہ کے متکلم ہونے کا انکار کر دیا۔ حنفیوں نے متاثر ہو کر حدیثوں کا انکار کر دیا مثلاً حدیث مصرات کا انکار وغیرہ۔

Marfat.com

**جواب:**...... عقل کی کئی قسمیں ہیں۔ کافروں کی عقل، منافق کی عقل، مسلمانوں اور مومنوں کی عقل، پھر مومنوں کی بھی کئی قسم کی عقل ہے۔ اس کا تعین کریں کہ کس کی عقل کے خلاف ہے اور جو عقل کا تعین کریں اس کی قرآن سے دلیل بھی دیں۔ اگر وہ کہیں کہ حدیث عقل کل کے خلاف ہے۔ یہ بات نامعقول ہے۔ اگر کہیں کہ کسی خاص عقل کے خلاف ہے تو اس کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ اگر کہیں کہ نبی کی عقل کے خلاف ہے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ اگر کہیں کہ بعض کی عقل کے خلاف ہے تو ہم کہتے ہیں کہ قرآن کی آیات بھی بہت سے لوگوں کی عقل کے خلاف ہیں تو معاذ اللہ، قرآن حجت نہ رہا؟ جیسے:

﴿اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِیْۤ اَصْلِ الْجَحِیْمِ ﴾ (الصافات: ۶۴)

''وہ ایسا درخت ہے جو جہنم کی تہہ میں پیدا ہوا ہے۔''

بظاہر یہ بھی عقل کے خلاف ہے۔ اسی طرح قرآن میں ہدہد کی گفتگو کا تذکرہ اسی طرح چیونٹی کی گفتگو کا تذکرہ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے سب معجزات عقل کے خلاف ہیں۔

لہٰذا آپ کے نزدیک اور آپ کے اصول کے مطابق معاذ اللہ قرآن بھی حجت نہ رہا۔

سچی بات یہ ہے کہ حدیث اور سنت صحیح سند سے ثابت ہوجائے، وہ عقل کے خلاف ہو ہی نہیں سکتی بشرطیکہ عقل صحیح ہو۔ اگر حدیث عقل کے خلاف ہے تو یا وہ عقل بھی صحیح نہیں یا حدیث ضعیف ہوگی۔ اس کا جواب علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب ''معرفۃ المعقول الصریح'' میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔

## نواں اعتراض:

حدیث اور سنت تاریخ کے خلاف آجاتی ہے، اس لیے حجت نہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ام المومنین کا نکاح (۶) یا (۷) برس کی عمر میں ہوا، جبکہ تاریخ ان کے نکاح کے وقت ان کی عمر ۱۶ یا ۱۷ برس بتاتی ہے۔

**جواب:**...... حدیث اور سنت جب رسول اللہ سے ثابت ہوجاتی ہے تو جیسے قرآن اور عقل کے خلاف نہیں ہوسکتی تو اسی طرح حدیث تاریخ صحیح کے معارض بھی نہیں آسکتی۔ اگر ایسا

Marfat.com

تعارض نظر آئے تو یقینا تاریخی روایت ثابت بھی نہیں ہوں گی۔ کیونکہ ائمہ حدیث کے نزدیک حدیث کی سند اور متن کا جتنا اہتمام ہے، مؤرخین کے نزدیک اس کا عشر عشیر بھی نہیں، ایسی سنت جو تاریخ کے معارض ہے وہ سنت تاریخ پر حاکم ہے نہ کہ تاریخ سنت پر۔ جبکہ وہ تاریخی روایت جو (۱۶۔۱۷) والی روایت ہے جس کو ترجیح دی جاتی ہے، مردود ہے۔ بلکہ سرے سے ثابت ہی نہیں۔ اس لیے تعارض بنتا ہی نہیں۔ جیسا تعارض سنت اور تاریخ میں ہے، ایسا تعارض تو قرآن اور تاریخ میں بھی ہے۔ اس لیے پھر بھی حجت ہوں گے۔ اس لیے کہ تاریخ میں ہے کہ یوسف علیہ السلام کی والدہ مصر میں ان کی وفات سے پہلے ہی فوت ہو چکی تھیں، لیکن قرآن میں ہے۔ ملاقات کے وقت زندہ تھیں۔ اس لیے بھی کہ قرآن کے خلاف ہے تو قرآن بھی پھر حجت نہ رہا۔

دسواں اعتراض:

حدیث کے اندر کئی چیزیں سائنسی تحقیق اور جدید تجربات کے خلاف ہیں، اس لیے حدیث حجت نہیں ہے۔

**جواب:**...... (۱) صحیح حدیث صحیح سائنسی تحقیق کے متعارض نہیں ہو سکتی۔

(۲) اگر تسلیم کر لیں کہ حدیث تحقیق و تجربات کے خلاف ہو جاتی ہے تو قرآن بھی ان کے خلاف آ جاتا ہے۔ اس لیے وہ بھی حجت نہیں۔ مثلاً سائنس دان کہتے ہیں کہ سورج کھڑا ہے، اور زمین ارد گرد گھوم رہی ہے۔ قرآن میں ہے کہ سورج چلتا ہے۔ كُلٌّ يَّجۡرِىۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى (الرعد: ۲) پھر سائنس کہتی ہے۔ سورج غروب نہیں ہوتا، اور قرآن میں ہے کہ سورج غروب ہوتا ہے۔ پھر جہنم کی آگ کی سختی، جنت میں پھل اور درختوں کا وجود بھی سائنس کے خلاف ہے تو قرآن بھی حجت نہ رہا، پھر سائنس دانوں کا آپس میں اختلاف ہے۔ پرانے سائنس دانوں کے نظریہ کے مطابق زمین ٹھہری ہے اور نئے کے نزدیک چلتی ہے، اور پرانے کہتے تھے کہ افلاک ایک مادی چیز ہے اور نئے کہتے ہیں کہ یہ مادی چیز نہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ سائنس کی رسائی انسانی عقل تک محدود ہے، اور جہاں سے عقل کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے دین کی ابتدا ہوتی ہے۔

Marfat.com

## گیارہواں اعتراض:

اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے اور حدیث کی حفاظت کا ذمہ نہیں لیا ہے۔ اس لیے حدیث حجت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۝۹﴾ (الحجر: ۹)

''بے شک ہم نے ذکر کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

**جواب:**...... قرآن کی اس آیت سے ان کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ اس آیت میں یہ نہیں ہے کہ اللہ نے حدیث کی حفاظت کا ذمہ نہیں اٹھایا، قرآن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ذکر میں قرآن کے علاوہ بھی کئی چیزیں ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''فَاسۡئَلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ'' اس آیت میں ذکر سے مراد تورات اور انجیل ہیں، تو ثابت ہوا کہ قرآن کے علاوہ بھی ذکر ہے۔ اسی طرح ہے:

﴿قَدۡ اَنۡزَلَ اللّٰہُ اِلَیۡکُمۡ ذِکۡرًا ۝۱۰ رَّسُوۡلًا یَّتۡلُوۡا عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ مُبَیِّنٰتٍ﴾

(الطلاق: ۱۰ تا ۱۱)

''بے شک اللہ نے تمہاری طرف ذکر کو نازل کیا ہے، ایک رسول بھیجا ہے جو تمہارے سامنے اللہ کی کھلی آیتوں کی تلاوت کرتے ہیں۔''

یہاں ذکر سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں، خود اللہ نے متعین فرما دیا ہے یعنی رسول اللہ کے اقوال و افعال ذکر ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ قرآن و حدیث دونوں ذکر ہیں۔ اللہ نے دونوں کی حفاظت کا ذمہ لے لیا۔ بلکہ اللہ کا پورا دین ذکر ہے اور اللہ نے پورے دین کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے حدیث کی حفاظت کا بھی ذمہ لیا ہے تو ضعیف احادیث کیسے آ گئیں؟

ضعیف حدیثوں کا ہونا، اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حدیث کی حفاظت کا بھی ذمہ لیا ہے، کیونکہ جس نے بھی حدیث میں دخل اندازی اور جھوٹ شامل کرنے کی ناکام کوشش کی محدثین نے اس کے جھوٹ کی قلعی کھول دی اور ضعیف و وضاع راویوں کو طشت از بام کر دیا۔

Marfat.com

باب نمبر ۵:

# دین اسلام میں تقلید شخصی کی حیثیت

گر نہیں جستجوئے حق کا تجھ میں ذوق و شوق
اُمتی کہلا کے پیمبر کو رسوا نہ کر!!!
ہے فقط توحید و سنت امن و راحت کا طریق
فتنہ جنگ و جدل تقلید سے پیدا نہ کر

فصل نمبر ا:

## تقلید کی لغوی تعریف

''تقلید'' کسی چیز کے لٹکانے اور گردن میں کوئی چیز ڈالنے کو کہتے ہیں۔ اسی سے ماخوذ ہے ''تَقْلِيْدُ وُلَاةِ الْاَعْمَالِ'' ''ذمہ داروں کی گردن میں کام کی ذمہ داری لگانا'' یا ''تَقْلِيْدُ الْبَدَنَةِ شَيْئًا يُعْلَمُ بِهِ أَنَّهُ هَدْيٌ'' ''اونٹ یا گائے کی گردن میں کوئی چیز اس غرض سے لٹکانا کہ اس کے ''ھدی'' یعنی ''قربانی کا جانور'' ہونے کا پتا چلے۔'' [1]

### تقلید کی اصطلاحی تعریف:

''قُبُوْلُ قَوْلِ مَنْ لَيْسَ قَوْلُهُ اِحْدَى الْحِجَجِ بِلَا حُجَّةٍ.''

''جس شخص کی رائے حجت شرعی نہ ہو، اس کی بات کو بغیر دلیل کے قبول کرنا تقلید کہلاتا ہے۔'' [2]

---

[1] لسان العرب: ۳/۳۶۵.

[2] شرح الکوکب المنیر، ص: ۴۰۸۔ ارشاد الفحول، ص: ۲۶۵.

Marfat.com

علامہ محمد امین الشنقیطی فرماتے ہیں: ”تقلید یہ ہے کہ کسی کے قول کو بغیر دلیل کے قبول کرنا تو جان لینا چاہیے کہ غیر کے قول کا معنی اس غیر کا اپنا اجتہاد ہے، مگر جس مسئلے میں کتاب وسنت کے نصوص ہوں اس میں کسی کے قول یا مذہب کا سوال ہی نہیں، کیونکہ ہر شخص پر نصوصِ شریعت کا اتباع لازم ہے، لہٰذا اس کا نام اتباع ہے نہ کہ تقلید۔“ ①

یہی وجہ ہے کہ کتاب وسنت اور اجماع کے متبع کو مقلد نہیں کہا جائے گا کیونکہ وہ دلیل کی اتباع کر رہا ہے، فقہاء مذاہب کے کئی علماء نے اس کی تصریح کی ہے۔ چنانچہ ابن ہمام حنفی کہتے ہیں: ”تقلید یہ ہے کہ بغیر حجت ودلیل کی ایسے شخص کے قول پر عمل کرنا جس کا قول حجت نہیں ہے، اس لیے نبی کریم ﷺ اور اجماع کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں۔“ ②

ابن امیر الحجاج اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”نبی کریم ﷺ اور اجماع کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک چاروں دلیلوں میں سے شرعی دلیل ہے۔ بعینہ اسی طرح عامی کا مفتی کے قول پر عمل اور قاضی کا گواہوں کے قول پر عمل کرنا بھی تقلید نہیں ہے۔ کیونکہ دونوں اگرچہ چاروں دلیلوں میں سے نہیں ہیں مگر یہ عمل دلیل کے ساتھ ہوا بلا دلیل نہیں، کیونکہ نص شرعی واجب ہے کہ عامی مفتی کے قول کو لے، اور قاضی سچے گواہوں کے قول کو قبول کر کے فیصلہ کرے۔“ ③

## اتباع اور تقلید میں فرق:

ذیل میں مذکورہ آیت کریمہ میں اتباع اور تقلید کے فرق کو واضح کر دیا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾ (الاعراف: ۳)

”تم اس کی اتباع کرو جو تمہارے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے،

---

① مذکرۃ اصول الفقہ، ص: ۴۹۰. ② التحریر لابن الھمام: ۳/ ۴۵۳.
③ التقریر والتحبیر: ۳/ ۴۵۳.

Marfat.com

اور اس کے علاوہ اولیاء کی اتباع مت کرو، تم بہت تھوڑی نصیحت حاصل کرتے ہو۔"

﴿اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ﴾ اتباع کی دلیل ہے اور تقلید کی تعریف گزر چکی ہے کہ بلا دلیل کسی ایسے شخص کے قول کو قبول کیا جائے جس کا قول حجت نہیں ہے ﴿وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ﴾ کا مصداق ہے۔

امام ابوداود رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: اتباع یہ ہے کہ آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے آئے ہوئے احکام کی پیروی کرے! تابعین کے اقوال میں لوگوں کو اختیار ہے، آپ نے یہ بھی فرمایا: کہ میری یا مالک، ثوری اور اوزاعی، کسی کی تقلید نہ کرو، اور جہاں سے انھوں نے مسائل کو لیا ہے، وہیں سے لو۔

آپ نے مزید ارشاد فرمایا:

((مِنْ قِلَّةِ فِقْهِ الرَّجُلِ أَنْ يُّقَلِّدَ دِيْنَهُ الرِّجَالَ.)) [1]

"آدمی کے قلت فقہ کی دلیل یہ ہے کہ اپنے دین کو لوگوں کی رائے کے تابع کر دے۔"

خویز منداد مالکی فرماتے ہیں: "تم کسی ایسے شخص کی اتباع کرو جس کی رائے دلیل کے بغیر حجت نہیں تو تم اس کے مقلد ہوئے اور اللہ کے دین میں تقلید جائز نہیں اور جس کی اتباع تمھارے اوپر واجب ہے، تم اس کی اتباع کرو، تم اس کے متبع ہوئے، پس اتباع دین میں جائز ہے، اور تقلید ممنوع ہے۔" [2]

---

[1] مسائل ابی داؤد، ص: ۱۱۳۔ أعلام الموقعين: ۲۶۹/۳.

[2] التحرير مع التقرير والتحبير: ۳۵۳/۳.

Marfat.com

فصل نمبر ۲:

# تقلید کی مذمت قرآن مجید کی روشنی میں

ذیل میں مذکورہ آیات میں بغیر حجت و برہان آباؤ اجداد کی اتباع سے روکا گیا ہے جو درحقیقت شیطان ہی کی اتباع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جب مشرکین سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے اپنے رسول پر جو دین اتارا ہے اس کی اتباع کرو، تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو وہی کریں گے جو ہمارے آباؤ اجداد کرتے تھے، یعنی بتوں اور خودساختہ معبودوں کی پرستش کریں گے۔ اللہ نے ان کی تردید کی کیا تم اپنے آباؤ اجداد کی پیروی کرو گے، چاہے انھوں نے دین کو بالکل نہ سمجھا ہو اور حق سے دور رہے ہوں؟

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَآ أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ ءَابَآءَنَآ أَوَلَوْ كَانَ ءَابَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْـًٔا وَلَا يَهْتَدُونَ﴾ (البقرہ: ۱۷۰)

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو نازل کیا ہے اس کا اتباع کرو، تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اس کا اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباء کو پایا، تو کیا اگرچہ اُن کے آباء کچھ نہ سمجھتے ہوں اور نہ راہِ راست پر ہوں (اُنھی کا اتباع کریں گے؟)''

اس آیت کریمہ میں اس بات کی شدید نکیر کی گئی ہے کہ صریح قرآن وسنت کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کی بات مانی جائے اور قرآن وسنت کے مقابلے میں اسے دلیل بنایا جائے، اور حجت یہ پیش کی جائے کہ ہمارے امام، ہمارے پیر، ہمارے مرشد، ہمارے بزرگ اور ہمارے فقہاء زیادہ سمجھتے تھے، اور یقیناً یہ احادیث ان کے علم میں رہی ہوں گی، لیکن کسی اقویٰ دلیل ہی کی وجہ سے انھوں نے ان احادیث کا انکار کیا ہوگا۔

اور ستم بالا ستم یہ کہ ان حضرات نے انکار حدیث کے ان واقعات سے فقہی اصول کشید کیے اور انھی کتابوں میں مدوّن کر دیا کہ جب بھی کوئی حدیث ان اصولوں اور قواعد کے خلاف پڑے

Marfat.com

گی تو اسے ردّ کر دیا جائے گا، لہٰذا یا تو وہ ضعیف ہوگی یا مرجوح یا منسوخ ہوگی۔

حنفیوں کے مشہور امام ابوالحسن عبیداللہ بن الحسین الکرخی (المتوفی ۳۴۰ھ) فرماتے ہیں:

((اِنَّ کُلَّ اٰیَةٍ تُخَالِفُ قَوْلَ اَصْحَابِنَا فَاِنَّهَا تُحْمَلُ عَلَى النَّسْخِ اَوْ عَلَى التَّرْجِيْحِ وَالْاَوْلٰى اَنْ تُحْمَلَ عَلَى التَّاوِيْلِ مِنْ جِهَةِ التَّوْفِيْقِ.)) ❶

اس کا ترجمہ جناب عبدالرحیم اشرف بلوچ یوں فرماتے ہیں:

''ہر وہ آیت جو ہمارے اصحاب کے قول کے خلاف ہو تو اسے نسخ یا ترجیح پر محمول کیا جائے گا اور بہتر یہ ہے کہ اسے تاویل پر محمول کیا جائے۔ تاکہ توافق ظاہر ہو جائے۔'' ❷

امام ابوالحسن عبیداللہ بن الحسین الکرخی مزید فرماتے ہیں:

((اِنَّ کُلَّ خَبَرٍ یَّجِیْءُ بِخِلَافِ قَوْلِ اَصْحَابِنَا فَاِنَّهٗ یُحْمَلُ عَلَى النَّسْخِ اَوْ عَلٰى اَنَّهٗ مُعَارِضٌ بِمِثْلِهٖ.)) ❸

''ہر وہ حدیث جو ہمارے اصحاب اصول کے قول کے خلاف ہو۔ اسے نسخ پر محمول کیا جائے گا۔ یا یہ سمجھا جائے گا کہ وہ معارض ہے اپنے ہم پلہ حدیث کے۔'' ❹

قرآن وسنت کے حق میں اس جرم عظیم کا بدترین نتیجہ یہ سامنے آیا کہ امت کے انفرادی اور اجتماعی زندگی میں بہت سی کمزور اور واہیات قسم کی روایات رائج ہوگئیں، اور وہ صحیح حدیثیں جو بخاری ومسلم نے روایت کی ہیں اور جن پر عمل نہ کرنے کا کوئی جواز امت کے پاس موجود نہیں، کئی صدیوں سے مسلمانوں کا منہ تک رہی ہیں اور پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ ہم پر عمل کرو، ہم اللہ کے رسول کی صحیح احادیث ہیں، لیکن اہل تقلید انھیں درخورِ اعتناء نہیں سمجھتے۔

مشہور فقیہ ابوالفلاح عبدالحی بن العماد المتوفی ۱۰۸۹ھ مقلدین احناف کے مشہور قاضی امام جمال الدین یوسف بن موسیٰ حنفی کے متعلق رقمطراز ہیں:

---

❶ اصول الکرخی مع اصول البزدوی، ص: ۳۷۳ سطر ۴، ۳، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی۔

❷ اصول الکرخی اردو، ص: ۲۴ نمبر: ۲۸، مطبوعہ ادارہ تحقیقاتِ اسلامی اسلام آباد۔

❸ اصول الکرخی مع اصول البزدوی، ص: ۳۷۳ سطر: ۱۵، ۱۶۔

❹ اصول الکرخی اُردو، ص: ۲۵، نمبر: ۲۹۔

Marfat.com

((وَاِنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ نَظَرَ فِيْ كِتَابِ الْبُخَارِيِّ تَزَنْدَقَ.)) [1]

''یعنی بلاشبہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب بخاری شریف کو دیکھے گا زندیق ہو جائے گا۔''

اپنے مشائخ کی بات حجت ماننے والوں پر ردّ کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے:

أَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ وَقَالَ رَسُوْلُهُ
فَتُجِيْبُ: شَيْخِيْ اِنَّهُ قَدْ قَالَ

''میں کہتا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول نے کہا، اور تو جواب دیتا ہے کہ میرے شیخ نے یوں کہا ہے؟''

اسلام میں تمام گمراہ فرقوں کا وجود، شرک و بدعت کا رواج، قبروں، مزاروں اور درگاہوں کی پرستش اور عقائد کی تمام بیماریاں اس چور دروازے سے داخل ہوئی ہیں کہ قرآن و سنت کو چھوڑ کر اپنے بزرگوں، پیروں، مشائخ اور خود ساختہ معبودوں کی بات کو ترجیح دی، ان کی تقلید کی اور کہا کہ یہ حضرات جو کرتے آئے ہیں۔ آخر ان کے پاس بھی تو کوئی دلیل رہی ہوگی، اس لیے ہم وہی کریں گے جو ہمارے بزرگ کرتے آئے ہیں۔ اور ان حدیثوں کو ہم نہیں مانیں گے اس، لیے کہ ہم اپنے بزرگوں سے زیادہ نہیں سمجھتے۔ یہ روش مشرکین کی سی ہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ﴾ (لقمان: ۲۱)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو نازل کیا ہے اس کی اتباع کرو، تو کہتے ہیں کہ ہم تو اس چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے، کیا وہ انھی کی اتباع کریں گے اگرچہ شیطان انھیں بھڑکتی آگ کے عذاب کی طرف بلاتا رہا ہے۔''

---

[1] شذرات الذهب في اخبار من ذهب: ۴/ ۴۰.

Marfat.com

اس آیت کریمہ میں بیان ہوا کہ جب اُن مشرکین مکہ سے کہا جاتا ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے رسول محمد ﷺ پر جو دین وشریعت اور جو آسمانی کتاب نازل کی ہے، اس کا اتباع کرو، تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اپنے آباؤ اجداد کا اتباع کریں گے، اگرچہ شیطان اُنھیں اس شرک اور بت پرستی کی طرف بلارہا ہو جو جہنم میں داخل ہونے کا سبب ہو، اور جو آباء واجداد کے ساتھ اُنھیں بھی وہیں پہنچادے؟

Marfat.com

فصل نمبر ۳:

# تقلید کی مذمت آثار صحابہ کی روشنی میں

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سچے متبعین رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے، تقلید سے شدید نفرت کرتے تھے۔

سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

((أَمَّا الْعَالِمُ فَإِنِ اهْتَدَى فَلَا تُقَلِّدُوهُ دِيْنَكُمْ.)) ❶

"عالم راہِ ہدایت پر بھی ہوتو اپنے دین میں اس کی تقلید مت کرنا۔"

## سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

((لَا تُقَلِّدُوا دِيْنَكُمُ الرِّجَالَ.)) ❷

"تم اپنے دین میں لوگوں کی تقلید نہ کرو۔"

## سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا: "قریب ہے کہ تم لوگوں پر آسمان سے پتھر برسیں، میں تمھیں بتاتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اور تم اس کے مقابلے میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے اقوال پیش کرتے ہو۔ ❸

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ بتاؤ معاویہ رضی اللہ عنہ کے دین پر ہو یا علی رضی اللہ عنہ کے دین پر؟ تو سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ((بَلْ أَنَا عَلَى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم.)) ❹ "ان دونوں کے دین پر نہیں، بلکہ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ہوں۔"

---

❶ حلية الاولياء: ۹۷/۵، وقال أبونعيم الأصبهانی "وهو الصحيح."

❷ السنن الكبرى للبيهقي: ۱۰/۲.

❸ بحوالہ كتاب التوحيد، باب: ۳۸، ص: ۲۹۶.

❹ مصنف عبدالرزاق۔ مصنف ابن ابی شيبہ.

Marfat.com

فصل نمبر ۴:

# تقلید کی مذمت ائمہ ھدیٰ کے اقوال کی روشنی میں

ائمہ ہدایت قرآن وحدیث کو اپنی بات اور رائے پر مقدم کرتے تھے اور جو بات خلافِ قرآن وسنت ہوتی، اس سے رجوع کر لیتے تھے۔

## (۱) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ:

((اِذَا قُلْتُ قَوْلًا یُخَالِفُ کِتَابَ اللّٰہِ وَخَبَرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَاتْرُکُوْا قَوْلِیْ.)) [1]

''جب میں کوئی ایسی بات کہوں جو کہ کتاب اللہ اور احادیث رسول ﷺ کے خلاف ہو تو میری بات کو چھوڑ دو۔''

## (۲) امام مالک بن انس رحمہ اللہ:

امام مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((اِنَّمَا بَشَرٌ اُخْطِئُ وَاُصِیْبُ، فَانْظُرُوْا فِیْ رَأْیِیْ، فَکُلُّ مَا وَافَقَ الْکِتَابَ وَالسُّنَّۃَ فَخُذُوْہُ، وَکُلُّ مَا یُخَالِفُ الْکِتَابَ وَالسُّنَّۃَ فَاتْرُکُوْہُ.)) [2]

''بے شک میں ایک بشر ہوں، میری بات غلط بھی ہو سکتی ہے اور صحیح بھی۔ پس تم میری رائے میں غور کرو۔ اگر تمھیں کتاب وسنت کے موافق لگے تو اسے لے لو، اور اگر کتاب وسنت کے مخالف ہو تو اسے چھوڑ دو۔''

---

[1] ایقاظ ھمم أولی الابصار، ص: ۵۰.

[2] الجامع لابن عبدالبر: ۲/ ۳۲۔ أصول الاحکام لابن حزم: ۶/ ۱۴۹۔ الایقاظ، ص: ۷۲۔ صفۃ صلاۃ النبی للالبانی، ص: ۴۸.

Marfat.com

## (۳) امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ :

امام شافعی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّ مَا قُلْتُ۔ وَكَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ خِلَافَ قَوْلِي مِمَّا يَصِحُّ فَحَدِيْثُ النَّبِيِّ ﷺ أَوْلَى، وَلَا تُقَلِّدُوْنِيْ.)) ❶

"میری کوئی بھی بات رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث کے خلاف ہو تو نبی ﷺ کی حدیث زیادہ لائق اتباع ہے۔ پس تم میری تقلید نہ کرنا۔"

## (۴) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ :

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

((لَا تُقَلِّدْ دِيْنَكَ أَحَدًا مِنْ هٰؤُلَاءِ... الخ.)) ❷

"تم اپنے دین میں کسی کی تقلید نہ کرنا......"

## (۵) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ :

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((مَنْ قَالَ: يَجِبُ اِتِّبَاعُ إِمَامٍ عَيْنِهِ فَإِنْ تَابَ وَإِلَّا قُتِلَ، وَمَنْ قَالَ يَنْبَغِيْ اِتِّبَاعُ فُلَانٍ فَإِنَّهُ جَاهِلٌ ضَالٌّ.)) ❸

"جو شخص یہ کہے کہ فلاں پر خاص امام کی اتباع واجب ہے تو اس سے توبہ کرنے کو کہا جائے گا (اگر وہ توبہ نہیں کرے گا) تو اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ فلاں شخص کی اتباع کرنا بہتر ہے تو وہ جاہل و گمراہ ہے۔"

مزید فرمایا:

((وَأَمَّا أَنْ يَّقُوْلَ قَائِلٌ: إِنَّهُ يَجِبُ عَلَى الْعَامَةِ تَقْلِيْدَ فُلَانٍ أَوْ فُلَانٍ، فَهٰذَا لَا

---

❶ آداب الشافعی ومناقبہ لابن أبی حاتم، ص: ۵۱.

❷ مسائل ابی داؤد، ص: ۲۷۷ بحوالہ صفۃ صلاۃ النبی، ص: ۵۳.

❸ منہج سلف صالحین، ص: ۱۳۴.

Marfat.com

یَقُوْلُهُ مُسْلِمٌ.)) ❶

''اور اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ عوام پر فلاں یا فلاں کی تقلید واجب ہے تو یہ قول کسی مسلمان کا نہیں ہے۔''

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ خود بھی تقلید نہیں کرتے تھے۔ ❷

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

((وَلَا یَجِبُ عَلٰی أَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ تَقْلِیْدُ شَخْصٍ بِعَیْنِهٖ مِنَ الْعُلَمَاءِ فِیْ کُلِّ مَا یَقُوْلُ، وَلَا یَجِبُ عَلٰی أَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلْتِزَامُ مَذْهَبِ غَیْرِ الرَّسُوْلِ ﷺ فِیْ کُلِّ مَا یُوْجِبُهُ وَیُخْبِرُهُ.)) ❸

''کسی ایک مسلمان پر بھی علماء میں سے کسی ایک متعین عالم کی ہر بات میں تقلید واجب نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ کے علاوہ، کسی شخص متعین کے مذہب کا التزام کسی ایک مسلمان پر واجب نہیں ہے کہ جس چیز میں اسی کی پیروی شروع کر دے۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

((مَنْ نَصَبَ إِمَامًا فَأَوْجَبَ طَاعَتَهُ مُطْلَقًا اِعْتِقَادًا أَوْ حَالًا فَقَدْ ضَلَّ فِیْ ذٰلِكَ کَأَئِمَّةِ الضَّلَالِ الرَّافِضَةِ الْإِمَامِیَّةِ.)) ❹

''جس شخص نے امام مقرر کر کے مطلقاً اس کی اطاعت واجب قرار دے دی، چاہے عقیدتاً ہو یا عملاً تو ایسا شخص گمراہ رافضیوں امامیوں کے سرداروں کی طرح گمراہ ہے۔''

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اجماع کا معنی یہ ہے کہ علماء اسلام کسی حکم پر متفق ہو جائیں اور جب کسی حکم پر اجماع ثابت ہو جائے تو اس کی مخالفت جائز نہیں۔ اس لیے کہ پوری امت گمراہی پر متفق نہیں ہو سکتی۔ لیکن بہت سے مسائل ایسے ہیں جن میں اجماع کا دعویٰ کیا جاتا

---

❶ مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۴۹/۲۲۔
❷ دیکھیے: اعلام الموقعین: ۲۴۱/۲، ۲۴۲۔
❸ مجموع فتاویٰ: ۲۰۹/۲۰۔
❹ مجموع فتاویٰ: ۶۹/۱۹۔

Marfat.com

ہے مگر ان میں اجماع ہوتا نہیں ہے۔ بلکہ اس دعویٰ اجماع کے خلاف جو قول ہوتا ہے وہ کتاب وسنت کی رو سے راجح ہوتا ہے۔ اس پر تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ بعض ائمہ جیسا کہ فقہاء اربعہ ہیں ان کے اقوال نہ حجت لازمہ ہیں اور نہ ہی اجماع ہیں۔ بلکہ ان سے یہ ثابت ہے کہ انھوں نے اپنی تقلید سے منع کیا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ ان کے اقوال کو کتاب وسنت (قرآن مجید وسنت رسول ﷺ) کے مقابلے میں چھوڑ دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے اکابر ساتھی اور پیروکار ہمیشہ جب ان کو کتاب وسنت سے دلیل مل جاتی تو وہ ان کے اقوال کو چھوڑ دیتے تھے اور کتاب و سنت (قرآن مجید وسنت رسول ﷺ) کی پیروی کرتے تھے۔ اس کی مثال مسافت قصر ہے تین دن یا سولہ فرسخ کی تحدید ایک ضعیف قول ہے۔ اس لیے کئی حنبلی علماء اور دیگر علماء نے یہ کہا کہ سفر کی حد اس سے بھی کم ہو تو نماز قصر کرنا جائز ہے جیسا کہ اہل مکہ نے عرفہ اور منیٰ میں نبی ﷺ کے ساتھ نماز قصر کی تھی۔‘‘ [1]

## (۶) حافظ ابن حزم رحمہ اللہ:

امام ابن حزم رحمہ اللہ نے فرمایا:

((وَالتَّقْلِيدُ حَرَامٌ.)) [2] ’’اور تقلید حرام ہے۔‘‘

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَقَدْ صَحَّ إِجْمَاعُ جَمِيعِ الصَّحَابَةِ رضی اللہ عنہم، أَوَّلِهِمْ عَنْ آخِرِهِمْ، وَإِجْمَاعُ جَمِيعِ التَّابِعِينَ، أَوَّلِهِمْ عَنْ آخِرِهِمْ عَلَى الْإِمْتِنَاعِ وَالْمَنْعِ مِنْ أَنْ يَقْصِدَ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَى قَوْلِ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ أَوْ مِمَّنْ قَبْلَهُمْ فَيَأْخُذَهُ كُلَّهُ فَلْيَعْلَمْ مَنْ أَخَذَ بِجَمِيعِ قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ أَوْ جَمِيعِ قَوْلِ مَالِكٍ أَوْ جَمِيعِ قَوْلِ الشَّافِعِيِّ أَوْ جَمِيعِ قَوْلِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ مِمَّنْ يَتَمَكَّنُ مِنَ النَّظَرِ، وَلَمْ يَتْرُكْ مَنِ اتَّبَعَهُ مِنْهُمْ إِلَى

---

[1] فتاویٰ ابن تیمیہ: ۲۵/۱۰.

[2] النبذۃ الکافیۃ فی احکام اصول الدین، ص: ۷۰.

Marfat.com

غَیْرِہٖ قَدْ خَالَفَ اِجْمَاعَ الْاُمَّۃِ کُلِّھَا مِنْ آخِرِھَا وَاتَّبَعَ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ، نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ھٰذِہِ الْمَنْزِلَۃِ وَأَیْضًا فَاِنَّ ھٰؤُلَاءِ الْاَفَاضِلِ قَدْ مَنَعُوْا عَنْ تَقْلِیْدِھِمْ وَتَقْلِیْدِ غَیْرِھِمْ خَالَفَھُمْ مَنْ قَلَّدَھُمْ.)) [1]

''اوّل سے آخر تک تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اوّل سے آخر تک تمام تابعین کا اجماع ثابت ہے کہ ان میں سے یا ان سے پہلے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ) کسی انسان کے تمام اقوال قبول کرنا منع اور ناجائز ہیں۔ جو لوگ ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ میں سے کسی ایک کے اگر سارے اقوال لے لیتے (یعنی تقلید) کرتے ہیں، باوجود اس کے کہ وہ علم بھی رکھتے ہیں اور ان میں سے جس کو اختیار کرتے ہیں اس کے کسی قول کو ترک نہیں کرتے، وہ جان لیں کہ وہ پوری امت کے اجماع کے خلاف ہیں۔ انھوں نے مومنین کا راستہ چھوڑ دیا ہے۔ ہم اس مقام سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان تمام فضیلت والے علماء نے اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع کیا ہے، پس جو شخص ان کی تقلید کرتا ہے وہ ان کا مخالف ہے۔''

## (۷) علامہ ابن قیم رحمہ اللہ:

امام ابن قیم رحمہ اللہ ''قصیدہ نونیہ'' میں فرماتے ہیں:

وَالْخَوْفُ کُلَّ الْخَوْفِ فَھُوَ عَلَی الَّذِیْ
تَرَکَ النُّصُوْصَ مِنْ اَجْلِ قَوْلِ فُلَانٍ

''جس شخص کے بارے میں بہت زیادہ ڈر ہے (عذاب کا گمراہ ہونے کا) وہ ایسا شخص ہے، جو نصوص (دلائل قرآن وسنت) کو کسی کے قول کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہے۔''

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ ارشاد باری تعالیٰ: ﴿اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ﴾ (التوبہ: ۳۱)

---

[1] النبذۃ الکافیۃ فی احکام اصول الدین، ص: ۷۱۔ الرد علی من اخلد الی الارض، للسیوطی، ص: ۱۳۲، ۱۳۱.

Marfat.com

''انھوں نے اپنے احبار (مولویوں) اور رہبان (پیروں) کو، اللہ کے سوا ربّ بنالیا۔''
سے متعلق رقمطراز ہیں:

((قَدِ احْتَجَّ الْعُلَمَاءُ بِهٰذِهِ الْآيَاتِ فِي إِبْطَالِ التَّقْلِيدِ وَلَمْ يَمْنَعْهُمْ كُفْرُ أُولٰئِكَ مِنَ الْاِحْتِجَاجِ بِهَا، وَإِنَّمَا وَقَعَ التَّشْبِيهُ بَيْنَ الْمُقَلِّدِيْنَ بِغَيْرِ حُجَّةٍ لِلْمُقَلِّدِ..)) [1]

علماء نے ان آیات کے ساتھ ابطالِ تقلید پر استدلال کیا ہے۔ انھیں (ان آیات میں مذکورین کے) کفر نے استدلال کرنے سے روکا، کیونکہ تشبیہ کسی کے کفر یا ایمان کی وجہ سے نہیں ہے، تشبیہ تو مقلدین میں بغیر دلیل کے (اپنے) مقلد (امام، راہنما) کی بات ماننے میں ہے۔''

اس آیت کریمہ سے درج ذیل علماء نے تقلید کے ردّ پر استدلال کیا ہے۔

۱: ابن عبدالبر (جامع بیان العلم وفضلہ: ۲/ ۱۹۰)

۲: ابن حزم (الاحکام فی اصول الاحکام: ۶/ ۲۸۳)

۳: ابن القیم (اعلام الموقعین: ۲/ ۱۹۰)

۴: السیوطی (باقرارہ، الرد علیٰ من اخلد الی الارض، ص: ۱۲۰)

۵: الخطیب البغدادی (الفقیہ والمتفقہ: ۲/ ۶۶)

علامہ ابن قیم مزید ارشاد فرماتے ہیں کہ:

ماذا ترى فرضا عليك معينا
ان كنت ذا عقل وذا ايمان
عرض الذى قالوا على اقواله
او عكس ذاك فذانك الامران

---

[1] اعلام الموقعین: ۲/ ۱۹۱.

Marfat.com

هی مفرق الطرقات بین طریقنا
وطریق اهل الزیغ والعدوان

"اگر تم ذی عقل اور ذی ایمان ہو تو امامانِ دین کی جن باتوں کو تم نے اپنے اوپر فرض عین سمجھ لیا ہے اُن کو احادیث رسول پر پیش کر دو لیکن اس کے برعکس اگر تم احادیث رسول کو اماموں کے اقوال پر پیش کرو گے تو یہ ہمارے اور اہل زیغ وظلم کے درمیان باہمی فراق ہے۔"

کیونکہ ہم احادیث رسول کے مقابلے میں کسی امام کے اقوال کو ذرہ برابر بھی اہمیت نہیں دیتے۔

ورسوله فهو المطاع وقوله
المقبول اذ هو صاحب البرهان
والامر منه الحتم لا تخییر فیه
عند ذی عقل وذی ایمان
من قال قولًا غیره قمنا
علی اقواله بالسیر والمیزان
ان وافقت قول الرسول وحکمه
فعلی الرؤس تشال کالتحیان
او خالفت هذا رددناها علی
من قالها مَنْ کَانَ مِن انسان
او اشکلت عنا توقفنا ولم
نحزم بلا علم ولا برهان
هذا الذی ادّی الیه عِلْمُنَا
وبه نَدِیْنُ اللّٰه کل اَوَان

Marfat.com

## اشعار کا خلاصہ:

''محمد رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل کی تابعداری کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ آپ ﷺ کے احکامات کو ماننا واجب ہے۔ کسی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ نبی ﷺ کے جملہ احکامات کا انکار کرے یا اپنے مذہب کے موافق احکام مانے باقی سب چھوڑ دے۔ امت کے علماء کے اقوال سنت نبوی ﷺ کے ترازو میں اگر شریعت نبویہ کے مطابق ہوئے تو اس کو مان لیا جائے اور اگر وہ شریعت محمدیہ سے مطابقت نہ رکھتے ہوں تو ان کو چھوڑ دیا جائے چاہے وہ قول کسی کا بھی ہو (کیونکہ نبی ﷺ کے فرمودات کے مقابلے میں کسی کی طرف دیکھنا بھی مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا) اور اگر کسی عالم کی بات مجمل ہو تو اس پر توقف کرنا چاہیے دلیل اور وضاحت کے بغیر اس کو نہیں اپنانا چاہیے۔''

اور علامہ ابن القیم رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

''ثُمَّ جَاءَتِ الْأَئِمَّةُ مِنَ الْقَرْنِ الرَّابِعِ الْمُفَضَّلِ فِي إِحْدَى الرِّوَايَتَيْنِ كَمَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيحِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَعَائِشَةَ وَعِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فَسَلَكُوا عَلَى آثَارِهِمْ اقْتِصَاهَا وَاقْتَبَسُوا هَذَا الْأَمْرَ عَنْ مِشْكَاتِهِمْ اقْتِبَاسًا، وَكَانَ دِينُ اللهِ سُبْحَانَهُ أَجَلَّ فِي صُدُورِهِمْ وَأَعْظَمَ فِي نُفُوسِهِمْ مِنْ أَنْ يُقَدِّمُوا عَلَيْهِ رَأْيًا أَوْ مَعْقُولًا أَوْ تَقْلِيدًا أَوْ قِيَاسًا فَطَارَ لَهُمُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ فِي الْعَالَمِينَ، وَجَعَلَ اللهُ سُبْحَانَهُ لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ، ثُمَّ سَارَعُوا عَلَى آثَارِهِمُ الرَّعِيلَ الْأَوَّلَ مِنْ أَتْبَاعِهِمْ وَدَرَجَ عَلَى مِنْهَاجِهِمُ الْمُوَفَّقُونَ مِنْ أَشْيَاعِهِمْ زَاهِدِينَ فِي التَّعَصُّبِ لِلرِّجَالِ وَاقِفِينَ مَعَ الْحُجَّةِ وَالْاِسْتِدْلَالِ، يَسِيرُونَ مَعَ الْحَقِّ أَيْنَ سَارَتْ رَكَائِبُهُ، وَيَسْتَقِلُّونَ مَعَ الصَّوَابِ حَيْثُ اسْتَقَلَّتْ مَضَارِبُهُ، إِذَا بَدَا لَهُمُ الدَّلِيلُ بِأَخْذَتِهِ طَارُوا إِلَيْهِ زُرَافَاتٍ ووحدانا، وَإِذَا دَعَاهُمُ الرَّسُولُ إِلَى أَمْرٍ انْتَدَبُوا إِلَيْهِ وَلَا يَسْأَلُونَهُ

Marfat.com

عَمَّا قَالَ بُرْهَانًا، وَنُصُوْصُهُ أَجَلُّ فِي صُدُوْرِهِمْ وَأَعْظَمُ فِي نُفُوْسِهِمْ مِنْ أَنْ يُقَدِّمُوْا عَلَيْهَا قَوْلَ أَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ أَوْ يُعَارِضُوْهَا بِرَأْيٍ أَوْ قِيَاسٍ.

ثُمَّ خَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ، وَتَقَطَّعُوْا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا وَكُلٌّ إِلَى رَبِّهِمْ رَاجِعُوْنَ، جَعَلُوْا التَّعَصُّبَ لِلْمَذَاهِبِ دِيَانَتِهِمُ الَّتِي بِهَا يَدِيْنُوْنَ، وَرُؤُسَ أَمْوَالِهِمُ الَّتِي يَتَّجِرُوْنَ، وَآخَرُوْنَ مِنْهُمْ قَنِعُوْا بِمَحْضِ التَّقْلِيْدِ وَقَالُوْا: إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَى أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَى آثَارِهِمْ مُقْتَدُوْنَ.'' [1]

''پھر چوتھی صدی آئی جو دو روایتوں میں سے ایک روایت کے مطابق فضیلت والی صدی ہے، جیسا کہ ابوسعید، عبد اللہ بن مسعود، ابو ہریرہ، عائشہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے صحیح بخاری و مسلم میں مروی ہے، اس صدی کے ائمہ دین اپنے پیش رو ائمہ دین کے نقش قدم پر چلے اور انہی کے نور سے مستنیر ہوئے، ان کی ذات اور ان کے سینے دین الٰہی کے پیغام سے معمور تھے اور ان کے نزدیک اللہ کا دین اس سے کہیں بلند تھا کہ وہ عقل، رائے، قیاس اور تقلید کو اس پر مقدم جانتے، جس کی وجہ سے ان کی شہرت چار دانگ عالم میں پھیل گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر جمیل ان کے بعد بھی رکھا، پھر ان کے تابعداروں کا ہر اول دستہ اللہ کی توفیق سے ان ہی کے نقش قدم پر گامزن رہا، وہ شخصیات میں غلو اور تعصب کی راہ اختیار کرنے سے بالکل کنارہ کش رہے اور اپنے ماسبق بزرگوں کی طرح دلیل و برہان کی اتباع کرتے، حق کا دامن ان کے ہاتھ سے نہیں چھوٹا، ان کا ہر عمل اسی کے اردگرد گھومتا رہا، دلیل کے واضح ہو جانے کے بعد تنہا اور با جماعت اسے مضبوطی سے تھام لیتے، حدیث رسول سنتے ہی پروانہ وار اس پر لپکتے اور اسے دل و جان سے لگا لیتے اور اس کے خلاف کسی مزید دلیل اور حجت کی قطعاً کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتے، ان کے

[1] أعلام الموقعين عن رب العالمين: ۱/ ۶۔۷.

Marfat.com

دل ودماغ اوران کی ذات پر کتاب وسنت کی نصوص کی حکمرانی ہوتی، ان کا معارضہ اور مقابلہ کسی انسان کے قول، اس کی رائے اور قیاس سے نہیں کرتے۔ زمانے نے کروٹ لی، ایسے لوگ یکے بعد دیگرے آئے جنھوں نے دین الٰہی کے ٹکڑے ٹکڑے کردیے اور ہر فرقہ اپنے قائم کردہ اصول وفروع پر خوشی خوشی جم گیا اوران کی اصل پونجی مذہب تعصب ہوگئی، ان میں ایسے لوگ پیدا ہوتے گئے جنھوں نے صرف تقلید پر قناعت کرلی اور صدا لگائی کہ ہم نے اپنے آباء واجداد اور بزرگوں کو اسی مذہب پر پایا ہے، اس لیے ہم ان ہی کے نقش قدم پر چلیں گے۔''

## (۸) علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ:

علامہ عبدالوہاب بن احمد بن علی شعرانی المتوفی ۹۷۳ھ رقمطراز ہیں:

((وَمَنْ قَالَ لَا اَعْمَلُ بِحَدِيْثٍ اِلَّا اَخَذَ بِهٖ اِمَامِيْ فَاتَهٗ خَيْرٌ كَثِيْرٌ كَمَا عَلَيْهِ كَثِيْرٌ مِّنَ الْمُقَلِّدِيْنَ لِاَئِمَّةِ الْمَذَاهِبِ وَكَانَ الْاَوْلٰى لَهُمُ الْعَمَلُ بِكُلِّ حَدِيْثٍ صَحَّ بَعْدَ اِمَامِهِمْ تَنْفِيْذًا لِوَصِيَّةِ الْاَئِمَّةِ.)) [1]

''اور جس شخص نے کہا کہ وہ حدیث جس کو میرے امام نے نہیں لیا میں تو اس پر عمل نہیں کروں گا تو وہ شخص خیر کثیر سے ہاتھ دھو بیٹھا جیسا کہ اکثر مقلدین کا حال ہے حالانکہ ان مقلدین کے لیے مناسب یہ تھا کہ وہ ہر اس حدیث پر عمل کرتے جو ان کے امام کے بعد صحیح طور پر ان کے پاس پہنچ گئی۔''

دوسری جگہ مقلدین کی باطل اور گمراہ کن روش کا ذکر بایں الفاظ قلم بند کرتے ہیں:

((خِلَافُ مَا عَلَيْهِ بَعْضُ الْمُقَلِّدِيْنَ حَتّٰى اِنَّهٗ قَالَ لِيْ لَوْ وَجَدْتُّ حَدِيْثًا فِي الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ لَمْ يَاخُذْ بِهٖ اِمَامِيْ لَا اَعْمَلُ بِهٖ وَذٰلِكَ جَهْلٌ مِّنْهُ بِالشَّرِيْعَةِ وَاَوَّلُ مَنْ يَّتَبَرَّأُ مِنْهُ اِمَامُهٗ.)) [2]

''یعنی برخلاف اس کے بعض مقلدین کا حال تو یہ ہے کہ انھوں نے مجھ سے یہاں

[1] المیزان الکبری: ۱/ ۲۸.
[2] المیزان الکبری: ۱/ ۱۰.

Marfat.com

تک کہہ دیا ہے کہ اگر میں کوئی حدیث بخاری و مسلم میں پاؤں جسے میرے امام صاحب نے نہ لیا ہو تو میں اس پر عمل نہیں کروں گا۔ یاد رکھو! یہ طرزِ عمل شریعت سے ناواقفیت اور جہالت کا نتیجہ ہے اور سب سے پہلے اس کا امام ہی اس طرزِ عمل سے بیزار ہوگا۔"

## (۹) علامہ سیوطی رحمہ اللہ:

امام جلال الدین سیوطی نے کتاب "الرد علی من اخلد الی الارض" میں لکھا ہے:

"کیا امام مالک، ابوحنیفہ اور شافعی رحمہم اللہ نے کبھی کسی کے لیے اپنی تقلید کرنے کو جائز ٹھہرایا؟ حَاشَا لِلّٰهِ کبھی نہیں، بلکہ انھوں نے تو اس سے روکا ہے اور کسی کو بھی اس میں گنجائش پیدا نہیں کرنے دی۔" [1]

## (۱۰) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ:

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"وَبَعْدَ الْقَرْنَيْنِ حَدَثَ فِيهِمْ شَيْءٌ مِنَ التَّخْرِيجِ غَيْرَ أَنَّ أَهْلَ الْمِائَةِ الرَّابِعَةِ لَمْ يَكُونُوا مُجْتَمِعِينَ عَلَى التَّقْلِيدِ الْخَالِصِ عَلَى مَذْهَبٍ وَاحِدٍ وَالتَّفَقُّهِ لَهُ وَالْحِكَايَةِ لِقَوْلِهِ كَمَا يَظْهَرُ مِنَ التَّتَبُّعِ بَلْ كَانَ فِيهِمُ الْعُلَمَاءُ وَالْعَامَّةُ. وَكَانَ مِنْ خَبَرِ الْعَامَّةِ أَنَّهُمْ كَانُوا فِي الْمَسَائِلِ الْإِجْتِمَاعِيَّةِ الَّتِي لَا اخْتِلَافَ فِيهَا بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ وَجُمْهُورِ الْمُجْتَهِدِينَ لَا يُقَلِّدُونَ إِلَّا صَاحِبَ الشَّرْعِ، وَكَانُوا يَتَعَلَّمُونَ صِفَةَ الْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ وَالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ مِنْ آبَائِهِمْ أَوْ مُعَلِّمِي بُلْدَانِهِمْ فَيَمْشُونَ حَسْبَ ذٰلِكَ، وَإِذَا وَقَعَتْ لَهُمْ وَاقِعَةٌ اسْتَفْتَوْا فِيهَا أَيَّ مُفْتٍ وَجَدُوا مِنْ غَيْرِ تَعْيِينِ مَذْهَبٍ." [2]

"دو صدیوں کے بعد مسائل کے استنباط و استخراج کا قدرے رواج ہونے لگا، لیکن چوتھی صدی ہجری تک کسی ایک مذہب کی نری تقلید، اس راہ میں فقہی تنگ بندی اور

---

[1] معیار الحق۔ الظفر المبین، ص: ۵۷۔ [2] حجۃ اللہ البالغۃ: ۱/۱۵۲۔۱۵۳۔

Marfat.com

اس کی نقل و حکایت پر امت اسلام جمع نہ ہوئی تھی، جیسا کہ اس وقت کے حالات و ظروف سے واضح ہوتا ہے، بلکہ ان میں بلاتفریق مذاہب علماء اور عوام ایک دوسرے کے تعاون سے دین اسلام پر قائم و دائم تھے۔ عام لوگ مسلمانوں اور جمہور مجتہدین کے درمیان غیر مختلف فیہ اجتماعی مسائل میں صرف صاحب شریعت محمد کی تقلید و اتباع کرتے تھے، وضوء، غسل، نماز اور زکاۃ وغیرہ کی تعلیم اپنے ماں باپ اور اپنے شہروں کے اساتذہ اور معلّمین سے سیکھ کر اس کے مطابق عمل کیا کرتے تھے، جب ان کے درمیان کوئی واقعہ اور مسئلہ پیدا ہوتا تو وہ بغیر کسی مذہب کی تعیین کے جس مفتی کو پاتے ان سے مسئلہ دریافت کر لیتے۔''

تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خیر القرون کے زمانہ میں لوگ قرآن وسنت فہم و عمل صحابہ کرام و تابعین ہی عمل پیرا تھے۔

## خیر القرون کا زمانہ:

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''سب سے بہتر میرا زمانہ ہے اس کے بعد ان لوگوں کا جو اس کے بعد ہوں گے پھر جو ان کے بعد ہوں گے اور اس کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قسم سے پہلے گواہی دیں گے کبھی گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے۔''[1]

((عن عمران بن حصین رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ''خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ'' قَالَ عِمْرَانُ: فَلَاأَدْرِیْ أَقَالَ بَعْدَ قَرْنِہٖ مَرَّتَیْنِ أَوْ ثَلَاثًا.))[2]

''سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرا زمانہ سب سے بہتر زمانہ ہے، پھر اس کے بعد کا زمانہ اور پھر اس کے بعد کا

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، رقم: ۶۴۲۹.

[2] صحیح بخاری، کتاب الشہادات، رقم: ۲۶۵۱۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ۶۴۷۵.

Marfat.com

زمانہ۔ سیّدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں یاد نہ رکھ سکا کہ اللہ کے رسول نے اپنی صدی کے بعد دو صدیوں کا ذکر فرمایا تھا یا تین کا۔"

اس حدیث کے مطابق خیر القرون کا زمانہ اتباع تابعین تک بنتا ہے۔

۱: عہد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد صحابہ کرام ۱۱۰ھ تک آخری صحابی سیّدنا ابوالطفیل رضی اللہ عنہ۔

۲: عہد تابعین عظام: ۱۱۰ھ سے دوسری ہجری کے آخر تک۔

۳: عہد تبع تابعین کرام: دوسری صدی سے ۲۴۱ھ تک (احمد بن حنبل)

۴: اتباع تبع تابعین کرام: تیسری صدی کے آخر سے چوتھی صدی تک۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی الانصاف (ص:۵۹) میں فرماتے ہیں:

((قَالَ ابْنُ الْهَمَّامِ فِي آخِرِ التَّحْرِيْرِ: كَانُوْا يَسْتَفْتُوْنَ مَرَّةً وَّاحِدا، وَمَرَّةً غَيْرَهُ، غَيْرَ مُلْتَزِمِيْنَ مُفْتِيًا وَاحِدًا.))

علامہ ابن الہمام نے اپنی کتاب التحریر کے آخر میں لکھا ہے کہ: "اسلاف کبھی کسی سے فتوی پوچھتے اور کبھی کسی سے ایک مفتی کو انھوں نے لازمی نہیں پکڑا ہوا تھا۔"

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ:

((إِنْ آمَنْتُمْ بِنَبِيِّكُمْ فَاتَّبِعُوْهُ خَالَفَ مَذْهَبًا أَوْ وَافَقَهُ.)) [1]

"اگر تم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اطاعت کرو خواہ وہ مذہب (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) کے خلاف ہو یا موافق۔"

اسی لیے فقہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور جعفری کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے کیونکہ ان سب مذاہب کا آپس میں حلال و حرام تک کا اختلاف ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ فقہی مذاہب مختلف آراء تو ہیں، شریعت اسلامیہ ہرگز نہیں ہے۔

شاہ ولی اللہ حنفی محدث دہلوی المتوفی ۱۱۷۶ھ مزید قمطراز ہیں:

((فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَرَى أُنْمُوْذَجَ الْيَهُوْدِ فَانْظُرْ إِلَى عُلَمَاءِ السُّوْءِ مِنَ الَّذِيْنَ

---

[1] تفہیمات: ۱/۲۰۲.

Marfat.com

يَطْلُبُوْنَ الدُّنْيَا وَقَدِ اعْتَادُوْا تَقْلِيْدَ السَّلَفِ وَاَعْرَضُوْا عَنْ نُصُوْصِ الْكِتٰبِ وَالسُّنَّةِ وَتَمَسَّكُوْا بِتَعَمُّقِ عَالِمٍ وَتَشَدُّدِهٖ وَاسْتِحْسَانِهٖ فَاَعْرَضُوْا عَنْ كَلَامِ الشَّارِعِ الْمَعْصُوْمِ وَتَمَسَّكُوْا بِاَحَادِيْثَ مَوْضُوْعَةٍ وَتَاْوِيْلَاتٍ فَاسِدَةٍ.)) [1]

''یعنی اگر یہودیوں کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہو تو ان بدترین علماء کو دیکھ لو جو دنیا طلبی میں مشغول ہیں جن میں تقلید کی بیماری گھر کر گئی ہے جنھوں نے کتاب وسنت سے منہ موڑ لیا ہے اور ایک ہی امام کے پیچھے لگ گئے اور شارع معصوم ﷺ کی حدیث کو چھوڑ رکھا ہے (اور اپنے امام کے قول کو تو) موضوع حدیثوں اور فضول تاویلوں سے مضبوط بنا بنا کر اسی پر تمسک کئے بیٹھے ہیں بس (یہی باطل اور گمراہ کن) روش ان کی ہلاکت کا سبب بنی۔''

---

[1] الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، ص: ۱۰، ۱۱.

Marfat.com

فصل نمبر ۵:

# تقلید کی مذمت علماء احناف کی نظر میں

انصاف پسند علماء احناف نے بھی اس تقلید کو انتہائی مذموم اور برا جانا ہے۔ ذیل میں چند علماء احناف کے اقوال بطور ثبوت دعویٰ پیش خدمت قارئین ہیں:

شرح مسلم الثبوت میں مرقوم ہے:

((اَجْمَعَ الصَّحَابَةُ عَلٰی اَنَّ مَنِ اسْتَفْتٰی اَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ اَمِیْرَیِ الْمُؤْمِنِیْنَ فَلَهُ اَنْ یَّسْتَفْتِیَ اَبَا هُرَیْرَةَ وَمُعَاذَ بْنِ جَبَلٍ وَغَیْرَهُمَا وَیَعْمَلُ بِقَوْلِهِمْ مِنْ غَیْرِ نَکِیْرٍ.))

''یہ اجماع صحابہ ہے کہ کوئی اگر حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما جو اہل ایمان کے امیر ہیں۔ ان سے فتویٰ پوچھے تو وہ سیّدنا ابوہریرۃ اور سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما اور ان کے سوا دوسروں سے فتویٰ پوچھ کر بھی بغیر کسی ملامت کے عمل کرسکتا ہے۔''

## (۱) علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ:

شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((قَالَ ابْنُ الْهُمَامِ فِیْ آخِرِ التَّحْرِیْرِ: کَانُوْا یَسْتَفْتُوْنَ مَرَّةً وَاحِدًا وَمَرَّةً غَیْرَهُ، غَیْرَ مُلْتَزِمِیْنَ مُفْتِیًا وَاحِدًا.)) [1]

''ابن اہمام۔ التحریر۔ کے آخر میں لکھتے ہیں: لوگ کبھی کسی سے فتویٰ پوچھتے تھے اور کبھی کسی سے۔ کسی ایک مفتی کا التزام نہیں کرتے تھے۔''

---

[1] الانصاف، ص: ۵۹.

Marfat.com

## (۲) ملا علی قاری حنفی:

ملا علی القاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

• ((وَلَا يَجِبُ عَلَى اَحَدٍ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَنْ يَكُوْنَ حَنَفِيًّا اَوْ شَافِعِيًّا اَوْ مَالِكِيًّا اَوْ حَنْبَلِيًّا.)) [1]

''اس امت کے کسی بھی فرد پر حنفی، شافعی، مالکی یا حنبلی بننا واجب نہیں ہے۔''

ملا علی القاری رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ:

((وَمِنَ الْمَعْلُوْمِ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مَا كَلَّفَ اَحَدًا اَنْ يَّكُوْنَ حَنَفِيًّا اَوْ مَالِكِيًّا اَوْ شَافِعِيًّا اَوْ حَنْبَلِيًّا بَلْ كَلَّفَهُمْ اَنْ يَّعْمَلُوْا بِالسُّنَّةِ.)) [2]

''یعنی یہ ظاہر و باہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو اس بات کا مکلف نہیں ٹھہرایا کہ وہ حنفی، شافعی، مالکی، یا حنبلی بنے، بلکہ سب بندوں کو اس کا مکلف بنایا ہے کہ وہ سنت نبویہ علیہ التحیۃ والسلام پر عمل کریں۔''

## مولانا عبدالحی لکھنوی:

مولانا لکھنوی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ:

(( وَالْحَاصِلُ أَنَّ مَنِ ادَّعٰى بِأَنَّهُ قَدْ اِنْقَطَعَ مَرْتَبَةَ الْاِجْتِهَادِ الْمُطْلَقِ الْمُسْتَقِلِّ بِالْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ اِنْقِطَاعًا لَا يُمْكِنُ عَوْدُهُ فَقَدْ غَلَطَ وَخَبَطَ، فَإِنَّ الْاِجْتِهَادَ رَحْمَةٌ مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ لَا تَقْصِرُ عَلٰى زَمَانٍ دُوْنَ زَمَانٍ، وَلَا عَلٰى بَشَرٍ دُوْنَ بَشَرٍ. وَمَنِ ادَّعٰى اِنْقِطَاعَهَا فِيْ نَفْسِ الْاَمْرِ مَعَ اِمْكَانِ وُجُوْدِ فِيْ كُلِّ زَمَانٍ فَإِنْ اَرَادَ اَنَّهُ لَمْ يُوْجَدْ بَعْدَ الْاَرْبَعَةِ مُجْتَهِدٌ اِتَّفَقَ الْجُمْهُوْرُ عَلٰى اِجْتِهَادِ وَسَلَّمُوْا اِسْتِقْلَالَهُ كَاتِّفَاقِهِمْ عَلٰى اِجْتِهَادِهِمْ فَهُوَ مُسَلَّمٌ وَاِلَّا فَقَدْ وُجِدَ بَعْدَهُمْ اَيْضًا اَرْبَابُ الْاِجْتِهَادِ الْمُسْتَقِلِّ كَاَبِيْ ثَوْرٍ

---

[1] معیار حق، ص: ۷۵.

[2] شرح عین العلم، ص: ۳۲۶، طبع عامرہ استنبول۔ انتصار الحق، ص: ۲۳۸.

Marfat.com

الْبَغْدَادِيْ وَدَاؤُدَ الظَّاهِرِيْ وَمُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيْلَ الْبُخَارِيِ وَغَيْرِهِمْ عَلَى مَا لَا يَخْفَى عَلَى مَنْ طَالَعَ كُتُبَ الطَّبْقَاتِ.)) [1]

''حاصل کلام یہ ہے کہ جو اس بات کا مدعی ہے کہ اجتہاد مطلق و مستقل کا مرتبہ ائمہ اربعہ کے بعد ختم ہو چکا ہے یہ مرتبہ اب کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا تو وہ غلطی اور خبط میں مبتلا ہے کیونکہ مرتبہ اجتہاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت نہ کسی زمانہ پر منحصر ہے اور نہ ہی کسی انسان پر رُک سکتی ہے، اور جو امکان کے باوجود اس کے انقطاع کا نفس الامر میں مدعی ہے تو اس کا منشا اگر یہی ہے کہ ائمہ اربعہ کے بعد کوئی ایسا مجتہد نہیں جس کے اجتہاد پر جمہور کا اتفاق ہو اور انہوں نے اسے اسی طرح مستقل مجتہد تسلیم کیا ہو جیسے ائمہ اربعہ ہیں تو یہ بات قابل تسلیم ہے ورنہ ائمہ اربعہ کے بعد بھی مجتہد مستقل ہوئے ہیں جیسے امام ابوثور بغدادی، امام داؤد ظاہری، امام محمد بن اسماعیل بخاری وغیرہ کتب طبقات کا مطالعہ کرنے والا اسے اچھی طرح جانتا ہے۔''

## مولانا اشرف علی تھانوی:

مولوی اشرف علی خاں تھانوی دیوبندی فرماتے ہیں کہ:

'''ہم خود ایک غیر مقلد کے معتقد اور مقلد ہیں کیونکہ امام اعظم ابوحنیفہ کا غیر مقلد ہونا یقینی ہے۔'' [2]

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ:

حنفی و شافعی ہونا جزو ایمان نہیں، ورنہ صحابہ و تابعین کا غیر مومن ہونا لازم آئے گا۔ [3]

---

[1] النافع الکبیر، ص: ۹۔

[2] مجالس حکیم الامت از مفتی شفیع دیوبندی، ص: ۳۴۵۔ حقیقت حقیقت الالحاد از امداد الحق شیوی، ص: ۷۰۔

[3] امداد الفتاوی: ۵/۳۰۰۔

Marfat.com

## مولانا مفتی کفایت اللہ:

مولانا مفتی کفایت اللہ حنفی فرماتے ہیں کہ:

''محض ترک تقلید سے اسلام میں فرق نہیں پڑتا اور نہ اہل سنت والجماعت سے تارک تقلید باہر ہوتا ہے۔'' ❶

## امام طحاوی رحمہ اللہ:

امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ میں ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تمام اقوال کو قبول کرلوں کیونکہ تقلید تو متعصب اور بے وقوف کا کام ہے۔ ❷

## امام محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ:

امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ (شاگرد خاص امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ) فرماتے ہیں:

((مَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَهُوَ مَاخُوْذٌ مِنْ كَلَامِهٖ وَمَرْدُوْدٌ عَلَيْهِ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ.))

''رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہر شخص کی بات لی بھی جاسکتی ہے اور ردّ بھی کی جاسکتی ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات تسلیم کی جائے گی۔''

امام محمد رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

((وَلَوْ جَازَ التَّقْلِيْدُ كَانَ مَنْ قَضٰى مِنْ قَبْلِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ مِثْلُ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَإِبْرَاهِيْمَ النَّخْعِيِّ أَحْرٰى أَنْ يُقَلَّدُوْا.)) ❸

''اگر تقلید جائز ہوتی تو جو ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے پہلے گزر چکے ہیں جیسے، حسن بصری اور ابراہیم نخعی (استاد امام ابوحنیفہ) تو وہ زیادہ حقدار تھے کہ ان کی تقلید کی جاتی۔''

## قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ:

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ بیہقی زمان المشہور رقمطراز ہیں: جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی ایک کے متعلق عقیدہ رکھتا ہے کہ اس کی ہر بات درست اور واجب الاتباع ہے وہ گمراہ اور

---

❶ کفایت المفتی: ۱/۳۲۵.
❷ الایقاظ، ص: ۵۲.
❸ أصول سرخسی: ۱/۲۸.

Marfat.com

جاہل ہے۔ ❶

## مفتی احمد یار نعیمی:

احمد یار نعیمی (بریلوی) لکھتے ہیں:

''شریعت وطریقت دونوں کے چار چار سلسلے یعنی حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اسی طرح قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی یہ سب سلسلے بالکل بدعت ہیں۔'' ❷

## مولانا مفتی تقی عثمانی:

تقلید شخصی کے بارے میں محمد تقی عثمانی حنفی لکھتے ہیں:

''یہ کوئی شرعی حکم نہیں تھا، بلکہ ایک انتظامی فتویٰ تھا۔'' ❸

---

❶ تفسیر مظہری۔ طریق محمدی، ص: ۱۵۹۔

❷ جاء الحق ۱/۲۲۲، طبع قدیم، بدعت کی قسموں کی پہچانیں اور علامتیں۔

❸ تقلید کی شرعی حیثیت، ص: ۶۵ طبع ششم ۱۴۱۳ھ۔

Marfat.com

فصل نمبر ٦:

# تقلید کی مذمت عصر حاضر کے اہل علم کی نظر میں

## مختار احمد شنقیطی رحمہ اللہ:

مختار احمد شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تقلید اور اتباع کے درمیان جو فرق ہے اس فرق کو جاننا ضروری ہے، جہاں اتباع ہوگی وہاں تقلید ہرگز جائز نہیں ہے، اس بات کی وضاحت کچھ یوں ہے کہ جس مسئلہ میں کتاب اللہ یا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا پھر مسلمانوں کے اجماع میں سے اگر کوئی دلیل اس مسئلہ میں مل جاتی ہے (ظاہر ہوجاتی ہے) تو اس مسئلہ میں کسی بھی صورت میں تقلید جائز نہیں ہے کیونکہ جو اجتہاد (نص کے مخالف ہو) وہ اجتہاد باطل وفاسد ہے اور کسی کے اجتہاد پر عمل صرف اجتہادی مسئلہ میں جائز ہے، کیونکہ نصوص (دلائل) کتاب وسنت مجتہدین پر حاکم (وفیصل) ہیں ان (مجتہدین) میں سے کسی کو بھی لائق وزیبا نہیں کہ وہ ان دونوں کی مخالفت کرے، چاہے وہ کوئی بھی ہو۔''

## شیخ سلیمان بن عبداللہ آل شیخ رحمہ اللہ:

شیخ سلیمان بن عبداللہ آل شیخ رحمہ اللہ کتاب التوحید کے اسی باب کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بلکہ ہر مومن پر فرض ہے کہ اسے جب کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حکم معلوم ہو تو وہ اس پر عمل کرے، خواہ اس کی کسی بھی امام نے مخالفت کی ہو، کیونکہ ہمیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بات کا حکم دیا ہے، اور اس پر تمام علماء کا اجماع ہے، سوائے جاہل اور خشک مقلدین کے کہ جن کے نزدیک ہدایت یافتہ شخص وہ ہے جو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اعراض کرتے ہوئے کسی فقہی مذہب یا کسی

Marfat.com

عالم پر اعتماد کرے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو ہدایت یافتہ قرار دیا ہے جو صرف رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرے، فرمایا: "وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا" یعنی "اگر تم نے اس (رسول ﷺ) کی اطاعت کی تو تم ہدایت یافتہ ہو گے"، اور افسوس اس بات پر ہے کہ اس حرام تقلید میں آج بہت ساری خلقت مبتلا ہے۔"

## شیخ ابن باز رحمہ اللہ:

سعودی عرب کے مفتی شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے فرمایا:

((وَأَنَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ لَسْتُ بِمُتَعَصِّبٍ وَلٰكِنِّي أَحْكُمُ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ وَأَبْنِي فَتَاوَايَ عَلَى مَا قَالَهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ، لَا عَلَى تَقْلِيدِ الْحَنَابِلَةِ وَلَا غَيْرِهِمْ.)) [1]

"الحمد للہ! میں متعصب نہیں، میں کتاب وسنت کو حاکم مانتا ہوں اور اپنے فتاویٰ کی بنیاد قال اللہ وقال الرسول پر رکھتا ہوں نہ کہ حنابلہ اور دوسروں کی تقلید پر۔"

## الشیخ مقبل بن ہادی رحمہ اللہ:

یمن کے مشہور سلفی عالم شیخ مقبل بن ہادی الوادعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((اَلتَّقْلِيدُ حَرَامٌ، لَا يَجُوزُ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُّقَلِّدَ فِي دِيْنِ اللّٰهِ.)) [2]

"تقلید حرام ہے، کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اللہ کے دین میں (کسی کی) تقلید کرے۔"

شیخ مقبل رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

((فَالتَّقْلِيدُ لَا يَجُوزُ وَالَّذِيْنَ يُبِيحُونَ تَقْلِيدَ الْعَامِي لِلْعَالِمِ نَقُولُ لَهُمْ: أَيْنَ الدَّلِيلُ؟.)) [3]

"پس تقلید جائز نہیں ہے اور جو لوگ عامی (جاہل) کے لیے تقلید جائز قرار دیتے ہیں

---

[1] المجلۃ، رقم: ۸۰۶، تاریخ ۲۵ صفر ۱۴۱۶ھ، ص: ۲۳۔ الاقناع، ص: ۹۲۔

[2] تحفۃ المجیب علی اسئلۃ الحاضر والغریب، ص: ۲۰۵۔

[3] ایضاً، ص: ۲۶۔

Marfat.com

ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ (اس کی) دلیل کہاں ہے؟‘‘

شیخ مقبل بن ہادی رحمہ اللہ طالب علموں کو نصیحت فرماتے ہیں:

((نَصِیْحَتِی لِلطَّلَبَةِ الْعِلْمِ: اَلْإِبْتِعَادُ عَنِ التَّقْلِیْدِ، قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی ﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ﴾.)) [1]

’’طالب علموں کو میری یہ نصیحت ہے کہ وہ تقلید سے دور رہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور جس کا تجھے علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ چل۔‘‘

---

[1] غارۃ الاشرطۃ علی اھل الجھل والسعسطۃ، ص: ۱۲، ۱۱.

Marfat.com

فصل نمبر ۷:

# تقلید کے نقصانات

قارئین کرام گزشتہ صفحات میں آپ نے تقلید کی تعریف، اور قرآن وسنت، صحابہ کرام وائمہ ہدیٰ کے اقوال کی روشنی میں تقلید کی مذمت پڑھ لی، اب ہم تقلید شخصی کے نقصانات زیر قلم لا رہے ہیں۔ تاکہ تقلید سے بچنے میں مدد مل سکے۔ اور ہماری آخرت بہترین جائے۔ یاد رہے کہ اس سے ہمارا مقصد کسی کی دل آزاری نہیں، بلکہ اصلاح انسانیت ہے۔ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ۔

## ۱۔ بہتان باندھنا:

جب کوئی انسان کسی کا مقلد ہو جاتا ہے تو وہ دوسروں پر بہتان باندھنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ چنانچہ حنفیوں کی کتاب ہدایہ میں امام مالک پر یہ بہتان موجود ہے:

((وَقَالَ مَالِكٌ: هُوَ جَائِزٌ لِاَنَّهُ مُبَاحٌ.)) [1]

''یعنی رافضیوں کی طرح امام مالک بھی نکاح متعہ کو حلال جانتے ہیں۔''

اور اسی طرح فقہ حنفی کی کتاب ہدایہ میں کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الکعبہ، میں امام شافعی پر افترا کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''کہ امام شافعی کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کو ناجائز کہتے ہیں۔''

## ۲۔ مذہب کی خاطر جھوٹ بولنا:

مقلدین اکثر اپنے اپنے مذاہب کی خاطر جھوٹ بولتے ہیں۔ چنانچہ فقہ حنفی کی کتاب درمختار میں مرقوم ہے:

امام صاحب (ابوحنیفہ) کے والد گرامی ثابت رحمہ اللہ اپنے بیٹے امام ابوحنیفہ کو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے اور دعا کروائی۔ [2]

---

[1] ھدایہ، کتاب النکاح: ۲/۳۹۲۔ [2] در مختار: ۱/۳۶۔

Marfat.com

حالانکہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ چالیس ہجری میں وفات فرما گئے تھے۔ اور امام صاحب کی پیدائش ۸۰ھ میں ہوئی۔

یوسف بن موسیٰ الملطی حنفی کہتا تھا: ''جو شخص امام بخاری کی کتاب (صحیح بخاری) پڑھتا ہے وہ زندیق ہو جاتا ہے۔'' ➊

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ:

''حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول کے بعد امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مذہب کے موافق عمل کریں گے۔'' ➋

اگر کوئی شخص کسی عورت پر یہ دعویٰ کر دے کہ یہ میری بیوی ہے اور وہ عورت انکار کرے پھر یہ شخص جھوٹے گواہ پیش کر کے اپنے حق میں قاضی سے فیصلہ لے لے تو ایسی صورت میں اس کے لیے عورت سے جماع جائز ہوگا اور اس عورت کا اپنے آپ کو اس کے قابو میں کر دینا جائز ہوگا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ جائز ہے اور ابویوسف کے ایک قول کے مطابق بھی جائز ہے۔ ➌

## ۳۔ مذہب کی خاطر غلو:

مقلدین اپنے ائمہ کی شان میں اکثر غلو سے کام لینے لگتے ہیں۔ چنانچہ درمختار میں ہے:

((اَنَّ سَائِرَ الْاَنْبِيَاءِ يَفْتَخِرُوْنَ بِيْ وَاَنَا اَفْتَخِرُ بِاَبِيْ حَنِيْفَةَ مَنْ اَحَبَّهُ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَبْغَضَهُ فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ.)) ➍

''یعنی تمام انبیاء کو مجھ پر فخر ہے اور مجھے ابوحنیفہ پر۔ جس نے اس سے محبت کی اس نے میرے ساتھ محبت کی، اور جس نے اس سے بغض کیا اس نے میرے ساتھ بغض کیا۔''

امام صاحب کی شان میں یہ حدیث بھی گھڑی گئی ہے:

---

➊ شذرات الذهب: ۷/۴۰۔ دین میں تقلید کا مسئلہ، ص: ۷۵.

➋ مکتوبات اردو ج: ۱، ص: ۵۸۵، مکتوب: ۲۸۲.

➌ فتاویٰ عالمگیری: ۳/۳۵۰۔ ۳۵۱.

➍ درمختار.

Marfat.com

(( لِقَوْلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ صَلَّى خَلْفَ عَالِمٍ تَقِيٍّ فَكَأَنَّمَا صَلَّى خَلْفَ النَّبِيِّ.)) ❶

''جس نے متقی امام کی اقتدا میں نماز باجماعت ادا کی تو اسے اتنا اجر وثواب میسر ہوگا جس قدر کہ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھنے سے ہوتا ہے۔''

یہ حدیث بھی گھڑ لی گئی کہ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

(( اِنَّ آدَمَ اِفْتَخَرَ بِیْ وَاَنَا اَفْتَخِرُ بِرَجُلٍ مِنْ اُمَّتِیْ اِسْمُهٗ نُعْمَانُ وَكُنْيَتُهٗ اَبُوْحَنِيْفَةَ هُوَ سِرَاجُ اُمَّتِیْ.)) ❷

''یعنی آدم علیہ السلام کو میری ذات پر فخر ہے اور مجھے اپنے ایک امتی کے سبب سے فخر ہے جس کا نام نعمان اور کنیت ابوحنیفہ ہے جو کہ میری امت کا روشن چراغ ہے۔''

اور یہ بھی آتا ہے کہ:

''امام صاحب نے اپنے آخری حج میں کعبہ شریف کے خادموں سے ایک رات اندر داخل ہونے کی اجازت لی۔ ایک رکعت میں ایک ٹانگ پر آدھا قرآن شریف ختم کیا پھر رکوع اور سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہوئے، یہاں تک کہ دوسری ٹانگ پر باقی آدھا قرآن ختم کیا۔'' ❸

## ۴۔ قرآن وحدیث اور حتی کہ شانِ رسالت میں گستاخی:

مقلدین نے قرآن وحدیث کی توہین کو اپنا وطیرہ بنا رکھا ہے۔ حتی کہ بعض دفعہ تو وہ رسول اللہ ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ ذیل میں دیئے گئے اقوال کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ چنانچہ درمختار میں مرقوم ہے:

۱: فقہ کا سیکھنا افضل ہے باقی قرآن سیکھنے سے۔ ❹

---

❶ هداية كتاب الصلوة، باب الامامة، ج:۱ ص: ۱۰۱.

❷ مقدمہ درمختار مع ردّ المختار: ۱/ ۵۲.

❸ درمختار: ۱/ ۳۰.

❹ درمختار: ۱/ ۱۹۔ عالمگیری: ۹/ ۱۲۹.

Marfat.com

۲: پورا قرآن پڑھنے سے فقہ پڑھنا افضل ہے۔ ①

۳: کتاب درمختار باذن نبوی تالیف ہوئی۔ ②

۴: جو اہل قبلہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دینا جائز سمجھے وہ کافر نہیں۔ ③

۵: مولوی محمود حسن دیوبندی نے لکھا ہے کہ ''قول مجتہد بھی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی شمار ہوتا ہے۔'' ④

مفتی احمد یار خان گجراتی نے لکھا ہے:

''چار مذہبوں کے سوا کسی کی تقلید جائز نہیں، اگر چہ وہ صحابہ کے قول، صحیح حدیث اور آیت کے موافق ہی ہو، جو ان چار مذہبوں سے خارج ہے وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے کیونکہ حدیث و قرآن کے محض ظاہری معنی لینا کفر کی جڑ ہے۔'' ⑤

۶: نکسیر پھوٹ پڑے تو پیشانی اور ناک پر سورۃ فاتحہ کو خون اور پیشاب سے لکھنا جائز ہے۔ ⑥

۷: اشرف علی خاں تھانوی نے بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ:

''یہ آیت بسم اللہ سمیت لکھ کر ناف کی جگہ باندھیں ناف اپنی جگہ آجائے گی اور اگر بندھا رہنے دیں تو پھر نہ ٹلے گی۔ اَللّٰهُ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ.....'' ⑦

۸: برہان الدین مرغینانی لکھتا ہے:

((اَنَّ الْهِدَايَةَ كَالْقُرْآنِ قَدْ نَسَخَتْ مَا صَنَّفُوْا قَبْلَهَا فِي الشَّرْعِ مِنْ كُتُبٍ.)) ⑧

---

① عالمگیری: ۹/۱۲۹ ایضا.

② در مختار: ۱/۱۱.

③ در مختار: ۱/۲۹۲.

④ الورد الشذی: ۲/۳۰۔ تقاریر حضرت شیخ الہند، ص: ۲۴.

⑤ جاء الحق: ۲۴، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور۔

⑥ دُر مختار، ج: ۱، ص: ۱۹۴.

⑦ بہشتی زیور جھاڑ پھونک کا بیان نواں حصہ، ۷۵۶.

⑧ مقدمہ ھدایہ اخیرین، ص: ۳.

Marfat.com

"بے شک ہدایہ قرآن کی طرح ہے، جس طرح قرآن مجید نے پہلی شرائع کو منسوخ کردیا ایسے ہی ہدایہ نے اس سے قبل مرقوم کتب کو منسوخ کردیا۔"

۹: ((وَمَنِ امْتَنَعَ مِنَ الْجِزْيَةِ أَوْ قَتَلَ مُسْلِمًا أَوْ سَبَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوْ زَنَى بِمُسْلِمَةٍ لَمْ يَنْتَقِضْ عَهْدُهُ.)) ❶

"جو ذمی جزیہ دینے سے انکار کردے یا کسی مسلمان کو قتل کرے یا نبی ﷺ کو گالی دے یا کسی مسلمان عورت سے زنا کرے تب بھی اس کا عہد (ذمہ) نہیں ٹوٹے گا۔"

## ۵۔ مذہب کی خاطر حدیث کے ساتھ ظلم اور ناانصافی:

دیوبندی عالم محمود الحسن صاحب کا خیارِ مجلس کے مسئلہ میں قول ملاحظہ ہو:

((اَلْحَقُّ وَالْاِنْصَافُ اَنَّ التَّرْجِيْحَ لِلشَّافِعِيِّ فِيْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ وَنَحْنُ مُقَلِّدُوْنَ يَجِبُ عَلَيْنَا تَقْلِيْدُ اِمَامِنَا اَبِيْ حَنِيْفَةَ.)) ❷

"حق اور انصاف یہ ہے کہ اس مسئلہ (اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا) میں امام شافعی کے قول کو ترجیح حاصل ہے۔ اور ہم مقلد ہیں لہٰذا ہم پر اپنے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید واجب ہے۔"

ابن نجیم الحنفی شاتم رسول ﷺ کی سزا کے بارے میں لکھتے ہیں:

((نَفْسُ الْمُؤْمِنِ تَمِيْلُ اِلَى قَوْلِ الْمُخَالِفِ فِيْ مَسْئَلَةِ السَّبِّ لٰكِنِ اتِّبَاعًا لِلْمَذْهَبِ وَاجِبٌ.)) ❸

"مسئلہ شاتم رسول میں مومن کا نفس قولِ مخالف (امام شافعی رحمہ اللہ) کی طرف مائل ہوتا ہے کہ (کافر شاتم رسول کا ذمہ ٹوٹ جاتا ہے) لیکن ہم پر اپنے مذہب کی اتباع ضروری ہے۔"

---

❶ هداية: ۱/۵۷۸. ❷ تقریر ترمذی، ص: ۴۰.

❸ البحر الرائق ۵/۱۲۵.

Marfat.com

## ۶۔ نفس پرستی:

ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ وہ رمضان میں عورتوں کی امامت کرتی تھیں۔
امام محمد نے کہا کہ ہمیں پسند نہیں کہ عورت امامت کرے۔ ①

## ۷۔ تعصب اور بغض وعناد:

مقلدین میں تعصب اور بغض وعناد بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ چنانچہ فقہ حنفی کی کتب میں مرقوم ہے:

لعنت ہو ہمارے ربّ کی اس شخص پر بقدر ریت کے ذرّات کے جو ابوحنیفہ کے قول کو ردّ کر کے یعنی قبول نہ کرے۔ ②

صاحبین یعنی امام ابوحنیفہ کے شاگردوں امام محمد وابویوسف نے دوثلث سے زیادہ مسائل میں امام ابوحنیفہ کا خلاف کیا ہے۔ ③

صاحبِ شرح مسلم الثبوت رقمطراز ہیں:

((شَدَّدَ بَعْضُ الْمُتَكَلِّمِيْنَ، قَالُوْا: ''اَلْحَنَفِيُّ إِذَا تَرَكَ مَذْهَبَ إِمَامِهِ يُعَزَّرُ''، وَالْحَقُّ أَنَّهُ تَعَصُّبٌ، لَا دَلِيْلَ عَلَيْهِ، وَإِنَّمَا هُوَ تَشْرِيْعٌ مِنْ عِنْدِ نَفْسِهِ. قَالَ فِي التَّيْسِيْرِ شَرْحِ التَّحْرِيْرِ: ''هُوَ الْأَصَحُّ، إِذْ لَا وَاجِبَ إِلَّا مَا اَوْجَبَهُ اللّٰهُ، وَبِالْجُمْلَةِ لَا يَجِبُ تَقْلِيْدُ مَذْهَبٍ مُعَيَّنٍ، بَلْ جَازَ الْاِنْتِقَالُ. لٰكِنْ لَا بُدَّ اَنْ لَا يَكُوْنَ ذٰلِكَ قَصْدًا التَّلَهِّيَ وَتَوْهِيْنَ كِبَارِ الْمُجْتَهِدِيْنَ.))

''کچھ متکلمین اہل علم نے شدت سے کام لیا اور کہہ دیا کہ: ''حنفی اگر اپنے امام کے مذہب کو ترک کردے تو اسے کوئی سزا دی جائے۔'' حق تو یہ ہے کہ ایسی متعصبانہ بات ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ اپنی طرف سے شریعت سازی ہے۔ ''التیسیر'' میں ہے کہ: ''بالکل یہ تعصب ہے کیونکہ واجب وہی ہے جسے اللہ نے واجب قرار

---

① کتاب الآثار، ص: ۲۱۴.
② در مختار: ۱/ ۳۶.
③ در مختار: ۱/ ۳۳.

Marfat.com

دیا، (ہم کون ہوتے ہیں تقلید کو واجب کرنے والے، اور اس کے ترک پر تعزیر دینے والے) القصہ کسی مذہب معین کی تقلید واجب نہیں۔ بلکہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف مسئلہ کی تلاش میں جانا بھی جائز ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ ایسا کرنا محض خواہش نفس کی بنیاد پر نہ ہو اور نہ ہی مجتہدین کرام کی توہین مقصود ہو۔"

قاضی ابو یوسف (شاگرد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ) نے فرمایا:

"اس کذاب یعنی محمد بن الحسن (شاگرد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ) سے کہو..... الخ۔" [1]

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے دین میں تحریف اور بدعت کے سات اسباب ذکر کیے ہیں جن میں ایک موذی مرض تقلید ہے اور بلاشبہ تقلید لفظ اتنا ردّی اور ناکارہ ہے اور کیسا بے نور لفظ ہے جو قرآن وسنت کے مقدس اوراق میں نوع بشر کے لیے کہیں مستعمل نہیں ہوا اور البتہ یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ صرف اور صرف ائمہ اربعہ کی تقلید سے عالم اسلام مختلف فرقوں کی نذر ہو چکا ہے اور باہمی آویزش ومنافرت، مشاجرات واختلافات کی کبھی نہ ختم ہونے والی لامتناہی خلیج حائل ہو چکی ہے اور مقلدین احناف اصحاب الحدیث کے بارہ میں ہمیشہ دلی کدورت رکھتے ہیں، خصوصاً دیوبند سے وابستہ حنفی دوست حدیث اور اہل حدیث سے "مخلصانہ" بغض وعناد رکھتے ہیں سب سے سبقت لے گئے ہیں۔

شیخ بکر ابوزید حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

((فَاَهْلُ الْحَدِيْثِ حَشَرَنَا اللّٰهُ مَعَهُمْ، لَا يَتَعَصَّبُوْنَ لِقَوْلِ شَخْصٍ مُعَيَّنٍ مَهْمَا عَلَا وَسَمَا، حَاشَا مُحَمَّدًا، بِخِلَافِ غَيْرِهِمْ مِمَّنْ لَا يَنْتَمِي إِلَى اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَالْعَمَلِ بِهِ، فَإِنَّهُمْ يَتَعَصَّبُوْنَ لِاَقْوَالِ اَئِمَّتِهِمْ وَقَدْ نَهَوْهُمْ عَنْ ذٰلِكَ، كَمَا يَتَعَصَّبُ اَهْلُ الْحَدِيْثِ لِاَقْوَالِ نَبِيِّهِمْ، فَلَا عَجَبَ اَنْ يَّكُوْنَ اَهْلُ الْحَدِيْثِ هُمُ الطَّائِفَةُ الْمَنْصُوْرَةُ وَالْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ.)) [2]

---

[1] تاریخ بغداد: ۲/ ۱۸۰.

[2] مجموع رسائل التوجیهات الإسلامیة: ۱/ ۱۶۴.

Marfat.com

''سو اہل حدیث کسی خاص شخص کے قول کے لیے تعصب نہیں کرتے، چاہے وہ کتنا بڑا امام ہو، سوائے محمد ﷺ کے، جبکہ وہ لوگ جو اہل حدیث کی طرف اپنی نسبت نہیں کرتے، وہ اپنے ائمہ کے اقوال کے لیے تعصب کرتے ہیں، حالانکہ ائمہ نے انہیں اس سے روکا ہے، اور اہل حدیث صرف اپنے نبی ﷺ کے اقوال کے لیے تعصب کرتے ہیں، اس لیے کوئی عجب نہیں کہ طائفہ منصورہ اور فرقہ ناجیہ یہی اہل حدیث ہوں۔''

الشیخ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ

((اَلتَّعَصُّبُ لِلْآرَاءِ وَالرِّجَالِ: یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَاتِّبَاعِ الدَّلِیْلِ وَمَعْرِفَةِ الْحَقِّ، قَالَ تَعَالٰی: ﴿وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا﴾ وَهٰذَا هُوَ الشَّانُ فِی الْمُتَعَصِّبِیْنَ الْیَوْمَ مِنْ بَعْضِ اِتِّبَاعِ الْمَذَاهِبِ الصُّوْفِیَّةِ وَالْقُبُوْرِیِّیْنَ إِذَا دُعُوْا إِلٰی اِتِّبَاعِ الْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَنَبْذِ مَا هُمْ عَلَیْهِ فَمَا یُخَالِفُهُمَا اِحْتَجُّوْا بِمَذَاهِبِهِمْ وَمَشَائِخِهِمْ وَآبَاءِهِمْ وَاَجْدَادِهِمْ.)) [1]

''آراء اور اشخاص کے لیے تعصب، جو کہ انسان کو اتباعِ دلیل اور حق کی معرفت سے روک دیتا ہے، (یہی ظہورِ بدعات کے اسباب میں سے ایک ہے) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جس چیز کو اتارا ہے اس کی پیروی کرو، تو وہ جواب دیتے ہیں کہ نہیں ہم تو اس چیز کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا'' اور یہی حال آج ان متعصب لوگوں کا ہے جن کا تعلق صوفیاء اور قبر پرستوں کے ساتھ ہے، اور وہ مذاہب کی پیروی کرتے ہیں، تو انہیں جب کتاب وسنت کی پیروی کی طرف دعوت دی جائے اور انھیں کہا جائے کہ تمہارے اندر کتاب وسنت سے ٹکرانے والی جو باتیں ہیں انہیں چھوڑ دو، تو یہ اس کے مقابلے

[1] کتاب التوحید، ص: ۱۱۰.

Marfat.com

میں اپنے مذاہب، مشائخ اور آباؤ اجداد کو دلیل بناتے ہیں۔''

ذہبی نے سمعانی سے نقل کیا ہے کہ آخر میں (احمد بن محمد حنفی) اُن کو مذہبی تعصب بہت ہو گیا تھا یہاں تک اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ علماء کو وحشت ڈال دی اور قوموں میں عداوت پھیلا دی حتی کہ منبروں پر بیٹھ کر لعنت کی نوبت پہنچتی۔ ❶

امیر کاتب عمید کے بارے میں فوائد بہیہ میں لکھتے ہیں:

''حنفیوں کے اندر سردار تھے لغت وفقہ میں پیش پیش تھے۔ اپنے آپ کو بہت بڑا جانتے تھے۔ مخالفین کے ساتھ سخت تعصب رکھتے تھے۔ چنانچہ اُن کے الفاظ جو اُن کی تصانیف مثل شرح منتخب حسامی اور شرح ہدایہ میں واقع ہیں وہ اس پر دلالت کرتے ہیں۔ اپنے مخالف کے ساتھ زبان درازی کرنے والے تھے۔ شافعیہ کے ساتھ عداوت رکھتے تھے۔ اس میں انہوں نے بڑی کوشش کی۔ رفع الیدین کرنے سے نماز کے فاسد ہو جانے کا حکم لگا دیا تھا۔ آخر عظیم محدث سبکی رحمہ اللہ نے ان کا رڈ کیا تب انہوں نے اس مسئلہ سے رجوع کیا۔'' ❷

## خیانت برتنا:

مقلدین اکثر مسائل بتلاتے وقت خیانت علمی سے کام لیتے ہیں۔ چنانچہ اُن کتابوں میں لکھا ہوا ہے:

''فتویٰ طلب کرنے والا پوچھے کہ اس مسئلہ میں شافعی رحمہ اللہ کا کیا قول ہے تو مفتی جواب میں ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول بیان کر دے۔'' ❸

## ۹۔ شرم وحیا کی رخصتی:

مقلدین ائمہ کتاب وسنت کو خیر آباد کہتے ہیں تو شرم وحیا کو بھی ساتھ ہی رخصت کر دیتے

---

❶ الارشاد إلی سبیل الرشاد، تالیف علامہ حافظ ابویحیی، ص: ۲۲۸.

❷ الارشاد إلی سبیل الرشاد، تالیف علامہ حافظ ابویحیی، ص: ۲۲۹۔ فوائد بہیہ.

❸ در مختار: ۴/۲۷۲.

Marfat.com

ہیں۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے:

۱: اپنے ذکر کو یا دوسرے کے ذکر کو پکڑنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ❶

۲: زندہ یا مردہ جانور یا کم عمر لڑکی سے جماع کیا تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ ❷

۳: جانور یا مردہ یا کم عمر لڑکی سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو غسل فرض نہیں۔ ❸

۴: کسی جانور کا ذکر فرج یا دبر میں داخل کرے تو غسل لازم نہیں۔ ❹

۵: نفاس والی کے چالیس دن گزرنے کے بعد بغیر غسل کے صحبت جائز ہے۔ ❺

۶: نجاست بھرا کپڑا اس قدر چاٹے کہ نجاست کا اثر جاتا رہے تو پاک ہے۔ ❻

۷: جس عضو پر نجاست لگی ہو وہ تین بار چاٹنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ ❼

۸: چھری پر نجاست لگے تو چاٹنے سے پاک ہے۔ ❽

۹: بہشتی زیور میں جناب اشرف علی خاں تھانوی لکھتا صاحب لکھتے ہیں کہ:

کسی کے لڑکا پیدا ہو رہا ہے لیکن ابھی سب نہیں نکلا کچھ باہر ہے اور کچھ نہیں نکلا ایسے وقت میں بھی اگر ہوش و حواس باقی ہوں تو نماز پڑھنا فرض ہے قضا کر دینا درست نہیں، البتہ اگر پڑھنے سے بچہ کی جان کا خوف ہو تو نماز قضا کر دینا درست ہے۔'' ❾

۱۰: بہشتی زیور میں اشرف علی خاں تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ مردہ عورت کا دودھ دوہ کر کسی بچہ کو پلا دیا تو اس سے بھی سب رشتے حرام ہو گئے۔ ❿

۱۱: ردالمختار ۱/۱۳۹ میں ہے کہ:

---

❶ عالمگیری: ۱/۱۸۔ ❷ عالمگیری: ۱/۲۲۔ در مختار: ۹۵، ۹۶۔

❸ در مختار: ۱/۹۵۔ عالمگیری: ۱/۲۲۔ ھدایہ: ۱/۸۷۔

❹ در مختار: ۱/۹۵۔ ❺ شرح وقایہ: ۶۵۔

❻ ھدایہ: ۱/۲۷۸۔ عالمگیری: ۱/۷۰۔

❼ عالمگیری: ۱/۷۰۔ ❽ عالمگیری: ۱/۷۰۔ ھدایہ: ۱/۲۸۲۔

❾ بہشتی زیور، مسئلہ باب نماز کا بیان، حصہ دوم، ص: ۱۸۴۔

❿ بہشتی زیور، مسئلہ ۱۱، باب دودھ پینے اور پلانے کا بیان، حصہ چہارم، ص: ۳۱۸۔

Marfat.com

(( قَالَ مَشَایِخُنَا مَنْ صَلّٰی وَفِیْ کُمِّہٖ جَرٌّ وَتَجُوْزُ صَلَاتُہٗ وَقَیَّدَہُ الْفَقِیْہُ اَبُوْجَعْفَرِ الْھِنْدَوَانِیُّ بِکَوْنِہٖ مَشْدُوْدَ الْفَمِ. ))

''یعنی ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے: جو اس حالت میں نماز پڑھے کہ اس کی آستین میں کتے کا پلا ہو تو ایسی صورت میں نماز پڑھنا جائز ہے، فقیہ ابوجعفر ہندوانی نے یہ شرط لگائی ہے کہ کتے کا منہ بندھا ہونا چاہیے۔''

۱۲: اگر تشہد میں ہوا سبقت لے جائے تو دوبارہ وضو کرے، پھر سلام پھیرے کیونکہ سلام پھیرنا واجب ہے اور سلام پھیرنے کے لیے وضو ضروری ہے۔ لیکن اگر اس حالت میں جان بوجھ کر ہوا خارج کر دے یا گفتگو شروع کر دے یا نماز کے منافی کام کرے تو اس کی نماز مکمل ہوگی۔ [1]

۱۳: ابن عابدین شامی حنفی کے نزدیک امام کی شرطوں میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ ''ثُمَّ الْاَکْبَرُ رَأْسًا وَالْاَصْغَرُ عُضْوًا'' ''وہ بڑے سر والا اور چھوٹے عضو والا ہو۔'' [2]

۱۴: (( وَکَذٰلِكَ لَوْ تَزَوَّجَ بِذَاتِ رَحِمٍ مَحْرَمٍ نَحْوَ الْبِنْتِ وَالْاُخْتِ وَالْاُمِّ وَالْعَمَّةِ وَالْخَالَةِ وَجَامَعَھَا لَا حَدَّ عَلَیْہِ فِیْ قَوْلِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاِنْ قَالَ عَلِمْتُ اَنَّھَا عَلَیَّ حَرَامٌ. )) [3]

''اس طرح اگر کوئی محرمات ابدیہ سے نکاح کرے، مثلاً بیٹی، بہن، ماں، پھوپھی یا خالہ اور پھر ان سے جماع بھی کرے تو امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق اس پر کوئی حد نہیں چاہے، وہ یہ جانتا بھی ہو کہ یہ کام مجھ پر حرام ہے۔'' [4]

## ۱۱۔ حلال وحرام میں تمیز ختم:

تقلید کا ثمرہ یہ بھی ہے کہ مقلدین ائمہ کی تقلید میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دینے لگتے ہیں۔ چنانچہ فقہ حنفی کی معتبر کتاب ہدایہ میں مرقوم ہے:

---

[1] ہدایۃ اولین، ص: ۱۱۰۔
[2] ردالمختار: ۱/۳۷۵۔
[3] فتوی عالمگیری: ۳/۴۶۸۔
[4] فتاوی عالمگیری: ۳/۴۶۸۔

Marfat.com

۱: حرام چیز سے دوا کرنا اگر شفا کا یقین ہو تو جائز ہے۔ ①

۲: جو گوشت شراب میں پکایا گیا ہو وہ تین بار جوش دینے اور خشک کرنے سے پاک ہے۔ ②

۳: سور نمک سار میں گر کر نمک ہو جائے تو پاک ہے۔ ③

۴: کتے کی ہڈی اور بال اور پٹھے پاک ہیں اور کتے کی کھال کا ڈول اور جائے نماز بنانا جائز ہے۔ ④

۵: سور یا کتے کی پیٹھ پر غبار ہو تو تیمم جائز ہے۔ ⑤

۶: روزہ میں ہاتھ سے منی نکالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ ⑥

۷: خلیفہ اور امام اور بادشاہ زنا کرے تو حد نہیں۔ ⑦

۸: جانور سے جماع کرنے پر حد نہیں آتی۔ ⑧

۹: زوجہ مفقود الخبر نوے برس انتظار کرے۔ ⑨

## ۱۲۔ حیرت واضطراب:

مقلدین کی زندگی بس حیرت واضطراب کی حالت میں ہی گزرتی ہے۔

## ایک مصری عالم کا حال دل سنیئے:

جامع ازہر میں ہم نے باب وضوء تین ماہ میں پڑھا۔ مگر وضوء کی حقیقت وسہولت سمجھ نہ آئی۔ یہاں تک کہ فقہ السنہ نے آنکھوں پر سے پردہ اٹھایا۔ ہم میں بہتیرے جامعہ ازہر میں بارہ بارہ اور پندرہ پندرہ برس رہتے ہیں۔ اور مذاہب اربعہ میں کسی ایک مذہب کی اکثر وبیشتر کتابیں پڑھ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ فضیلت کی سند بھی مل جاتی ہے۔ لیکن جب آخر میں غور کرتے ہیں

---

① ھدایہ: ۱/۱۳۹۔ ② درمختار: ۱/۱۷۲۔

③ عالمگیری: ۱/۶۹۔ درمختار: ۱۷۰۔ ④ درمختار: ۱/۱۱۹۔ ھدایہ: ۱/۱۳۵۔

⑤ ابو حنیفہ۔ ھدایہ: ۱/۱۸۲۔ ⑥ درمختار: ۱/۵۶۴۔ ھدایہ: ۱/۱۱۲۔

⑦ درمختار: ۲/۲۷۶۔ عالمگیری: ۳/۲۷۰۔ ھدایہ: ۲/۴۶۳۔ شرح وقایہ: ۲/۹۶۔

⑧ درمختار: ۲/۴۷۲۔ عالمگیری: ۳/۲۶۸۔ ھدایہ: ۲/۵۴۵۔ شرح وقایہ: ۲/۹۶، ۹۵۔

⑨ عالمگیری: ۳/۵۱۰، ۵۱۱۔ ھدایہ: ۲/۹۳۶۔ شرح وقایہ: ۲/۱۲۲۔

Marfat.com

تو معلوم ہوتا ہے کہ باوجود اتنی کتابیں رٹ جانے کے خود اس مذہب کی بھی تحقیق حاصل نہیں ہو پائی۔ دوسرے مذاہب کی تحقیق اور تفسیر وحدیث کا علم تو بہت دور رہا۔ چنانچہ ہم ہمیشہ حیرت واضطراب میں پڑے رہتے ہیں کہ اختلافی مسائل میں طریق ترجیح تک نہیں جانتے۔'' ❶

## ۱۲۔ تقلید شرک کا سبب ہے:

مولانا سرفراز خان صاحب صفدر (دیوبندی، حنفی) فرماتے ہیں: کسی ایک خاص مجتہد کی ایسی تقلید کہ اس کے قول کو حق وصواب سمجھا جائے اور اس سے خطاء اور غلطی کو ناممکن تصور کیا جائے،......ایسی تقلید مفضی الی الشرک ہے۔ ❷

قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے آلِ عمران آیت نمبر ۶۴ کے تحت تقلید کو شرک کہا ہے۔ ❸

## ۱۳۔ مذہب کی خاطر حیلہ سازی:

مقلدین اپنے ائمہ کے اقوال کو تقویت دینے اور اپنے مذہب کا دفاع کرنے کے لیے عموماً حیلہ سازی سے کام لیتے ہیں۔ چنانچہ ان کا کہنا ہے کہ:

۱: ((وَاِذَا نَقَبَ اللِّصُّ الْبَیْتَ فَدَخَلَ وَاَخَذَ الْمَالَ وَنَاوَلَهُ اٰخر خَارِجَ الْبَیْتِ فَلَا قَطْعَ عَلَیْهِمَا.)) ❹

''کوئی چور نقب لگا کر گھر میں داخل ہو کر مال چوری کرے گھر سے باہر موجود شخص وہ مال لے لے تو دونوں کے ہاتھ نہ کاٹے جائیں گے۔''

۲: اور دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:

((وَكَذٰلِكَ اِنْ حَمَلَهُ عَلٰی حِمَارٍ فَسَاقَهُ وَاَخْرَجَهُ.)) ❺

''اگر چور مال سمیٹ کر گدھے پر لاد کر ہانک کرلے جائے تو ہاتھ نہیں کٹیں گے۔''

---

❶ مقدمہ ھدی الرسول، ص:۴۔
❷ الکلام المفید، ص:۳۱۰۔
❸ الظفر المبین۔
❹ ھدایہ اولین، ص:۵۲۵۔
❺ ھدایہ اولین، ص:۵۲۶۔

Marfat.com

## ۱۴۔ دوسرے مسلمان کو حقیر جاننا حتی کہ خارج از اسلام سمجھنا:

مقلدین دوسرے مسلمانوں کو مسلمان تصور ہی نہیں کرتے، اور ان سے نکاح وشادی کو بھی حرام سمجھتے ہیں۔ چنانچہ محمد بن موسیٰ البلاساغونی حنفی کا کہنا تھا کہ

محمد بن موسیٰ البلاساغونی حنفی سے مروی ہے کہ اس نے کہا:

((لَوْ كَانَ لِيْ اَمْرٌ لَاَخَذْتُ الْجِزْيَةَ مِنَ الشَّافِعِيَّةِ.)) [1]

''اگر میرے پاس اختیار ہوتا تو میں شافعیوں سے جزیہ لیتا۔''

عیسی بن ابی بکر بن ایوب الحنفی سے جب پوچھا گیا کہ تم حنفی کیوں ہو گئے ہو جبکہ تمہارے خاندان والے سارے شافعی ہیں؟ تو اس نے جواب دیا: کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ گھر میں ایک مسلمان ہو! [2]

حنفیوں کے ایک امام السفکر دری نے کہا ہے:

(( لَا يَنْبَغِيْ لِلْحَنَفِيِّ اَنْ يُزَوِّجَ بِنْتَهُ مِنْ شَافِعِيِّ الْمَذْهَبِ وَلٰكِنْ يَتَزَوَّجُ مِنْهُمْ.)) [3]

''حنفی کو نہیں چاہیے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح کسی شافعی مذہب والے سے کرے لیکن وہ اس (شافعی) کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے۔''

## ۱۵۔ تقلید کا ثمرہ قتل وغارت کی صورت میں:

تقلید شخصی کی وجہ سے ائمہ اربعہ کی تقلید کرنے والے لوگوں نے آپس میں لڑائی جھگڑے اور قتل وغارت تک کرنے سے گریز نہ کیا۔ حنفیوں اور شافعیوں نے ایک دوسرے سے خونریز جنگیں لڑیں ایک دوسرے کو قتل کیا دکانیں لوٹیں اور محلے جلائے۔ [4]

امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ کی زبانی سنیے:

---

[1] میزان الاعتدال للذہبی: ۵۲/۴. [2] الفوائد البھیہ، ص: ۱۵۲، ۱۵۳.

[3] فتاویٰ بزازیہ علی ھامش فتاویٰ عالمگیریہ ۱۱۲/۴.

[4] معجم البلدان: ۲۰۹/۱۔ اصبھان: ۱۱۷/۳۔ تاریخ ابن اثیر۔ الکامل: ۹۲/۹۔ حوادث سنة ۵۴۱ھ.

Marfat.com

''فقہ کے مذاہب اربعہ جب مشخص ومدوّن ہو گئے اور تقلید شخصی کا التزام ہو گیا تو سوال پیدا ہوا کہ ان چاروں اماموں میں افضل کون ہے حضرت امام ابوحنیفہ یا حضرت امام شافعی؟ اب بحث شروع ہوئی اور بحث نے جنگ وقتال کی شکل اختیار کی۔ چنانچہ ہلاکو خان کو اسلامی ممالک پر حملہ کی سب سے پہلی ترغیب خراسانیوں کے اسی جھگڑے سے ملی تھی۔ حنفیوں نے شافعیوں کی ضد میں آ کر بلاوا بھیجا اور شہر کے پھاٹک کھول دیئے۔ جب تاتاریوں کی تلوار چل گئی تو اس نے نہ شافعیوں کو چھوڑا نہ حنفیوں کو۔'' ((فَجَاسُوْا خِلَالَ الدِّیَارِ وَکَانَ وَعْدًا مَفْعُوْلًا.)) ❶

## ۱۶۔ حق کو قبول کرنے سے اعراض:

مقلدین قبول حق سے اعراض برتتے ہیں۔ چنانچہ امام فخر الدین الرازی لکھتے ہیں:

''ہمارے استاد جو خاتم المحققین والمجتہدین ہیں: فرماتے ہیں کہ میں نے فقہائے مقلدین کے ایک گروہ کا مشاہدہ کیا ہے کہ میں نے انہیں کتاب اللہ کی بہت سی آیتیں سنائیں جو ان کے تقلیدی مذہب کے خلاف تھیں تو انہوں نے (نہ) صرف ان کے قبول کرنے سے اعراض کیا بلکہ ان کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں دی۔'' ❷

## ۱۷۔ تقلید سے جہالت آتی ہے:

عبید اللہ بن المعتز (متوفی ۲۴۷ھ) سے مروی ہے:

((لَا فَرْقَ بَیْنَ بَهِیْمَةٍ تُقَادُ وَإِنْسَانٍ یُقَلِّدُ.)) ❸

''یعنی تقلید کرنے والے انسان اور ہنکائے جانے والے جانور میں کوئی فرق نہیں ہے۔''

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''کسی امام یا عالم کی بات بغیر دلیل وتحقیق کے آنکھیں بند کر کے قبول کرنا تقلید کہلاتا

❶ ملخص ترجمان القرآن: ۲/ ۴۹۴.

❷ تفسیر کبیر، سورۃ التوبہ آیت: ۱۳، ج: ۱۶، ص: ۳۷۔ اصلی اهل سنت، ص: ۱۳۵، ۱۳۶.

❸ جامع بیان العلم وفضله: ۲/ ۱۱۴۔ اعلام الموقعین: ۲/ ۱۹۶۔ الرد علی من اخلد الی الارض، ص: ۱۲۱.

Marfat.com

ہے قطع نظر اس سے کہ اس نے یہ بات کہاں سے لی اور کس سے لی ہے۔ ایسا اندھا مقلد جاہل اور علم سے کورا ہے۔ پھر آپ نے اس کی دلیل میں قرآنِ مجید کی یہ آیت پیش کی ﴿فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ ''یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔'' اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو معرفت اور تحقیق کا حکم دیا ہے نہ کہ ظن اور تقلید کا۔'' [1]

## ۱۸۔ شریعت سازی:

مقلدین جب اپنے مذہب کی خاطر اور اپنے اپنے ائمہ کے اقوال کو تقویت پہنچانے کے لیے اصول وضوابط گھڑتے ہیں یا پھر اپنے امام کے قول کو حدیث وسنت پر ترجیح دیتے ہیں تو گویا وہ شریعت سازی کر رہے ہوتے ہیں۔ چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

((مَنِ اسْتَحْسَنَ فَقَدْ شَرَّعَ.)) [2]

''جس نے کسی عمل کو اپنی طرف سے اچھا جانا اس نے شریعت سازی کی۔''

احناف کے مشہور ومعروف عالم مسعود بن شیبہ اپنی ''کتاب التعلیم'' کے مقدمے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید کے بارے میں رقم طراز ہیں:

((اِنَّهٗ یَجِبُ عَلٰی اَهْلِ الْغَرْبِ وَالشَّرْقِ بَلْ عَلٰی کَافَّةِ الْخَلْقِ اَنْ یَّتَّخِذُوْا اَبَا حَنِیْفَةَ اِمَامًا وَعَقِیْدَتَهٗ دِیْنًا وَقَوْلَهٗ مَذْهَبًا بِحَیْثُ لَا یَبْغُوْنَ عَنْهُ حَوْلًا وَلَا یُرِیْدُوْنَ بِهٖ بَدْلًا.))

''مشرق ومغرب میں رہنے والوں پر بلکہ تمام مخلوق پر واجب ہے کہ وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو اپنا امام، ان کے عقیدے کو اپنا دین اور ان کے اقوال کو اپنا مذہب اس طور سے بنائے کہ نہ اس سے آگے بڑھ سکے اور پیچھے پلٹ سکے بلکہ تاحیات حنفی المذہب بن کے رہیں۔''

محمود الحسن دیوبندی صاحب مزید فرماتے ہیں:

---

[1] فقه الاکبر لا مام ابوحنیفه، طبع مصر، ص: ۱۰.
[2] الإحکام للآمدی: ۴/ ۱۶۲.

Marfat.com

''کیونکہ قولِ مجتہد بھی قول رسول اللہ ﷺ ہی شمار ہوتا ہے۔''❶

## شیخ عبدالرحمن بن حسن آل الشیخ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''یہ برائی عام ہو چکی ہے، خصوصاً ان لوگوں میں جو اہل علم کہلاتے ہیں، انہوں نے کتاب وسنت کے سامنے رکاوٹیں کھڑی کر دی ہیں اور لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی پیروی سے روک رہے ہیں، چنانچہ ان کا کہنا ہے کہ کتاب وسنت سے صرف مجتہد ہی دلیل لے سکتا ہے، اور اب اجتہاد کا دروازہ بند ہے، نیز یہ کہتے ہیں کہ جس کی ہم تقلید کرتے ہیں وہ آپ سے بڑا عالم بالحدیث تھا، تو اس طرح کی باتوں کا مقصد صرف یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع نہ کی جائے جو کہ وحی کے بغیر بولتے ہی نہیں تھے، اور اس شخص کی بات پر مکمل اعتماد کیا جائے جو غلطی بھی کر سکتا ہے...... سو ہر مکلّف پر واجب ہے کہ اسے جب کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے کوئی دلیل مل جائے اور اسے اس کا معنی بھی سمجھ میں آ جائے تو وہ اس پر عمل کر گزرے، خواہ اس پر کسی عالم یا امام نے عمل کیا ہو یا نہ کیا ہو، اور اس بات پر ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے اجماع نقل کیا۔''❷

## ۱۹۔ مذہب کی خاطر تاویلات:

مقلدین اپنے ائمہ کے اقوال کی خاطر قرآنی آیات اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی تاویلات کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ چنانچہ ابوالحسن کرخی حنفی نے لکھا ہے:

((اَنَّ كُلَّ آيَةٍ تُخَالِفُ قَوْلَ اَصْحَابِنَا فَاِنَّهَا تُحْمَلُ عَلَى النَّسْخِ اَوْ عَلَى التَّرْجِيْحِ، وَالْاَوْلَى اَنْ تُحْمَلَ عَلَى التَّاوِيْلِ مِنْ جِهَةِ التَّوْفِيْقِ.))❸

''ہر وہ آیت قرآنیہ جو ہمارے فقہاء کے اقوال کے خلاف ہے اسے یا تو نسخ پر محمول

---

❶ تقاریر حضرت شیخ الهند، ص: ۲۴۔ الورد الشذی، ص: ۲۔

❷ فتح المجید، صفحہ نمبر: ۳۳۹۔ ۳۴۰۔

❸ اصولِ کرخی: ۱۲۔

Marfat.com

کیا جائے گا یا ترجیح پر۔ زیادہ بہتر یہی ہے کہ اسے تاویل پر محمول کیا جائے تا کہ موافقت پیدا ہو جائے۔"

مزید لکھتے ہیں:

((اَنَّ کُلَّ خَبَرٍ یَجِئُی بِخِلَافِ قَوْلِ اَصْحَابِنَا فَاِنَّہٗ یُحْمَلُ عَلَی النَّسْخِ اَوْ عَلٰی اَنَّہٗ مُعَارِضٌ بِمِثْلِہٖ.)) [1]

"ہر وہ حدیث جو ہمارے اصحاب کے قول کے خلاف ہو اسے منسوخ سمجھا جائے گا یا اس کے مثل حدیث کے معارض سمجھا جائے گا۔"

## ۲۰۔ مقلد، مبتدع جماعت اہل سنت سے خارج ہے:

علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَالَّذِیْ یَجِبُ اَنْ یُّقَالَ: کُلُّ مَنِ انْتَسَبَ اِلٰی اِمَامٍ غَیْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ یُوَالِی عَلٰی ذٰلِکَ وَیُعَادِی عَلَیْہِ فَہُوَ مُبْتَدِعٌ خَارِجٌ عَنِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ، سَوَاءٌ کَانَ فِی الْاُصُوْلِ اَوِ الْفُرُوْعِ.)) [2]

"یہ کہنا واجب (فرض) ہے کہ ہر وہ شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی دوسرے امام سے منسوب ہو جائے، اس انتساب پر وہ دوستی رکھے اور دشمنی رکھے تو یہ شخص بدعتی ہے، اہل سنت والجماعت سے خارج ہے، چاہے (انتساب) اصول میں ہو یا فروع میں۔"

## ۲۱۔ تقلید کی وجہ سے ہر گروہ اپنے مذہب کی دعوت دیتا ہے:

تقلید کی وجہ سے ہر گروہ اپنے مذہب اور امام کی طرف بلاتا ہے، نہ کہ اسلام کی طرف نتیجتاً حیرانی ہی حیرانی ہوتی ہے۔

شیخ محمد سلطان معصومی نے اپنی کتاب "ھل اعلم ملتزم باتباع مذھب معین، ص: ۳" پر ذکر کیا ہے، کہ: "جاپان کے شہر ٹوکیو سے انہیں ایک خط موصول ہوا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

[1] اصول الکرخی، ص: ۳۷۳.
[2] الکنز المدفون والفلک المشحون، ص: ۱۴۹.

Marfat.com

جاپان کے چند روشن دماغ آدمی اسلام کی طرف مائل ہوئے تو انہوں نے اپنا ارادہ جمعیت المسلمین ٹوکیو کے سامنے ظاہر کیا، تو وہاں پر جو ہندوستان کے حنفی علماء تھے، وہ کہنے لگے: تم ابوحنیفہ کے مذہب کو قبول کرو۔ کیونکہ وہ سراج امت ہیں۔ لیکن جاوا (انڈونیشیا) کے شافعی علماء نے ان کو مشورہ دیا کہ تم شافعی مذہب قبول کرو تو وہ لوگ دونوں گروہوں کی کھینچا تانی کی وجہ سے سخت متحیر ہوئے اور اسلام قبول نہ کر سکے۔''

شیخ محمد حیات سندھی حنفی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

''ہمارے اہل زمانہ نے جو خاص مذہب کے التزام کی بدعت ایجاد کی ہے کہ ہر ایک کی ایک مذہب سے منتقل ہو کر دوسرے مذہب میں جانے کو ناجائز کہتا ہے۔ تو یہ جہالت بدعت اور ظلم ہے۔ ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جو صحیح غیر منسوخ احادیث کو چھوڑ کر جن مذاہب کی کوئی سند نہیں انہیں سے تمسک کرتے ہیں۔'' إنا لله وإنا إليه راجعون۔ [1]

بین المذاہب رسہ کشی کی مثالوں سے کتب بھری پڑی ہیں، اسی تعصب اور اپنے مذہب کی طرف دعوت دینے کے نتیجے میں مسجد الحرام میں چار مصلے، بلکہ کچھ عرصہ شیعہ زیدیہ کا پانچواں مصلی اس کی بین دلیل ہے، جیسا کہ ابن جبیر اندلسی نے ۵۷۸ھ کے سفر نامہ حج میں ذکر کیا ہے۔ اختلاف کا کس قدر بدنما منظر ہوگا کہ جسے دیکھ کر اعداء اسلام کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچے۔ العیاذ باللہ

علامہ صنعانی لکھتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ کے اِس حرم کہ جس کے سب مقامات سے افضل ترین مقام ہونے پر علماء امت کا اجماع ہے، میں بھی پھر کسی، جاہل، گمراہ اور برے ملوک نے ان مصلوں کو ایجاد کیا۔ جس کی وجہ سے عباد اللہ کی عبادت کو بھی متفرق کر کے کتنے مفاسد پیدا کیے، یہ اللہ ہی جانتا ہے۔

اہل اسلام کی عبادت کو متفرق کرنا، ایسی بدعت ہے کہ جس سے ابلیس لعین کی

---

[1] إيقاظ هم اولي الابصار، ص: ۷۰.

Marfat.com

آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں، اور پھر مسلمانوں کو شیطان کے لیے مسخرہ بنا دیا۔''❶

علامہ شوکانی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

''مکہ مکرمہ میں مختلف مصلوں کی ایجاد کے بدعت ہونے پر اجماع ہے۔ جسے چرکسی ملوک میں سے فرج بن برقوق نے نویں صدی ہجری کے اوائل میں ایجاد کیا۔ اس زمانے کے اہل علم نے اس پر نکیر کیا۔ اور اس کی مخالفت میں کتابیں بھی لکھیں۔ اللہ اکبر۔

مقام تعجب ہے کہ زمین پر سب سے افضل مقام میں مسلمانوں کے برے بادشاہ نے اس بدعت کو ایجاد کیا، جسے بعد کے اہل خیر ملوک نے برا جانا، کیونکہ ان مصلوں نے مسلمانوں کی باجماعت نماز کو کئی ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔ حالانکہ صادق و مصدوق پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اختلاف اور تفرقہ سے منع فرمایا اور اتحاد و اتفاق کا درس دیا۔ بلکہ آپ نے بیک وقت مختلف جماعتیں کرانے سے منع فرمایا ہے۔

سب سے خطرناک اور اسلام اور اہل اسلام پر گراں بات یہ کہ حرم مکی میں ہر امام اپنی الگ الگ جماعت کھڑی کرتا۔ ہر امام کے مقلد و متبع اپنے ہی مصلی پر اس کے پیچھے کھڑے ہوتے، ایسا معلوم ہوتا کہ یہ لوگ مختلف شریعتوں اور ادیان کے جانتے مانتے ہیں۔'' انا للہ وانا الیہ راجعون ❷

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر وصی اللہ محمد عباس مدرس ومفتی مسجد الحرام و پروفیسر جامعہ ام القریٰ مکۃ المکرمہ نے اپنی کتاب ''المسجد الحرام تاریخہ واحکامہ'' میں اس مسئلے کو تاریخی طور پر ذکر کیا ہے۔ اس میں لکھتے ہیں کہ: ''مجھے تتبع کے بعد ائمہ اربعہ کے مصلوں اور محاریب کا پہلا ذکر ۴۸۸ھ میں ملا۔ اس کا معنی یہ ہے کہ یہ مصلے نویں صدی سے بہت پہلے ہی ایجاد ہو چکے تھے۔❸

مزید برآں اپنی کتاب ''تقلید کا حکم، ص: ۱۱۶'' پر رقمطراز ہیں: ''اللہ کے فضل و کرم سے یہ

---

❶ تطہیر الإعتقاد عن ادران الالحاد، ص: ۳۴.

❷ إرشاد السائل إلی دلائل المسائل، ص: ۹۵.

❸ المسجد الحرام تاریخہ واحکامہ، ص: ۱۶۳، ۱۶۹.

Marfat.com

بدعت حرم پاک سے ختم ہوگئی۔ جب اسلام کے عبقری، اللہ کے دین کے مجدد شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمن آل فیصل رحمہ اللہ جزیرہ عرب پر حاکم ہوئے اور اپنی حکومت کی بنیاد کتاب وسنت پر رکھی، جس نے دین حنیف کی خدمت کا حتی الامکان حق ادا کیا، کتاب وسنت کی تعلیم کو عام کیا۔ عقیدہ سلف کی ایسی خدمت کی جس کی مثال بہت صدیوں کے پہلے قرونِ خیر ہی میں مل سکتی ہے۔ اللہ ان کو اپنی رحمت میں رکھے، آمین!

البتہ اموی مسجد دمشق میں جیسا کہ وہاں کے لوگوں نے بتایا ہے کہ چار محراب اب بھی باقی ہیں۔ اللہ انہیں بھی زائل کر کے مسلمانوں کو ایک امام پر اکٹھا کر دے۔

Marfat.com

# مقلدین ائمہ کی کتب کا سرسری جائزہ

مقلدین ائمہ میں سے ہم صرف امام ابوحنیفہ کے مقلدین کی کتب اصول فقہ کا سرسری جائزہ پیش کیے دیتے ہیں تاکہ عوام مقلدین پر اس حقیقت کا پتا چل جائے کہ جن کتب پر ان کا اعتماد ہے، اُن کی حیثیت علمی وفقہی کیا ہے؟

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَجَدْتُ اَكْثَرَهُمْ يَزْعَمُوْنَ اَنَّ بِنَاءَ الْخِلَافِ بَيْنَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالشَّافِعِيِّ عَلٰى هٰذِهِ الْاُصُوْلِ الْمَذْكُوْرَةِ فِيْ كِتَابِ الْبَزْدَوِيِّ وَنَحْوِهٖ، وَاِنَّمَا الْحَقُّ اَنَّ اَكْثَرَهَا اُصُوْلٌ مُخَرَّجَةٌ عَلٰى قَوْلِهِمْ وَاَنَّهَا لَا تَصِحُّ بِهَا رِوَايَةٌ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَصَاحِبَيْهِ." [1]

"اکثر مقلدین کا خیال ہے کہ اصول امام ابوحنیفہ اور صاحبین سے منقول ہیں لیکن یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ اصول ان کے فروعی مسائل اور اقوال سے بنائے گئے ہیں۔ لہٰذا اصول کو ان کی طرف منسوب کرنا درست نہیں ہے۔"

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: جس شخص کی سنت مطہرہ پر نظر ہے اور وہ سنت کی تحقیق اور اشاعت میں مشغول رہتا ہے۔ اسے خوب معلوم ہے کہ کتب فقہ ایسے اقوال سے بھری پڑی ہیں۔ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا بھی جائز نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ جید حنفی عالم عبدالحیٔ حنفی لکھنوی تسلیم کرتے ہیں کہ:

"کتنی کتابیں ایسی ہیں جو جلیل القدر فقہاء کے ہاں قابل اعتماد ہیں لیکن ضعیف احادیث سے بھری پڑی ہیں۔ پس ہم غور وفکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ

---

[1] الانصاف، ص: ۸۸۔ حجۃ البالغۃ: ۱/۱۶۰۔

Marfat.com

اگرچہ ان کتابوں کے مؤلفین نیک تھے لیکن وہ احادیث کے نقل کرنے میں سہل افکار تھے۔''①

امام ابوحنیفہ کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی، اور فقہ حنفی کی کتب امام ابوحنیفہ کی وفات کے صدیوں بعد لکھی گئیں جس طرح یہود ونصاریٰ اپنی کتب سیّدنا موسیٰ اور سیّدنا عیسیٰ علیہما السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں، بالکل اسی طرح حنفی حضرات بھی اپنی کتب فقہیہ امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب کرتے ہیں جن کا تعلق امام ابوحنیفہ کے ساتھ ہرگز ثابت نہیں۔

یہ لوگ حدیث میں بہت کمزور تھے۔ چنانچہ مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:

''اِنَّ الْکُتُبَ الْفِقْهِيَّةِ وَاِنْ کَانَتْ مُعْتَبَرَةٍ فِیْ نَفْسِهَا بِحَسْبِ الْمَسَائِلِ الْفَرْعِيَّةِ وَکَانَ مُصَنِّفُوْهَا اَيْضًا مِنَ الْمُعْتَبِرِيْنَ وَالْفُقَهَاءِ الْكَامِلِيْنَ لَایعتمد علی الاحادیث المنقولة فیها اعتمادًا کلیا ولا یجزم بورودها وثبوتها قطعا بمجرد وقوعها فیها فکم من احادیث ذکرت فی الکتب المعتبرة وهی موضوعة ومختلقة.''②

مصنف بھی ایسے ہی معتبر فقہاء ہوں کہ ان کی فقاہت پر اعتماد کیا جاتا ہو لیکن ان احادیث پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے جو ان لوگوں نے اپنی کتب فقہ میں لکھی ہیں اور نہ ہی ان کا حدیث نام دے کر اپنی کتب میں کوئی عبارت لکھ دینے سے یقین کر لینا چاہیے کہ یہ ضرور حدیث ہی ہوگی۔ کیونکہ ان کتب فقہ میں بہت سی ایسی احادیث ہیں جو موضوع یعنی من گھڑت اور بناوٹی ہیں اور بہت سی مختلف فیہ ہیں یعنی جن کی صحت کا اعتبار نہیں ہے۔''

فقہ حنفی میں ہدایہ کو ''کالقرآن'' بھی کہا گیا ہے، اس کی روایات کے متعلق ملا علی قاری حنفی

① النافع الکبری لمن یطالع الجامع الصغیر، ص: ۱۲۲۔

② مقدمہ عمدۃ الرعایہ، صفحہ: ۱۲، مطبوعہ یوسفی۔

Marfat.com

قضائے عمری کے بارے میں ایک بے بنیاد روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"لَا عِبْرَةَ بِنَقْلِ النِّهَايَةِ وَلَا بِبَقِيَّةِ شُرَّاحِ الْهِدَايَةِ، فَإِنَّهُمْ لَيْسُوْا مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ، وَلَا أَسْنَدُوا الْحَدِيْثَ إِلَى أَحَدٍ مِنَ الْمُخَرِّجِيْنَ." [1]

"نہایہ شرح ہدایہ اور دیگر شارحین ہدایہ کی نقل کردہ روایاتِ حدیث کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ ایک تو وہ محدث نہیں دوسرے وہ روایات کا ماخذ (source) بھی بیان نہیں کرتے کہ کس محدث نے اس روایت کی تخریج کی ہے۔

مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:

"مِنْ كِتَابٍ مُعْتَمَدٍ اِعْتَمَدَ عَلَيْهِ أَجِلَّةُ الْفُقَهَاءِ مَمْلُوْءٌ مِنَ الْأَحَادِيْثِ الْمَوْضُوْعَةِ، وَلَاسِيَمَا الْفَتَاوٰى." [2]

"کتنی معتبر کتب ایسی ہیں جن پر جلیل القدر فقہاء نے اعتماد کیا ہے اور وہ موضوع احادیث سے بھری پڑی ہیں، خصوصاً فتاوے۔"

علامہ عبدالحی لکھنوی حنفی ببانگ دہل حق بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"أَلَا تَرَى إِلَى صَاحِبِ الْهِدَايَةِ مِنْ أَجِلَّةِ الْحَنَفِيَّةِ وَالرَّافِعِيِّ شَارِحٍ مِنْ أَجِلَّةِ الشَّافِعِيَّةِ مَعَ كَوْنِهِمَا مِمَّنْ يُشَارُ إِلَيْهِمَا بِالْأَنَامِلِ وَيَعْتَمِدُ عَلَيْهِ الْأَمَاجِدُ وَالْأَمَاثِلُ قَدْ ذَكَرُوْا فِيْ تَصْنِيْفَيْهِمَا مَا لَمْ يُوْجَدْ لَهُ أَثَرٌ عِنْدَ خَبِيْرٍ بِالْحَدِيْثِ." [3]

"یعنی کیا تم صاحب ہدایہ کی طرف نہیں دیکھتے جو سرتاج حنفیہ اور رافعی شارح جو چوٹی کے فقہاء شافعیہ میں شمار کیے جاتے ہیں باوجود اس کے کہ یہ وہ جلیل القدر ہستیاں ہیں کہ ان کی عظمت اور جلالت کی طرف انگلیوں سے اشارے کیے جاتے ہیں اور بڑے بڑے نامور علماء وفقہاء ان کے مسائل حلال وحرام پر اعتماد کرتے

---

[1] الأسرار المرفوعة: ۳۵۶ بیروت۔ موضوعات کبیر، ص: ۷۴، مطبوعہ مجتماعی، دھلی۔

[2] مقدمہ النافع الکبیر: ۱/۳۱۔ [3] اجوبہ فاضلہ۔

Marfat.com

چلے آئے ہیں، مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں نے بہت زیادہ ایسی احادیث اپنی کتابوں میں لکھی ہیں جو اس درجہ من گھڑت اور بناوٹی ہیں کہ اصل کتب حدیث سے ان کا ہرگز کچھ سروکار اور واسطہ ہی نہیں ہے۔''

الشیخ عبدالحق حنفی، مصنف ہدایہ کا علم حدیث کے ساتھ تعلق کو آشکارا کرتے ہوئے شرح سفرالسعادت، ص ۲۳، طبع لکھنؤ میں رقمطراز ہیں:

''اگر حدیثے آوردہ نزد محدثین خالی از ضعفے نہ غالباً اشتغال وقت آں آستاذ در علم حدیث کمتر بودہ۔''

''یعنی معلوم ہوتا ہے مصنف ہدایہ کو علم حدیث سے کچھ زیادہ تعلق اور واسطہ نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ ایسی احادیث نقل کرتا ہے جو کہ محدثین رحمہم اللہ کے نزدیک ناقابل اعتبار وضعیف ہیں۔''

ان جلیل القدر ہستیوں اور فقہاء کا یہ حال ہے، کہ احادیث کے ذکر کرنے میں تساہل برتتے ہیں اور احادیث کی اسانید کے بارے میں چھان بین سے کام نہیں لیتے۔ یعنی یہ ہے بڑی بڑی اور معتبر کتب فقہ کا حال کہ ان میں موضوع اور بے اصل روایات پائی جاتی ہیں۔ ان کی چند ایک مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

## ہدایہ کی موضوع اور بے اصل روایات:

پہلی حدیث:...... صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

''رُوِیَ أَنَّهُ- عَلَيْهِ السَّلَامِ- قَاءَ فَلَمْ يَتَوَضَّأْ.''[1]

''روایت کیا جاتا ہے کہ آپ علیہ السلام نے قے کی، لیکن وضو نہیں کیا۔''

تحقیق:...... حافظ زیلعی اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

''غریب جداً، بہت غریب ہے۔''[2]

---

[1] فتح القدیر: ۱/۳۹.

[2] نصب الرایة: ۱/۳۷، ۱۸۴.

Marfat.com

نوٹ :......ان کی غریب سے مراد یہاں یہ ہے کہ یہ حدیث ان کو نہیں ملی۔

اور ابن ہمام رقمطراز ہیں:

"أَمَّا حَدِيثُ، أَنَّهُ ﷺ قَاءَ فَلَمْ يَتَوَضَّأْ. فَلَمْ يُعْرَفْ." ①

"نبی کریم ﷺ نے قے کی، لیکن وضو نہیں کیا، تو یہ معروف نہیں ہے۔"

علامہ عینی نے کہا ہے:

"هٰذَا الْحَدِيثُ غَرِيبٌ لَا ذِكْرَ لَهُ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ." ②

"یہ حدیث غریب ہے، اس کا کتب حدیث میں کوئی وجود نہیں۔"

دوسری حدیث:...... صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

"وَقَالَ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - لَا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْمَغْرِبَ وَأَخَّرُوا الْعِشَاءَ." ③

"اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ "میری اُمت خیر پر رہے گی جب تک وہ مغرب کو جلد اور عشاء کو تاخیر سے ادا کرتی رہے گی۔"

تحقیق:......حافظ زیلعی اس کے متعلق لکھتے ہیں:

"قُلْتُ غَرِيبٌ." ④

"میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث غریب ہے۔"

ابن ابی العز الحنفی لکھتے ہیں:

"هٰذَا الْحَدِيثُ مُنْكَرٌ، لَا يُعْرَفُ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ." ⑤

"یہ حدیث منکر ہے، کتب حدیث میں پہچانی نہیں جاتی۔"

علامہ بدر الدین عینی فرماتے ہیں:

---

① ۱/۳۹. ② البناية: ۱/۱۹۸.

③ ۱/۲۲۸. ④ ۱/۲۴۶.

⑤ التنبيه على مشكلات الهداية: ۱۰/۳۶۸.

Marfat.com

”هٰذَا الْحَدِيْثُ لَهٗ أَصْلٌ وَلٰكِنْ بِغَيْرِ هٰذِهِ الْبَصَارَةِ.“ ❶

”اس حدیث کی اصل ہے لیکن دوسرے الفاظ سے۔“

تیسری صورت:...... صاحبِ ہدایہ لکھتے ہیں:

”لِقَوْلِهٖ -عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ- مَنْ قَلَّدَ بَدَنَةً فَقَدْ أَحْرَمَ.“ ❷

”یعنی جس شخص نے حج کے موقع پر مکہ میں قربانی ہونے والی اونٹنی کے گلے میں بطور علامت جوتا یا پٹا ڈال دیا ہو اس نے یقیناً احرام باندھ لیا یعنی ایسا کرنے سے اس پر احرام کی پابندیاں لاگو ہو جائیں گی، اگرچہ اس نے ابھی تک احرام نہ بھی باندھا ہو۔“

حافظ زیلعی اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

”قُلْتُ: غَرِيْبٌ مَرْفُوْعًا.“ ❸

”میں یہ کہتا ہوں کہ یہ حدیث مرفوعاً غریب ہے۔“

اس کے بعد انھوں نے ذکر کیا ہے کہ یہ ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔

اور یہی بات ابن ہمام نے ”فتح القدیر“ (۲/ ۵۱۴) میں اور علامہ عینی نے ”البنایۃ“ (۴/ ۱۷۴) میں کہی ہے۔

اور حافظ ابن حجر نے کہا ہے:

”لَمْ أَجِدْهُ مَرْفُوْعًا....“ ❹

”یہ حدیث مرفوعاً مجھے نہیں ملی۔“

اور ابن ابی العز نے کہا ہے:

”هٰذَا الْحَدِيْثُ غَيْرُ مَعْرُوْفٍ....“ ❺

”یہ حدیث غیر معروف ہے۔“

---

❶ البنایۃ: ۲/ ۴۹۔
❷ ۲/ ۵۱۴۔
❸ ۳/ ۹۷۔
❹ الدرایۃ: ۲/ ۳۲۔
❺ التنبیہ علی مشکلات الہدایۃ: ۳/ ۱۰۶۲۔

Marfat.com

پس انہی تین روایات کی حقیقت عیاں کرنے کے لیے چند باتوں پر اکتفا کرتے ہیں۔
ورنہ اس کتاب میں بہت سی احادیث ہیں جو بے اصل ہیں، اگر کسی کو اس بات میں شک وشبہ ہو تو وہ ''نصب الرایۃ''، ''الدرایۃ'' اور ''التنبیہ علی مشکلات الھدایۃ لابن ابی العز'' کا مطالعہ کر کے دیکھ لے۔ فانہ یری العجب العجاب.

درمختار بھی فقہ حنفی کی چوٹی کی کتاب ہے۔ اس کے صفحہ (۱۴۳) پر ''جامع المسانید'' وغیرہ کے حوالے سے امام ابوحنیفہ کی فضیلت سے متعلق ''أَبُوْحَنِيْفَةَ سِرَاجُ أُمَّتِي.'' روایت موجود ہے۔ اس کی اسنادی حیثیت بیان کرتے ہوئے ملا علی قاری حنفی رقمطراز ہیں:

''مَوْضُوْعٌ بِاتِّفَاقِ الْمُحَدِّثِيْنَ.'' [1]

''محدثین کا اتفاق ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے۔''

حنفی فتاویٰ میں بھی موضوع اور من گھڑت روایات پائی جاتی ہیں۔ قاضی خان اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

''رُوِيَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَكَلَ مُتَّكِأً.'' [2]

''روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ٹیک لگا کر کھانا کھایا۔''

یہ موضوع اور من گھڑت روایت ہے اور صحیح احادیث کے مخالف ہے کیونکہ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''إِنِّي لَا آكُلُ مُتَّكِأً.'' [3] ......''میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔''

اور یہی حال کتب اصول فقہ حنفی کا ہے۔ ملا جیون نے ''نور الانوار'' میں ایک حدیث میں اسی طرح ذکر کیا ہے:

''إِذَا انْسَلَخَ شَعْبَانُ فَلَا صَوْمَ إِلَّا عَنْ رَمَضَانَ.'' [4]

''جب شعبان ختم ہو جائے تو پھر رمضان ہی کا روزہ رکھو۔''

---

[1] موضوعات کبیر، رقم: ۴۔

[2] فتاویٰ قاضی خان: ۷۸۱/۴، مطبوع نور لکشور دھلی، منقول از الطوام المرعشۃ لبدیع الدین الراشدی، ص ۸۳۔

[3] صحیح بخاری، کتاب الأطعمۃ، رقم: ۵۳۹۸، ۵۳۹۹۔

[4] نور الأنوار، ص: ۲۱۱، بتحقیق حافظ ثناء اللہ زاھدی۔

Marfat.com

باب نمبر ٦:

# دین اسلام میں بدعت کی مذمت

فصل نمبر ا:

## بدعت کی لغوی تعریف

علامہ مجد الدین یعقوب بن محمد فیروز آبادی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"بِدْعَةٌ بِالْكَسْرِ: اَلْحَدَثُ فِي الدِّيْنِ بَعْدَ الْإِكْمَالِ أَوْ مَا اسْتُحْدِثَ بَعْدَ النَّبِيِّ مِنَ الْأَهْوَاءِ وَالْأَعْمَالِ." ❶

"بدعت: باء کے کسرہ کے ساتھ: ایسی چیز جو تکمیل دین کے بعد نکالی جائے یا وہ چیز جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خواہشات و اعمال کی صورت میں پیدا کی جائے۔"

علامہ محمد بن ابی بکر الرازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اَلْبِدْعَةُ: اَلْحَدِيْثُ فِي الدِّيْنِ بَعْدَ الْإِكْمَالِ." ❷

"بدعت: تکمیل دین کے بعد کسی چیز کو دین میں نیا ایجاد کرنا ہے۔"

امام ابو اسحٰق الشاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اصل مادہ اس کا "بدع" ہے۔ جس کا مفہوم کسی سابقہ نمونے کے بغیر کسی چیز کا ایجاد کرنا ہے۔ اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ "یعنی آسمانوں اور زمین کو کسی سابقہ نمونے کے بغیر بنانے والا۔"

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ﴾ (الاحقاف: ۹)

"آپ کہہ دیں! میں اللہ کی طرف سے رسالت لے کر آنے والا پہلا آدمی نہیں

---

❶ القاموس المحیط: ۳/۳۔ ❷ مختار الصحاح، ص: ۴۴۔

Marfat.com

ہوں بلکہ مجھ سے پہلے بھی بہت رسول آچکے ہیں۔"

اسی طرح جب کہا جاتا ہے! "اِبْتَدَعَ فُلَانٌ بِدْعَةً" تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ "اس نے ایسا طریقہ شروع کیا جس کی طرف پہلے کسی نے سبقت نہیں کی۔"[1]

ان ائمہ لغات کی توضیحات سے معلوم ہوا کہ بدعت کا مفہوم یہ ہے کہ کسی ایسی چیز کو ایجاد کرنا جس کی مثال یا نمونہ پہلے موجود نہ ہو۔

## ۲: بدعت کی اصطلاحی تعریف:

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ ﴿بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو کسی سابقہ مثال اور نمونے کے بغیر پیدا کرنے والا ہے اور یہی لغوی تقاضا ہے۔ اس لیے کہ لغت میں ہر نئی چیز کو بدعت کہتے ہیں اور بدعت کی دو اقسام ہیں:

۱: بدعت شرعی: جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔"

۲: بدعت لغوی: جیسے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے جمع ہو کر تراویح پڑھنے کے متعلق فرمایا کہ "یہ کیا ہی اچھی بدعت ہے۔"[2]

امام عبدالرحمن بن شباب المعروف ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَالْمُرَادُ بِالْبِدْعَةِ: مِمَّا لَا اَصْلَ لَهٗ فِي الشَّرِيْعَةِ يَدُلُّ عَلَيْهِ فَاَمَّا مَا كَانَ لَهٗ اَصْلٌ مِنَ الشَّرْعِ يَدُلُّ عَلَيْهِ فَلَيْسَ بِبِدْعَةٍ شَرْعًا وَاِنْ كَانَ بِدْعَةً لُغَةً."[3]

"بدعت سے مراد وہ نو ایجاد چیز جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو جو اس پر دلالت کرے۔ بہر کیف جس کی شریعت میں کوئی اصل ہو جو اس پر دلالت کرے وہ شرعی بدعت نہیں اگرچہ وہ لغت کے اعتبار سے بدعت ہو۔"

---

[1] الاعتصام: ۱/۳٦.

[2] تفسیر ابن کثیر: ۱/۳۴۸، بتحقیق عبدالرزاق المهدی. تفسیر سورۃ البقرۃ آیت: ۱۱۷.

[3] جامع العلوم والحکم: ۲/۱۲۷.

Marfat.com

مولوی عبد الغنی خان حنفی اپنی کتاب ''الجنة لأهل السنة'' ص: ۱۶۱ میں ''البحر الرائق'' اور ''در مختار'' فقہ حنفی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

''بدعت وہ چیز ہے جو ایسے حق کے خلاف ایجاد کی گئی ہو جو رسول اللہ ﷺ سے اخذ کیا گیا ہو۔ علم، عمل یا حال اور کسی شبہ کی بنیاد پر اسے اچھا سمجھ کر دین قویم اور صراط مستقیم بنا لیا گیا ہو۔''

ان ائمہ اور حنفی اکابر کی توضیحات سے معلوم ہوا کہ ہر وہ نیا کام جسے ثواب وعبادت سمجھ کر دین میں داخل کر لیا گیا ہو وہ بدعت ہے۔

Marfat.com

فصل نمبر ۲:

# قرآن کریم کی روشنی میں بدعت کی مذمت

اللہ تعالیٰ نے علمائے یہود کے لیے وعید کا ذکر فرمایا کہ جو تورات کی آیات اور اس کے احکام کو دنیا کی حقیر متاع کی خاطر بدل دیتے تھے اور تحریف کردہ کلام کے بارے میں لوگوں کو باور کراتے تھے کہ یہ کلام اللہ ہے۔ اور اپنی حرکتوں کی وجہ سے ناجائز طور پر لوگوں پر دو قسم کا ظلم کرتے تھے، ان کا دین بدل دیتے تھے، اور ان کا مال بھی ناجائز طور پر کھا جاتے تھے:

۱: ﴿فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۙ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ○﴾ (البقرہ: ۷۹)

''پس خرابی ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھ لیتے ہیں، پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے، تاکہ اس کے بدلے کچھ مال حاصل کریں، پس ان کے لیے خرابی ہے، اپنے ہاتھوں سے لکھی ہوئی (کتاب) کے سبب، ان کے لیے خرابی ہے ان کی اپنی کمائی کے سبب۔''

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان یہود علماء کی مذمت کی ہے جو تورات کی آیات کو بدل دیتے تھے، لیکن دین اسلام آنے کے بعد ان لوگوں کو بھی شامل ہے جو بدعتوں کو صحیح ثابت کرنے کے لیے قرآن وسنت میں تحریف کرتے ہیں۔ اس میں ان یہود کی مذمت کی گئی ہے جو تورات کا علم نہیں رکھتے تھے، صرف ان کے پاس چند بے بنیاد تمنائیں تھیں، اور اب اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو قرآن کریم میں غور وفکر نہیں کرتے صرف حروف کی تلاوت کرتے ہیں، اور وہ لوگ بھی شامل ہیں جو دنیاوی مقاصد حاصل کرنے کے لیے قرآن کریم کے خلاف کوئی دوسری بات اپنے ہاتھ سے لکھ کر لوگوں میں

Marfat.com

رائج کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی شریعت اور اللہ کا دین ہے۔ اور وہ لوگ بھی شامل ہیں جو قرآن وسنت کو چھپاتے ہیں، تا کہ ان کا مخالف حق بات پر ان سے استدلال نہ کرے۔

اور قرآنِ پاک کی سورۃ الانعام میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

۲: ﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝﴾ (الانعام: ۱۵۳)

''اور بے شک یہی میری سیدھی راہ ہے، پس تم لوگ اسی کی پیروی کرو، اور دوسرے طریقوں پر نہ چلو جو تمھیں اس کی (سیدھی) راہ سے الگ کر دیں، اللہ نے تمھیں ان باتوں کا حکم دیا ہے، تا کہ تم تقویٰ کی راہ اختیار کرو۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: ''کہ اس آیت میں اسلام کے لیے لفظ ''سبیل'' مفرد آیا ہے اور دیگر مذاہب اور فرقوں کے لیے ''سبل'' جمع آیا ہے۔ اس لیے کہ حق ایک ہے، اور تقلیدی مذاہب اور عقائدی فرقے متعدد اور گوناگوں ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، تحت الآیۃ)

ابن عطیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ''سبل'' کا لفظ یہودیت، نصرانیت، مجوسیت اور دیگر تمام حلقوں، بدعتوں اور گمراہیوں کو شامل ہے جنھیں اہل ہوا وہوس نے پیدا کیا ہے، اسی طرح علم کلام کے وہ تمام فرقے اس لپیٹ میں آ جاتے ہیں جو خواہ مخواہ کی تفصیلات میں داخل ہوتے ہیں۔

امام قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں، جان لو کہ راستہ صرف ایک ہے، اور اہل ہدایت کی جماعت اور اس کا انجام جنت ہے، اور ابلیس نے مختلف راستے پیدا کر دیے ہیں جو گمراہوں کی جماعتیں ہیں اور ان کا انجام جہنم ہے۔

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ اُمت اسلامیہ کا اتحاد صرف ایک ہی صورت میں وجود میں آ سکتا ہے کہ وہ سارے فرقوں اور مذاہب کو چھوڑ کر صرف صحیح اسلام کی متبع بن جائے، جو صرف قرآن وحدیث کا نام ہے۔ اس کے بغیر اہل اسلام کا متحد ہونا محال ہے جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہ اُمت کسی بھی زمانے میں اسی راہ پر چل کر اصلاح پذیر ہو سکتی ہے، جسے اپنا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اصلاح پذیر ہوئے۔

Marfat.com

۳: بدعت افترا علی اللہ اور افترا علی الرسول ﷺ کے مترادف ہے۔ مفتری کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتا، اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ؕ﴾ (یونس: ۷۰)

''آپ کہہ دیجیے کہ بے شک جو لوگ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوں گے۔''

۴: کسی بھی معاملے میں اللہ اور اس کے رسول کا حکم صادر ہوجائے تو کسی مومن مرد یا عورت کے لیے یہ اختیار باقی نہیں رہتا کہ اس کی مخالفت کرے اور اپنی یا کسی اور کی رائے پر عمل کرے، اس لیے کہ ایسا کرنا اللہ اور اس کے رسول کی سراسر نافرمانی اور کھلم کھلا گمراہی ہوگی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا﴾

(الاحزاب: ۳۶)

''اور جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے میں فیصلہ کردے، تو کسی مسلمان مرد اور عورت کے لیے اس بارے میں کوئی اور فیصلہ قبول کرنے کا اختیار باقی نہیں رہتا، اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہوجائے گا۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: کہ اس آیت میں مذکور حکم تمام امور کو شامل ہے یعنی کسی بھی معاملے میں جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم صادر ہوجائے، تو کسی کے لیے بھی اس کی مخالفت جائز نہیں ہے، اور نہ کسی کے قول یا رائے کی کوئی حیثیت باقی رہ جاتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء آیت (۶۵) میں فرمایا ہے:

۵: ﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾ (النساء: ۶۵)

''آپ کے ربّ کی قسم! وہ لوگ مومن نہیں ہوسکتے جب تک آپ کو اپنے اختلافی

Marfat.com

امور میں اپنا فیصل نہ مان لیں، پھر آپ کے فیصلہ کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تکلیف نہ محسوس کریں، اور پورے طور سے تسلیم کر لیں۔"

(تفسیر ابن کثیر، تحت الآیۃ)

۶: بدعت ایجاد کرنا شریعت سازی کے مترادف ہے۔ قرآن مجید کی اس آیت کریمہ میں اس چیز کی مذمت کی گئی ہے۔ چنانچہ مشرکین کے خلاف اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب کا اعلان ہوا کہ:

﴿اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۲۱﴾

(الشوریٰ: ۲۱)

"کیا ان کے ایسے شرکاء ہیں جنھوں نے ان کے لیے ایسا دین مقرر کر دیا ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی ہے، اور اگر اللہ کی جانب سے یہ بات طے نہ ہو گئی ہوتی (کہ ان کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا) تو اس دنیا میں ہی اُن کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا، اور بے شک ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے۔"

مفسرین لکھتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں شرک باللہ کا شدید انکار اور مشرکین کے خلاف اللہ تعالیٰ کے غیظ وغضب کا اعلان ہے۔ اسی لیے اس کے بعد کہا گیا ہے کہ اگر یہ فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا کہ ان کی سزا قیامت کے دن کے لیے مؤخر کر دی گئی ہے، تو ان کے جرم کا تقاضا تو یہ تھا کہ انھیں فوراً ہلاک کر دیا جاتا، اور ایسے ظالموں کو قیامت کے دن دردناک عذاب دیا جائے گا۔ [1]

۷: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اسلام جیسا دین برحق دے کر دُنیا میں بھیجا، جس نے حق و باطل کو واضح کر دیا ہے، اب اگر کوئی اس سے چشم پوشی کرے اور اللہ تعالیٰ پر افترا پردازی کرے تو اس سے بڑا ظالم کون ہوگا، جیسا کہ مشرکین کا حال تھا کہ وہ اللہ کے لیے بیٹا اور شریک ٹھہراتے، اور اس کی حرام کردہ چیزوں کو حلال، اور حلال چیزوں کو حرام بناتے، اور کہتے کہ اگر اللہ کی مرضی نہ ہوتی تو پھر ہم بتوں کی پرستش نہ کرتے۔

---

[1] تیسیر الرحمن، ص: ۱۳۵۹۔

Marfat.com

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ وَھُوَ یُدْعٰٓی اِلَی الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ○﴾ (الصف:۷)

''اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ کے خلاف جھوٹ باندھے، حالانکہ اسے اسلام کی دعوت دی جارہی ہو، اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

Marfat.com

فصل نمبر ۳:

# سنت رسول ﷺ کی روشنی میں بدعت کی مذمت

بدعت، سنت کی ضد ہے، بدعت دین میں اضافہ کے مترادف ہے، جس سے قرآن وسنت میں انتہائی سخت الفاظ میں منع کیا گیا ہے، چنانچہ سیدنا سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱: ((اِذَا حَدَّثْتُكُمْ حَدِيْثًا فَلَا تَزِيْدُنَّ عَلَيْهِ.)) [1]

''جب میں تمھیں کوئی بات بیان کروں تو تم اس پر اضافہ ہرگز نہ کرنا۔''

۲: ((عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: اِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ، فَتَوَضَّأْ وُضُوءَكَ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْاَيْمَنِ، ثُمَّ قُلِ: اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ اِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ اِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً اِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ، اَللّٰهُمَّ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ. فَاِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ، فَأَنْتَ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَكَلَّمُ بِهِ. قَالَ: فَرَدَدْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَلَمَّا بَلَغْتُ: اَللّٰهُمَّ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ، قُلْتُ: وَرَسُوْلِكَ، قَالَ: لَا، وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ.)) [2]

''براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: جب تم اپنی خوابگاہ میں جاؤ تو پہلے نماز کا سا وضو کرو اور اپنے دائیں پہلو پر لیٹ کر یہ دعا پڑھو۔ اے اللہ! تیرے ثواب کے شوق میں اور تیرے عذاب

---

[1] مسند احمد: ۵/ ۱۱، حدیث نمبر: ۲۰۰۷۔ احمد شاکر نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

[2] صحیح البخاری، کتاب الوضوء، رقم: ۲۴۷.

Marfat.com

سے ڈرتے ہوئے میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دیا اور تجھے اپنا پشت پناہ بنالیا، تجھ سے بھاگ کر کہیں پناہ نہیں مگر تیرے ہی پاس، اے اللہ! میں اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے اتاری اور تیرے اس نبی پر یقین کیا جسے تو نے بھیجا۔ اب اگر تو اس رات مر جائے تو فطرت اسلام پر مرو گے، نیز یہ دعائیہ کلمات سب باتوں سے فارغ ہو کر پڑھو، سیدنا براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ کلمات آپ کے سامنے دہرائے، جب میں اس جگہ پہنچا: ''آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ'' اس کے بعد میں نے ''وَرَسُولِكَ'' کہہ دیا، تو آپ نے فرمایا: نہیں، بلکہ یوں کہو ''وَنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ۔''

۳: ((عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، قَالَ: وَعَظَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا بَعْدَ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ هَذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ تَأَمَّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّهَا ضَلَالَةٌ فَمَنْ أَدْرَكَ مِنْكُمْ ذَالِكَ فَعَلَيْهِ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ.)) [1]

''سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن صبح کی نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایسا مؤثر وعظ فرمایا کہ جس سے آنکھیں بہہ پڑیں اور دل کانپ اٹھے۔ ایک شخص نے کہا: یہ الوداعی نصیحت ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ ہمیں کس بات کا حکم فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، احکامات سنو اور اطاعت کرو خواہ تم پر حبشی غلام ہی

[1] سنن ترمذی، کتاب العلم، رقم: ۲۶۷۶۔ سنن ابوداؤد، رقم: ۴۶۰۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۴۲۔ امام ترمذی نے اسے ''حسن صحیح'' اور محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

Marfat.com

کیوں نہ امیر مقرر کر دیا جائے۔ اس لیے جو تم میں سے زندہ رہیں گے۔ وہ دیکھ لیں گے کہ میری امت میں بڑا اختلاف پیدا ہوگا اور دیکھو دین میں پیدا کردہ نئی بدعات سے بچنا اس لیے کہ یہ گمراہی ہے۔ جو شخص ایسا زمانہ پائے وہ میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی کے ساتھ ڈاڑھوں سے پکڑے رکھے۔''

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ نے اپنی کتاب جامع العلوم والحکم میں نبی کریم ﷺ کے اس فرمان ''فَاِنَّ کُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ'' کی شرح کرتے ہوئے رکھا ہے کہ آپ کا مذکورہ فرمان ان جامع کلمات میں سے ہے جن سے کوئی چیز خارج نہیں ہے۔ وہ اصول دین میں ایک عظیم اصل ہے اور نبی اکرم ﷺ کے فرمان ''مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ'' کے مشابہ ہے لہٰذا جس نے بھی کوئی نئی بدعت ایجاد کی اور دین کی طرف اس کی نسبت کی اور دین میں اس کی کوئی اصل مرجع نہیں ہے تو وہ گمراہی ہے اور دین اس سے بری، الگ ہے، خواہ وہ اعتقادی مسائل ہوں یا ظاہری و باطنی اعمال و اقوال ہوں۔''

بدعت مردود ہے اور بدعتی بھی مردود ہے۔

چنانچہ اُمّ المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ فِیْہِ فَھُوَ رَدٌّ.)) [1]

''جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کی جو اس میں نہیں ہے وہ مردود ہے۔''

صحیح مسلم میں یہ حدیث ان الفاظ سے مروی ہے کہ:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَیْسَ عَلَیْہِ اَمْرُنَا فَھُوَ رَدٌّ.))

''جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر نہیں وہ مردود ہے۔''

اور امام بغوی رحمہ اللہ نے اسے یوں روایت کیا ہے کہ:

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح جور فالصلح مردود، رقم الحدیث: ٢٦٩٧۔ صحیح مسلم، کتاب الاقضیۃ، باب نقض الأحکام الباطلۃ ورد محدثات الأمور: ١٧١٨.

Marfat.com

((مَنْ اَحْدَثَ فِی دِیْنِنَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ .)) ❶

یعنی اس حدیث میں ''أمرنا'' کی تفسیر ''دیننا'' سے ہے۔ امر سے مراد دین ہے جس نے دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کی وہ مردود ہے۔

اس تفسیر کی رو سے دنیاوی ایجادات بدعت شرعی کی تعریف سے خارج ہوگئیں اور اہل بدعت کے شبہات کا ازالہ ہوگیا جو کہتے ہیں کہ گھڑی پہننا، لاؤڈ سپیکر، گاڑیاں وغیرہ بھی تو بدعت ہیں۔ حدیث مذکورہ بالا سے معلوم ہوا کہ بدعت مردود ہے جو دین میں نئی ایجاد کی گئی ہو اور اسے عبادت سمجھ کر تقربِ الٰہی مراد ہو اور یہی بات امام ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ نے ''جامع العلوم والحکم'' حدیث نمبر ۱۵/۱۷۶ کے تحت ذکر کی ہے۔

بدعتی پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت ہے۔

۵: نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ أَحْدَثَ فِی الْإِسْلَامِ حَدَثًا .)) ❷

''اللہ تعالیٰ اس شخص پر لعنت فرمائے جس نے اسلام میں کوئی نئی بات ایجاد کی۔''

۶: ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ اَحْدَثَ فِیْهَا حَدَثًا أَوْ أَوٰی فِیْهَا مُحْدِثًا فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِیْنَ، لَا یُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ .)) ❸

''جس نے اس ''مدینہ'' میں بدعت ایجاد کی یا بدعتی کو اپنے ہاں ٹھکانہ دیا اس پر اللہ کی، اس کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اس سے فرض یا نفل عبادت قبول نہیں کی جائے گی۔''

۷: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ شرح السنة، باب رد البدع والأهواء: ۱/۲۱۱، رقم: ۱۰۳.

❷ مسند الربيع، رقم: ۳۷۲۔

❸ مسند أحمد: ۱/۲۲۔

Marfat.com

''مدینہ اس طرح حرام ہے، اس کے درخت نہ کاٹے جائیں اور نہ ہی اس نئیں کوئی بدعت نکالی جائے۔ جس نے اس میں بدعت نکالی اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام بنی نوع انسان کی لعنت ہو۔'' ❶

بدعتی کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی، انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر بدعت والے آدمی سے توبہ کو روک دیا ہے۔''

اس حدیث کو امام طبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے۔ ❷

❶ صحیح البخاری، کتاب فضائل المدینۃ، رقم:۱۸۶۷ و کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، رقم:۷۳۰۶۔ صحیح مسلم: ۱/۴۴۱۔

❷ مجمع الزوائد: ۱۰/۱۹۲۔ طبرانی اوسط: ۵/۱۱۳۔

Marfat.com

فصل نمبر ۴:

# صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار کی روشنی میں بدعت کی مذمت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سنت سے محبت کرنے والے اور بدعت سے شدید نفرت کرنے والے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اسی چیز کا درس دیا تھا۔

## (۱) سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

علامہ ابن سعد رحمہ اللہ نے اپنی سند سے ذکر کیا ہے کہ سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"لوگو! میں متبع سنت ہوں، بدعتی نہیں ہوں، لہٰذا اگر درست کروں تو میری مدد کرو اور اگر انحراف کروں تو میری اصلاح کرو۔"[1]

## (۲) سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اصحاب الرائے (بدعتیوں) سے بچو کیونکہ یہ سنتوں کے دشمن ہیں، ان سے حدیثیں نہ یاد ہو سکیں تو انھوں نے اپنی من مانی (جو دل میں آیا) کہنا شروع کر دیا، خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔"[2]

## (۳) سیّدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ:

امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ "اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ایسے آدمی پر جس نے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا اور اس کی لعنت برسے ایسے آدمی پر جس نے زمین کی حدود چوری کر لیں اور اللہ کی لعنت ہو ایسے آدمی پر جس نے اپنے والد پر لعنت کی اور ایسے آدمی پر بھی اللہ کی لعنت ہو جس نے کسی بدعتی کو پناہ دی۔"[3]

---

[1] الطبقات الکبری از ابن سعد: ۳/ ۱۳۶۔ [2] سنن دارمی: ۱/ ۴۷۔

[3] صحیح مسلم، کتاب الأضاحی، باب تحریم الذبح لغیر اللہ، رقم: ۱۹۷۸۔ مسند احمد: ۱/ ۱۱۸۔

Marfat.com

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں بدعت ایجاد کرنے والے اور بدعتی کی عزت وتکریم کرنے والے شخص کے متعلق فرماتے ہیں:

((مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى فِيهَا مُحْدِثًا، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ، وَالْمَلٰئِكَةِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ.)) [1]

''پس اس ''مدینہ'' میں جو کوئی نئی بات نکالے گا یا کسی بدعتی کو پناہ دے گا، اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اس سے فرض یا نفل عبادت قبول ہی نہیں کی جائے گی۔''

## (۴) سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا:

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ.)) [2]

''جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود اور ناقابل قبول ہے۔''

دوسری روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ.)) [3]

''جس نے کوئی ایسا کام کیا جس پہ ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔''

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں: ''یہ حدیث اسلام کا ایک عظیم قاعدہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع کلمات میں سے ایک ہے۔ یہ ہر طرح کی بدعت اور خود ساختہ امور کی تردید میں صریح ہے۔ دوسری روایت میں مفہوم کی زیادتی ہے اور وہ یہ کہ بعض پہلے سے ایجاد شدہ بدعتوں کو کرنے والے کے خلاف اگر پہلی روایت بطور حجت پیش کی جائے تو وہ بطور عناد کہے

---

[1] صحیح بخاری، رقم: ۳۱۷۲۔ صحیح مسلم، رقم: ۳۳۲۷۔

[2] صحیح بخاری: ۱۳۲/۹۔ صحیح مسلم: ۱۳۴۴/۳۔

[3] صحیح مسلم: ۱۳۴۴/۳۔

Marfat.com

گا کہ میں نے تو کچھ ایجاد نہیں کیا، لہٰذا اس کے خلاف دوسری روایت حجت ہوگی، جس میں یہ کہا گیا ہے کہ ہر نئی چیز مردود ہے، خواہ کرنے والے نے اسے از خود ایجاد کیا ہو یا اس سے پہلے اسے کوئی ایجاد کر چکا ہو۔''[1]

## (۵) سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((اِتَّبِعُوْا وَلَا تَبْتَدِعُوْا فَقَدْ کُفِیْتُمْ.))[2]

''اتباع کرو بدعت اختیار نہ کرو، تمہاری کفایت کی جا چکی یعنی تمھیں خود رائی کی ضرورت نہیں۔''

عمرو بن یحییٰ اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم لوگ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر صبح کی نماز سے پہلے بیٹھے ہوئے تھے کہ وہ باہر نکلیں تو ہم سبھی لوگ ان کے ساتھ مسجد چلیں، اتنے میں سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ کیا ابھی ابوعبدالرحمن نہیں نکلے؟ ہم نے کہا کہ نہیں، تو وہ بھی ان کے نکلنے تک بیٹھ گئے، جب وہ نکلے تو ہم سبھی لوگ کھڑے ہو گئے۔ ابوموسیٰ نے کہا: اے ابوعبدالرحمن! میں نے ابھی مسجد میں ایک ایسی چیز دیکھی ہے جو مجھے بہت ناگوار گزری، اور الحمدللہ خیر ہی دیکھی ہے، انھوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ اگر زندہ رہے تو آپ دیکھ لیں گے، انھوں نے کہا: میں نے مسجد میں کچھ لوگوں کو حلقہ لگا کر بیٹھے ہوئے دیکھا، وہ نماز کی انتظار میں تھے، ہر حلقے میں ایک آدمی تھا، اور ان کے ہاتھ میں کنکریاں تھیں جب وہ کہتا کہ سو بار اللہ اکبر کہو تو سب لوگ سو بار ''اللہ اکبر'' کہتے، اور جب وہ کہتا کہ سو بار ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کہو، تو سو بار ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کہتے، جب وہ کہتا کہ سو مرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰہِ'' کہو تو وہ سو مرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰہِ'' کہتے۔ انھوں نے کہا، کیوں نہیں تم نے انھیں اپنے گناہوں کو شمار کرنے کو کہا اور تم ضمانت لے لیتے کہ تمھاری کوئی نیکی ضائع نہیں ہوگی۔

پھر وہ چلے ہم بھی ان کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ ان حلقوں میں سے ایک حلقے کے

---

[1] شرح مسلم للنووی: ۱۲/۱۶. [2] سنن دارمی، رقم: ۲۱۱.

Marfat.com

پاس کھڑے ہوئے اور کہا یہ کیا میں تمھیں کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ اے ابوعبدالرحمن! کنکریاں ہیں جن سے ہم تکبیر وتہلیل، تسبیح اور تحمید کا شمار کرتے ہیں۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: تم لوگ اپنی اپنی خطائیں شمار کرو، تمھارے لیے اس بات کا ضامن ہوں کہ تمھاری کوئی نیکی برباد نہیں ہوگی۔ اے امت محمد! تمھاری تباہی و بربادی ہو، کتنی جلدی تمھاری ہلاکت آ گئی یہ صحابہ کرام کی جماعت موجود ہے، یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے ابھی بوسیدہ نہیں ہوئے اور نہ ہی آپ کے برتن ٹوٹے۔

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کیا تم لوگ ایسے طریقے پر ہو جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے زیادہ بہتر ہے، یا گمراہی کے دروازے کھولنے والے ہو۔ تو ان لوگوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! اے عبدالرحمن ہمارا مقصد صرف خیر کا ہی ہے، انھوں نے کہا کہ: کتنے خیر کے متلاشی اسے ہرگز نہیں پا سکتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک حدیث بیان کی کہ ایک قوم قرآن مجید پڑھے گی لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، اور اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں ہے، ہوسکتا ہے کہ وہ زیادہ تر تمھیں میں سے ہوں یہ کہہ کر وہاں سے واپس چلے گئے۔

عمرو بن سلمہ کہتے ہیں کہ: ''ہم نے انھیں نہروان کے دن دیکھا کہ وہ خوارج کے ساتھ ہم سے نیزہ زنی کر رہے تھے۔'' [1]

علامہ مروزی رحمہ اللہ سیّدنا ابن مسعود اور ابی ابن کعب رضی اللہ عنہما کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

((اَلْاِقْتِصَادُ فِی السُّنَّةِ خَیْرٌ مِنَ الْاِجْتِھَادِ فِی الْبِدْعَةِ.)) [2]

''سنت کے مطابق تھوڑا عمل کرنا بدعت پر چلتے ہوئے زیادہ عمل کرنے سے بہتر ہے۔''

## (۶) سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما:

حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے:

''اَنَّ رَجُلًا عَطَسَ اِلٰی جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلُ

---

[1] سلسلة احادیث صحیحه، رقم: ۲۰۰۵۔ سنن دارمی، حدیث، رقم: ۲۱۰.

[2] السنه للمروزی، حدیث رقم: ۷۶، ۷۷.

Marfat.com

اللهِ. قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَأَنَا اَقُوْلُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَيْسَ هٰكَذَا عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَنَا اَنْ نَقُوْلَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.'' [1]

''سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بغل میں بیٹھے ہوئے ایک شخص کو چھینک آئی اس پر اس نے 'اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ' کہا، اس پر سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں بھی کہتا ہوں 'اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ' لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس طرح نہیں سکھایا بلکہ ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہمیں جب چھینک آئے تو 'الحمد للہ' کہیں۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ:

((كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَاِنْ رَآهَا النَّاسُ حَسَنَةً.)) [2]

''ہر بدعت گمراہی ہے اگرچہ لوگ اسے اچھا سمجھیں۔''

## (۷) سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما:

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''لوگوں پہ کوئی سال ایسا نہ گزرے گا جس میں وہ کوئی بدعت ایجاد نہ کریں گے اور کسی سنت کو مردہ کر چکے ہوں گے۔ یہاں تک کہ بدعتیں زندہ و پائندہ ہوتی رہیں گی اور سنتیں مردہ ہوتی چلی جائیں گی۔'' [3]

عثمان بن حاضر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاں گیا، ان سے نصیحت کی درخواست کی تو انھوں نے مجھے نصیحت فرمائی کہ اللہ سے تقویٰ کو لازم پکڑو، استقامت اختیار کرو، اتباع کرو اور بدعت سے دور رہو۔ [4]

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الأدب، رقم: ۲۷۳۸۔ محدث البانی نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

[2] السنة للامام المروزی، رقم: ۸۲۔ شرح اصول اعتقاد اهل السنة والجماعة للالکائی: ۱/۹۲۔ الابانة: ۱/۹۲.

[3] المعجم الکبیر از امام طبرانی: ۱۰/۳۱۹.

[4] سنن دارمی، رقم: ۱۴۱.

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے فرمانِ عالیشان: ﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ۚ﴾ (آل عمران:۱۰۶) ’’جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور بعض چہرے سیاہ۔‘‘ کی تفسیر میں سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

’’یعنی اہل سنت والجماعت کے چہرے سفید ہوں گے اور اہل بدعت وافتراق کے چہرے سیاہ ہوں گے۔‘‘ (1)

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

خَيْرُ الْأُمُوْرِ السَّالِفَاتُ عَلَى الْهُدَىٰ
وَشَرُّ الْأُمُوْرِ الْمُحْدَثَاتُ الْبَدَائِعُ

’’بہترین کام وہ ہیں جو راہ ہدایت پر چلتے ہوئے کیے جائیں اور بدترین کام وہ ہیں جو نئے اور انوکھے ہوں۔‘‘

سیّدنا یزید بن عمیرہ سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے، یہ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ کا معمول ذکر کرتے ہیں کہ وہ جب بھی محفل ذکر میں بیٹھتے تو فرماتے: اللہ حکمت اور عدل والا ہے، اور شک کرنے والے ہلاک ہو گئے، ایک دن سیّدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمھارے بعد بہت سارے فتنے ظہور پذیر ہوں گے، جن میں سے ایک فتنہ کثرتِ مال کا ہے اور قرآن کو کھول دیا جائے گا، یہاں تک کہ اس کو مومن و منافق، مرد اور عورت، چھوٹے اور بڑے، غلام اور آزاد، سب دیکھیں گے، قریب ہے کہ ایک کہنے والا کہے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ میری اتباع نہیں کرتے حالانکہ میں نے قرآن ہی پڑھا ہے؟ وہ لوگ ہرگز ہرگز اس کی پیروی نہیں کریں گے، حتیٰ کہ (اس قاری قرآن) کے علاوہ کوئی اور شخص ان کے لیے بدعت ایجاد کرے گا (یہ اس کی پیروی کریں گے) تم اس بدعت سے بچتے رہو جس کو وہ گھڑے گا، یقیناً جو اس نے بدعت ایجاد کی ہے وہ گمراہی ہے، اور سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمھیں حکیم (دانا)

---

(1) اجتماع الجيوش الاسلامية على غزو المعطلة والجهمية، از امام ابن قیم رحمہ اللہ: ۳۹/۲.

Marfat.com

کے گمراہ کرنے سے ڈراتا ہوں، کیونکہ کبھی کبھار شیطان دانا آدمی کی زبان سے بھی گمراہی کا کلمہ کہلوا دیتا ہے، اور کبھی کبھار منافق حق بات کہہ دیتا ہے؟ (یزید کہتے ہیں) میں نے سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: اللہ آپ پر رحم کرے، آپ ذرا مجھے پہچان کرا دیں کہ دانا آدمی بھی گمراہی کا کلمہ کہتا ہے اور منافق بھی کلمہ حق کہہ سکتا ہے؟ سیّدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: کیوں نہیں! دانا کے اس کلام سے بچ اور جس کے بارے میں اسے یوں کہا جائے کہ یہ کیا ہے؟ وہ اس گمراہی کو تیرے لیے حق سے علیحدہ بیان نہیں کرے گا، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے اس حکم سے رجوع کر لے یا پھر جب وہ حق کو سنے تو اس کو قبول کر لے، یقیناً حق پر نور اور تابناک ہوتا ہے۔''[1]

## (۹) سیّدنا انس رضی اللہ عنہ:

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

(( جَاءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ إِلَى بُيُوتِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْأَلُونَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا أُخْبِرُوا كَأَنَّهُمْ تَقَالُّوهَا فَقَالُوا: وَأَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ، قَالَ أَحَدُهُمْ: أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلَا أُفْطِرُ، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلَا أَتَزَوَّجُ أَبَدًا فَجَاءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا، أَمَا وَاللهِ! إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي. ))[2]

''ازواج مطہرات کے پاس تین آدمی آئے، اور نبی کریم ﷺ کی عبادت کے سلسلہ میں دریافت کیا، جب ان کو اس کی خبر دی گئی تو انھوں نے اس کو کم تصور کیا اور کہنے لگے: ہماری نبی ﷺ سے کیا نسبت اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ سب بخش دیے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا: میں ساری رات نماز پڑھوں

[1] سنن ابی داؤد، کتاب السنة، رقم: ۴۶۱۱۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔
[2] صحیح بخاری، صحیح مسلم۔

Marfat.com

گا، دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ دن میں روزے سے رہوں گا اور تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے الگ رہوں گا کبھی شادی نہ کروں گا (یعنی ہمیشہ عبادت میں مصروف رہوں گا) اچانک نبی ﷺ پہنچ گئے، اور فرمایا: کیا تمھیں لوگوں نے ایسا ایسا کہا ہے؟ خبردار، اللہ کی قسم! میں تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور زیادہ تقویٰ اختیار کرنے والا ہوں، نفلی روزہ بھی رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا ہوں، رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں لہٰذا جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔''

## (۱۰) غضیف بن حارث رضی اللہ عنہ:

جناب غضیف بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی قوم بدعت ایجاد کرتی ہے تو ان سے ایک سنت اٹھالی جاتی ہے۔ [1]

## (۱۱) ابراھیم بن میسرۃ رضی اللہ عنہ:

جناب ابراھیم بن میسرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے صاحب بدعت کی توقیر کی، اس نے اسلام کی عمارت ڈھا دینے میں معاونت کی۔ [2]

---

[1] مسند أحمد: ۱۰۵/۴.

[2] شعب الایمان: ۶۱/۷، رقم: ۹۴۶۴.

Marfat.com

فصل نمبر ۵:

# ائمہ کرام اور اہل علم کے اقوال کی روشنی میں بدعت کی مذمت

ائمہ کرام اور اہل علم نے بھی بدعت کی مذمت بیان کی ہے۔ ذیل میں دیے گئے اقوال و فتاویٰ ائمہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں۔

## (۱) امام مالک بن انس رحمہ اللہ:

امام شاطبی رحمہ اللہ نے اپنی مایہ ناز کتاب ''الاعتصام'' میں امام دارالہجرہ سے نقل فرمایا ہے:

''جو شخص اسلام میں کوئی بدعت متعارف کراتا ہے اور یہ گمان کرتا ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے، تو اس شخص کا یقینا یہ عقیدہ ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اللہ کا پیغام پہنچانے میں جو کہ ان کی ذمہ داری تھی، خیانت کی ہے: (العیاذ باللہ) اور اگر تم دلیل چاہو تو اللہ تعالیٰ کا کلام پڑھو:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ (المائدہ:۳)

''آج کے دن میں نے تمھارا دین تمھارے لیے مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور اسلام کو تمھارے لیے بطور دین پسند کر لیا۔''

آپ نے مزید فرمایا:

''اور اس امت کے آخری (لوگوں) کی اصلاح نہیں ہو سکتی مگر صرف اس طریقے سے جس سے اس امت کے پہلے (لوگوں) کی اصلاح ہوئی تھی۔ پس جو چیز اس وقت دین کا حصہ نہ تھی وہ آج بھی دین کا حصہ نہیں بن سکتی۔''[1]

پھر امام شاطبی (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: ''ہم اس روایت کو جو امام مالک (رحمہ اللہ) امام

---

[1] الشفا للقاضی عیاض: ۲/۶۷۶.

Marfat.com

دارالہجرہ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے، بطور دلیل پیش کرتے ہیں کہ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ دین میں کوئی بدعت ایجاد کرے، چاہے وہ کتنی ہی چھوٹی اور معمولی کیوں نہ ہو، اور چاہے وہ کردار وسلوک میں ہو یا عبادات و اعتقادات میں اور ہم اس روایت کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں قرآن کریم کی اس آیت پر اعتماد کرتے ہوئے کہ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمارے دین یعنی اسلام کو تمام کر کے اس نے ہم پر اپنی نعمت تمام کر دی۔''[1]

فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ اپنی کتاب ''بدعت'' میں امام مالک رحمہ اللہ کا یہ قول لائے ہیں کہ ایک آدمی امام مالک بن انس رحمہ اللہ کے پاس آکر کہنے لگا کہ میں احرام کہاں سے باندھوں؟ تو آپ نے جواب دیا کہ اس میقات سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کی ہے آدمی نے کہا، اگر اس سے دور سے احرام باندھوں تو؟ امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: یہ میں اچھا نہیں سمجھتا، تو اس آدمی نے کہا: اس میں آپ کیا برا سمجھتے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ تمھارے فتنے میں پڑنے کا مجھے خوف ہے، اس آدمی نے کہا کہ خیر کے چاہنے میں فتنہ ہو سکتا ہے؟ تو امام مالک نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝﴾ (النور:۶۳)

''پس چاہیے کہ ڈریں وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہیں اور رسول کے حکم کی اس (بات) کہ انھیں دُنیا میں کوئی آزمائش یا آخرت میں دردناک عذاب پہنچے۔''

## (۲) امام شافعی رحمہ اللہ:

امام شافعی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''اہل کلام کے بارے میں میرا فیصلہ یہ ہے کہ کھجور کی شاخ سے ان کی پٹائی کی جائے، انھیں اونٹ پر سوار کر کے علاقوں اور قبیلوں میں گھمایا جائے اور اعلان کیا جائے کہ یہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر علم کلام سے جڑ جانے کا انجام ہے۔''[2]

[1] الاعتصام: ۲/۳۵.  [2] الحلیہ: ۹/۱۱۶.

## (۳) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''سنت کے اصول ہمارے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدہ منہج کو لازم پکڑنا، بدعات سے اجتناب کرنا کہ ہر بدعت گمراہی ہے جھگڑے اور بے جا مباحاثات سے دور رہنا اور اہل بدعت کی ہم نشینی سے احتراز کرنا نیز دین میں اختلاف اور جنگ وجدال سے بچنا ہے۔''[1]

مزید امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

''اُصُولُ السُّنَّةِ عِنْدَنَا اَلتَّمَسُّكُ بِمَا كَانَ عَلَيْهِ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالْاِقْتِدَاءُ بِهِمْ وَتَرْكُ الْبِدَعِ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.''[2]

''اصول سنت ہمارے ہاں یہ ہے کہ صحابہ کرام کے طریقے کو لازم پکڑیں اور ان کی اقتداء کریں اور بدعت کو ترک کردیں کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔''

## (۴) امام سفیان ثوری رحمہ اللہ:

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''اَلْبِدْعَةُ اَحَبُّ اِلٰى اِبْلِيْسَ مِنَ الْمَعْصِيَةِ لِاَنَّ الْمَعْصِيَةَ يُتَابُ مِنْهَا، وَالْبِدْعَةُ لَا يُتَابُ مِنْهَا.''[3]

''شیطان کو بدعت نافرمانی وگناہ سے زیادہ محبوب وپسند ہے کیونکہ گناہ ونافرمانی سے توبہ کرلی جاتی ہے مگر بدعت سے توبہ اکثر طور پر نہیں کی جاتی۔''

مؤرخ اسلام علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے سفیان ثوری رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ: ''جو شخص جان بوجھ کر بدعتی آدمی کی بات توجہ سے سنے وہ اللہ تعالیٰ کی (حفاظت) سے نکل گیا اور اپنے نفس کے سپرد کردیا گیا۔''[4]

---

[1] شرح اصول اعتقاد اهل السنة والجماعة از لالكائی: ۱/۱۷۶.

[2] القول الرسمی، ص: ۱۳.

[3] منهج سلف صالحين، ص: ۱۱۱.

[4] سير أعلام النبلا: ۷/۲۶۱.

Marfat.com

سفیان ثوری رحمہ اللہ کا ہی ایک اور قول ہے: لکھتے ہیں ''جو شخص کسی بدعت کے بارے میں سنے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو اس بدعت کے متعلق مت بتائے، ان کی توجہ اس طرف مبذول نہ کروائے۔''

پھر امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''اکثر اسلاف اس قدر ڈراتے ہیں؛ ان کا خیال ہے کہ دل کمزور ہوتے ہیں اور شبہات ان میں جلدی داخل ہو جاتے ہیں۔''

## (۵) سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ:

سیّدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کسی آدمی کو خط لکھا:

((سَلَامٌ عَلَیْكَ.))...... ''تجھ پر سلام و سلامتی ہو۔'' اس کے بعد میں تجھے اللہ کے دین پر کاربند رہنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع پر اکتفا کرنے کی نصیحت کرتا ہوں اور اس سے بچنے کی جسے بعد والوں نے گھڑا ہے، آپ کی سنت جاری ہو چکی اور اس پر ہی تکلیف اُٹھانا کافی ہے، پھر یہ بات بھی تجھے ذہن نشین ہو جائے کہ جب بھی کوئی بدعت آتی ہے تو اس (بدعت) سے پہلے سنت چلی جاتی ہے، کیونکہ سنت وہ چیز ہے جس پر وہ لوگ چلے جو یہ جانتے تھے کہ اس (سنت) کے برعکس اور مقابل و معارض جو چیز ہے وہ گمراہی، غلطی، جہالت اور حماقت و بے وقوفی ہے، اپنے نفس کو اس چیز پر راضی کر جس پر صحابہ نے اپنے نفسوں کو راضی کیا، بے شک انھوں نے علم کی بنا پر توقف اختیار کیا اور گہری بصیرت کی وجہ سے رُکے رہے۔ اور معاملات کا پردہ چاک کرنے پر زیادہ قادر تھے اور اگر اس میں فضیلت ہوتی تو وہ اس کے زیادہ مستحق و حق دار تھے، وہ تم سے پہلے گزرے ہیں اور اگر ہدایت وہ چیز ہے جس پر تم ہو تو کیا تم ہدایت میں ان سے بھی سبقت لے گئے ہو (اور ایسا نہیں ہو سکتا) تو پھر تم عذر پیش کرو کہ یہ معاملات ان کے بعد پیش آئے ہیں تو لا محالہ ان اُمور کو انھوں نے ہی گھڑا ہوگا، جو ان کے راستے کے علاوہ دوسرے راستے کی

Marfat.com

پیروی کرتے ہیں اور خود کو ان سے بیزار سمجھتے ہیں۔ پس تحقیق ہم نے صفات کے بارے میں کلام کیا جو ان کے کلام کے علاوہ تھا تو وہ تقصیر و کمی اور توہین ہے اور کچھ ان سے آگے بڑھنے لگے یہ ان کے لیے قیامت کے دن حسرت ہوگی اور کچھ لوگوں نے ان سے کمی کی تو وہ (صراطِ مستقیم پر) قرار نہ پاسکے اور کچھ لوگوں نے ان سے نظریں پھیریں تو انھوں نے غلو کیا۔

اس کے باوجود کہ وہ صراط مستقیم پر تھے اگر تو یہ کہے فلاں فلاں آیت کہاں جائے گی؟ اور اللہ نے ایسے ایسے کیوں کہا؟ تحقیق انھوں نے بھی وہی پڑھا جو تم نے پڑھا اور ان کی تفسیر کو جانا جس کی تفسیر و تاویل سے تم نا آشنا و جاہل ہو پھر ان ساری باتوں کے بعد انھوں نے کہا "ہدایت یافتہ وہی ہوسکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق دے کیونکہ ہدایت کی توفیق دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور وہی جانتا ہے کہ ہدایت کے قابل کون ہے۔"[1]

## (۶) حسان بن عطیہ رحمہ اللہ:

تابعی جلیل حضرت حسان بن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بِدْعَةً فِي دِينِهِمْ إِلَّا نُزِعَ مِنْ سُنَّتِهِمْ مِثْلُهَا."[2]

"جب بھی کوئی قوم دین میں بدعت ایجاد کرتی ہے تو ان میں سے اس کے مثل سنت اٹھالی جاتی ہے۔"

## (۷) احمد بن سنان الواسطی رحمہ اللہ:

امام احمد بن سنان الواسطی (متوفی ۲۵۹ھ) فرماتے ہیں:

"دنیا میں جو بھی بدعتی ہے وہ اہل حدیث سے بغض رکھتا ہے اور آدمی جب بدعتی ہوجاتا ہے تو حدیث کی مٹھاس اس کے دل سے نکل جاتی ہے۔"[3]

---

[1] منہج سلف صالحین، ص: ۱۱۵، ۱۱۶۔ [2] سنن الدارمی: ۱/۵۸، رقم: ۹۸۔

[3] معرفۃ علوم الحدیث للحاکم، ص: ۴۔

Marfat.com

## (۸) ابوالفضل الھمدانی رحمہ اللہ:

الشیخ ابوالفضل الھمدانی نے فرمایا:

''بدعتی ٹولہ اسلام کے لیے ملحدین سے بھی زیادہ نقصان دہ ہے کیونکہ ملحدین دین کو بیرونی ذرائع سے بگاڑنا چاہتے ہیں جب کہ بدعتی ٹولہ دین کو اندرونی طور پر بگاڑنا چاہتا ہے، ان کی مثال اس شہر والوں کی سی ہے جو شہر کے حالات کو بگاڑنا چاہتے ہیں اور ملحدین کی مثال ان لوگوں کی سی ہے جو باہر سے آکر ان کا ساتھ دیتے ہیں، تو اہل شہر قلعوں اور شہر کا دروازہ کھولتے ہیں، (تاکہ بیرونی مددگار بھی اندر داخل ہو سکیں) لہٰذا یہ ٹولہ اسلام کے لیے اندرونی دشمن ہونے کی وجہ سے زیادہ خطرناک ہے (یہ آستین کے سانپ ہیں)۔'' [1]

## (۹) امام ابومحمد حسن بن علی البربہاری رحمہ اللہ:

امام بربہاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''وَهُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، فَمَنْ لَمْ يَأْخُذْ عَنْهُمْ فَقَدْ ضَلَّ وَابْتَدَعَ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَالضَّلَالَةُ وَأَهْلُهَا فِي النَّارِ.'' [2]

''صحابہ کرام ہی اہل السنہ والجماعت ہیں جو ان سے دین کے معاملات میں رہنمائی نہیں لیتا، وہ گمراہ ہو گیا اس نے بدعت گھڑی ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور گمراہی اور گمراہ دونوں جہنمی ہیں۔''

علامہ بربہاری رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں کہ یہ بات آپ کے علم میں ہونی چاہیے کہ جب کبھی بھی لوگ بدعت گھڑتے ہیں تو نتیجتاً وہ اس کے بدلے میں اس جیسی ایک سنت کو چھوڑ دیتے ہیں، تو آپ من گھڑت امور سے بچیے کیونکہ ہر نیا کام من گھڑت اور بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا مرتکب جہنم میں جائے گا۔ [3]

---

[1] الموافقات: ۱/۵۱.
[2] منهج سلف صالحين، ص: ۶۶.
[3] منهج سلف صالحين، ص: ۱۱۰.

Marfat.com

علامہ بربہاری رحمہ اللہ ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ:

”وَاحْذَرْ صِغَارَ الْمُحْدِثَاتِ مِنَ الْأُمُوْرِ، فَإِنَّ صَغِيْرَ الْبِدَعِ يَعُوْدُ حَتّٰى يَصِيْرَ كَبِيْرًا.“[1]

”چھوٹی چھوٹی بدعتوں سے بھی بچو کیونکہ چھوٹی بدعتیں ہی چلتے چلتے بڑی ہوجاتی ہیں۔“

امام بربہاری رحمہ اللہ آگے مزید فرماتے ہیں کہ:

”اسی طرح ہر وہ بدعت جو اس امت کے اندر پیدا ہوتی ہے وہ ابتدا میں چھوٹی تھی اور حق کے متشابہ تھی جو اس میں داخل ہوا، اس نے اس سے دھوکہ کھایا پھر اس بدعت سے نکلنے کی اس میں ہمت نہ رہی، پھر یہ بڑھتے بڑھتے ایک الگ دین بن گیا جس کو اس نے اختیار کیا تو اس نے صراطِ مستقیم کی مخالفت کی۔“[2]

## (۱۰) شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اہل بدعت کی یہ عادت ہے کہ وہ کتاب وسنت اور آثار صحابہ وتابعین پر کاربند نہیں ہوتے، بلکہ ان کا اعتماد و بھروسہ عقل اور لغت عرب پر ہے، ان کا اعتماد ایسی کتب تفسیر پر نہیں ہوتا جو احادیث اور آثارِ صحابہ اور تفسیر بالماثور پر مشتمل ہیں بلکہ اس کی بجائے ان کا بھروسہ کتب ادب و کتب کلام پر ہے جن کتب کو ان کے بڑوں نے لکھا ہے، یہ طریقہ تو ملحد و بے دین لوگوں کا ہے جو کتب فلسفہ و کلام اور کتب لغت کی باتوں کو لیتے ہیں، لیکن کتب احادیث وآثار صحابہ حتیٰ کہ قرآن کی طرف بھی التفات تک نہیں کرتے، یہ لوگ نصوصِ انبیاء علیہم السلام سے بھی انحراف واعراض کرتے ہیں بلکہ ان کے نزدیک تو یہ نصوص (بے فائدہ ہیں) علم کا فائدہ تک نہیں دیتیں۔“[3]

---

[1] منہج سلف صالحین، ص: ۱۱۲۔ [2] منہج سلف صالحین، ص: ۱۱۴، ۱۱۵۔

[3] منہج سلف صالحین، ص: ۱۳۸۔

Marfat.com

## (۱۱) علامہ ابن قیم رحمہ اللہ:

علامہ ابن القیم نے لکھا ہے: ''کہ شیطان کا ایک مکر یہ بھی ہے کہ اس نے عوام کو ایک مذہبی لباس، ایک ہیئت اور ایک ہی قسم کے چال چلن اور ایک ہی متعین شیخ اور متعین مذہب کی پابندی کا ایسا عادی بنا دیا ہے کہ لوگ اسے دینی فریضہ کی طرح اختیار کر چکے ہیں اور اس متعین دائرے سے نکلنے کو دین سے نکل جانے کے برابر سمجھتے ہی اور جو لوگ اس تنگ مذہبی دائرے سے نکلنا چاہتے ہیں یا نکل جاتے ہیں، یہ انھیں خارجی اور بے مذہب ہونے کا طعنہ دیتے ہیں، جیسے مقلدین مذاہب اور صوفیاء کے مریدوں کا حال ہے کہ وہ اپنے سلسلوں آسمان سے اترا ہوا دائرہ سمجھتے ہیں اور نقش بندی یا سہروردی یا شاذلی یا تیجانی یا قادری سلسلہ سے باہر رہنے والوں کو دائرہ حق سے باہر سمجھتے ہیں۔ ان لوگوں نے شریعت وطریقت کے نام پر چند موہوم اور من گھڑت رسوم وعادات کو دین کا نام دے کر اپنا لیا ہے۔ جن کا دینی حقائق اور کتاب وسنت سے دور کا واسطہ بھی نہیں، جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کو تلاش کریں گے اور ان خرافات سے اس کا مقابلہ کریں گے ان پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا کہ سنت رسول ﷺ اور شریعت ربانی کے درمیان اہل بدعت وضلالت کے من گھڑت رسم ورواج میں زمین وآسمان اور سیاہ وسفید بلکہ رات اور دن کا فرق ہے۔''[1]

علامہ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

> ''مقصود ومطلوبِ شریعت یہ ہے کہ آلاتِ موسیقی اور شراب کے برتنوں کو توڑنے کی بنسبت ان کتب کو جلانا، تلف کرنا اور ختم کرنا زیادہ افضل ہے جن میں جھوٹ اور بدعات بھری پڑی ہیں کیونکہ ان کا نقصان ان سے زیادہ ہے اور جس طرح آلاتِ موسیقی، شراب کی بھٹی اور برتنوں کے توڑنے پر کوئی کفارہ اور تاوان نہیں اسی طرح ان کتب کے ختم کرنے پر بھی کوئی کفارہ وتاوان نہیں ہے۔''[2]

---

[1] اغاثۃ اللھفان: ۱/۱۶۵۔

[2] الطرق الحکمیہ، ص: ۲۸۴۔

Marfat.com

## (۱۲) امام شاطبی رحمہ اللہ:

امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ بات (روز روشن کی طرح) ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اس وقت تک موت نہیں آئی کہ جب تک انھوں نے ان تمام دینی و دنیاوی امور کو بیان نہیں کر دیا، جن کی طرف (بندہ) محتاج ہو سکتا ہے اور یہ بات مسلّم ہے کہ اہل السنہ میں سے اس کی مخالفت کرنے والا کوئی نہیں ہے اگر معاملہ اس طرح مانیں، اس طرح بدعتی لوگ کہتے ہیں تو گویا وہ اپنی زبان حال یا واضح طور پر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ شریعت مکمل نہیں ہے، بلکہ شریعت میں کچھ ایسی چیزیں باقی رہ گئی ہیں جن کا جاننا واجب یا مستحب ہے کیونکہ اگر ان کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ شریعت مکمل واکمل اور اتم ہے تو یہ دین میں بدعتیں نہ گھڑتے اور نہ ہی استدراک کی ہر لحاظ سے کوششیں کرتے، جو شخص یہ بات کہتا ہے وہ صراط مستقیم سے بھٹک چکا ہے۔''[1]

علامہ شاطبی مزید فرماتے ہیں کہ:

یہ شریعت کے مخالف اور دشمن ہیں کیونکہ اللہ ربّ العزت نے بندے کے لیے مخصوص مطالب وطرق خاص وجوہات کی بنا پر متعین کیے ہیں اور اللہ نے مخلوق کو پابند کر دیا ہے امر (حکم) دینے کے (ذریعے) اور نہی کے ذریعے اور وعدہ (جنت کی بشارت) کے ذریعے اور وعید (عذاب سے ڈرانے) کے ذریعے اور پھر بتا دیا کہ خیر اس میں ہے اور شر اس سے آگے بڑھ کر دوسروں کی طرف متوجہ ہونے میں ہے کیونکہ اللہ ذوالجلال والاکرام جانتا ہے ہم نہیں جانتے اور اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ مگر بدعتی ان تمام باتوں کو ٹھکرا کر یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے علاوہ کچھ اور بھی یہاں طرقِ خیر موجود ہیں۔[2]

---

[1] منہج سلف صالحین، ص: ۸۷۔

[2] الاعتصام: ۱/ ۴۹۔ منہج سلف صالحین، ص: ۸۸۔

Marfat.com

## (۱۳) فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ:

فضیلۃ الشیخ اپنی کتاب ''بدعت'' میں رقمطراز ہیں:

- بعض بدعتیں صراحتاً کفر ہیں، جیسے صاحب قبر سے قرب حاصل کرنے کے لیے قبروں کا طواف کرنا اوران پر ذبیحے اور نذر و نیاز پیش کرنا، ان سے مرادیں مانگنا اور فریاد رسی کرنا۔
- اور بعض بدعتیں وسائل شرک میں سے ہیں جیسے قبروں پر عمارتیں تعمیر کرنا اور وہاں نماز پڑھنا اور دعائیں مانگنا۔
- اور بعض بدعتیں معصیت و نافرمانی کی ہیں جیسے شادی و بیاہ سے کنارہ کشی اور دھوپ میں کھڑے ہو کر روزہ رکھنے کی بدعت اور شہوت جماع ختم کرنے کی غرض سے خصی کرنے کی بدعت۔

## (۱۴) الشیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ:

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ بدعت کی حقیقت وشناعت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

۱: ہر وہ قول و فعل و اعتقاد جو سنت کے معارض و مخالف ہو۔

۲: ہر وہ کام جو اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کیا جائے حالانکہ شریعت نے اس سے منع کیا ہو۔

۳: ہر وہ عقیدہ جس کی شرعی دلیل موجود نہ ہو۔

۴: ہر وہ عبادت جس کی کیفیت صرف کسی ضعیف یا موضوع روایت میں پائی جاتی ہو۔

۵: ہر وہ عبادت جسے شریعت نے مطلق رکھا ہو مگر لوگوں نے اس پر قیود مثلاً زمان و مکان یا ہیئت و عدد کا اضافہ کر دیا ہو۔

۶: ہر وہ کام جو شرعی دلیل ہی سے ثابت ہو سکتا ہو مگر اس کی شرعی دلیل موجود نہ ہو، البتہ عمل صحابہ اس سے مستثنیٰ ہے۔

۷: بعض علماء خصوصاً متاخرین نے جن اعمال کو بلا دلیل مستحب قرار دیا ہے۔

۸: عبادت میں غلو۔ [1]

[1] ملاحظہ ہو: أحکام الجنائز للألبانی، ص: ۲۴۲.

Marfat.com

فصل نمبر ٦:

# بدعت کے اسباب

فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان حفظہ اللہ اپنی کتاب بنام ''بدعت'' میں اسبابِ بدعت بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

## ۱: دینی احکام سے لاعلمی وجہالت:

جوں جوں زمانہ گزرتا گیا اور لوگ آثار رسالت سے دور ہوتے گئے، علم کم ہوتا رہا اور جہالت عام ہوتی گئی جیسا کہ اس کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس حدیث میں دی ہے:

''تم میں سے زندہ رہنے والا شخص بہت سارے اختلافات دیکھے گا۔''

اور اپنے اس فرمان میں بھی:

''کہ اللہ تعالیٰ علم بندوں سے چھین کر نہیں ختم کرے گا بلکہ علماء کو ختم کرکے علم ختم کرے گا، یہاں تک کہ جب کسی عالم کو زندہ نہیں چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو رؤسا بنالیں گے اور یہ لوگ مسئلہ پوچھے جانے پر بغیر علم کے فتویٰ دیں گے تو خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔''

تو علم اور علماء ہی بدعت کا منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں اور جب علم وعلماء ہی کا فقدان ہوجائے تو بدعت کے پھلنے پھولنے اور بدعتیوں کے سرگرم ہونے کے مواقع میسر ہوجاتے ہیں۔

## ۲: خواہشات کی پیروی:

جو کتاب وسنت سے اعراض کرے گا وہ اپنی خواہشات کی پیروی کرے گا، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَإِنْ لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَآءَهُمْ ۚ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ﴾ (القصص:۵۰)

Marfat.com

''اگر یہ تیری نہ مانیں تو تو یقین کر لے کہ یہ صرف اپنی خواہش کی پیروی کر رہے ہیں اور اس سے بڑھ کر بہکا ہوا کون ہے؟ جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا بغیر اللہ کی رہنمائی کے۔''

اور فرمایا:

﴿اَفَرَءَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلۡمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰی سَمۡعِهٖ وَ قَلۡبِهٖ وَ جَعَلَ عَلٰی بَصَرِهٖ غِشٰوَۃً فَمَنۡ یَّهۡدِیۡهِ مِنۡۢ بَعۡدِ اللّٰهِ﴾

(الجاثیہ:۲۳)

''کیا آپ نے اسے بھی دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے، اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے۔''

اور یہ بدعتیں خواہشات کی پیداوار ہیں۔

## ۳: مخصوص لوگوں کی رائے کے لیے تعصب برتنا:

کسی کے رائے کی طرف داری کرنا یہ انسان اور دلیل کی پیروی و معرفت حق کے درمیان بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ اِذَا قِیۡلَ لَهُمُ اتَّبِعُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا بَلۡ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلۡفَیۡنَا عَلَیۡهِ اٰبَآءَنَا﴾ (البقرہ:۱۷۰)

''اور ان سے جب کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کی تابعداری کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اس طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔''

اور آج کل یہی حالت متعصبین کی ہے خواہ و مذہب و صوفیت کے بعض پیروکار ہوں یا قبوری حضرات جب انھیں کتاب وسنت کی پیروی اور ان دونوں کی مخالف چیزوں کو چھوڑنے کو

Marfat.com

کہا جاتا ہے تو یہ حضرات اپنے مذاہب، مشائخ اور آباؤ اجداد کو دلیل بناتے اور بطور حجت پیش کرتے ہیں۔

## ۴: کافروں سے مشابہت اختیار کرنا:

کافروں سے مشابہت سب سے زیادہ بدعتوں میں مبتلا کرنے والی چیزوں میں سے ہے جیسا کہ ابوواقد اللیثی کی حدیث میں ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ حنین کی طرف نکلے اور ہمارے کفر کا زمانہ ابھی قریب ہی تھا، مشرکوں کے لیے ایک بیری کا درخت تھا جہاں یہ لوگ ٹھہرتے تھے اور جس کے ساتھ اپنے ہتھیار لٹکاتے تھے، جسے ذات انواط کہا جاتا تھا تو ہمارا گزر بیری کے پاس سے ہوا، ہم لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے بھی ذات انواط بنا دیجیے جیسا کہ ان کے لیے ذات انواط ہے، رسول اللہ ﷺ نے تعجب کرتے ہوئے فرمایا: ''اللہ اکبر''، یہی سنتیں ہیں، کہا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم لوگوں نے ویسے ہی کہا ہے جیسے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا:

﴿اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ﴾

(الاعراف: ۱۳۸)

''ہمارے لیے بھی ایک ایسا معبود مقرر کر دیجیے جیسے ان کے یہ معبود ہیں، آپ نے فرمایا کہ واقعی تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے۔''

اس حدیث میں واضح بیان ہے کہ کفار کی مشابہت ہی نے بنی اسرائیل اور بعض صحابہ کو اس بات پر ابھارا کہ وہ اپنے نبی سے ایسا غلط مطالبہ کریں کہ وہ ان کے لیے اللہ کو چھوڑ کر ایک ایسا معبود مقرر کر دیں جس کی وہ پرستش کریں اور اس سے تبرک حاصل کریں۔

اور یہی آج حقیقت میں ہو رہا ہے اس لیے کہ اکثر مسلمانوں نے شرک و بدعت کے ارتکاب میں کافروں کی روش اپنائی ہوئی ہے جیسے برتھ ڈے منانا، مخصوص اعمال کے لیے دنوں اور ہفتوں کی تعین، یادگاری چیزوں اور دینی مناسبتوں سے جلسے جلوس منعقد کرنا، یادگاری تصویریں و مجسّمے قائم کرنا، ماتم کی محفلیں منعقد کرنا، جنازے کی بدعتیں اور قبروں پر تعمیر وغیرہ۔

Marfat.com

## ۵: آباؤ اجداد کی اندھی تقلید:

بدعت کے اسباب میں سے تقلید آباء بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ○ ﴾ (البقرہ: ۱۷۰)

''اور جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ نے جو نازل فرمایا ہے اس کی اتباع کرو، تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اس کی اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباء کو پایا، تو کیا اگرچہ اُن کے آباء کچھ نہ سمجھتے ہوں اور نہ راہِ راست پر ہوں (اُنھی کی اتباع کریں گے؟)''

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں بغیر حجت و برھان آباء واجداد کی اتباع سے روکا ہے جو درحقیقت شیطان ہی کی اتباع ہے۔

اس آیت میں اس بات پر سخت نکیر کی گئی ہے کہ صریح قرآن اور صحیح سنت کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کی بات مانی جائے، اور قرآن وسنت کے مقابلے میں اسے دلیل بنایا جائے، اور حجت یہ پیش کی جائے کہ ہمارے امام، ہمارے مرشد، ہمارے بزرگ، اور ہمارے فقیہ زیادہ سمجھتے تھے، اور یقیناً یہ حدیثیں ان کے علم میں رہی ہوں گی، لیکن کسی اقویٰ دلیل ہی کی وجہ سے انھوں نے ان حدیثوں کا انکار کیا ہوگا۔

اور ستم بالا ستم یہ کہ ان حضرات نے انکار احادیث کے ان واقعات سے فقہی اصول کشید کیے اور اپنی کتابوں میں مدوّن کردیا کہ جب بھی کوئی حدیث ان اصولوں کے خلاف پڑے گی اسے ردّ کردیا جائے گا، اس لیے کہ یا تو وہ ضعیف ہوگی، یا مرجوح یا منسوخ ہوگی۔ قرآن وسنت کے حق میں اس جرم عظیم کا بدترین نتیجہ یہ سامنے آیا کہ امت کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں بہت سی کمزور اور واہیات قسم کی حدیثیں رائج ہوگئیں، اور وہ صحیح حدیثیں جو بخاری ومسلم نے روایت کی ہیں اور جن پر عمل نہ کرنے کا کوئی جواز امت کے پاس موجود نہیں، سینکڑوں سال سے مسلمانوں کا منہ تک رہی ہیں، اور پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ ہم پر عمل کرو، ہم اللہ کے رسول کی صحیح احادیث ہیں، لیکن مقلدین انھیں درخورِ اعتناء نہیں سمجھتے۔

Marfat.com

اسلام میں تمام گمراہ فرقوں کا وجود، شرک و بدعت کا رواج، قبروں، مزاروں اور درگا ہوں کی پرستش اور عقائد کی تمام بیماریاں اسی چور دروازے سے داخل ہوئی ہیں کہ قرآن وسنت کو ترک کر کے اپنے بزرگوں، پیروں، مشائخ اور خودساختہ معبودوں کی بات کو ترجیح دی، ان کی تقلید کی اور کہا کہ یہ حضرات جو کرتے آئے ہیں آخر ان کے پاس بھی تو کوئی دلیل رہی ہوگی، اس لیے ہم وہی کریں گے جو ہمارے بزرگ کرتے آئے ہیں اور ان حدیثوں کو ہم نہیں مانیں گے اس لیے کہ ہم اپنے بزرگوں سے زیادہ فہم نہیں رکھتے۔ یہ روش مشرکین مکہ کی تھی۔

مشرکین مختلف شرکیہ اعمال میں مبتلا تھے، ان سے جب کہا جاتا کہ تم لوگ اپنے آباؤ اجداد کی تقلید چھوڑ دو جنھوں نے اللہ کے بارے میں افترا پردازی کی تھی، اور اللہ اور اس کے رسول کے کہے پر عمل کرو، تو وہ فوراً بول اٹھتے کہ ہم تو اپنے آباؤ اجداد ہی کی تقلید کریں گے، اس کا جواب اللہ نے دیا کہ کیا باپ دادوں کی تقلید ان کے لیے کافی ہوگی، چاہے ان کے وہ باپ دادا حق کو جانتے اور پہچانتے نہ ہوں۔

﴿وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝﴾

(المائدہ: ۱۰۴)

”اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی نازل کردہ کتاب اور رسول کی طرف آجاؤ، تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے جس دین وعقیدہ پر اپنے آباؤ اجداد کو پایا، وہی ہمارے لیے کافی ہے، کیا (وہ اسی پر قائم رہیں گے) اگرچہ ان کے آباؤ اجداد نہ کچھ جانتے رہے ہوں اور نہ راہِ ہدایت پر رہے ہوں۔“

مشرکین کے فعل شنیع پر مزید نکیر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان کے پاس فرشتوں اور بتوں کی عبادت و پرستش کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے، صرف یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے آباء واجداد کو اسی دین پر عمل کرتے پایا ہے، لہٰذا ہم بھی اسی دین پر قائم رہیں گے:

﴿اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ۝ بَلْ قَالُوْۤا اِنَّا وَجَدْنَاۤ

Marfat.com

اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ○ وَ كَذٰلِكَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ○﴾ (الزخرف: ۲۱ تا ۲۲)

"کیا ہم نے انھیں قرآن سے پہلے کوئی کتاب دی تھی جس سے وہ چمٹے ہوئے ہیں، بلکہ اُن کا کہنا ہے کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ پر چلتے پایا ہے، اور ہم یقیناً اُنھی کے نقش قدم کی پیروی کرتے رہیں گے۔ اور اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے جب بھی کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا (نبی) بھیجا، تو ان کے عیش پرستوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ پر چلتے پایا ہے، اور ہم یقیناً اُنھی کے نقش قدم پر چلتے رہیں گے۔"

## ۶: کفار کی مشابہت اختیار کرنا:

بنی اسرائیل جو فرعون کی غلامی سے آزاد ہونے اور سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے سمندر پار کرنے کے بعد جزیرہ نمائے سینا کے جنوبی علاقے کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں ان کا گزر ایسی قوم کے پاس سے ہوا جو بتوں کی پرستش کرتی تھی۔ انھیں دیکھ کر بنی اسرائیل نے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ ہمیں بھی ایک ایسا ہی بت چاہیے جس کے سامنے جھکیں۔

﴿وَ جٰوَزْنَا بِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ یَّعْكُفُوْنَ عَلٰۤى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا یٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَاۤ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ﴾

(الاعراف: ۱۳۸)

"اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر عبور کرادیا، توان کا گزر ایسے لوگوں کے پاس سے ہوا جو اپنے بتوں کی عبادت کر رہے تھے، انھوں نے کہا، اے موسیٰ، جس طرح ان کے کچھ معبود ہیں، آپ ہمارے لیے بھی معبود بنادیجیے، موسیٰ نے کہا کہ واقعی تم لوگ بالکل نادان ہو۔"

مفسر بغوی نے لکھا ہے کہ بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت میں کوئی شبہ نہیں تھا، بلکہ ان

Marfat.com

کا مقصد یہ تھا کہ ان بت پرستوں کی طرح ان کے لیے بھی کوئی ایسی چیز ہونی چاہیے جس کی تعظیم کر کے اللہ کا قرب حاصل کریں، اپنی شدت جہالت کی وجہ سے سمجھ بیٹھے تھے کہ اس سے ان کے دین وایمان کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ انتہی (تفسیر بغوی)

امام احمد، ترمذی اور ابن جریر وغیرھم نے ابوواقد اللیثی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ حنین کے لیے نکلے تو ایک درخت کے پاس سے گزرے جس پر مشرکین اپنے ہتھیار لٹکایا کرتے تھے، اس لیے اسے ''ذاتِ انواط'' کہا کرتے تھے، تو صحابہ میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے بھی ایک ایسا ہی ''ذات انواط'' بنا دیجیے، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سبحان اللہ! یہ تو وہی قوم موسیٰ کی بات ہے کہ بت پرستوں کے معبودوں کی طرح ہمارے لیے بھی ایک معبود بنا دیجیے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم لوگ گذشتہ قوموں کی راہ پر ضرور چلو گے۔''[1]

یہی وجہ ہے کہ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مقام حدیبیہ کے اس درخت کو کٹوا دیا تھا جس کے نیچے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے بیعت لی تھی، جسے بیعۃ الرضوان کہا جاتا ہے۔ امام ابوبکر طرطوش مالکی لکھتے ہیں کہ اگر تم کوئی ایسا درخت دیکھو جس کی لوگ زیارت اور تعظیم کرتے ہوں، اسے شفایابی کا سبب مانتے ہوں، اور اس میں کیلیں ٹھونکتے ہوں اور کپڑے کے ٹکڑے لٹکاتے ہوں، تو اسے کاٹ دو، کیونکہ وہ ''ذات انواط'' ہے۔[2]

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم اپنے سے پہلے لوگوں کی ضرور بالضرور بالشت اور ہاتھ کی حد تک پیروی کرو گے یہاں تک کہ اگر وہ سانڈھے کے بل میں گھس گئے تو تم بھی ان کے پیچھے چلو گے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کہتے ہیں کہ) ہم نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! کیا پہلے لوگوں سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: تو پھر اور کون ہیں؟[3]

---

[1] تفسیر ابن جریر: ۱۳/۸۲۔ سنن ترمذی، کتاب الفتن، رقم: ۲۱۸۰.

[2] تفسیر ابن کثیر: ۲/۳۹۵، ۳۹۶.

[3] صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، رقم: ۷۳۲۰.

Marfat.com

((عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيَأْتِيَنَّ عَلٰى أُمَّتِيْ كَمَا أَتٰى عَلٰى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، حَتّٰى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتٰى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِيْ أُمَّتِيْ مَنْ يَّصْنَعُ ذٰلِكَ، وَإِنَّ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ مِلَّةً وَّتَفْتَرِقُ أُمَّتِيْ عَلٰى ثَلٰثٍ وَّسَبْعِيْنَ مِلَّةً، كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً، قَالُوْا: مَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِيْ.)) [1]

"سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "میری امت پر ایسا وقت آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا۔ جس طرح جوتا جوتے کے برابر ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر بنی اسرائیل میں سے کسی نے اپنی ماں سے علانیہ بدکاری کی ہوگی تو میری امت کے (کچھ بدنصیب) لوگ بھی ایسا ہی کریں گے، اور بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور میری اُمت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، ایک کے سوا سب دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! وہ (نجات پانے والی) کون سی جماعت ہے؟ فرمایا: جو میرے اور میرے اصحاب کے طریق پر ہوگی۔"

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اور ایسی ہی وہ چیزیں ہیں جو بعض لوگ گھڑ کر مناتے ہیں یا میلاد عیسیٰ علیہ السلام میں نصاریٰ کی مشابہت کرتے ہوئے اور یا نبی ﷺ کی محبت اور تعظیم میں آپ کی عید مناتے ہیں، حالانکہ آپ کی تاریخ پیدائش میں لوگوں کا اختلاف ہے کیونکہ اسے سلف کرام نے نہیں کیا ہے اگر اس کا کرنا محض خیر ہوتا یا کرنا راجح ہوتا تو سلف صالحین رحمہم اللہ ہم سے زیادہ اس کے حقدار ہوتے، کیونکہ وہ لوگ ہم سے زیادہ نبی کریم ﷺ سے محبت اور تعظیم کرنے والے تھے اور وہ لوگ خیر کے زیادہ حریص

---

[1] مستدرك حاكم: ۱/۱۲۹۔ سنن ترمذی، كتاب الايمان، رقم: ۲۶۴۱۔ واللفظ له، مشكوٰة، رقم: ۱۷۱۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۱۳۴۸۔

Marfat.com

تھے اور نبی کریم ﷺ کی محبت اور تعظیم آپ کی متابعت وفرماں برداری، نیز آپ کے حکم کی پیروی، آپ کی سنت کے احیاء ظاہری اور باطنی طور پر، آپ کی دعوت کو عام کرنے اور اس پر دل، ہاتھ اور زبان سے جہاد کرنے ہی میں ہے، کیونکہ یہی طریقہ مہاجرین وانصار سابقین اوّلین کا ہے اور ان لوگوں کا بھی ہے جنھوں نے اچھائی کے ساتھ اس کی پیروی کی۔''[1]

## ۷: غلو:

اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کو دین میں غلو کرنے سے منع فرمایا ہے، اس لیے کہ ہر دور میں یہ برائی ان کے اندر دوسروں کی بہ نسبت زیادہ پائی گئی۔ انھوں نے دین میں رہبانیت اور عورتوں سے کنارہ کشی کو ایجاد کیا، اور عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا مقام دیا، بلکہ اپنے علماء اور راہبوں تک کو اپنا معبود بنالیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ يَاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لَا تَغۡلُوۡا فِىۡ دِيۡنِكُمۡ وَلَا تَقُوۡلُوۡا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الۡحَـقَّ‌ ؕ اِنَّمَا الۡمَسِيۡحُ عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ‌ ۚ اَلۡقٰٮهَاۤ اِلٰى مَرۡيَمَ وَرُوۡحٌ مِّنۡهُ‌ فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ‌ ۚ وَلَا تَقُوۡلُوۡا ثَلٰثَةٌ‌ ؕ اِنۡتَهُوۡا خَيۡرًا لَّـكُمۡ‌ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ‌ ؕ سُبۡحٰنَهٗۤ اَنۡ يَّكُوۡنَ لَهٗ وَلَدٌ‌ ۘ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ‌ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيۡلًا ﴾ (النساء: ۱۷۱)

''اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو نہ کرو، اور اللہ کی شان میں حق بات کے علاوہ کچھ نہ کہو، مسیح عیسیٰ بن مریم صرف اللہ کے رسول تھے، اور اس کا کلمہ، جسے اس نے مریم کی طرف پہنچادیا، اور اس کی طرف سے ایک روح، پس تم اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لے آؤ، اور تین معبودوں کے قائل نہ بنو، اس سے باز آجاؤ، اسی میں تمھاری بہتری ہے، بے شک اللہ اکیلا معبود ہے، وہ اس سے پاک ہے کہ کوئی اس کی اولاد ہو، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، اسی کی ملکیت ہے، اور اللہ

[1] اقتضاء الصراط المستقیم: ۲/۶۱۵.

Marfat.com

بحیثیت کارساز کافی ہے۔''

سورۃ التوبہ میں ارشاد فرمایا:

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ ﴾ (التوبة: ۳۰تا ۳۱)

''اور یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں، اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں، یہ اُن کے منہ کی بکواس ہے، ان لوگوں کے قول کی مشابہت اختیار کرتے ہیں جنھوں نے ان سے پہلے کفر کیا تھا، اللہ انھیں ہلاک کردے، کس طرح حق سے پھرے جارہے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے بجائے معبود بنالیا اور مسیح ابن مریم کو بھی، حالانکہ انھیں تو صرف ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، وہ مشرکوں کے شرک سے پاک ہے۔''

امام احمد، ترمذی اور ابن جریر وغیرھم نے سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو ان کی گردن میں چاندی کا صلیب لٹک رہا تھا (انھوں نے جاہلیت کے زمانہ میں عیسائیت کو قبول کرلیا تھا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت پڑھی: '' اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ '' تو میں نے کہا کہ عیسائیوں نے اپنے عالموں کی عبادت تو نہیں کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، انھوں نے حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنایا، تو لوگوں نے ان کی بات مانی اور ان کی پیروی، یہی ان کی عبادت ہے۔ [1]

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ممبر پر یہ فرماتے

---

[1] مسند أحمد: ۳۷۸/۴۔ سنن ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، رقم: ۳۰۹۵۔ تفسیر طبری: ۲۱۲/۱۴۔ محدث البانی نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

Marfat.com

سنا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا:

((لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَی ابْنَ مَرْیَمَ فَاِنَّمَا أَنَا عَبْدُہٗ فَقُوْلُوْا: عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ.)) [1]

''مجھے نصاریٰ کی طرح نہ بڑھانا جیسا کہ انھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں کیا میں تو اللہ کا نبی اور اس کا رسول ہوں۔''

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

((اِیَّاکُمْ وَالْغُلُوَّ فِی الدِّیْنِ فَاِنَّمَا أَھْلَكَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمُ الْغُلُوُّ فِی الدِّیْنِ.)) [2]

''دین میں غلو سے بچو، پس تم سے پہلے لوگوں کو غلو فی الدین نے برباد کر دیا تھا۔''

علامہ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے غلو کو کبائر میں شمار کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''مخلوق کے بارے میں غلو کرنا حتیٰ کہ اس کے مقام سے تجاوز کیا جائے اور بعض اوقات یہ غلو گناہ کبیرہ سے شرک کی طرف لے جاتا ہے۔'' [3]

سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میری اُمت کے دو قسم کے افراد کے حق میں میری شفاعت قبول نہیں ہوگی:

(۱) انتہائی ظالم حکمران اور (۲) غلو کرتے کرتے دائرہ مذہب سے خارج ہو جانے والا۔'' [4]

مولانا حالی نے کہا:

تم اوروں کی مانند دھوکا نہ کھانا
کسی کو خدا کا بیٹا نہ بنانا

---

[1] صحیح بخاری، کتاب أحادیث الانبیاء، رقم: ۳۴۴۵.

[2] مسند احمد، رقم: ۲۱۵، ۲۴۷.

[3] اعلام الموقعین: ۴/۴۰۷.

[4] سلسلہ احادیث صحیحہ، رقم: ۴۷۰۔ المعجم الاوسط للطبرانی، رقم: ۶۴۴.

Marfat.com

میری حد سے رتبہ نہ میرا بڑھانا
بڑھا کر بہت تم نہ مجھ کو گھٹانا
سب انسان ہیں واں جس طرح سرفگندہ
اسی طرح ہوں میں بھی ایک اس کا بندہ
بنانا نہ تربت کو میری صنم تم
نہ کرنا میری قبر پس سر خم تم

## ۸: استدلالات فاسدہ واتباع متشابہات:

استدلالاتِ فاسدہ اور اتباع مشابہات بھی بدعات کے اسباب ومحرکات میں سے ہیں۔
چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"يَطْلُبُوْنَ الدُّنْيَا وَقَدِ اعْتَادُوْا تَقْلِيْدَ السَّلَفِ وَأَعْرَضُوْا عَنْ نُصُوْصِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَتَمَسَّكُوْا بِتَعَمُّقِ عَالِمٍ وَتَشَدُّدِهِ وَاسْتِحْسَانِهِ فَاعْرَضُوْا كَلَامَ الشَّارِعِ الْمَعْصُوْمِ وَتَمَسَّكُوْا بِأَحَادِيْثَ مَوْضُوْعَةٍ وَتَاوِيْلَاتٍ فَاسِدَةٍ، كَانَتْ سَبَبَ هَلَاكِهِمْ." [1]

"اگر تم یہودیوں کا نمونہ دیکھنا چاہتے ہو تو (ہمارے زمانے کے) علمائے سوء کو دیکھو، جو دنیا کی طلب اور (اپنے) سلف کی تقلید پر جمے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ کتاب وسنت کی نصوص (دلائل) سے منہ پھیرتے اور کسی (اپنے پسندیدہ) عالم کے تعمق، تشدد اور استحسان کو مضبوطی سے پکڑے بیٹھے ہیں۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ جو معصوم ہیں، کے کلام کو چھوڑ کر موضوع روایات اور فاسد تاویلوں کو گلے سے لگالیا ہے۔ اسی وجہ سے یہ لوگ ہلاک ہوگئے ہیں۔"

جن لوگوں کے دلوں میں کفر ونفاق ہے، وہ متشابہ آیتوں کے درپے ہوتے ہیں، تاکہ لوگوں کو شبہات میں مبتلا کرسکیں، اپنے باطل عقائد ونظریات پر فاسد تاویلات کے ذریعہ ان سے

[1] الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، ص: ۱۰، ۱۱۔

Marfat.com

استدلال کر سکیں، اور اسلام میں بدعتوں کو رواج دے سکیں۔ ایسے لوگ یقیناً بیمار عقل والے ہوتے ہیں جو مشتبہ آیتوں کی تلاش میں ہوتے ہیں، تا کہ اپنے باطل افکار کی تائید میں کوئی دلیل لا سکیں، اور مسلمانوں میں شر اور فتنہ پھیلا سکیں۔

﴿فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝﴾

(آل عمران:۷)

''پس جن لوگوں کے دلوں میں کھوٹ پن ہوتا ہے وہ فتنہ انگیزی کی غرض سے اور (اپنی خواہش نفس کے مطابق) تاویل کی غرض سے انہی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں، حالانکہ ان کی تاویل اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، اور راسخ علم والے کہتے ہیں کہ ہم اُن پر ایمان لے آئے، سب ہمارے ربّ کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو صرف عقل والے حاصل کرتے ہیں۔''

## ۹: تعصب مذہبی:

تعصب بہت بُری چیز ہے، اس کی وجہ سے اُمت مختلف گروہوں اور فرقوں میں بٹ گئی اور اس کی بنا پر دوستی یا دشمنی کی جانے لگی۔ حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠﴾ (آل عمران:۱۰۳)

''اور اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقوں میں مت بٹو۔''

تعصب سے افتراق و عداوت اس حد تک بڑھ گئی کہ بعض اصحاب مذہب نے مخالف مذہب کی لڑکی یا اس کے عکس سے نکاح کو نا جائز قرار دیا ہے اور بعض نے مخالف مذہب کی لڑکی کو یہودی یا نصرانی عورت کی طرح سمجھ کر نکاح کو جائز قرار دیا۔ اسی طرح مخالف مذہب کے امام کے پیچھے نماز کو بھی نا جائز قرار دیا ہے۔

چنانچہ ابن ہمام حنفی رقمطراز ہیں کہ: ''ابوالیسر نے کہا ہے: کہ حنفی آدمی کی صلاۃ شافعی کے

Marfat.com

پیچھے جائز نہیں! اس کی وجہ یہ ہے کہ مکحول نخعی نے اپنی کتاب ''یشفاع'' میں رقم کیا ہے کہ رکوع کو جاتے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع الیدین کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ یہ عمل کثیر ہے۔ ❶

شیخ محمد حیات سندھی حنفی نے کہا ہے:

''ہمارے اہل زمانہ نے جو خاص مذہب کے التزام کی بدعت ایجاد کی ہے کہ ہر ایک کسی ایک مذہب سے منتقل ہو کر دوسرے مذہب میں جانے کو نا جائز کہتا ہے۔ تو یہ جہالت، بدعت اور ظلم ہے۔ ہم نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جو صحیح غیر منسوخ احادیث کو چھوڑ کر جن مذاہب کی کوئی سند نہیں انھی سے تمسک کرتے ہیں۔'' اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ. ❷

اسی تعصب مذہبی کے نتیجے میں ہی لوگوں نے مسجد الحرام کو چار یا پانچ مصلوں میں بانٹ رکھا تھا۔ جیسا کہ گذشتہ صفحات میں گزرا ہے۔

یہ ملّاں کافروں کو دولت اسلام کیا دے گا
اسے کافر بنانا بس مسلمانوں کو آتا ہے
تعصب نے اس صاف چشم کو آکر
کیا بغض کے خارو خس سے مکدر

## ۹: بدعتی لوگوں کی ہم نشینی:

ابتلائے اسلام میں مشرکین مکہ صحابہ کرام کو قرآن پڑھتے دیکھتے تو مذاق اُڑاتے، اور باتیں بناتے، انھی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کو منع کیا کہ کفار جب قرآن کا مذاق اڑا رہے ہوں تو ایسی مجلسوں سے اُٹھ جائیں، یہاں تک کہ وہ لوگ کوئی اور بات کرنے لگیں:

﴿ وَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ

---

❶ فتح القدیر: ۱/ ۳۱۰. ❷ ایقاظ همم أولی الأبصار، ص ۷۰.

Marfat.com

حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۸﴾ (الانعام:۶۸)

''اور جب آپ اُن لوگوں کو دیکھیے جو ہماری آیتوں کے خلاف باتیں بناتے ہیں، تو آپ ان سے اعراض کیجیے، یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ کوئی اور بات کرنے لگیں، اور اگر شیطان آپ کو بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالم لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھیے۔''

اور جب نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام ہجرت کر کے مدینہ شریف پہنچے، تو وہاں بھی جب کفار اور منافقین کا ایسا ہی رویہ تھا کہ وہ لوگ قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑاتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے ایسی مجلسوں سے اجتناب کرنے کا حکم دیا، جیسا کہ سورۂ نساء میں آیا ہے:

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ﴿۱۴۰﴾ (النساء:۱۴۰)

''اللہ نے قرآن میں تمھارے لیے اتارا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیتوں کا انکار کیا جا رہا ہے، اور اس کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے، تو اُن کے ساتھ نہ بیٹھو، یہاں تک کہ اس کے علاوہ کوئی اور بات کرنے لگیں، ورنہ تم انھی کے جیسے ہو جاؤ گے۔''

مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ حکم عام ہے، اور اُمت مسلمہ کے ہر فرد کا فرض ہے کہ جہاں کہیں بھی اسلام کا یا قرآن وسنت وغیرہ کا مذاق اُڑایا جا رہا ہو، یا بدعت وخرافات کی طرف دعوت دی جا رہی ہو اس مجلس کا بائیکاٹ کرے، ورنہ اس پر بھی وہی حکم لگے گا جس کا بیان ابھی سورۂ نساء کے آخر میں گزرا کہ ''اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ'' ''تم بھی ان کے مانند ہو جاؤ گے۔''

محمد بن سیرین رحمہ اللہ اسی آیت کریمہ کی روشنی میں اہل بدعت سے مجالست کو مردود قرار دیتے تھے، اور فرماتے کہ یہ آیت انھی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ [1]

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ جو شخص اہل بدعت کی مجلس اختیار کرتا ہے۔ اسے

---

[1] سیر أعلام النبلاء: ۶۱۰/۴.

Marfat.com

حکمت وبصیرت نہیں ملتی۔ ❶

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِیْسِ السُّوْءِ کَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيْرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ اِمَّا أَنْ يُّحْذِيَكَ، وَاِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَاِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيْحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الْكِيْرِ اِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَاِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيْحًا خَبِيْثَةً.)) ❷

''نیک ہم نشین اور بُرے ہم نشین کی مثال مشک فروش اور آگ کی بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے۔ مشک فروش یا تو آپ کو مشک ہدیہ میں دے دے گا، یا آپ اس سے خرید لیں گے، یا کم از کم تمھیں اس سے پاکیزہ خوشبو ضرور ملے گی۔ اور بھٹی دھونکنے والا یا تو تمھارے کپڑے جلا دے گا، یا کم از کم تمھیں اس سے بدبو ملے گی۔''

## ۱۰: تصوف:

یہ معاملے ہیں نازک، جو تیری رضا ہو تو کر
کہ مجھے تو خوش نہ آیا یہ طریق خانقاہی

تصوف بدعت کی جڑ ہے۔ ائمہ ہدیٰ نے اس سے بڑا ڈرایا ہے، کیونکہ اس کے ذریعہ انسان غیر محسوس طریقے سے گمراہی میں چلا جاتا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((لَوْ اَنَّ رَجُلًا تَصَوَّفَ أَوَّلَ النَّهَارِ لَا يَأْتِي الظُّهْرُ حَتّٰى يَصِيْرَ أَحْمَقَ.))

''اگر کسی نے شروع دن میں صوفیانہ زندگی اختیار کر لی تو وہ دوپہر تک احمق ہو جائے گا۔''

---

❶ سير أعلام النبلاء: ۸/ ۴۳۰.

❷ صحيح البخاري: كتاب الذبائح والصيد، باب السمك، حديث رقم: ۵۵۳۴۔ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب استحباب مجالسة الصالحين....، حديث رقم: ۲۶۲۸، بروایت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ۔

Marfat.com

مزید فرماتے ہیں:

((مَا لَزِمَ أَحَدٌ الصوفيين أَرْبَعِينَ يَوْمًا فَعَادَ عَقْلُهُ.))

''جس کسی نے متواتر چالیس دن تک کسی صوفی کی صحبت اختیار کی تو اس کی عقل دوبارہ لوٹ کر نہیں آئے گی۔''

اور امام السنہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(( حَذِّرُوْا مِنَ الْحَارِثِ أَشَدَّ التَّحْذِيْرِ، الْحَارِثُ أَصْلُ الْبَلْبَلَةِ يَعْنِيْ فِي حَوَادِثِ كَلَامِ جَهْمٍ، ذَاكَ جَالِسَهُ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَأَخْرَجَهُمْ إِلَى رَأْيِ جَهْمٍ مَا زَالَ مَأْوَى أَصْحَابِ الْكَلَامِ، حَارِثٌ بِمَنْزِلَةِ الْأَسَدِ الْمُرَابِطِ أُنْظُرْ أَيَّ يَوْمٍ يَثِبُ عَلَى النَّاسِ.)) [1]

''حارث صوفی سے جہاں تک ہو سکے بچو، کیوں کہ وہ مصیبت کی جڑ ہے، جہم بن صفوان کے کلام کے حوادث کا شکار ہے، دیکھتے نہیں کہ فلاں اور فلاں اشخاص اس کے ہم جلیس ہیں، جس نے ان کو جہم بن صفوان کی رائے کا پابند بنا دیا ہے، جواب تک علم کلام والوں کا ملجا و ماویٰ ہے، حارث کی مثال گھات میں رہنے والے شیر کی ہے، دیکھو وہ کس دن حملہ آور ہوتا ہے۔''

یہ سلسلے بھی تصوف کے ہیں، ان سے صحبت و مجلس بدعت کی طرف لے جاتی ہے۔

| | |
|---|---|
| ۱: سلسلہ قادریہ | ۲: سلسلہ نقشبندیہ |
| ۳: سلسلہ سہروردیہ | ۴: سلسلہ رفاعیہ |
| ۵: سلسلہ تیجانیہ | ۶: سلسلہ چشتیہ |

## ۱۱: طمع و لالچ:

طمع و لالچ بھی انسان کو بدعت کی طرف لے جاتا ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] الفکر الصوفی فی ضوء الکتاب والسنۃ، ص: ۶۸۳/ ۶۸۴.

Marfat.com

((بَادِرُوْا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، أَوْ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا.)) ❶

''ان فتنوں کے واقع ہونے سے پہلے نیک اعمال کی طرف سبقت اور جلدی کرو جو شبِ دیجور کے ٹکڑوں کی طرح ہوں گے کہ آدمی صبح کو مومن ہوگا اور شام کو کافر، یا شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر، اپنے دین کو ایک دنیوی سامان کے عوض فروخت کرے گا۔''

دوسرے مقام پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

((مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِينِهِ.)) ❷

''بکریوں کے کسی ریوڑ میں بھیجے گئے دو بھوکے بھیڑیے اتنا زیادہ نقصان دہ نہیں جتنا مال وشرف کا لالچ آدمی کے دین کو نقصان پہنچاتا ہے۔''

## ۱۲: اکابر پرستی:

جاہل اور غلو کرنے والے یہودیوں نے سیّدنا عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا قرار دیا، جن کا زمانہ عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً ساڑھے پانچ سو سال پہلے کا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ انھوں نے بکھرے ہوئے تورات کو اکٹھا کیا، اور عبرانی زبان میں لکھی ہوئی تمام اسرائیلی کتابوں کو جمع کر کے بنی اسرائیل کے لیے قانون کی ایک عظیم کتاب تیار کی۔ جس سے متاثر ہو کر یہودیوں نے انھیں اللہ کا مجازی بیٹا کہنا شروع کر دیا، جو توحید باری تعالیٰ کی شان کے خلاف تھا۔

اور گمراہ نصاریٰ میں سے کسی نے سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا، کسی نے ان کو بعینہ اللہ اور کسی نے انھیں تین میں سے ایک معبود قرار دیا۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَلِكَ

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۱۱۸۔

❷ سنن الترمذی، کتاب الزھد، باب حدثنا سوید، رقم: ۲۳۷۶۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

Marfat.com

قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾ (التوبة: ۳۰)

''اور یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں، یہ اُن کے منہ کی بکواس ہے، ان لوگوں کے قول کی مشابہت اختیار کرتے ہیں جنھوں نے ان سے پہلے کفر کیا تھا، اللہ انھیں ہلاک کردے، کس طرح حق سے پھرے جا رہے ہیں۔''

قوم نوح صالحین کی عبادت کرنے لگی۔ قوم کے سرغنوں نے عوام الناس کو شرک پر ابھارتے ہوئے کہا کہ جن معبودوں کی ہمارے اور تمھارے آباء پرستش کرتے آئے ہیں، انھیں ہرگز نہیں چھوڑو، اور اُن کی عبادت پر سختی کے ساتھ جمے رہو۔ تم لوگ اپنے معبود وَدّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو کسی حال میں فراموش نہ کرو۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ:

''ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر قوم نوح میں نیک لوگوں کے نام تھے جب وہ لوگ وفات پا گئے تو شیطان نے ان کی قوم کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ان کے بیٹھنے کی جگہوں پر ان کے ناموں کے مجسّمے بنا کر گاڑ دو، چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور جب وہ لوگ مر گئے، اور ان کے درمیان سے علم اُٹھ گیا تو اُن مجسّموں کی عبادت کی جانے لگی۔''[1]

## ۱۳: عقل پرستی:

عقل پرستی انسان کو گمراہ کر دیتی ہے۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

نهايةُ اقدامِ العقولِ عقالُ
وأكثرُ سعى العالمين ضلالُ
وأرواحنا فى وحشةٍ فى جسومنا

[1] صحیح بخاری، رقم: ۴۹۲۰.

Marfat.com

وحاصلُ دنیانا أذی ووبالُ
ولم نستفد من بحثنا طولَ عمرنا
سوی أن جمعنا فیه قیل وقالوا

''عقلوں کے گھوڑوں کی منزل ہے بے بسی اور علماء کی زیادہ محنت گمراہی کا سبب ہے۔ ہماری روحیں ہمارے جسموں میں وحشت زدہ ہیں اور ہماری دنیا کا حاصل تکلیف اور مصیبت ہے۔ ہماری عمر بھر کی بحثوں سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوا سوائے اس کے کہ ہم نے اس میں قیل اور قالوا کو جمع کر دیا ہے۔'' ❶

اور ان کا ایک دوسرا عالم کہتا ہے:

''میں نے ایک بڑے سمندر میں غوطہ لگا دیا ہے۔ اہل اسلام اور ان کے علوم کو چھوڑ دیا ہے۔ ایک ایسے علم میں مشغول ہو گیا ہوں جس سے لوگوں نے روکا تھا اور اب اگر مجھے میرے رب کی رحمت نے مجھے اپنے دامن میں نہ لیا تو ہلاکت ہو فلاں آدمی کے لیے۔ لہٰذا اب میں اپنی ماں کے عقیدے پر جان دے رہا ہوں۔'' ❷

ان میں سے ایک اور شخص کہتا ہے:

''موت کے وقت سب سے زیادہ شک میں پڑنے والے لوگ اہل کلام ہیں۔''

## ۱۴: ابتلائے شک وشبہ:

مشرکین مکہ اپنے جھوٹے معبودوں جنھیں انھوں نے اور اُن سے پہلے ان کے آباء واجداد نے اللہ کے ناموں سے مشتق نام دے رکھے تھے، ان میں معبود بننے کی کوئی بھی صفت موجود نہیں تھی، انھوں نے محض اپنی طرف سے ان کے ایسے نام رکھ دیے تھے، جن کا حقیقت سے کوئی

---

❶ یہ ابن خطیب المعروف فخر الدین رازی کے اشعار ہیں، شاطبی نے انھیں ''الافادات والانشادات'' میں (صفحہ ۸۴، ۸۵) پر اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے اور المقری کی کتاب ''نفخ الطیب'' (۱۹/۹) میں اور لسان الدین ابن خطیب کی کتاب ''الاحاطۃ فی اخبار غرناطہ'' (۲۲۲/۲) میں دوسری سند کے ساتھ مروی ہیں۔

❷ یہ ابن جوینی کے الفاظ ہیں۔ جیسا کہ ''المنتظم'' (۹/۱۹)، ''سیر اعلام النبلاء'' (۴۷۱/۱۸)، ''طبقات شافعیہ'' (۲۶۰/۳) اور ''شذرات الذھب'' (۳۶۱/۳) میں ہے۔

Marfat.com

تعلق نہیں تھا، اور جن کی اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نہیں نازل کی تھی۔ وہ محض اپنے وہم وگمان اور اپنی خواہش نفس کی اتباع کرتے تھے، حالانکہ اُن کے پاس اُن کے رب کی طرف سے واضح دلیل آچکی تھی کہ یہ بت اس لائق نہیں کہ ان کی عبادت کی جائے۔ عبادت تو صرف اُس اللہ جل شانہ کے لیے خاص ہے جو ہر چیز کا خالق اور آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی ہر چیز کا مالک ہے۔ مشرکین مکہ کے لیے ان کے رب کی طرف سے نبی کریم ﷺ کے ذریعہ جو ہدایت آئی، اس سے انھوں نے منہ پھیرلیا، اور اپنی من مانی تمناؤں سے رشتہ جوڑلیا، اور اس خیال باطل کو اپنے دل میں جگہ دے دی کہ اُن کے بت اُن کے لیے سفارشی بنیں گے:

﴿اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ مَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ؕ﴾ (النجم:۲۳)

''یہ بت تو محض نام ہیں جنھیں تم نے اور تمھارے باپ دادوں نے رکھ لیے ہیں، اللہ نے ان کی کوئی دلیل نازل نہیں کی ہے، وہ لوگ محض وہم وگمان کی پیروی کرتے ہیں، اور اپنی خواہش نفس کی، حالانکہ اُن کے پاس اُن کے رب کی طرف سے ہدایت آچکی ہے۔''

اور ابونعیم نے شافعی رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ: ''مالک بن انس رحمہ اللہ کے پاس جب بعض اہل اہواء آتے تو کہا کرتے تھے کہ میں اپنے رب اور اپنے دین کی طرف سے بینہ (واضح دلیل) پر ہوں اور تم محض مبتلائے شک ہو، لہٰذا اپنے جیسے شکی کے پاس جاؤ اور اسی سے لڑو جھگڑو۔''

## ۱۵: کتمانِ حق:

کتمان حق بھی اسبابِ بدعت میں سے بڑا سبب ہے۔ جب حق پس پردہ ہو جائے تو بدعات سے پردہ اٹھ جاتا ہے، جن لوگوں کا شیوہ کتمانِ حق ہو وہ باطل کو بیان کرنے والے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی شدید مذمت فرمائی جو انبیاء ورسل کے ذریعہ بھیجی گئی ہدایت و

Marfat.com

رہنمائی کو لوگوں سے چھپاتے تھے۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَ الْهُدٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْكِتٰبِۙ اُولٰٓىٕكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَۙ۝۱۵۹﴾

(البقرہ: ۱۵۹)

''بے شک جو لوگ ہماری نازل کردہ نشانیوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں، اس کے باوجود کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے کتاب میں بیان کر چکے ہیں، ان پر اللہ اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔''

یہ آیت کریمہ اگرچہ یہود و نصاریٰ کے ان علماء کے بارے میں نازل ہوئی تھی جنھوں نے نبی کریم ﷺ کی صداقت کی نشانیوں کو چھپایا تھا، لیکن اس کا حکم عام ہے، ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ حق کو چھپاتا ہے، وہ لازمی طور پر اس وعید شدید میں شامل ہوگا۔ چند آیات آگے کتمانِ حق کرنے والوں کے لیے وعید کا دوبارہ ذکر کیا تاکہ امت مسلمہ کے افراد ایسی مذموم صفت سے اپنے آپ کو بچا کر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ یَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًاۙ اُولٰٓىٕكَ مَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَ لَا یُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ لَا یُزَكِّیْهِمْۖۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۝۱۷۴﴾ (البقرہ: ۱۷۴)

''جو لوگ اللہ کی نازل کردہ کتاب کو چھپاتے ہیں، اور اس کے بدلے حقیر سی قیمت قبول کر لیتے ہیں، وہ درحقیقت اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتے ہیں، اور روزِ قیامت اللہ اُن سے کلام نہیں فرمائے گا، اور نہ اُنھیں پاک کرے گا، اور اُن کے لیے بڑا دردناک عذاب ہوگا۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

((مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ يَعْلَمُهُ فَكَتَمَهُ أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنَ النَّارِ.)) [1]

''جس شخص سے کوئی علم دریافت کیا گیا جسے وہ جانتا ہے اور اس نے اسے چھپا لیا تو اسے قیامت کے روز آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔''

## ۱۶: تحریف:

تحریف بھی بدعت کے اسباب میں سے ہے اور بڑا مذموم فعل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے علمائے یہود کے لیے وعید شدید کا ذکر فرمایا جو تحریف کیا کرتے تھے:

﴿فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ ۝﴾ (البقرہ: ۷۹)

''پس ویل ہے ان لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھ لیتے ہیں، پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے، تاکہ اس کے بدلے کچھ مال حاصل کریں، پس ان کے لیے خرابی ہے، اپنے ہاتھوں سے لکھی ہوئی (کتاب) کے سبب، ان کے لیے خرابی ہے ان کی اپنی کمائی کے سبب۔''

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان یہود علماء کی مذمت کی ہے جو تورات کی آیات کو بدل دیتے تھے، لیکن دین اسلام آنے کے بعد ان لوگوں کو بھی شامل ہے جو بدعتوں کو صحیح ثابت کرنے کے لیے قرآن و سنت میں تحریف کرتے ہیں۔ اس میں ان یہود کی مذمت کی گئی ہے جو تورات کا علم نہیں رکھتے تھے، صرف ان کے پاس

---

[1] سنن الترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی کتمان العلم، حدیث نمبر: ۲۶۴۹۔ سنن ابوداؤد، کتاب العلم، باب کراھیۃ منع العلم، حدیث نمبر: ۳۶۵۸۔ سنن ابن ماجہ، المقدمۃ، باب من سئل عن علمہ فکتمہ، حدیث نمبر: ۲۶۶۔ مسند احمد: ۲/ ۲۶۳، ۳۰۵۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

Marfat.com

چند بے بنیاد تمنائیں تھیں، اور اب اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو قرآن کریم میں غور وفکر نہیں کرتے صرف حروف کی تلاوت کرتے ہیں، اور وہ لوگ بھی شامل ہیں جو دنیاوی مقاصد حاصل کرنے کے لیے قرآن کریم کے خلاف کوئی دوسری بات اپنے ہاتھ سے لکھ کر لوگوں میں رائج کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی شریعت اور اللہ کا دین ہے۔ اور وہ لوگ بھی شامل ہیں جو قرآن وسنت کو چھپاتے ہیں، تاکہ ان کا مخالف حق بات پر ان سے استدلال نہ کرے۔ انتہیٰ

Marfat.com

فصل نمبر ۷:

# بدعت کے نقصانات

ابتداع واحداث، باعث خسارہ وگھاٹا ہے۔ بلکہ سراسر گھاٹا ہے کہ اس سے فائدہ ہو ہی نہیں سکتا۔ ذیل کی سطور میں بدعت کے نقصانات کو بیان کیا جاتا ہے۔

## ۱: بدعت سے توبہ قبول نہیں ہوتی:

بدعتی آدمی بدعت کو نیکی سمجھ کر رہا ہوتا ہے، لہٰذا نہ وہ اسے گناہ سمجھ کر توبہ کرتا ہے، اور نہ ہی اس کی توبہ قبول ہوتی ہے۔ چنانچہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''شیطان لعین کو گناہوں کی بہ نسبت بدعت زیادہ محبوب ہے کیونکہ گناہوں سے تو توبہ کرلی جاتی ہے لیکن بدعت سے توبہ نہیں کی جاتی۔'' ①

اور سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اللّٰہَ حَجَبَ التَّوْبَةَ عَنْ صَاحِبِ کُلِّ بِدْعَةٍ.)) ②

''اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی سے توبہ کو روک دیا ہے۔''

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''البتہ توبہ اس طور پر ممکن اور واقع ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دے کہ اس کی راہنمائی فرمائے یہاں تک کہ حق اس کے لیے آشکارا ہوجائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سارے کفار ومنافقین اور اہل بدعت وضلالت کو ہدایت عطا فرمائی۔'' ③

---

① شرح السنة از امام بغوي: ۱/۲۱۶.

② المعجم الأوسط للطبرانی: ۶۲/۸، حدیث نمبر: ۴۲۱۳۔ سلسلة احادیث صحیحه، حدیث: ۱۶۲۰.

③ مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیه: ۹/۱۰.

Marfat.com

## ۲: بدعت سے گناہ ملتا ہے:

سیّدنا کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف مزنی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ نے (میرے باپ سے) میرے دادا نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے میری سنت سے کوئی ایک سنت زندہ کی اور لوگوں نے اس پر عمل کیا تو سنت زندہ کرنے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا، جتنا اس سنت پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کو ملے گا جبکہ لوگوں کے اپنے ثواب میں سے کوئی کمی نہیں کی جائے گی اور جس نے بدعت جاری کی اور پھر اس پر لوگوں نے عمل کیا تو بدعت جاری کرنے والے پر ان تمام لوگوں کا گناہ ہوگا، جو اس بدعت پر عمل کریں گے جبکہ بدعت پر عمل کرنے والے لوگوں کے اپنے گناہوں کی سزا سے کوئی چیز کم نہیں ہوگی (یعنی وہ بھی پوری پوری سزا پائیں گے)۔'' [1]

مزید اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ سَنَّ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ عَلَيْهِ مِثْلُ وِزْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يُنْقَصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ.)) [2]

''جس نے اسلام کے اندر کوئی برا طریقہ ایجاد کیا اس پر خود اس کا گناہ ہوگا اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کا گناہ بھی ہوگا اس کے بغیر کہ ان کے گناہوں میں کوئی کمی واقع ہو۔''

## ۳: بدعت باعث لعنت ہے:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى فِيهَا مُحْدِثًا، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ، وَالْمَلٰئِكَةِ،

[1] سنن ابن ماجہ، المقدمۃ، رقم: ۲۰۹، ۲۱۰۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔
[2] صحیح مسلم: ۲/۷۰۴، ۷۰۵۔

Marfat.com

وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ.)) [1]

''جس نے مدینہ میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی، اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ تعالیٰ اس کی کوئی فرض یا نفل عبادت قبول نہ فرمائے گا۔''

## ۴: بدعت کے آنے سے سنت اٹھ جاتی ہے:

حسان بن عطیہ محاربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بِدْعَةً فِي دِينِهِمْ إِلَّا نُزِعَ مِنْ سُنَّتِهِمْ مِثْلُهَا، ثُمَّ لَا يُعِيدُهَا إِلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.)) [2]

''جب کوئی قوم اپنے دین میں کوئی بدعت ایجاد کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس جیسی ایک سنت اٹھا لیتا ہے پھر تا قیامت اسے ان تک واپس نہیں لوٹاتا۔''

## ۵: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق کا خاتمہ:

اہل بدعت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ٹوٹ جاتا ہے جو کہ زبردست گھاٹا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي.)) [3]

''جو شخص میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں۔''

## ۶: بدعتی حوض کوثر سے دور ہٹا دیا جائے گا:

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، مَنْ وَرَدَ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا، عَلَى

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الاعتصام، باب اثم من آوی محدثا، حدیث نمبر: ۷۳۰۶۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینۃ، ودعاء النبی ﷺ فیہا بالبرکۃ، حدیث نمبر: ۱۳۶۶.

[2] سنن الدارمی: ۱/ ۴۵.

[3] صحیح بخاری، کتاب النکاح، رقم: ۵۰۶۳.

Marfat.com

أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُونَنِي، ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ.)) ❶

''میں حوض کوثر پر تمھارا پیش رفت ہوں گا، جو بھی آئے گا نوش کرے گا، اور جو بھی نوش کرے گا اسے پھر کبھی پیاس نہ لگے گی، اور میرے پاس کچھ لوگ ایسے آئیں گے جنھیں میں پہچانتا ہوں اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے، پھر میرے اور ان کے درمیان دیوار حائل کردی جائے گی۔''

اور ایک روایت میں ہے کہ میں کہوں گا: ((إِنَّهُمْ مِنِّي.)) ''یہ میرے امتی ہیں'' تو کہا جائے گا: ((إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ.)) ''آپ نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعتیں ایجاد کرلی تھیں'' تو میں کہوں گا: ((سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِي.)) ''ایسے لوگوں کو مجھ سے دور ہٹاؤ جنھوں نے میرے بعد میرے دین میں تبدیلیاں کرلی تھیں۔'' ❷

اور سیدنا شقیق سے بروایت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((يَا رَبِّ أَصْحَابِي أَصْحَابِي، فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ.)) ❸

''(کہ میں کہوں گا) اے میرے رب! یہ میرے اصحاب ہیں، یہ میرے اصحاب ہیں، تو کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعتیں ایجاد کرلی تھیں۔''

نیز سیدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنِّي عَلَى الْحَوْضِ حَتَّى أَنْظُرَ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ مِنْكُمْ، وَسَيُؤْخَذُ نَاسٌ مِنْ دُونِي فَأَقُولُ: يَا رَبِّ مِنِّي وَمِنْ أُمَّتِي، فَيُقَالُ: هَلْ شَعَرْتَ مَا عَمِلُوا بَعْدَكَ،

---

❶ صحیح البخاری، کتاب الرقائق، باب فی حوض النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۷/۲۶۴۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وصفاته: ۴/۱۷۹۳، حدیث نمبر: ۲۲۹۰۔

❷ صحیح البخاری، کتاب الرقائق، باب فی حوض النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر: ۶۵۸۳۔

❸ صحیح البخاری، کتاب الرقائق، باب فی حوض النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر: ۶۵۷۵۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وصفاته، حدیث نمبر: ۲۲۹۷۔

Marfat.com

وَاللّٰهِ مَا بَرِحُوا يَرْجِعُونَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ، فَكَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلَى أَعْقَابِنَا وَأَنْ نُفْتَنَ فِي دِينِنَا .)) [1]

''میں حوض کوثر پر ہوں گا تاکہ تم میں جو لوگ میرے پاس آتے ہیں انھیں دیکھوں اور جو کچھ لوگوں کو مجھ سے ہٹا دیا جائے گا تو میں کہوں گا: اے میرے رب! یہ مجھ سے اور میری امت کے لوگ ہیں تو کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا عمل کیا؟ اللہ کی قسم! یہ اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ گئے تھے، چنانچہ حضرت ابن ابوملیکہ رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: ''اے اللہ! ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں کہ اپنی ایڑیوں کے بل پلٹیں یا اپنے دین میں فتنہ سے۔''

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

((أَلَا لَيُذَادَنَّ رِجَالٌ عَنْ حَوْضِي كَمَا يُذَادُ الْبَعِيرُ الضَّالُّ أُنَادِيهِمْ أَلَا هَلُمَّ فَيُقَالُ إِنَّهُمْ قَدْ بَدَّلُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ سُحْقًا سُحْقًا .)) [2]

''سنو! کچھ لوگوں کو میرے حوض سے بھگایا جائے گا جس طرح بھٹکے ہوئے اونٹ کو بھگایا جاتا ہے۔ میں انھیں آواز دوں گا: سنو، ادھر آؤ تو کہا جائے گا: انھوں نے آپ کے بعد تبدیلی کر دی تھی تو میں کہوں گا: دوری ہو، دوری ہو (بھگاؤ، دور کرو)۔''

## اہل بدعت کے ساتھ تعلق کا حکم:

اہل بدعت کے ساتھ میل جول گمراہی کا باعث ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (الانعام:۱۱۶)

''اور اگر (اے پیغمبر!) آپ زمین میں بسنے والے اکثر لوگوں کی بات مانیں گے تو وہ آپ کو اللہ کی راہ سے گمراہ کر دیں گے۔''

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الرقائق، باب فی حوض النبی ﷺ، حدیث نمبر: ۶۵۹۳۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب اثبات حوض نبینا ﷺ وصفاته، حدیث نمبر: ۲۲۹۳۔

[2] صحیح مسلم: ۲۱۸/۱۔

Marfat.com

فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ اپنی کتاب ''بدعت'' میں رقمطراز ہیں:

''بدعتیوں کے پاس آنا جانا، ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا حرام ہے، ہاں! اگر مقصد ان کو نصیحت کرنا اور ان کے اس فعل پر نکیر ہو تو جائز ہے۔ اس لیے کہ بدعتی سے ملنا جلنا ملنے والے پر بہت برا اثر چھوڑتی ہے جس کی برائیاں دوسروں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں اور جب انھیں بدعت سے روکنے اور گرفت کرنے کی طاقت نہ ہو تو ان سے اور ان کی برائیوں سے ڈرانا ضروری ہے۔ اور ممکن ہونے کی صورت میں مسلم علماء کرام اور ان کے اولی الامر پر ان کی گرفت کرنا، ان کی برائیوں سے انھیں باز رکھنا اور انھیں بدعتوں سے روکنا واجب ہے اس لیے کہ اسلام پر ان کے خطرات بہت سخت ہیں۔

پھر یہ جاننا ضروری ہے کہ کافر ممالک بدعت کی نشر و اشاعت میں بدعتیوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں مختلف طریقوں سے ان کی مدد کرتے ہیں۔ اس لیے کہ اس میں اسلام کا خاتمہ نظر آتا ہے اور اس کی صورت دوسروں کی نظریں بگاڑنا مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہم سوال کرتے ہیں کہ وہ اپنے دین کی مدد فرمائے اور اپنے کلمے کو بلند کرے اور دشمنوں کو رسوا کرے۔''

امام اسماعیلی سلف صالحین کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((وَيَرَوْنَ أَهْلَ الْحَدِيثِ مَجَانِبَةَ الْبِدْعَةِ وَالْآثَامِ وَتَرْكَ الْغِيبَةِ إِلَّا لِمَنْ أَظْهَرَ بِدْعَةً وَهُوَ يَدْعُ إِلَيْهَا فَالْقَوْلُ فِيهَا لَيْسَ بِغِيبَةٍ عِنْدَهُمْ.)) [1]

''گناہ اور غیبت سے بچتے تھے ہاں اس شخص کے بارے میں بات چیت کرتے جس کا بدعتی ہونا واضح ہو جاتا، اور وہ شخص اس بدعت کی دعوت بھی دیتا ہو۔ ایسے شخص (کی غیر موجودگی میں اس) کے بارے میں بات چیت کرنا اہل السنہ کے نزدیک غیبت نہیں ہے۔''

---

[1] اعتقاد آئمہ الحدیث: ۷۸.

Marfat.com

امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یقیناً اللہ کے نبی ﷺ نے اس اُمت کے فرقوں میں بٹ جانے اور ان میں خواہشات وبدعات کے پیدا ہوجانے کی بھی خبر دے دی ہے، اور نجات کا فیصلہ اس جماعت کے حق میں کردیا جو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے پر چلے گی۔ اب یہ بات ایک مسلمان پر لازم ہے کہ جب کوئی شخص بدعات و خواہشات کو عقیدہ بنا کر سرانجام دے یا پھر وہ ایسا کرم کرے جو سنت کو کمزور کردے تو اس سے قطع تعلقی کرے اور اس سے برائت و بیگانگی کا اظہار کرے اور اس کو زندگی و موت دونوں صورتوں میں چھوڑ دے (یعنی اس کے خوشی وغمی کے معاملات میں شریک نہ ہو) جب کبھی ملاقات ہو تو سلام بھی نہ کہے اور اگر وہ پہلے سلام کہے تو اس کا جواب نہ دے یہاں تک کہ وہ اس بدعت کو چھوڑ کر حق کی طرف لوٹ آئے، امام بغوی نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا: تین دن سے زیادہ بات چیت چھوڑنا اس وقت حرام ہے جب اس کی وجہ سے محبت اور معاشرت پر منفی اثر ہو، مگر جب دین کے معاملہ میں ہو اور دین کے حق میں ہو تو تب یہ گناہ نہیں بلکہ خواہشات پرست لوگوں سے اس وقت تک بات چیت بند رکھی جائے جب تک وہ توبہ نہ کرلیں۔'' [1]

حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں زمانہ ماضی میں اہل سنت اقلیت میں تھے، آئندہ بھی وہ اقلیت میں ہی رہیں گے۔ یہ وہ ہیں جو نہ تو تکبر میں متکبر لوگوں کے ساتھی بنے اور نہ بدعت میں اہل بدعت کے ساتھی بنے بلکہ سنت پر رہ کر صبر کرتے رہے، یہاں تک کہ اپنے رب سے جاملے اور تم بھی ایسے ہی ہوجاؤ۔ [2]

امام فضیل بن عیاض رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۷ھ) نے فرمایا:

---

[1] شرح السنة: ۱/۲۲۳، ۲۲۷.

[2] بحوالہ نجات یافتہ کون؟ ص: ۱۴۹.

Marfat.com

''یقیناً اللہ کے فرشتے ذکر کے حلقے تلاش کرتے رہتے ہیں، لہٰذا دیکھو کہ تمھارا اُٹھنا بیٹھنا کس کے ساتھ ہے؟ بدعتی کے ساتھ نہ ہو کیونکہ اُن (بدعتیوں) کی طرف (رحمت سے) نہیں دیکھتا اور نفاق کی علامت یہ ہے کہ آدمی کا اٹھنا بیٹھنا بدعتی کے ساتھ ہو۔'' ❶

قاضی فضیل بن عیاض رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

''کہ میں کسی یہودی یا عیسائی کے ہاں کھانا کھاؤں یہ مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ کسی بدعتی کے ہاں سے کھانا کھاؤں، کیونکہ جب میں یہودی و عیسائی کے ہاں کھانا کھاؤں گا تو اس بات میں میری پیروی نہیں کی جائے گی، لیکن جب میں کسی بدعتی کے ہاں کھانا کھاؤں گا تو لوگ اس میں میری پیروی کریں گے، میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرے اور بدعتی کے درمیان لوہے کا قلعہ (یا پردہ) ہو، سنت کے مطابق تھوڑا سا عمل کرنا یہ بدعتی کے (بہت سارے) اعمال سے بہتر ہے، اور جو شخص بدعتی کے ساتھ بیٹھتا ہے تاکہ وہ اس بدعتی کو اللہ سے ڈرائے تو یہ صحیح ورنہ اس کو ڈرنا چاہیے کہ کہیں یہ بھی عذاب کی لپیٹ میں نہ آجائے، اور بدعتی کو اپنے دین کے بارے میں نہ بتاؤ اور اپنے معاملات میں اس سے مشورہ بھی نہ لو۔'' ❷

ابن مفلح حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''متوکل نے اپنے دورِ حکومت میں فتویٰ پوچھنے کے لیے امام احمد رحمہ اللہ کے پاس آدمی کو بھیجا کہ ہم حکومتی کاموں کے لیے عیسائیوں کو مزدور، ملازم رکھیں یا پھر بدعتی اور خواہش پرست لوگوں کو ملازم رکھیں؟ امام احمد بن حنبل نے فتویٰ دیا کہ عیسائیوں کو ملازم رکھنا بدعتیوں کو ملازم رکھنے سے بہتر ہے، پھر جب متوکل کا قاصد چلا گیا تو امام احمد کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں نے آپ سے سوال کیا۔ امام صاحب

---

❶ الطیوریات: ۳۱۸/۲، ح: ۲۵۸۔ حلیۃ الاولیاء: ۱۰۴/۸.

❷ حلیۃ الاولیاء: ۱۰۳/۸.

Marfat.com

نے جواب دیا کہ یہود و نصاریٰ تو ذلیل و رسوا کیے ہوئے ہیں اور ان کی برائی واضح ہے، لیکن یہ اہل بدعت لوگوں پر ان کے دین کو خلط ملط کرتے ہیں اور ان سے ان کے صحیح دین کو چھپاتے ہیں۔'' (1)

---

(1) الآدب الشرعية: ١٦٥.

Marfat.com

فصل نمبر ۸:

# اہل بدعت کے شبہات اور ان کا ازالہ

اہل بدعت اپنی ایجاد کردہ بدعات کو تقویت دینے کے لیے، بلکہ انھیں دین کا حصہ ثابت کرنے کے لیے چند شبہات پیش کرتے ہیں، جن کا ازالہ انتہائی ضروری ہے تا کہ سادہ لوح عوام ان خبیث لوگوں کی خباثت سے محفوظ رہ سکیں۔

**پہلا مغالطہ اور شبہ:**

بدعت سنت حسنہ ہے، جس کے شروع کرنے والے کو ماجور قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ سیّدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَیْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعُمِلَ بِهَا بَعْدَهُ كُتِبَ عَلَيْهِ مِثْلُ وِزْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَیْءٌ.)) [1]

''جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ شروع کیا خود اسے اس کا اجر ملے گا اور ان تمام لوگوں کا اجر بھی جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے اجر میں کسی قسم کی کمی واقع ہو اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ شروع کیا تو اس کے اوپر اس کا اپنا گناہ ہوگا اور ان لوگوں کا بھی جنھوں نے اس کے بعد اس پر عمل کیا بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے گناہ میں کسی قسم کی کمی واقع ہو۔''

**جواب:** ...... اسلام مکمل بھی ہے اور محفوظ بھی ہے۔ اسلام میں اگر کسی نے قرآن وسنت کے طریقے کو اپنایا یا متروکہ سنت کو دوبارہ شروع کیا یہ حدیث اس کے لیے خوشخبری ہے اور جس نے اسلام میں کوئی بُرا طریقہ یا بدعت اختیار کی اُس کے لیے وعید ہے۔

[1] صحیح مسلم: ۲/ ۷۰۴، ۷۰۵.

Marfat.com

دوسری بات یہ حدیث کا ٹکڑا ہے مکمل حدیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ قبیلہ مضر کے لوگوں کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صدقہ کی ترغیب دی، صحابہ کرام نے اتنا صدقہ کیا کہ سب سے پہلے ایک انصاری صحابی ایک تھیلی لائے جس کی وجہ سے اُن کے ہاتھ تھک گئے، اس کے بعد یکے بعد دیگرے غلے اور کپڑوں کے دو ڈھیر لگ گئے۔ پھر نبی کریم ﷺ بہت خوش ہوئے اُس وقت نبی کریم ﷺ نے یہ حدیث مبارک ارشاد فرمائی تھی۔ لہٰذا اس کو بدعت ایجاد کرنے کے لیے دلیل بنانا جہالت اور شریعت اسلامیہ سے ناواقفیت کے علاوہ کچھ نہیں۔

## دوسرا مغالطہ اور شبہ:

بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ کی تقسیم اور مزید سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو ایک امام کے پیچھے تراویح پر جمع کرنا اور علیحدہ علیحدہ ائمہ کے پیچھے تراویح کو بدعت حسنہ قرار دینا اس امر کی دلیل ہے کہ بدعت، حسنہ بھی ہوتی ہے اور مذمت تو بدعت سیئہ کی ہے نہ کہ حسنہ کی۔

**جواب:**...... نبی کریم ﷺ سے مسجد میں باجماعت تراویح پڑھانا، صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ لہٰذا اسے بدعت کہنا جہالت پر مبنی ہے۔

اور اگر سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ایک امام پر جمع کیا تو وہ بھی قابل تعریف اور قابل عمل بات ہے۔ انھوں نے شریعت اسلامیہ میں کوئی بدعت ایجاد نہیں کی تھی، بلکہ سنت ہی سے باجماعت نماز پڑھنا ثابت تھی، اسی سنت کا احیاء کیا تھا تاکہ مسجد میں زیادہ جماعتوں کے بجائے ایک جماعت کروائی جائے، اور یہی سنت طریقہ تھا۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

((عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ.)) [1]

''تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔''

---

[1] مسند أحمد: ۱۲۷/۴۔ سنن ابوداؤد: ۱۳/۵۔ ۱۵۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۶۷۱۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

Marfat.com

پس سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا باجماعت تراویح پڑھنے کا حکم دینا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو جانا ہمارے لیے حجت ہے۔

بعض لوگ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قول ''نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهِ'' سے دھوکہ دیتے ہیں کہ بدعت اچھی بھی ہوتی ہے۔ حالانکہ جس عمل کی نص قرآن وسنت میں موجود ہو، وہ بدعت کیسے ہو سکتی ہے، سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ لغوی طور تھے نہ کہ شرعی بدعت کے معنی میں کیونکہ شریعت میں بدعت سیئہ ہی ہوتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہر خطبہ میں ارشاد فرمایا کرتے تھے:

((وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.)) ❶

''اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''

اور سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَإِنْ رَآهَا النَّاسُ حَسَنَةً.)) ❷

''ہر بدعت گمراہی ہے، اگرچہ لوگ اس کو اچھا تصور کریں۔''

اس اثر کی روشنی میں بدعت کی تقسیم سیئہ اور حسنہ کے لحاظ سے کرنا قطعی درست نہیں ہے۔

## تیسرا مغالطہ اور شبہ:

بدعتی لوگ قرآن مجید کے ایک مصحف میں جمع کو بھی بدعت حسنہ کہہ کر بدعت کی ترویج کرنا چاہتے ہیں۔

**جواب:**...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ:

((لَا تَكْتُبُوا عَنِّي غَيْرَ الْقُرْآنِ.)) ❸

''میری طرف سے قرآن کے سوا کچھ نہ لکھو۔''

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الجمعۃ، رقم: ۲۰۰۵.

❷ شرح السنة للمروزی، ص: ۵۸، بتحقیقنا.

❸ صحیح مسلم: ۲۲۹۸/۴.

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے خلفائے راشدین کے طریقے کو اپنانے کا حکم فرمایا ہے، لہٰذا انھوں نے قرآن مجید کو کتابی شکل میں جمع فرمایا اور اس پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہے۔ اور ہم پر فرض ہے کہ خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع پر عمل کریں، لہٰذا جمع قرآن کو بدعت قرار دینا کسی لحاظ سے بھی صحیح نہیں اور نہ ہی اس کو دلیل بنا کر دین اسلام میں نئی نئی بدعات و خرافات ایجاد کرنے کی جرات کرنی چاہیے۔

Marfat.com

باب نمبر ۷:

# دین اسلام کے امتیازات

## فصل نمبر ۱:

اللہ تعالیٰ کا مبعوث کردہ ہر نبی دین لے کر آیا، اور اس کے زمانے کے لوگوں کے لیے اس کی اتباع لازم ہوئی، یہاں تک کہ آخر الزماں پیغمبر سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور تمام سابقہ ادیان منسوخ ہو گئے اور صرف وہ دین رہ گیا جو اللہ عزوجل نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دے کر مبعوث کیا۔

﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ (آل عمران: ۱۹)

"بے شک دین برحق اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔"

### دین کا معنی و مفہوم:

دین سے مراد شریعت کے تمام اصول اور جزئی احکامات و ہدایات ہیں اور ان احکام پر عمل پیرا ہونے کا وہ طریقہ، نمونہ اور منہج و سلوک کہ جو رسول اللہ ﷺ نے تمام مسلمانوں کے سامنے پیش فرمایا۔

### دین اسلام، دین فطرت ہے:

دین اسلام اللہ کا وہ دین فطرت ہے جس پر اس نے تمام انسانوں کو پیدا فرمایا ہے؛

﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ؕ لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝﴾

(الروم: ۳۰)

"پس (اے میرے نبی!) آپ یکسو ہو کر دین اسلام پر قائم رہیے، یہ اللہ کا وہ دین

Marfat.com

فطرت ہے جس کے مطابق اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی، یہی سچا اور صحیح دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔''

یعنی اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو عقیدۂ توحید اور دین اسلام پر پیدا کرتا ہے، لیکن خارجی عوارض وموانع کے سبب بہت سے لوگ اس امر فطری سے برگشتہ ہو جاتے ہیں اور کفر وشرک کی راہ اختیار کر لیتے ہیں، جیسا کہ بخاری ومسلم کی سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔'' اور ایک روایت میں ہے: اس ملت پر پیدا ہوتا ہے، لیکن اس کے ماں باپ اسے یہودی اور نصرانی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔ جیسے مادہ چوپایہ ایک مکمل چوپائے کو جنتی ہے، کیا اس میں کوئی بچہ کان کٹا ہوتا ہے؟ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو: ﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ﴾ ''اور ایک روایت میں ہے کہ تم لوگ اس کا کان کاٹ دیتے ہو۔ [1]

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ﴾ ''مسلمانو! تم لوگ اس فطرت کو مت بدلو'' بلکہ اپنی اولاد کی صحیح تعلیم وتربیت کے ذریعہ اس فطرت کی نشوونما کرو تا کہ بچہ جب بڑا ہو تو عقیدہ توحید پر گامزن ہو اور دین اسلام کا پیروکار بنے۔

پیارے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح اور شام کرتے تو یہ دعا فرماتے:

((أَصْبَحْنَا / أَمْسَيْنَا عَلَى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ وَعَلَى كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ وَعَلَى دِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَعَلَى مِلَّةِ أَبِيْنَا إِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ.)) [2]

''ہم نے فطرت اسلام، اور کلمہ اخلاص اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین اور اپنے باپ ابراہیم حنیف کی ملت پر صبح / شام کی، وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔''

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الجنائز، رقم: ۱۳۵۹۔ صحیح مسلم، رقم: ۶۷۵۵۔ مسند احمد: ۲/ ۳۵۱.

[2] مسند أحمد: ۳/ ۴۰۶۔ الأذکار للنووی، ص: ۱۲۵۔ شیخ حمزہ نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

Marfat.com

## دین اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے:

اللہ تعالیٰ نے اُمت اسلامیہ پر اپنی عظیم نعمت اور عظیم احسان کا ذکر کیا ہے کہ اللہ نے انھیں اپنا پسندیدہ ایک مکمل دین عطا کیا ہے، انھیں کسی دوسرے دین کی اور نہ ہی کسی دوسرے نبی کی ضرورت ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ (المائدۃ: ۳)

”آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، اور اپنی نعمت پوری کر دی، اور اسلام کو بحیثیت دین تمہارے لیے پسند کر لیا۔“

## دین اسلام، مکمل ہو چکا ہے:

مذکورہ آیت کریمہ سے پتا چلتا ہے کہ دین اسلام مکمل ہو چکا ہے، امام احمد اور بخاری و مسلم وغیرھم نے جناب طارق بن شہاب سے روایت کی ہے کہ ایک یہودی سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ اے امیر المومنین! آپ لوگ اپنی کتاب میں ایک ایسی آیت پڑھتے ہیں کہ اگر وہ ہم پر نازل ہوئی ہوتی، تو اس دن کو ہم ”یوم عید“ بنا لیتے۔ انھوں نے پوچھا، وہ کون سی آیت ہے؟ تو یہودی نے کہا: ﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ﴾ تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم، میں اُس دن اور اُس وقت کو خوب جانتا ہوں جب یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی۔ یہ آیت جمعہ کے دن عرفہ کی شام میں نازل ہوئی تھی۔ [1]

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((مَنِ ابْتَدَعَ فِي الْإِسْلَامِ بِدْعَةً يَرَاهَا حَسَنَةً فَقَدْ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا خَانَ الرِّسَالَةَ لِأَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ: ﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ﴾ .)) [2]

---

[1] مسند أحمد: ۱/ ۲۸۔ صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم: ۴۵۔ صحیح مسلم، کتاب التفسیر، رقم: ۳۰۱۷.

[2] کتاب الاعتصام للشاطبی: ۱/ ۴۹.

Marfat.com

''جس نے اسلام میں کوئی بدعت ایجاد کی اور اس کو وہ نیکی خیال کرتا ہے، تو تحقیق اس نے یہ گمان کیا کہ محمد ﷺ نے رسالت میں خیانت کی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا کہ ''آج کے دن میں نے تم پر تمہارا دین مکمل کر دیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت کو مکمل کر دیا اور تمھارے لیے دین اسلام پسند کیا ہے۔''

اور نبی اکرم ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا:

((إِذَا حَدَّثْتُكُمْ حَدِيثًا فَلَا تَزِيدُنَّ عَلَيْهِ.)) ❶

''جب میں تم کو کوئی حدیث بیان کروں تو اس پر زیادہ نہ کرو۔''

یعنی اس بیان کردہ دین میں اپنی طرف سے زیادتی نہ کرو کیونکہ وہ دین تو مکمل ہو چکا ہے۔

## تکمیل دین کا مطلب:

تکمیل دین کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد مسلمانوں کو زندگی کے ہر شعبہ میں خواہ وہ معاشرتی ہو، معاشی ہو یا سیاسی ہو۔ باہر سے کوئی بھی اصول اور طریقہ اسلام میں درآمد کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہی، اس لحاظ سے موجودہ مغربی جمہوریت، اشتراکیت، کیمونزم، سوشلزم اور کوئی بھی ازم داخل اسلام کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

## تکمیل دین کا دن:

امام احمد اور بخاری و مسلم وغیرہم نے طارق بن شہاب سے روایت کی ہے کہ ایک یہودی سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ اے امیر المومنین! آپ لوگ اپنی کتاب میں ایک ایسی آیت پڑھتے ہیں کہ اگر وہ ہم پر نازل ہوئی ہوتی، تو اس دن کو ہم ''یوم عید'' بنا لیتے۔ انہوں نے پوچھا، وہ کون سی آیت ہے؟ تو یہودی نے کہا ''اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ'' (الآیۃ) تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! میں اُس دن اور اُس وقت کو خوب جانتا ہوں جب یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی تھی۔ یہ آیت جمعہ کے دن عرفہ کی شام میں نازل ہوئی تھی۔ ❷

---

❶ مسند أحمد، رقم: ۱۹۶۱۸۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الإیمان، رقم: ۴۵۔ صحیح مسلم، کتاب التفسیر، رقم: ۳۰۱۷۔ مسند احمد: ۲۸/۱.

Marfat.com

## دین اسلام، اللہ تعالیٰ کی طرف سے محفوظ ہے:

دین اسلام کتاب وسنت کا نام ہے اور وہ محفوظ ہیں، ان کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے۔

﴿اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۝۹﴾ (الحجر: ۹)

''بے شک ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

حدیث رسول ﷺ قرآن مجید کی تفسیر ہے۔ اس تفسیر پر اللہ تعالیٰ نے خود اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وظیفہ مقرر کیا۔

﴿وَ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الذِّکۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیۡہِمۡ وَ لَعَلَّہُمۡ یَتَفَکَّرُوۡنَ﴾

(النحل: ۴۴)

''اور ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے، تاکہ لوگوں کے لیے جو کچھ نازل کیا گیا ہے، اسے آپ ان کے لیے کھول کر بیان کر دیجیے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو فرمایا کہ ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے جو لوگوں کو ان کا بھولا ہوا سبق یاد دلاتا ہے، اور انھیں خواب غفلت سے بیدار کرتا ہے، اور آپ کی ذمہ داری یہ ہے کہ آپ بحیثیت رسول ان اوامر ونواہی اور وعدہ ووعید کو لوگوں کے لیے بیان کر دیں جو اس قرآن میں موجود ہیں۔

معلوم ہوا کہ دین کتاب اللہ اور سنت رسول کا نام ہے، اور جیسے قرآن محفوظ ہے، ایسے ہی سنت رسول ﷺ بھی محفوظ ہے، چنانچہ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا فرمان ہے:

((اَلۡاِسۡنَادُ عِنۡدِیۡ مِنَ الدِّیۡنِ وَلَوۡلَا الۡاِسۡنَادُ لَقَالَ مَنۡ شَاءَ مَا شَاءَ.))

''میرے نزدیک سند دین کا حصہ ہے اور اگر سند نہ ہوتی تو جو چاہتا کہہ ڈالتا۔''

امام ابوعبداللہ الحاکم النیشاپوری مذکورہ بالا قول نقل کرنے کے بعد اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

''اگر اسناد نہ ہوتیں اور محدثین کرام ان کو طلب نہ کرتے اور کثرت سے یاد نہ رکھتے

Marfat.com

تو اسلام کی علامتیں مٹ جاتیں، جھوٹی احادیث گھڑ لی جاتیں، اسنادِ حدیث کو الٹ پلٹ کر دیا جاتا اور اس طرح اہل بدعت غالب آ جاتے، کیونکہ اگر احادیث کو اسناد سے بے نیاز کر دیا جائے تو وہ بالکل بے بنیاد رہ جائیں گی۔‘‘ ❶

## حدیث رسول ﷺ آپ کے عہد مبارک میں ہی مکتوب تھی:

یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ حدیث رسول ﷺ آپ کے عہد مبارک میں مکتوب تھی، لہٰذا اسے مشکوک اور ظنی قرار دینا، اور اعتراض یہ کرنا کہ حدیث عہد نبوی ﷺ میں مدون نہ تھی، بعد میں لکھی گئی، لہٰذا یہ مشکوک ہے، اس کو شریعت اسلامیہ یا دین قرار دینا درست نہیں۔

آپ نے سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

’’احادیث لکھا کرو، قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس منہ سے حق کے سوا کوئی بات نہیں نکلتی۔‘‘ ❷

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب ان کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو زکوٰۃ کے فرائض لکھ کر دیے۔ ❸

ابوراشد الحبرانی فرماتے ہیں کہ سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے میرے سامنے ایک کتاب رکھی اور فرمایا:

’’یہ وہ کتاب ہے جو رسول اللہ ﷺ نے لکھوا کر مجھے دی تھی۔‘‘ ❹

موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس وہ کتاب ہے جو معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے رسول

---

❶ معرفة علوم الحديث، ص: ٦.

❷ سنن ابوداؤد، كتاب العلم، باب كتابة العلم، رقم: ٣٦٤٦.

❸ صحيح بخارى، كتاب الزكوٰة، باب زكوٰة الغنم، رقم: ١٤٥٤.

❹ سنن ترمذى، كتاب الدعوات، باب دعاء علمه ﷺ أبابكر: ٣٥٢٩.

Marfat.com

اللہ ﷺ نے لکھوائی تھی۔ ❶

جب رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو یمن کا عامل بنا کر بھیجا تو اہل یمن کے لیے ایک کتاب لکھوا کر دی جس میں فرائض، سنت اور دیت کے مسائل تحریر تھے۔ امام زہری فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو پڑھا، یہ کتاب ابوبکر بن حزم کے پاس تھی۔ سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے بھی اس کتاب کو پڑھا۔ ❷

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کتاب الصدقہ تحریر کروائی۔ امام محمد بن مسلم فرماتے ہیں کہ آپ کی یہ کتاب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے خاندان کے پاس تھی اور مجھے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پوتے سالم نے یہ کتاب پڑھائی اور میں نے پوری طرح اس کو محفوظ کرلیا۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اس کتاب کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پوتوں سالم اور عبداللہ سے لے کر لکھوایا۔ ❸

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ہمارے پاس کوئی چیز نہیں سوائے کتاب اللہ کے اور اس صحیفہ کے جس میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث ہیں۔'' ❹

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی شخص مجھ سے زیادہ نبی اکرم ﷺ کی احادیث بیان نہیں کرتا سوائے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے، اس لیے کہ وہ لکھا کرتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔ ❺

---

❶ سنن الدارقطنی: ۲/۹۶، رقم: ۱۸۹۱۔ مسند أحمد: ۵/۲۲۸، رقم: ۲۱۹۸۹۔ مستدرك حاكم: ۱/۴۰۱۔ سنن الكبرى البیهقی: ۴/۱۲۸، ۱۲۹.

❷ سنن نسائی، كتاب القسامة، باب عقل الأصابع، رقم: ۴۸۵۰ (وباب) ذكر حديث عمرو بن حزم فی العقول واختلاف الناقلين له، رقم: ۴۸۵۷.

❸ سنن ابوداؤد، كتاب الزكاة، باب فی الزكاة السائمة: ۱۵۷۰.

❹ صحيح بخاری، كتاب فضائل المدينة، باب حرم المدينة، رقم: ۱۸۷۰۔ صحيح مسلم، كتاب الحج، باب فضل المدينة...... الخ، رقم: ۱۳۷۰.

❺ صحيح بخاری، كتاب العلم، باب كتابة العلم، رقم: ۱۱۳.

Marfat.com

خلیفہ ثانی سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی زکوۃ کے متعلق ایک کتاب تحریر فرمائی تھی۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ میں نے سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کی کتاب پڑھی۔ ①

سیّدنا عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے علماء کو حدیث کی جمع و تدوین کا حکم صادر فرمایا: آپ نے ابوبکر بن حزم رحمہ اللہ کے نام ایک خط میں تحریر کیا:

> ”احادیث نبویہ جہاں بھی ملیں، ان کو لکھ لو، اس لیے کہ مجھے علم کے مٹ جانے اور علماء کے رخصت ہو جانے کا خدشہ دامن گیر ہے حدیث نبوی کے سوا اور کچھ قبول نہ کیجیے۔ علم کی اشاعت کیجیے اور بیٹھ کر درس دیجیے تا کہ جو شخص نہیں جانتا وہ جان لے، یاد رکھئے کہ علم اس وقت تک معدوم نہیں ہوتا جب تک اسے پوشیدہ نہ رکھا جائے۔“ ②

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کی ایک جماعت کتابت حدیث کو ناپسند کرتی تھی، وہ چاہتے تھے کہ جس طرح انھوں نے وہ احادیث اپنے حافظہ میں محفوظ رکھیں، اسی طرح دوسرے لوگ بھی ان احادیث کو یاد کرلیں مگر جب ہمتیں پست ہوگئیں اور علماء علم کے ضائع ہو جانے سے ڈرنے لگے تو انھوں نے احادیث کو مدون کرلیا۔ اس ضمن میں سبقت کا شرف امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کو حاصل ہوا۔ آپ نے پہلی صدی ہجری کے اختتام پر جناب عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے حکم سے حدیثیں جمع کیں۔ پھر تدوین و تصنیف کا دائرہ وسیع ہوتا چلا گیا اور اس سے (ملت اسلامیہ کو) بڑا فائدہ پہنچا۔ ③

## دین اسلام، آسان دین ہے:

دین اسلام آسان دین ہے، اس میں جبر نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے:

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ﴾ (البقرہ: ۲۵۶)

---

① موطا امام مالك، كتاب الزكاة، باب صدقة الماشية، رقم: ۲۳.

② صحيح بخاری، كتاب العلم۔ مؤطا مالك، كتا... علم.

③ فتح الباری: ۱/ ۸۱۵.

Marfat.com

''دین میں داخل ہونے کے لیے کسی کو مجبور نہ کیا جائے۔''

یہ آیت کریمہ دین اسلام کے کامل ہونے کی دلیل ہے، اور اس میں اس بات کا بیان ہے کہ دین اسلام کی صداقت کے دلائل و براہین واضح ہیں، لہٰذا ضرورت نہیں کہ کسی کو اس میں داخل ہونے پر مجبور کیا جائے، اگر کوئی شخص اس میں داخل ہوتا ہے تو یہ اس کی خوش نصیبی ہے کہ اللہ نے اسے حق قبول کرنے کی توفیق دی، اور اگر وہ کفر کی راہ اختیار کرتا ہے تو گویا اللہ نے اس کے دل کی روشنی چھین لی، اور اس کی آنکھ اور کان پر مہر لگا دی، اب اگر ایسے آدمی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور بھی کیا جائے تو کوئی فائدہ نہ ہوگا، کیونکہ حق قبول کرنے کے تمام راستے مسدود ہو چکے ہیں۔

مزید اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرہ:۲۸۶)

''اللہ کسی آدمی کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا۔''

سورۃ البقرہ میں دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (البقرہ:۱۹۵)

''اور اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔''

لہٰذا ہر وہ کام اور ہر وہ بات جس میں مسلمانوں کی ہلاکت کا ڈر ہو، اس آیت کے حکم میں داخل ہوگی۔

سورۃ البقرہ میں تیسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ (البقرہ:۱۸۵)

''اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے، تمہارے لیے تنگی کو پسند نہیں کرتا۔''

اس آیت کریمہ میں مریض اور مسافر جتنے دن روزے نہیں رکھیں گے، اتنے دن کے روزے صحت مند ہونے اور سفر ختم ہو جانے کے بعد رکھ لیں گے۔ اللہ کی طرف سے بندوں کو یہ سہولت دی گئی ہے، اور قضا کا حکم اس لیے دیا گیا تا کہ رمضان کے فرض روزے پورے ہو جائیں۔

حالت سفر میں روزہ افطار کرنے کی رخصت دین اسلام کی طرف سے آسان ہے۔

Marfat.com

امام بخاری رحمہ اللہ نے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہِ رمضان میں مدینہ سے مکہ کے لیے روانہ ہوئے تو روزے سے تھے، جب عسفان پہنچے تو پانی مانگا اور اسے دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھایا تاکہ لوگ اسے دیکھ لیں، پھر روزہ توڑ دیا، یہاں تک کہ مکہ پہنچ گئے۔ اسی حدیث کے پیش نظر سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (سفر میں) روزہ بھی رکھا اور افطار بھی کیا، اس لیے جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔'' ❶

سیّدنا ابوبردۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہما) کو یمن کی طرف روانہ فرمایا تو اُن سے ارشاد فرمایا: ((یَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا.)) ❷

''لوگوں کے لیے آسانی کی راہ اختیار کرنا، ان کے لیے تنگی پیدا نہ کرنا۔''

## دین اسلام، خیر خواہی کا دین ہے:

سیّدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا:

((اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ: قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: ''لِلّٰہِ، وَلِکِتَابِہِ وَلِرَسُوْلِہِ وَلِأَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِہِمْ.)) ❸

''دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے دریافت کیا، کس کے لیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے پیغمبر کے لیے، مسلمان خلفاء کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے۔''

سیّدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰی اِقَامِ الصَّلَاۃِ، وَاِیْتَاءِ الزَّکَاۃِ، وَالنُّصْحِ لِکُلِّ

❶ صحیح بخاری، کتاب الصوم، رقم: ۱۹۴۸۔ صحیح مسلم، کتاب الصیام، رقم: ۱۱۱۳۔

❷ صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم: ۴۳۴۱، ۴۳۴۲۔

❸ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۵۵/۹۵۔ سنن ترمذی، رقم: ۱۹۲۶۔ سنن نسائی، رقم: ۴۱۹۹۔ سنن دارمی، رقم: ۲۷۵۴۔ مسند احمد: ۱۰۲/۴۔

Marfat.com

مُسْلِمٍ.)) ①

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔''

## دین اسلام، اہل دنیا کے لیے رحمت کا دین ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ (الانبیاء:۱۰۷)

''اور ہم نے آپ کو سارے جہاں والوں کے لیے سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

نبی کریم ﷺ جو رحمت لے کر دُنیا میں مبعوث ہوئے وہ توحید باری تعالیٰ اور حکمت ہے، یہی دین اسلام اور تمام ادیانِ سماویہ کی اصل اور بنیاد ہے۔

اس آیت کریمہ میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں دُنیا والوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث کیا ہے یعنی جس دین کے ساتھ وہ دنیا میں مبعوث ہوئے وہ جن وانس کے لیے سراپا رحمت ہے، دُنیا وآخرت کی سعادت اسی کو قبول کر لینے میں ہے، اس لیے بطور مبالغہ رسول اللہ ﷺ کو رحمت کہا گیا ہے۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، نبی کریم ﷺ سے کہا گیا کہ آپ مشرکوں پر بددعا کر دیجیے، تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''میں لعنت بھیجنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا ہوں، میں تو ''رحمت'' بنا کر بھیجا گیا ہوں۔'' ②

اس لیے اس آیت کی تفسیر میں سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد جو ایمان لے آیا، اس کے لیے دنیا وآخرت دونوں جہان میں رحمت تمام ہوگئی، اور جو ایمان نہیں لایا وہ دنیاوی عذاب سے محفوظ ہو گیا، گزشتہ قوموں پر مسخ صورت، زمین کے اندر

---

① صحیح بخاری، رقم: ۲۷۱۵۔ صحیح مسلم، رقم: ۹۷۔ ۵۶.

② صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، رقم: ۲۵۹۹.

Marfat.com

دھنس جانے اور پتھروں کی، بارش کی شکل میں آ تار رہا ہے۔ ①

## اہل ایمان کے لیے رحمت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۲۸﴾﴾ (التوبہ:۱۲۸)

''تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف آئے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں، جن پر تمہاری تکلیف والی بات نہایت گراں گزرتی ہے، جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں، اہل ایمان کے لیے بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔''

## کفار اور مشرکین کے لیے رحمت کا پہلو:

دین اسلام کا یہ امتیاز ہے کہ وہ جہاں اہل ایمان و اسلام کے لیے رحمت کا معاملہ کرتا ہے، کئی مقامات پر کفار و مشرکین کے ساتھ انسانیت کے ناطے رحمت و شفقت کا معاملہ کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

((يَاأَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّمَا أَنَا رَحْمَةٌ مُهْدَاةٌ.)) ②

''اے لوگو! میں تو صرف ایک تحفہ رحمت ہوں۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مشرکین کو بددعا دینے کی درخواست کی گئی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے لعنت کرنے والا بنا کر مبعوث نہیں کیا گیا، بلکہ مجھے تو سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔'' ③

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مومنوں کے لیے تو آپ ﷺ دنیا اور آخرت میں رحمت تھے اور غیر مومنوں کے لیے آپ ﷺ صرف دنیا میں ہی رحمت تھے کہ وہ

---

① تفسیر طبری: ۵۵۲/۱۸۔

② مستدرک حاکم: ۳۵/۱۔ معجم صغیر، طبرانی: ۵۱/۱۔ السلسلة الصحيحة، رقم: ۴۹۰۔

③ ابن جریر بحوالہ ابن کثیر: ۴۸۷/۳۔

Marfat.com

زمین میں دھنسائے جانے سے آسمان سے پتھر برسائے جانے سے بچ گئے جیسے کہ پہلی امتوں کے کافروں پر یہ عذاب آئے تھے۔ ❶

## حیوانات اور جمادات کے لیے رحمت:

دین اسلام کا امتیاز یہ بھی ہے کہ وہ جہاں انسانیت کے لیے رحمت وشفقت کا معاملہ کرتا ہے، حیوانات اور جمادات کے لیے بھی رحمت وشفقت کا بازو پھیلاتا ہے۔ چنانچہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گدھا دیکھا جس کے چہرے پر داغ لگایا گیا تھا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کیا تمھیں معلوم نہیں کہ میں نے جانور کے چہرے پر داغ لگانے والے یا جانوروں کے چہرے پر مارنے والے پر لعنت کی ہے۔ پھر آپ نے ایسا کرنے سے منع کر دیا۔'' ❷

بنی اسرائیل کی ایک فاحشہ عورت نے پیاسے کتے کو پانی پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت کر دی ❸ اور اس کے برعکس ایک عورت بلی پر ظلم کرنے کی وجہ سے جہنم میں چلی گئی۔ ❹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلاوجہ چیونٹی کو مارنے سے منع فرمایا۔ ❺ جانوروں کو احسان کے ساتھ ذبح کرنے کا حکم فرمایا۔ ❻

جمادات کے ساتھ ساتھ رحمت کا معاملہ دیکھیے گا کہ اُحد پہاڑ نے حرکت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تھمنے کا حکم دیا تو وہ فوراً ساکن ہو گیا۔ ❼ روتے ہوئے کھجور کے تنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

❶ ایضاً۔

❷ سنن ابوداؤد، کتاب الجهاد، رقم: ۲۵۶۴۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❸ صحیح بخاری، کتاب المساقاۃ، رقم: ۳۴۶۷۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، رقم: ۲۲۴۵.

❹ صحیح بخاری، کتاب کتاب الأنبياء، رقم: ۳۴۸۲۔ صحیح مسلم، رقم: ۲۲۴۳.

❺ سنن ابوداؤد، کتاب الأدب، رقم: ۵۲۶۷۔ محدث البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

❻ صحیح مسلم، رقم: ۱۹۵۵/۷۵.

❼ صحیح بخاری، رقم: ۷۳۳۳۔ صحیح مسلم، رقم: ۱۳۶۵/۴۶۴.

Marfat.com

دست شفقت رکھا تو وہ آہستہ آہستہ خاموش ہو گیا۔ ❶

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کو آپس میں لڑانے سے منع فرمایا ہے۔ ❷

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مرغ کو بُرا مت کہو کیونکہ وہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔ ❸

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یقیناً نبی کریم ﷺ نے جانوروں کے چہروں پر مارنے سے منع فرمایا۔ ❹

چھپکلی کو مارنے کی اجازت ہے۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے چھپکلی کو پہلی ضرب میں مارا اس کے لیے اتنا ثواب ہے۔ اور جس نے دوسری ضرب میں مارا اسے اتنا ثواب ہے۔ یعنی پہلے سے کم۔ اور جس نے تیسری چوٹ میں مارا اس کے لیے اتنا ثواب ہے۔ یعنی دوسری بار سے بھی کم۔'' ❺

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے چھپکلی کو پہلی ہی چوٹ میں مارا اس کے لیے (۷۰) نیکیاں ہیں۔'' ❻

اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ پہلی چوٹ ماردینے سے سو نیکیاں ملتی ہیں۔ ❼

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے رفیق سفر تھے، پس

---

❶ سنن ترمذی، کتاب الجمعة، رقم: ۵۰۵۔ سلسلة صحیحة، رقم: ۲۱۷۴.

❷ سنن ترمذی، کتاب الجهاد، رقم: ۱۷۰۸، ۱۷۰۹.

❸ سنن ابوداؤد، کتاب الأدب، رقم: ۱۵۰۱۔ المشکاة، رقم: ۴۱۳۶۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❹ سنن ترمذی، کتاب الجهاد، رقم: ۱۷۱۰۔ صحیح ابوداؤد، رقم: ۲۳۱۰.

❺ سنن ابوداؤد، کتاب الأدب، رقم: ۵۲۶۳۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❻ سنن ابوداؤد، کتاب الأدب، رقم: ۵۲۶۴۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❼ صحیح مسلم، کتاب السلام، رقم: ۲۲۴۰.

Marfat.com

ایک دفعہ آپ رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئے تو ہم نے ایک چڑیا دیکھی جس کے دو چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ ہم نے وہ دونوں پکڑ لیے تو وہ چڑیا پر پھڑ پھڑانے لگی، اتنے میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے کس نے اس کے بچوں کی وجہ سے تکلیف پہنچائی ہے، اسے اس کے بچے لوٹا دو۔ اور پھر آپ نے چیونٹیوں کی بستی کو دیکھا جسے ہم نے جلا دیا تھا۔ پس آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسے کس نے جلایا ہے؟ ہم نے عرض کیا، ہم نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آگ کے اب کے سوا کسی شخص کے لیے زیبا نہیں کہ وہ کسی کو آگ سے تکلیف پہنچائے۔ [1]

## دین اسلام امن و آشتی کا دین ہے:

اسلام امن و آشتی کا دین ہے. قیام امن کے لیے یہ کارنامہ بھی سرانجام دیا کہ وحدتِ انسانی کا تصور قائم کیا۔ جبکہ قبل اس سے انسانیت مختلف قبائل، اقوام اور طبقات میں بٹی ہوئی تھی، اور ان قبائل و طبقات کا باہمی فرق ایسا اور اتنا تھا جتنا انسان و حیوان، آزاد و غلام اور عابد و معبود کا فرق ہوسکتا ہے، نیز آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے قبل وحدت و مساوات انسانی کا تصور خواب و خیال بن چکا تھا۔ سید ابوالحسن علی ندوی ''نبی رحمت'' میں رقمطراز ہیں:

''چھٹی صدی عیسوی میں دُنیا کے لیے بڑے بڑے مذاہب، قدیم مذہبی صحیفے اور ان کے احکام و قوانین بازیچہ اطفال بن چکے تھے اور تحریف کے علمبرداروں، منافقوں اور ناخدا ترس و بے ضمیر مذہبی رہنماؤں کی ذاتی اغراض کا نشانہ اور حوادثِ زمانہ کا اس طرح شکار ہو چکے تھے کہ ان کی اصلی شکل و صورت کا پہچاننا مشکل بلکہ ناممکن تھا، اگر ان مذاہب کے اوّلین بانی و علم بردار، اور ان کے انبیاء کرام دوبارہ واپس آکر اس حالت کو دیکھتے تو ان مذاہب کو خود نہ پہچان سکتے اور ان کا انتساب اپنی طرف کرنے پر ہرگز تیار نہ ہوتے۔'' [2]

---

[1] سنن ابوداؤد، کتاب الجہاد، رقم: ۲۶۷۵۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] نبی رحمت، ص ۳۵۔

Marfat.com

’’چھٹی صدی عیسوی جس میں رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی، تاریخ کا بدترین دور تھا، پوری انسانیت خودکشی کے راستہ پر تیزی کے ساتھ گامزن تھی، اس کے اندر بھلائی و برائی اور زشت و خوب میں تمیز کرنے کی بھی صلاحیت باقی نہیں تھی، بسا اوقات پورے پورے ملک میں ایک شخص ایسا نظر نہ آتا جس کے دل میں انسانیت کا درد ہو، اور اس کے تاریک و ہولناک انجام پر کچھ بے چیز ہو۔‘‘ ①

چنانچہ دین اسلام نے صدیوں کی طویل خاموشی اور چھائے ہوئے اندھیروں میں یہ انقلابی، قلوب واذہان کو جھنجھوڑ دینے والا اور حالات کے رُخ موڑ دینے والا اعلان عام فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴾ (الحجرات: ۱۳)

’’لوگو! ہم نے تمھیں مرد اور عورت کے ملاپ سے پیدا کیا ہے، اور ہم نے تمھیں قوموں اور قبیلوں میں اس لیے بانٹ دیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے معزز وہ ہیں جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہیں، بے شک اللہ بڑا جاننے والا، ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔‘‘

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(( أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ، كُلُّكُمْ مِنْ آدَمَ، وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ. إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ، وَلَيْسَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى أَعْجَمِيٍّ فَضْلٌ إِلَّا بِالتَّقْوَى. )) ②

’’اے لوگو! تمہارا رب ایک اور تمہارا باپ ایک، تم سب آدم کے بیٹے ہو اور آدم مٹی سے (پیدا کیے گئے) تھے۔ تم میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے شریف وہ انسان

---

① أیضا، ص: ۵، بتعدیل۔

② مسند أحمد: ۴۱۱/۵، رقم: ۲۳۸۹۔ شیخ شعیب نے اس کی سند کو ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

Marfat.com

ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے، اور کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں، مگر تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے۔"

شریعت اسلامیہ کی یہ نصوص وحدۃ الرب اور وحدۃ الأب کا نظریہ دے کر اس پر امن و آشتی کی بنیاد رکھتی ہیں۔ چنانچہ دین اسلام میں کوئی نسل کسی نسل پر اور کوئی قبیلہ کسی قبیلے پر فوقیت نہیں رکھتا، اصل معیار فضیلت تقویٰ ہے۔

## اسلام ظلم و ستم کا دین نہیں:

فی زمانہ دین اسلام کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ ظلم و ستم کا دین ہے، بلکہ پیغمبر دین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ہے کہ ۱۸۷۰ء میں شائع شدہ کتاب "لائف آف دی محمد" صلی اللہ علیہ وسلم میں یو پی۔ بھارت کے گورنر ولیم میور نے اپنے خبث باطن کا اظہار کرتے لکھا ہے کہ:

"دو چیزیں انسانیت کی سب سے بڑی دشمن ہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قرآن اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تلوار۔" (موج کوثر، ص: ۱۶۳)

حالانکہ دین اسلام میں تو سراسر انسانیت کی فلاح و بہبود اور عالم انسانیت کے لیے امن و آشتی کا درس دیتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کی عظمت و احترام ہر حقوق انسانی کے متعلق وہ دائمی تصور دیا ہے جو انسانیت نوازی پر مبنی دائمی دستاویز ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا "معاہدۂ حلف الفضول" تو سراسر مظلوموں کی نصرت کا پہلا تاریخی منشور ہے۔ اور اسی طرح تاریخ انسانی کا اولین معاہدہ امن "مواخات" ہے۔ یہ دستاویز و معاہدات حقوقِ انسانی کے لیے ہی تو ہیں، پھر اس پر مستزاد یہ کہ یہ دساتیر اور تعلیمات محض کاغذی، تخیلاتی اور دفعات محض نہیں بلکہ عملی طور پر نافذ العمل بھی ہیں۔ اب اس کے باوجود بھی اگر یہ کہا جائے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا، اور عالم انسانیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار سے خطرہ ہے تو اس سے بڑھ کر تعصب اور ہٹ دھرمی کی اور کیا بات ہو سکتی ہے۔

## نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی پالیسی:

محسن انسانیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی پالیسی کا اساسی کلیہ یہ تھا کہ مخالف عنصر کا خون

Marfat.com

بہانے کی بجائے اسے بے بس کر دیا جائے، تا آنکہ یا تو وہ تعاون کرے یا مزاحمت چھوڑ دے، چنانچہ حضور ﷺ کی حیات طیبہ کے ابواب کو جن محققین و مفکرین نے ہمارے سامنے بے نقاب کیا ہے ان میں ارض ہندو پاک کے ایک مایہ ناز فرزند ڈاکٹر حمید اللہ صدیقی ہیں موصوف نے سرورِ عالم ﷺ کی جنگی پالیسی کو یوں بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"اصل میں آنحضرت ﷺ نے دشمن کو نیست و نابود کرنے کے بجائے مجبور کرنا پسند فرمایا۔" (1)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"آنحضرت ﷺ کی سیاست قریش کو تباہ و نابود کرنے پر نہیں، بلکہ بالکل محفوظ رکھ کر بے بس اور مغلوب کر دینے پر مشتمل تھی۔" (2)

اپنے اس نظریہ کو فاضل محقق نے حضور ﷺ کی اختیار کردہ تدابیر کی تفصیل دے کر اور سلسلۂ واقعات پر تبصرہ کر کے بڑی خوبی سے ثابت کیا ہے۔ (3)

دراصل پیغمبرِ ﷺ کو اگرچہ چار و ناچار میدانِ کارزار میں اترنا پڑا، کیونکہ شہادت گہ الفت کے باہر سے کوئی راہ نصب العین کی طرف نہ جاتی تھی، لیکن آپ ﷺ زمین کے ٹکڑوں کے بجائے روحوں کو فتح کرنا چاہتے تھے، آپ ﷺ تلوار کے زور سے بدنوں کو مطیع بنانے کے بجائے دلیل سے دماغوں کو، اور اخلاق سے دلوں کو مسخر کرنا چاہتے تھے۔ آپ ﷺ کا اصل معرکہ رائے عامہ کے میدان میں تھا، اور اس میدان میں حریفوں نے زک اُٹھائی اور تیزی سے بازی ہارتے چلے گئے۔ جنگی کارروائی اس تصادم کا بہت چھوٹا جزء ہے جو پیغمبرِ ﷺ کو اَمن دشمنوں سے پیش آیا۔

دیکھیے کہ غزوۂ خیبر کی مہم کے دوران میں سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے علم خاص

---

(1) عہد نبوی ﷺ کے میدان ہائے جنگ، ص: ۴۴۔

(2) عہد نبوی ﷺ میں نظامِ حکمرانی، ص: ۲۴۰۔

(3) محسن انسانیت، ص: ۳۸۷۔

Marfat.com

عنایت فرماتے ہوئے کیا تاکید کی تھی؟ فرمایا: اے علی! اگر تمہارے ذریعے سے ایک شخص کو بھی ہدایت مل گئی تو یہ تمہارے لیے سب سے بڑی نعمت ہوگی۔ [1]

یعنی اصل مقصود دشمن کا جانی نقصان اور خونریزی نہیں ہے، بلکہ فوقیت اسی بات کو ہے کہ زیادہ سے زیادہ افراد کے دل و دماغ میں تبدیلی واقع ہو اور وہ نظامِ اَمن کو قبول کرلیں، یہ نمایاں جنگی انداز ہم نے محض بطور نمونہ پیش کیا ہے، ورنہ ایسے شواہد کی کمی نہیں جن سے نبی کریم ﷺ کا بنیادی نقطۂ نظر سامنے آجاتا ہے۔ جنگ جوئی اور خونریزی کرنے والے لوگ مغلوب الغضب اور جلد باز ہوتے ہیں، بخلاف اس کے ہم آپ ﷺ کو ٹھنڈے عزم اور عالی حوصلے سے آراستہ پاتے ہیں، اور آپ ﷺ کی جنگی پالیسی میں قوت کے استعمال کے بجائے حکمت دانشمندی کام کرتی دکھائی دیتی ہے۔ حکمت دانشمندی کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوگا کہ حضور ﷺ مدینہ میں جاتے ہی مختلف عناصر کو مرکب کر کے اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھ دیتے ہیں، کسی انقلابی نظریے پر بغیر ایک قطرۂ خون بہائے نظام ریاست کو یوں استوار کردینے کی مثال تاریخ کے اوراق میں ملنا ناممکن ہے۔ صحیح معنوں میں غیر خونی (Blood Less) انقلاب ہمیں یہی ایک ملتا ہے، جس کی بنیادوں میں انسانی خون کا ایک قطرہ نہ گرا، اور جس کی نیو کے پتھروں میں کسی ایک فرزندِ آدم کا لاشہ شامل نہیں، یہ محیر العقول واقعہ خود نبی کریم ﷺ کی مخصوص شان کا ترجمان ہے۔

## نبی کریم ﷺ کی جنگوں میں جانی نقصانات کے اعداد وشمار:

نبی کریم ﷺ کی دس سالہ جنگی کارروائیوں کی یہ خاص نوعیت جانی نقصان کے اعداد وشمار سامنے رکھنے سے بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔ ماننا پڑتا ہے کہ آپ ﷺ نے ''کم سے کم خونریزی'' کا ارادہ واُصول سامنے رکھا، اور بہت قلیل جانی نقصان کے ساتھ دس لاکھ مربع میل رقبہ کی سلطنت قائم کردکھائی۔ آپ کی جنگی کارروائیوں میں طرفین سے کام آنے والے افراد کی تعداد درج ذیل ہے:

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر۔

Marfat.com

| | نام غزوہ یا سریہ | مسلمانوں کا نقصان | دشمن کا نقصان |
|---|---|---|---|
| | | شہید | مقتول |
| ۱ | غزوۂ بدر | ۲۲ | ۷۰ |
| ۲ | غزوۂ اُحد | ۷۰ | ۳۰ |
| ۳ | غزوۂ احزاب | ۶ | ۱۰ |
| ۴ | غزوۂ خیبر | ۱۸ | ۹۳ |
| ۵ | سریہ موتہ | ۱۲ | نامعلوم |
| ۶ | غزوۂ فتح مکہ | ۲ | ۱۲ |
| ۷ | غزوۂ حنین وطائف | ۶ | ۷۱ |
| | کل تعداد | ۱۳۶ | ۲۸۶ |

سات غزوات وسرایا میں دونوں طرف سے کام آنے والے افراد کی کل تعداد ۴۲۲ ہے۔

عام طور پر مؤرخین اور سیرت نگاروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات وسرایا کی تعداد ۸۲ لکھی ہے جو کہ درست نہیں۔ غزوات کی تعداد صرف سات ہے، البتہ حیات طیبہ کی تمام چھوٹی بڑی کارروائیوں اور نقل وحرکت کی تعداد ۸۲ ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

| | کارروائیوں کا مقصد | کارروائیوں کی تعداد | شہدا کی تعداد | تعداد مقتولین دشمن |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | تبلیغ اسلام اور تکمیل معاہدات | ۵ | ـ | ـ |
| ۲ | بت شکنی کی مہمات | ۳ | ـ | ـ |
| ۳ | دشمن کی طرف سے ڈاکہ زنی کے بعد مسلمانوں کا تعاقب | ۱۰ | ۱۹ | ۱۲ |
| ۴ | ذاتی نوعیت کے واقعاتِ قتل | ۵ | ـ | ۵ |
| ۵ | غلط فہمی کی بنا پر پیش آنے والے تصادم | ۶ | ـ | ۱۲۷ |

Marfat.com

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ۶ | سرحدوں کی حفاظت کے لیے کی گئی کارروائیاں | ۳۸ | ۷۳ | ۱۱ |
| ۷ | دشمن کی طرف سے دھوکہ دہی اور بغاوت کے واقعات | ۸ | ۸۲ | ۴۱۰ |
| ۸ | جنگیں (غزوات وسرایا) | ۷ | ۱۳۶ | ۲۸۶ |
| | کل تعداد | ۸۲ | ۳۱۰ | ۸۵۱ |

۸۲ کارروائیوں میں دونوں طرف سے کام آنے والے افراد کی کل تعداد رحمۃ اللعالمین ج ۲، باب غزوات وسرایا اور الرحیق المختوم، ص: ۴۲۴، ۴۹۵ پر ۱۱۶۱ ہے۔

۸۲ کارروائیوں میں کام آنے والے افراد کی یہ محیر العقول تعداد اس زمانے کی ہے جس زمانے میں انتقام در انتقام کی شکل میں ہونے والی طویل جنگوں میں لاکھوں انسانوں کی ہلاکت ایک معمولی بات سمجھی جاتی تھی۔

## اَمن پسند ''مہذبوں'' کی اَمن پسندی:

آیئے ایک نظر آج کے نام نہاد مہذب، داعیانِ تہذیب اور اَمن پسند یورپ کی رزم آرائیوں پر ڈالیں، اور دیکھیں کہ کس کی تلوار عالمِ انسانیت کی دشمن اور خون کی پیاسی ہے؟ اور کون انسانیت کا دشمن ہے؟

1۔ اٹھارہویں صدی عیسوی میں امریکی سفید فام نوآبادکاروں نے اپنی ''نئی دنیا'' آباد کرنے کے لیے ستر لاکھ ریڈ انڈینز کا قتل عام کیا۔ براعظم افریقہ کے سیاہ فام باشندون کو جانوروں کی طرح پکڑ پکڑ کر اپنا غلام بنایا، جہازوں میں جانوروں کی طرح لاد لاد کر امریکہ لائے اور ان کی باقاعدہ خرید وفروخت کی۔ ان سیاہ فام باشندوں کی نسل آج تک امریکہ میں سفید فاموں کے برابر حقوق حاصل نہیں کر سکی۔ جب بھی سیاہ فام انسانوں نے امریکی دستور

Marfat.com

میں لکھے گئے،''انسانی حقوق'' کا مطالبہ کیا، انہیں نہایت بے رحمی سے کچل دیا گیا۔ [۱]

2۔ ۱۸۹۰ء میں جنوبی ڈکوٹا اور ارجنٹائن پر امریکہ نے حملہ کیا۔ ۱۸۹۱ء میں چلی پر حملہ کیا، ۱۸۹۲ میں اواہو پر، ۱۸۹۳ء میں ہوائی پر حملہ کر کے آزاد ریاست کا خاتمہ کیا، ۱۸۹۴ء، میں کوریا پر ۱۸۹۵ء میں پانامہ پر، ۱۸۹۶ء، میں نکاراگوا پر حملہ کیا، ۱۸۹۸ء، میں فلپائن پر حملہ کیا، یہ جنگ ۱۹۱۰ء تک یعنی بارہ سال تک جاری رہی جس میں چھ لاکھ فلپائنی مارے گئے۔

3۔ ۱۹۱۲ء میں کیوبا پر حملہ کیا، ۱۹۱۳ء میں میکسیکو پر، ۱۹۱۴ء میں ہیٹی پر، ۱۸، ۱۹۱۷ء میں جنگ عظیم اول میں شرکت کی، ۱۹۱۹ء میں ہونڈریس پر حملہ کیا، ۱۹۲۰ء میں گوئٹے مالا پر حملہ کیا، ۱۹۲۱ء میں مغربی ورجینیا پر حملہ کیا۔

4۔ ۴۵۔۱۹۴۱ء کی جنگ عظیم دوم، جس میں چار کروڑ انسان لقمہ اجل بنے، صرف امریکہ بہادر نے اس جنگ میں تین کھرب ۶۰ ارب ڈالر خرچ کئے۔ ایک کروڑ ساٹھ لاکھ امریکی فوجیوں نے اس میں حصہ لیا، ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرانے کا فیصلہ کرنے والوں میں حقوق انسانی کے علمبردار امریکا کا صدر''ٹرومین'' اور''مہذب'' برطانیہ کا وزیر اعظم ''سر'' ونسٹن چرچل بھی شامل تھے۔

5۔ ۱۹۴۳ء میں ڈیٹوریٹ میں سیاہ فاموں کی بغاوت کچلنے کے لیے امریکہ نے فوجی ایکشن کیا۔ یونان کی خانہ جنگی (۴۹۔۱۹۴۷) میں کمانڈو آپریشن کیا، ۱۹۵۰ء میں پورٹوا یکو پر حملہ کیا، ۱۹۵۳ء میں فوجی آپریشن کے ذریعہ ایران کی حکومت بدلی، ۱۹۵۴ء، میں گوئٹے

---

[۱] امریکی سیاہ فام محمد علی کلے، اسلام قبول کرنے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: میں ۱۹۶۰ میں اٹلی کے شہر روم سے ایک مقابلہ جیت کر امریکہ واپس آیا تو ایک ہیرو کی طرح میرا استقبال کیا گیا۔ ایک روز میں ایسے ہوٹل میں چلا گیا جو گوروں کے لیے مختص تھا، جونہی میں ایک میز پر بیٹھا، ہوٹل کی خاتون مینیجر نے مجھے بڑی درشتی سے حکم دیا:''ہوٹل سے باہر چلے جاؤ، یہاں کسی سیاہ فام کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔'' ''میں نے بتایا'' میں روم میں اولمپک مقابلوں میں جیت کر آیا ہوں اور سونے کا تمغہ حاصل کیا ہے، لیکن اس خاتون نے ایک نہ سنی اور حقارت کے ساتھ زبردستی مجھے ہوٹل سے نکال دیا۔''(ہم مسلمان کیوں ہوئے، از عبدالغنی فاروق، ص:۴۵۶)

Marfat.com

مالا پر بمباری کی۔

6۔ ۱۹۶۰ء تا ۱۹۷۵ء امریکہ نے مسلسل پندرہ سال تک ویت نام پر جنگ ملسط کئے رکھی، جس میں دس لاکھ انسان ہلاک ہوئے۔

7۔ ۱۹۶۵ء میں امریکہ نے انڈونیشیا کے آمر صدر سہارتو کو بائیں بازو کے دس لاکھ افراد کو قتل کرنے کے لیے مدد فراہم کی۔

8۔ ۱۹۶۹ء سے ۱۹۷۵ء تک (چھ سال) کمبوڈیا سے جنگ کی، جس میں ۲۰ لاکھ انسانوں کا قتل عام ہوا۔

9۔ ۷۳۔۱۹۷۱ء میں لاؤس پر بمباری کی، ۱۹۷۳ء میں جنوبی ڈیکوٹا میں فوجی آپریشن کیا، ۱۹۷۳ء میں ''چلی'' میں فوجی آپریشن کے ذریعہ حکومت تبدیل کی، ۹۲۔۱۹۷۶ء میں انگولا میں جنوبی افریقہ کی حمایت سے ہونے والی بغاوت میں باغیوں کو مدد فراہم کی۔ ۹۰۔۱۹۸۱ء میں ''نکاراگوا'' میں فوجی آپریشن کیا، ۸۴، ۱۹۸۲ء میں لبنان کے مسلم علاقوں پر بمباری کی، ۱۹۸۴ء میں خلیج فارس میں دو ایرانی طیارے تباہ کئے۔ ۱۹۸۶ء میں حکومت تبدیل کرنے کے لیے لیبیا پر حملہ کیا۔

10۔ ۱۹۷۹ء میں عراق نے امریکہ کے فوجی تعاون سے ایران پر حملہ کیا، یہ جنگ مسلسل آٹھ سال تک جاری رہی، جس میں دونوں طرف سے لاکھوں انسان لقمہ اجل بنے۔

11۔ ۱۹۸۹ء میں فلپائن میں فوجی بغاوت ہوئی۔ امریکہ نے بغاوت کچلنے کے لیے فلپائن کو فضائی مدد مہیا کی۔ ۱۹۸۹ء میں ہی فوجی آپریشن کے ذریعہ پانامہ میں حکومت تبدیل کی، جس میں ۲ ہزار افراد ہلاک ہوئے۔

12۔ ۱۹۸۹ء میں الجزائر میں اسلامک سالویشن فرنٹ الیکشن میں بھاری اکثریت سے جیتی، جو ملک میں اسلامی انقلاب لانا چاہتی تھی، اسلامی انقلاب کو روکنے کے لیے امریکہ کی مدد سے فوجی آپریشن کیا گیا، جس میں ۸۰ ہزار افراد قتل ہوئے۔

13۔ ۱۹۹۰ء میں عراق کو کویت پر حملہ کرنے کی ترغیب دلائی، اور ۱۹۹۱ء میں ''ڈیزرٹ سٹارم

Marfat.com

آپریشن'' کی صورت میں خود عراق پر حملہ کردیا، جس میں ہزاروں عراقی ہلاک ہوئے۔

14۔ ۱۹۹۴ء میں ہیٹی کی حکومت بدلنے کے لیےفوجی آپریشن کیا۔ ۱۹۹۶ء میں عراق پر حملہ کیا، اورفوجی اہمیت کے ۲۷ ٹھکانوں پر مزائل پھینکے۔ ۱۹۹۸ء میں سوڈان کی دواساز کمپنی پر میزسے ۱۹۹۸ء میں عراق پر پھر مسلسل چار دن تک میزائلوں سے بمباری کی۔

15۔ ۱۹۹۰ء میں دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت انڈونیشیا میں بغاوت کروائی، عیسائیوں کو مددفراہم کی، لاکھوں مسلمانوں کا قتل عام کیا، بالآخر مشرقی تیمور کی صورت میں ایک عیسائی ریاست قائم کی۔ [1]

16۔ سوویت یونین کے جابرانہ تسلط سے نجات حاصل کرنے کے لیے دس لاکھ شہداء کی قربانیاں دینے والے زخموں سے نڈھال، نہتے افغانستان پر ۲۰۰۱ء میں طیاروں اور میزائلوں سے شدید بمباری کی، جس کے نتیجہ میں ۲۵ ہزار بے گناہ شہری شہید ہوئے، ۷ ہزار افراد کو گرفتار کیا گیا اور طالبان کی جگہ شمالی اتحاد کی کٹھ پتلی حکومت قائم کی۔

17۔ عراق میں تباہ کن ہتھیاروں کا بہانہ بنا کر ۲۰ مارچ ۲۰۰۳ء کو امریکہ نے عراق پر حملہ کیا، جس میں ہزاروں بے گناہ شہری مارے گئے، امریکی قبضہ کے بعد فلوجہ شہر کے عوام کی مزاحمت پر امریکی فوج نے فلوجہ پر زہریلی گیس چھوڑی اور کیمیاوی ہتھیار بھی استعمال کیے، جن کے استعمال پر بین الاقوامی طور پر پابندی عائد ہے۔ [2]

## دہشت گردی (Terrorism) اور اسلام:

انسانی فطرت ہے، بلکہ تمام حیوانات اور ذی نفس کا خاصہ ہے کہ وہ جان کی حفاظت ضروری سمجھتا ہے۔ اسلام نے انسانی جان کی حفاظت کے لیے بہت ہی معقول اور مؤثر طریقہ بتایا ہے۔ اور اس کی تنفیذ کا حکم دیا ہے۔

---

[1] مذکورہ بالا اعداد وشمار خالد محمود قادری کی کتاب ''افغانستان میں مسلمانوں کا قتل عام'' سے لیے گئے ہیں۔

[2] ہفت روزہ تکبیر، کراچی، جنوری ۲۰۰۶ء۔

Marfat.com

انسانی جان اللہ رب العزت اور نبی کریم ﷺ کے نزدیک بہت ہی قیمتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے جانوں کی حفاظت کا سخت انتظام فرمایا ہے۔ ایک فرد کے قتل کو تمام لوگوں کا قتل قرار دیا۔ ارشاد فرمایا:

﴿مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ﴾ (المائدہ: ۳۲)

''اسی لیے بنی اسرائیل پر ہم نے فرض کر دیا۔ کہ جو شخص کسی کو ناحق قتل کرے گا یا زمین میں فساد برپا کرنے کے لیے قتل کرے گا تو گویا اسنے پوری نوع انسانی کو قتل کر ڈالا، اور جو اسے زندہ رکھے گا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو زندہ چھوڑا۔''

اعمش وغیرہ نے ابو صالح سے اور انھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس دن حاضر ہوا جب آپ کو اپنے گھر میں محصور کر دیا گیا تھا تو میں نے عرض کی: امیر المومنین! میں آپ کی مدد کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ابو ہریرہ! کیا آپ کو یہ بات پسند ہے کہ تمام لوگوں کو، پھر ان کے ساتھ مجھے بھی قتل کر دیں؟ میں نے عرض کی: جی نہیں! فرمایا: اگر آپ نے ایک آدمی کو بھی قتل کیا تو گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا، لہٰذا آپ چلے جائیں، میں آپ کو اجازت دیتا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کو اجر و ثواب دے گا اور آپ کو کوئی گناہ نہیں ہوگا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کی یہ بات سن کر واپس آ گیا اور میں نے کسی سے کوئی لڑائی نہیں کی۔ [1]

سورۃ الانعام میں ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝﴾ (الانعام: ۱۵۱)

''اور کسی ایسی جان کو قتل مت کرو جسے اللہ نے حرام کیا ہو، سوائے اس کے جس کا قتل

---

[1] الطبقات الکبری لابن سعد: ۳/۷۰۔ الدر المنثور: ۲/۴۹۰۔ تفسیر ابن کثیر: ۲/۱۰۷، طبع مکتبہ قدوسیہ لاہور۔

Marfat.com

برحق ہو، ان ساری باتوں کی اللہ نے تمہیں تاکید کی ہے، تاکہ تم عقل سے کام لو۔''

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ.)) [1]

''قیامت کے روز معاملات سے متعلق سب سے پہلے خون کا فیصلہ ہوگا۔''

اسلام میں کسی بھی شخص کا خون بہانا حرام ہے، خواہ وہ کسی بھی دین اور مذہب کا ہو بشرطیکہ وہ مسلمانوں سے جنگ نہ کرتا ہو، اور مسلمانوں کے جان و مال کے درپے نہ ہو۔ اگر وہ مسلمانوں کے عہد و پیمان اور امان کے اندر ہے تو اس کے قتل پر اللہ کی طرف سے بہت سخت وعید آئی ہے۔

جس طرح ایک مسلمان کے قتل پر سخت وعید آئی ہے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۝﴾ (النساء: ۹۳)

''جو شخص جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کرے گا تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اللہ کا غضب اس پر ہوگا اور لعنت بھی، اور اللہ نے اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

اسی طرح عہد و پیمان دے کر کسی غیر مسلم کو قتل کرنے کی سزا اور عذاب یہ ہے کہ قاتل جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا۔ سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ (أَيْ لَمْ يَشُمَّهَا) وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا.)) [2]

''جو شخص ذمی اور معاہدین میں سے کسی کو قتل کرے تو وہ جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا، اور اس کی خوشبو چالیس سالوں کی مسافت تک محسوس کی جاتی ہے۔''

---

[1] صحیح بخاری، رقم: ۶۸۶۴۔ صحیح مسلم، رقم: ۱۶۷۸/۲۸.

[2] صحیح بخاری، کتاب الجزیہ والموادعة، رقم: ۳۱۶۶.

Marfat.com

تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں نے جب بھی کوئی شہر یا علاقہ فتح کیا تو وہاں کے لوگوں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا۔ بلکہ انہیں اختیار دیا کہ اگر وہ چاہیں تو اپنے دین پر رہیں اور جزیہ دیں، اور اسلامی حکومت ان کی حفاظت کرے گی۔

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾﴾ (البقرہ: ۲۵۶)

''دین میں داخل ہونے کے لیے کسی کو مجبور نہ کیا جائے۔ ہدایت گمراہی سے الگ اور نمایاں ہو چکی ہے، پس جو کوئی طاغوت کا انکار کر دے گا، اور اللہ پر ایمان لے آئے گا، اُس نے درحقیقت ایک ایسے مضبوط کڑے کو پوری قوت کے ساتھ تھام لیا، جو کبھی نہیں ٹوٹے گا، اور اللہ بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

یہ آیت کریمہ دین اسلام کے کامل ہونے کی دلیل ہے، اور اس میں اس بات کا بیان ہے کہ دین اسلام کی صداقت کے دلائل و براہین واضح ہیں، اس لیے ضرورت نہیں کہ کسی کو اس میں داخل ہونے پر مجبور کیا جائے، اگر کوئی شخص اس میں داخل ہوتا ہے تو یہ اس کی خوش نصیبی ہے کہ اللہ نے اسے حق قبول کرنے کی توفیق دی، اور اگر وہ کفر کی راہ اختیار کرتا ہے، تو گویا اللہ نے اس کے دل کی روشنی چھین لی، اور اس کی آنکھ اور کان پر مہر لگا دی اب اگر ایسے آدمی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور بھی کیا جائے تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا، کیونکہ حق قبول کرنے کے تمام راستے مسدود ہو چکے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچنا۔ عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''شرک کرنا، جادو کرنا، جس کا قتل جائز نہ ہو اس کو ناحق قتل کرنا۔''[1]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۲۶۲.

Marfat.com

توراۃ کا قانون بھی یہی تھا اور وہی قانون قرآن نے مسلمانوں کے لیے بھی برقرار رکھا۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ۭ﴾

(المائدہ:۴۵)

''ہم نے یہودیوں پر توراۃ کے ذریعہ فرض کیا تھا کہ قاتل کو مقتول کے بدلے قتل کیا جائے، مظلوم کو آنکھ پھوڑنے کے بدلے میں ظالم کی آنکھ پھوڑی جائے! ناک کان کاٹنے کے بدلے میں کاٹنے والے کے ناک اور کان کاٹے جانے کے بعد پھر قتل کیا جائے۔ اگر زخمی کیا تو زخم کا بدلہ زخم لگا کر لیا جائے۔''

یہ قانون تورات میں اب بھی پایا جارہا ہے۔ اگرچہ اس میں یہودی علماء نے بہت تبدیلیاں کر ڈالی ہیں۔ ①

قصاص میں خیر و بھلائی ہے۔ اسی حکمت کو قرآن کریم میں دوٹوک الفاظ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

﴿وَ لَكُمْ فِى الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِى الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۱۷۹﴾

(البقرہ:۱۷۹)

''عقل وخرد والو! تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔''

## انسانی عقول کی حفاظت:

اسی طرح اسلام نے اس عقل کی حفاظت کے لیے سخت سے سخت انتظام کیا ہے۔ کیونکہ یہ عقل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۲﴾ (یوسف:۲)

---

① دیکھیے: الکتاب المقدس خروج ۲۳، ۲۱-۲۵-اسی طرح انجیل متی میں بھی اسی جیسا حکم ہے۔ دیکھیے: متی ۵-۲۱-۱۸/۱۹-لوقا ۱۸/۲۰-

Marfat.com

''یقیناً ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں اتارا ہے تاکہ تم اسے سمجھو۔''

لہٰذا ہر اس چیز کو اسلام نے حرام کیا ہے جس سے عقل انسانی کو وقتی طور پر یا ہمیشہ کے لیے نقصان پہنچ سکتا ہے اور انسان بے عقل ہو سکتا ہے۔ جس طرح پورے نفس اور انسانی وجود کا مالک اللہ ہے اسی طرح اس کی عقل کا مالک بھی اللہ ہے۔۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝﴾ (المائدہ: ۹۰)

''اے ایمان والو! شراب اور جوا، بت اور تیروں کے ذریعہ قسمت کے جاننے کی کوشش کرنا یہ ناپاک چیزیں ہیں، شیطان کے کاموں میں سے ہیں۔ ان سب مذکورات سے باز رہو! اسی میں تمہاری فلاح وبہبود ہے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ.)) [1]

''ہر نشہ والی چیز ''خمر'' ہے اور ''خمر'' شراب حرام ہے۔''

اللہ کی عطا کردہ اس نعمت عقل کی حفاظت ہی کے پیش نظر اگر کوئی شخص شراب پیتا ہے تو اس کے اوپر حد شرعی واجب ہے۔ دنیا کے عقلمند یہ بات کہنے پر مجبور ہیں کہ اسلام کی تعلیم شراب کے بارے میں بہت ہی معقول ہے کہ اس شراب سے سوسائٹی میں بہت کچھ خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ شراب کی خرابی سے متعلق ایک حدیث کا ذکر کر دینا اس موقع پر مناسب ہوگا۔ طبرانی اور حاکم رحمہما اللہ نے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ابوبکر وعمر اور کچھ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بیٹھے:

((فَذَكَرُوا أَعْظَمَ الْكَبَائِرِ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُمْ فِيهَا عِلْمٌ يَنْتَهُونَ إِلَيْهِ.))

''اور بڑے سے بڑے گناہوں کا ذکر آیا تو ان لوگوں کے پاس اس بارے میں یقینی علم نہ تھا۔''

---

[1] سنن ابوداؤد، کتاب الأشربة، حدیث نمبر: ۳۶۷۹۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

Marfat.com

تو مجھے سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس بھیج کر پوچھا تو سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بتایا:

((أَنَّ أَعْظَمَ الْكَبَائِرِ شُرْبُ الْخَمْرِ.)) [1]

''کہ سب سے بڑا گناہ شراب کا پینا ہے۔''

میں نے آ کر ان کو بتایا تو سب نے اس پر نکیر کی، اور سب اٹھ کر سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس ان کے گھر آئے، تو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے سب سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ مَلِكًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَخَذَ رَجُلاً، فَخَيَّرَهُ بَيْنَ أَنْ يَشْرَبَ الْخَمْرَ، أَوْ يَقْتُلَ صَبِيًّا، أَوْ يَزْنِيَ، أَوْ يَأْكُلَ لَحْمَ الْخِنْزِيرِ، أَوْ يَقْتُلُوهُ إِنْ أَبَى، فَأَخْتَارَ أَنْ يَشْرَبَ الْخَمْرَ وَإِنَّهُ لَمَّا شَرِبَهَا لَمْ يَمْتَنِعْ مِنْ شَيْءٍ أَرَادُوا مِنْهُ.)) [2]

''کہ بنو اسرائیل کے ایک بادشاہ نے ایک شخص کو پکڑا اور اسے اختیار دیا کہ یا تو شراب پی، یا ایک آدمی کو قتل کرے، یا پھر زنا کرے، یا سور کا گوشت کھائے ورنہ اگر ان میں سے کوئی ایک کام بھی نہیں کرتا تو اسے قتل کر دیا جائے۔ تو اس شخص نے شراب پی لینے کو سب سے ہلکا گناہ سمجھ کر شراب پی لی۔ جب شراب پی لی تو مست ہوا، عقل جاتی رہی، پھر باقی دوسرے گناہ جن میں اس کو اختیار دیا گیا تھا سب کچھ کر گزرا۔''

## حسب ونسب کی حفاظت:

اسلام کی اہم تعلیمات میں سے حسب ونسل کی حفاظت ہے۔ اس کی حفاظت کے لیے شریعت نے نکاح اور شادی کا تاکیدی حکم دیا ہے۔ یعنی نکاح کے فوائد میں سے نسل کی بڑھوتی بھی ہے، اور رہبانیت اور قطع تعلق عن الدنیا سے منع فرمایا۔

حدیث شریف میں ہے کہ مسلمان اپنے اہل وعیال پر جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ اس کے لیے

---

[1] صحیح الترغیب والترھیب، حدیث نمبر: ۲۳۷۰.

[2] سلسلة الاحادیث الصحیحة، حدیث نمبر: ۲۶۹۵.

Marfat.com

صدقہ لکھا جاتا ہے۔ صحیح مسلم میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((دِيْنَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقَبَةٍ، وَدِينَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مِسْكِينٍ، وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ، أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِي أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ.)) [1]

''ایک دینار تم نے جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کیا، ایک دینار غلام آزاد کرنے میں خرچ کیا، ایک دینار کسی مسکین پر خرچ کیا اور ایک دینار اپنے بیوی بچوں پر خرچ کیا تو ان میں سے سب سے زیادہ اجر و ثواب اس پر ملے گا جسے تم نے اپنے بیوی بچوں پر خرچ کیا۔''

اسلام نے نسل کی تربیت اور اس کی حفاظت پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔ تاکہ وہ صالح اور نیک ہو۔ جب وہ اولاد صالح ہوگی تو خود والدین کی وقت ضرورت خدمت کرے گی۔ اور اس خدمت کو اللہ نے اولاد پر فرض کر دیا ہے۔

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾ (الاسراء:۲۳)

''اور تمھارے پروردگار نے صاف حکم دیا ہے، تم اس کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔''

مرنے کے بعد بھی یہ اولاد نفع پہنچائے گی۔ صحیح مسلم میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ.)) [2]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، حدیث نمبر: ۲۳۵۸۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۳۳۹۸.

[2] صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، حدیث نمبر: ۴۱۹۹۔ صحیح الترغیب والترهیب، کتاب العلم، حدیث نمبر: ۷۸۔

Marfat.com

''جب ابن آدم فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں (اس کے لیے نفع مند ثابت ہوتی ہیں): (۱) صدقہ جاریہ۔ (۲) علم نافع اور (۳) نیک اولاد جو اس کے حق میں دعائے خیر کرتی ہے۔''

## مسلمان کی عزت نفس کی حفاظت:

اسی طرح اسلام نے اس انسان کو باعزت بنایا ہے۔ کسی کے لیے جائز نہیں! کہ اس کو حقیر سمجھے کسی بھی خاندان کا ہو، کسی بھی ملک کا ہو، کسی بھی رنگ کا ہو۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ﴾ (الاسراء: ۷۰)

''یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَ لَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَ مَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۱۱﴾ (الحجرات: ۱۱)

''اے ایمان والو! کوئی مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائے ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہو، اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں! ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں، اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ، اور نہ کسی کو برے لقب دو، ایمان کے بعد فسق برا نام ہے، اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم لوگ ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بدگمانی سے بچو، بدگمانی سب سے بڑی جھوٹی بات ہے، عیب نہ ٹٹولو۔ ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ لگو۔ حسد بغض اور ایک دوسرے سے منہ پھلانے سے بچو، سب سے مل کر اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔''[1]

[1] صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم: ۶۰۶۶۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ۲۵۶۳.

Marfat.com

## مال کی حفاظت:

اسی طرح اسلام نے مال کو بھی بڑی اہمیت دی ہے۔ ہر شخص اس حد تک مال کما سکتا ہے اور جمع کر سکتا ہے جس کے ذریعہ اپنی زندگی آرام سے گزار سکے۔ مال کے لیے شرط ہے کہ حلال طریقے سے کمایا ہو اور پھر اس میں سے اللہ کا مقرر کردہ حق ادا کیا ہو۔ اللہ رب العزت نے مال کو لوگوں کے زندہ رہنے کا سبب بتایا ہے اور اس کی حفاظت کا حکم بھی دیا ہے:

﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۝﴾ (النساء:۵)

''بے عقل لوگوں کو اپنا مال نہ دے دو، جس مال کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری گزران کے قائم رکھنے کا ذریعہ بنایا ہے، ہاں! انہیں اس مال سے کھلاؤ پلاؤ، پہناؤ، اوڑھاؤ اور انہیں معقولیت سے نرم بات کہو۔''

ہر شخص کو حق ہے کہ شرعی طریقے پر جسقدر مال جمع کر سکے کرے، لیکن مال کے راستے میں واجبات شرعیہ کو نہ چھوڑے اور خود مال میں جو حق واجب آتا ہے اس کو ادا کرے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾

(الجمعہ:۱)

''پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔''

مال کی حفاظت کے سلسلے میں خود صاحب مال کو حفاظت کی تاکید فرمائی گئی۔ اسراف اور ناحق خرچ کرنے سے منع کیا گیا۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا۝۲۶ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا۝۲۷﴾

(الاسراء:۲۶تا۲۷)

''اور رشتے داروں کا اور مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو! اور اسراف اور

Marfat.com

بیجا خرچ سے بچو! بیجا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔"

نیز یتیموں کو لوگ کمزور سمجھ کر ان کا مال ہڑپ کر لینے کے درپے رہتے ہیں اس وجہ سے ان کے مال کی حفاظت کی بھی بڑی تاکید فرمائی:

﴿وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ﴾ (الانعام: ۱۵۲)

"اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو کہ مستحسن ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے سن رشد تک پہنچ جائے اور ناپ اور تول پورا کرو انصاف کے ساتھ۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ وَلِيَ يَتِيْمًا وَلَهُ مَالٌ فَلْيَتَّجِرْ لَهُ! لَا تَأْكُلُهُ الصَّدَقَةُ.)) [1]

"یتیم کے ولی کو چاہیے کہ اس کا مال تجارت میں لگا دے، تاکہ زکاۃ مال کو کھا نہ جائے!"

مزید ارشاد فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ فَمَنْ جَاۗءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ۭ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝﴾

(البقرہ: ۲۷۵ تا ۲۷۶)

"سود خور نہ کھڑے ہوں گے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنا دے! یہ اس لیے کہ یہ کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام، جو شخص اللہ تعالیٰ کی نصیحت سن

[1] سنن ترمذی، کتاب الزکاۃ، حدیث نمبر: ۶۴۱.

Marfat.com

کر رک گیا اس کے لیے وہ ہے جو گزرا اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور جو پھر دوبارہ (حرام کی طرف) لوٹا، وہ جہنمی ہے، ایسے لوگ ہمیشہ ہی اس میں رہیں گے۔"

سود کا مال خود سود خور کو لے ڈوبے گا! اس میں نہ برکت ہوگی نہ ہی وہ اس سے آسودہ ہوگا! یہ مال اولاد کو کھلا کر ان پر مصائب کا سبب بنا سکتا ہے۔ اور تھوڑا حرام اس کے زیادہ حلال مال کو کھا بھی سکتا ہے۔ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ الرِّبَا وَإِنْ كَثُرَ فَإِنَّ عَاقِبَتَهُ إِلَى قَلٍّ.)) ❶

"کہ سود کا مال اگرچہ دیکھنے میں زیادہ! مگر اس کا انجام قلت ہی ہے۔"

غرضیکہ کہ اسلام میں مال حلال کا خاص احترام ہے۔ اسی وجہ سے ہر غیر شرعی طریقے سے مال کا کھانا، مال کا خرچ کرنا حرام کیا گیا اور حرام کھانے والے کے بارے میں بہت سخت وعید آئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّ جَسَدٍ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ فَالنَّارُ أَوْلَى بِهِ.)) ❷

"ہر جسم جو حرام سے پلا ہو تو جہنم کا زیادہ حقدار ہے۔"

نیز حرام کھانے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((الرجلُ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ، يَارَبِّ! يَارَبِّ! وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَ مَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ.)) ❸

"جو آدمی لمبا سفر کرتا ہے۔ پریشان صورت اور پریشان حالت میں آسمان کی

---

❶ الترغيب والترهيب، حديث نمبر: ١٨٦٣.

❷ صحيح الجامع الصغير، حديث نمبر: ٤٥١٩.

❸ صحيح مسلم، كتاب الزكاة، حديث نمبر: ٢٣٤٦.

Marfat.com

| | نام غزوہ یا سریہ | مسلمانوں کا نقصان | دشمن کا نقصان |
|---|---|---|---|
| | | شہید | مقتول |
| ۱ | غزوۂ بدر | ۲۲ | ۷۰ |
| ۲ | غزوۂ اُحد | ۷۰ | ۳۰ |
| ۳ | غزوۂ احزاب | ۶ | ۱۰ |
| ۴ | غزوۂ خیبر | ۱۸ | ۹۳ |
| ۵ | سریہ موتہ | ۱۲ | نامعلوم |
| ۶ | غزوۂ فتح مکہ | ۲ | ۱۲ |
| ۷ | غزوۂ حنین وطائف | ۶ | ۷۱ |
| | کل تعداد | ۱۳۶ | ۲۸۶ |

سات غزوات وسرایا میں دونوں طرف سے کام آنے والے افراد کی کل تعداد ۴۲۲ ہے۔

عام طور پر مؤرخین اور سیرت نگاروں نے رسول اللہ ﷺ کے غزوات وسرایا کی تعداد ۸۲ لکھی ہے جو کہ درست نہیں۔ غزوات کی تعداد صرف سات ہے، البتہ حیات طیبہ کی تمام چھوٹی بڑی کارروائیوں اور نقل وحرکت کی تعداد ۸۲ ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

| | کارروائیوں کا مقصد | کارروائیوں کی تعداد | شہدا کی تعداد | تعداد مقتولین دشمن |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | تبلیغ اسلام اور تکمیل معاہدات | ۵ | ـ | ـ |
| ۲ | بت شکنی کی مہمات | ۳ | ـ | ـ |
| ۳ | دشمن کی طرف سے ڈاکہ زنی کے بعد مسلمانوں کا تعاقب | ۱۰ | ۱۹ | ۱۲ |
| ۴ | ذاتی نوعیت کے واقعاتِ قتل | ۵ | ـ | ۵ |
| ۵ | غلط فہمی کی بنا پر پیش آنے والے تصادم | ۶ | ـ | ۱۲۷ |

Marfat.com

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ۶ | سرحدوں کی حفاظت کے لیے کی گئی کارروائیاں | ۳۸ | ۷۳ | ۱۱ |
| ۷ | دشمن کی طرف سے دھوکہ دہی اور بغاوت کے واقعات | ۸ | ۸۲ | ۴۱۰ |
| ۸ | جنگیں (غزوات وسرایا) | ۷ | ۱۳۶ | ۲۸۶ |
| | کل تعداد | ۸۲ | ۳۱۰ | ۸۵۱ |

۸۲ کارروائیوں میں دونوں طرف سے کام آنے والے افراد کی کل تعداد رحمۃ اللعالمین ج ۲، باب غزوات وسرایا اور الرحیق المختوم ص: ۴۲۴، ۴۹۵ پر ۱۱۶۱ ہے۔

۸۲ کارروائیوں میں کام آنے والے افراد کی یہ محیر العقول تعداد اس زمانے کی ہے جس زمانے میں انتقام در انتقام کی شکل میں ہونے والی طویل جنگوں میں لاکھوں انسانوں کی ہلاکت ایک معمولی بات سمجھی جاتی تھی۔

## اَمن پسند ''مہذبوں'' کی اَمن پسندی:

آیئے ایک نظر آج کے نام نہاد مہذب، داعیانِ تہذیب اور اَمن پسند یورپ کی رزم آرائیوں پر ڈالیں، اور دیکھیں کہ کس کی تلوار عالمِ انسانیت کی دشمن اور خون کی پیاسی ہے؟ اور کون انسانیت کا دشمن ہے؟

1۔ اٹھارہویں صدی عیسوی میں امریکی سفید فام نوآبادکاروں نے اپنی ''نئی دنیا'' آباد کرنے کے لیے ستر لاکھ ریڈ انڈینز کا قتل عام کیا۔ براعظم افریقہ کے سیاہ فام باشندوں کو جانوروں کی طرح پکڑ پکڑ کر اپنا غلام بنایا، جہازوں میں جانوروں کی طرح لاد لاد کر امریکہ لائے اور ان کی باقاعدہ خرید وفروخت کی۔ ان سیاہ فام باشندوں کی نسل آج تک امریکہ میں سفید فاموں کے برابر حقوق حاصل نہیں کرسکی۔ جب بھی سیاہ فام انسانوں نے امریکی دستور

Marfat.com

میں لکھے گئے، ''انسانی حقوق'' کا مطالبہ کیا، انہیں نہایت بے رحمی سے کچل دیا گیا۔ ⑴

2۔ ۱۸۹۰ء میں جنوبی ڈکوٹا اور ارجنٹائن پر امریکہ نے حملہ کیا۔ ۱۸۹۱ء میں چلی پر حملہ کیا، ۱۸۹۲ میں اواہو پر، ۱۸۹۳ء میں ہوائی پر حملہ کر کے آزاد ریاست کا خاتمہ کیا، ۱۸۹۴ء، میں کوریا پر ۱۸۹۵ء میں پانامہ پر، ۱۸۹۶ء، میں نکاراگوا پر حملہ کیا، ۱۸۹۸ء، میں فلپائن پر حملہ کیا، یہ جنگ ۱۹۱۰ء تک یعنی بارہ سال تک جاری رہی جس میں چھ لاکھ فلپائنی مارے گئے۔

3۔ ۱۹۱۲ء میں کیوبا پر حملہ کیا، ۱۹۱۳ء میں میکسیکو پر، ۱۹۱۴ء میں ہیٹی پر، ۱۸، ۱۹۱۷ء میں جنگ عظیم اول میں شرکت کی، ۱۹۱۹ء میں ہونڈریس پر حملہ کیا، ۱۹۲۰ء میں گوئٹے مالا پر حملہ کیا، ۱۹۲۱ء میں مغربی ورجینیا پر حملہ کیا۔

4۔ ۴۵۔۱۹۴۱ء کی جنگ عظیم دوم، جس میں چار کروڑ انسان لقمہ اجل بنے، صرف امریکہ بہادر نے اس جنگ میں تین کھرب ۶۰ ارب ڈالر خرچ کیے۔ ایک کروڑ ساٹھ لاکھ امریکی فوجیوں نے اس میں حصہ لیا، ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹم بم گرانے کا فیصلہ کرنے والوں میں حقوق انسانی کے علمبردار امریکا کا صدر ''ٹرومین'' اور ''مہذب'' برطانیہ کا وزیر اعظم ''سر'' ونسٹن چرچل بھی شامل تھے۔

5۔ ۱۹۴۳ء میں ڈیٹوریٹ میں سیاہ فاموں کی بغاوت کچلنے کے لیے امریکہ نے فوجی ایکشن کیا۔ یونان کی خانہ جنگی (۴۹۔۱۹۴۷) میں کمانڈو آپریشن کیا، ۱۹۵۰ء میں پورٹوا ایکو پر حملہ کیا، ۱۹۵۳ء میں فوجی آپریشن کے ذریعہ ایران کی حکومت بدلی، ۱۹۵۴ء، میں گوئٹے

---

⑴ امریکی سیاہ فام محمد علی کلے، اسلام قبول کرنے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: میں ۱۹۶۰ میں اٹلی کے شہر روم سے ایک مقابلہ جیت کر امریکہ واپس آیا تو ایک ہیرو کی طرح میرا استقبال کیا گیا۔ ایک روز میں ایسے ہوٹل میں چلا گیا جو گوروں کے لیے مختص تھا، جونہی میں ایک میز پر بیٹھا، ہوٹل کی خاتون مینیجر نے مجھے بڑی درشتی سے حکم دیا: ''ہوٹل سے باہر چلے جاؤ، یہاں کسی سیاہ فام کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔'' میں نے بتایا'' میں روم میں اولمپک مقابلوں میں جیت کر آیا ہوں اور سونے کا تمغہ حاصل کیا ہے، لیکن اس خاتون نے ایک نہ سنی اور حقارت کے ساتھ زبردستی مجھے ہوٹل سے نکال دیا۔'' (ہم مسلمان کیوں ہوئے، از عبدالغنی فاروق، ص: ۴۵۶)

Marfat.com

مالا پر بمباری کی۔

6۔ ۱۹۶۰ء تا ۱۹۷۵ء امریکہ نے مسلسل پندرہ سال تک ویت نام پر جنگ ملسط کئے رکھی، جس میں دس لاکھ انسان ہلاک ہوئے۔

7۔ ۱۹۶۵ء میں امریکہ نے انڈونیشیا کے آمر صدر سہارتو کو بائیں بازو کے دس لاکھ افراد کو قتل کرنے کے لیے مدد فراہم کی۔

8۔ ۱۹۶۹ء سے ۱۹۷۵ء تک (چھ سال) کمبوڈیا سے جنگ کی، جس میں ۲۰ لاکھ انسانوں کا قتل عام ہوا۔

9۔ ۷۳۔۱۹۷۱ء میں لاؤس پر بمباری کی، ۱۹۷۳ء میں جنوبی ڈیکوٹا میں فوجی آپریشن کیا، ۱۹۷۳ء میں ''چلی'' میں فوجی آپریشن کے ذریعہ حکومت تبدیل کی، ۹۲۔۱۹۷۶ء میں انگولا میں جنوبی افریقہ کی حمایت سے ہونے والی بغاوت میں باغیوں کو مدد فراہم کی۔ ۹۰۔۱۹۸۱ء میں ''نکاراگوا'' میں فوجی آپریشن کیا، ۸۴، ۱۹۸۲ء میں لبنان کے مسلم علاقوں پر بمباری کی، ۱۹۸۴ء میں خلیج فارس میں دو ایرانی طیارے تباہ کئے۔ ۱۹۸۶ء میں حکومت تبدیل کرنے کے لیے لیبیا پر حملہ کیا۔

10۔ ۱۹۷۹ء میں عراق نے امریکہ کے فوجی تعاون سے ایران پر حملہ کیا، یہ جنگ مسلسل آٹھ سال تک جاری رہی، جس میں دونوں طرف سے لاکھوں انسان لقمہ اجل بنے۔

11۔ ۱۹۸۹ء میں فلپائن میں فوجی بغاوت ہوئی۔ امریکہ نے بغاوت کچلنے کے لیے فلپائن کو فضائی مدد مہیا کی۔ ۱۹۸۹ء میں ہی فوجی آپریشن کے ذریعہ پانامہ میں حکومت تبدیل کی، جس میں ۲ ہزار افراد ہلاک ہوئے۔

12۔ ۱۹۸۹ء میں الجزائر میں اسلامک سالویشن فرنٹ الیکشن میں بھاری اکثریت سے جیتی، جو ملک میں اسلامی انقلاب لانا چاہتی تھی، اسلامی انقلاب کو روکنے کے لیے امریکہ کی مدد سے فوجی آپریشن کیا گیا، جس میں ۸۰ ہزار افراد قتل ہوئے۔

13۔ ۱۹۹۰ء میں عراق کو کویت پر حملہ کرنے کی ترغیب دلائی، اور ۱۹۹۱ء میں ''ڈیزرٹ سٹارم

Marfat.com

آپریشن'' کی صورت میں خودعراق پرحملہ کردیا،جس میں ہزاروں عراقی ہلاک ہوئے۔

14۔ ۱۹۹۴ء میں ہیٹی کی حکومت بدلنے کے لیےفوجی آپریشن کیا۔۱۹۹۶ء میں عراق پرحملہ کیا، اورفوجی اہمیت کے ۲۷ ٹھکانوں پرمزائل پھینکے۔۱۹۹۸ء میں سوڈان کی دواساز کمپنی پر میزسے ۱۹۹۸ء میں عراق پرپھر مسلسل چاردن تک میزائلوں سے بمباری کی۔

15۔ ۱۹۹۰ء میں دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت انڈونیشیامیں بغاوت کروائی،عیسائیوں کو مددفراہم کی ، لاکھوں مسلمانوں کاقتل عام کیا، بالآخر مشرقی تیمور کی صورت میں ایک عیسائی ریاست قائم کی۔ [1]

16۔ سوویت یونین کے جابرانہ تسلط سے نجات حاصل کرنے کے لیےدس لاکھ شہداء کی قربانیاں دینے والے زخموں سے نڈھال، نہتے افغانستان پر ۲۰۰۱ء میں طیاروں اورمیزائلوں سے شدید بمباری کی ،جس کے نتیجہ میں ۲۵ ہزار بے گناہ شہری شہید ہوئے، ۷ ہزار افراد کو گرفتارکیا گیااور طالبان کی جگہ شمالی اتحادکی کٹھ پتلی حکومت قائم کی۔

17۔ عراق میں تباہ کن ہتھیاروں کا بہانہ بناکر ۲۰ مارچ ۲۰۰۳ءکوامریکہ نے عراق پرحملہ کیا، جس میں ہزاروں بے گناہ شہری مارے گئے، امریکی قبضہ کے بعدفلوجہ شہر کے عوام کی مزاحمت پر امریکی فوج نے فلوجہ پرزہریلی گیس چھوڑی اورکیمیاوی ہتھیاربھی استعمال کئے،جن کے استعمال پر بین الاقوامی طور پر پابندی عائد ہے۔ [2]

## دہشت گردی (Terrorism) اوراسلام:

انسانی فطرت ہے، بلکہ تمام حیوانات اورذی نفس کا خاصہ ہے کہ وہ جان کی حفاظت ضروری سمجھتا ہے۔اسلام نے انسانی جان کی حفاظت کے لیے بہت ہی معقول اورمؤثر طریقہ بتایا ہے۔ اوراس کی تنفیذ کاحکم دیا ہے۔

---

[1] مذکورہ بالا اعدادوشمار خالد محمود قادری کی کتاب ''افغانستان میں مسلمانوں کاقتل عام'' سے لیے گئے ہیں۔

[2] ہفت روزہ تکبیر، کراچی، جنوری ۲۰۰۶ء۔

Marfat.com

انسانی جان اللہ رب العزت اور نبی کریم ﷺ کے نزدیک بہت ہی قیمتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے جانوں کی حفاظت کا سخت انتظام فرمایا ہے۔ ایک فرد کے قتل کو تمام لوگوں کا قتل قرار دیا۔ ارشاد فرمایا:

﴿مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ﴾ (المائدہ: ۳۲)

''اسی لیے بنی اسرائیل پر ہم نے فرض کر دیا۔ کہ جو شخص کسی کو ناحق قتل کرے گا یا زمین میں فساد برپا کرنے کے لیے قتل کرے گا تو گویا اسنے پوری نوع انسانی کو قتل کر ڈالا، اور جو اسے زندہ رکھے گا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو زندہ چھوڑا۔''

اعمش وغیرہ نے ابوصالح سے اور انھوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اس دن حاضر ہوا جب آپ کو اپنے گھر میں محصور کر دیا گیا تھا تو میں نے عرض کی: امیر المومنین! میں آپ کی مدد کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ابوہریرہ! کیا آپ کو یہ بات پسند ہے کہ تمام لوگوں کو، پھر ان کے ساتھ مجھے بھی قتل کر دیں؟ میں نے عرض کی: جی نہیں! فرمایا: اگر آپ نے ایک آدمی کو بھی قتل کیا تو گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا، لہٰذا آپ چلے جائیں، میں آپ کو اجازت دیتا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ کو اجر و ثواب دے گا اور آپ کو کوئی گناہ نہیں ہوگا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ کی یہ بات سن کر واپس آ گیا اور میں نے کسی سے کوئی لڑائی نہیں کی۔ [1]

سورۃ الانعام میں ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝﴾ (الانعام: ۱۵۱)

''اور کسی ایسی جان کو قتل مت کرو جسے اللہ نے حرام کیا ہو، سوائے اس کے جس کا قتل

---

[1] الطبقات الکبری لابن سعد: ۷۰/۳۔ الدر المنثور: ۴۹۰/۲۔ تفسیر ابن کثیر: ۱۰۷/۲، طبع مکتبہ قدوسیہ لاہور۔

Marfat.com

برحق ہو، ان ساری باتوں کی اللہ نے تمہیں تاکید کی ہے، تا کہ تم عقل سے کام لو۔"

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ.)) [1]

"قیامت کے روز معاملات سے متعلق سب سے پہلے خون کا فیصلہ ہوگا۔"

اسلام میں کسی بھی شخص کا خون بہانا حرام ہے، خواہ وہ کسی بھی دین اور مذہب کا ہو بشرطیکہ وہ مسلمانوں سے جنگ نہ کرتا ہو، اور مسلمانوں کے جان و مال کے درپے نہ ہو۔ اگر وہ مسلمانوں کے عہد و پیمان اور امان کے اندر ہے تو اس کے قتل پر اللہ کی طرف سے بہت سخت وعید آئی ہے۔ جس طرح ایک مسلمان کے قتل پر سخت وعید آئی ہے۔ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۝﴾ (النساء: ۹۳)

"جو شخص جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کرے گا تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اللہ کا غضب اس پر ہوگا اور لعنت بھی، اور اللہ نے اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

اسی طرح عہد و پیمان دے کر کسی غیر مسلم کو قتل کرنے کی سزا اور عذاب یہ ہے کہ قاتل جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا۔ سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ (أَيْ لَمْ يَشُمَّهَا) وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا.)) [2]

"جو شخص ذمی اور معاہدین میں سے کسی کو قتل کرے تو وہ جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا، اور اس کی خوشبو چالیس سالوں کی مسافت تک محسوس کی جاتی ہے۔"

---

[1] صحیح بخاری، رقم: ۶۸۶۴۔ صحیح مسلم، رقم: ۱۶۷۸/۲۸۔

[2] صحیح بخاری، کتاب الجزیہ والموادعة، رقم: ۳۱۶۶۔

Marfat.com

تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں نے جب بھی کوئی شہر یا علاقہ فتح کیا تو وہاں کے لوگوں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا۔ بلکہ انہیں اختیار دیا کہ اگر وہ چاہیں تو اپنے دین پر رہیں اور جزیہ دیں، اور اسلامی حکومت ان کی حفاظت کرے گی۔

﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۲۵۶﴾ (البقرہ: ۲۵۶)

''دین میں داخل ہونے کے لیے کسی کو مجبور نہ کیا جائے۔ ہدایت گمراہی سے الگ اور نمایاں ہو چکی ہے، پس جو کوئی طاغوت کا انکار کر دے گا، اور اللہ پر ایمان لے آئے گا، اُس نے درحقیقت ایک ایسے مضبوط کڑے کو پوری قوت کے ساتھ تھام لیا، جو کبھی نہیں ٹوٹے گا، اور اللہ بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے۔''

یہ آیت کریمہ دین اسلام کے کامل ہونے کی دلیل ہے، اور اس میں اس بات کا بیان ہے کہ دین اسلام کی صداقت کے دلائل و براہین واضح ہیں، اس لیے ضرورت نہیں کہ کسی کو اس میں داخل ہونے پر مجبور کیا جائے، اگر کوئی شخص اس میں داخل ہوتا ہے تو یہ اس کی خوش نصیبی ہے کہ اللہ نے اسے حق قبول کرنے کی توفیق دی، اور اگر وہ کفر کی راہ اختیار کرتا ہے، تو گویا اللہ نے اس کے دل کی روشنی چھین لی، اور اس کی آنکھ اور کان پر مہر لگا دی اب اگر ایسے آدمی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور بھی کیا جائے تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا، کیونکہ حق قبول کرنے کے تمام راستے مسدود ہو چکے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچنا۔ عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''شرک کرنا، جادو کرنا، جس کا قتل جائز نہ ہو اس کو ناحق قتل کرنا۔''[1]

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۲۶۲.

Marfat.com

توراۃ کا قانون بھی یہی تھا اور وہی قانون قرآن نے مسلمانوں کے لیے بھی برقرار رکھا۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ﴾

(المائدہ: ۴۵)

''ہم نے یہودیوں پر توراۃ کے ذریعہ فرض کیا تھا کہ قاتل کو مقتول کے بدلے قتل کیا جائے، مظلوم کو آنکھ پھوڑنے کے بدلے میں ظالم کی آنکھ پھوڑی جائے! ناک کان کاٹنے کے بدلے میں کاٹنے والے کے ناک اور کان کاٹے جانے کے بعد پھر قتل کیا جائے۔ اگر زخمی کیا تو زخم کا بدلہ زخم لگا کر لیا جائے۔''

یہ قانون تورات میں اب بھی پایا جا رہا ہے۔ اگرچہ اس میں یہودی علماء نے بہت تبدیلیاں کر ڈالی ہیں۔[1]

قصاص میں خیر و بھلائی ہے۔ اسی حکمت کو قرآن کریم میں دوٹوک الفاظ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

﴿وَ لَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝﴾

(البقرہ: ۱۷۹)

''عقل و خرد والو! تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔''

## انسانی عقول کی حفاظت:

اسی طرح اسلام نے اس عقل کی حفاظت کے لیے سخت سے سخت انتظام کیا ہے۔ کیونکہ یہ عقل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝﴾ (یوسف: ۲)

---

[1] دیکھیے: الکتاب المقدس خروج ۲۳، ۲۱-۲۵۔ اسی طرح انجیل متی میں بھی اسی جیسا حکم ہے۔ دیکھیے: متی ۵۔ ۲۱-۱۸/۱۹۔۔ لوقا ۱۸/۲۰۔

Marfat.com

''یقیناً ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں اتارا ہے تاکہ تم اسے سمجھو۔''

لہٰذا ہر اس چیز کو اسلام نے حرام کیا ہے جس سے عقل انسانی کو وقتی طور پر یا ہمیشہ کے لیے نقصان پہنچ سکتا ہے اور انسان بے عقل ہو سکتا ہے۔ جس طرح پورے نفس اور انسانی وجود کا مالک اللہ ہے اسی طرح اس کی عقل کا مالک بھی اللہ ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ ﴾ (المائدہ: ۹۰)

''اے ایمان والو! شراب اور جوا، بت اور تیروں کے ذریعہ قسمت کے جاننے کی کوشش کرنا یہ ناپاک چیزیں ہیں، شیطان کے کاموں میں سے ہیں۔ ان سب مذکورات سے باز رہو! اسی میں تمہاری فلاح و بہبود ہے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ خَمْرٍ حَرَامٌ.)) [1]

''ہر نشہ والی چیز ''خمر'' ہے اور ''خمر'' شراب حرام ہے۔''

اللہ کی عطا کردہ اس نعمت عقل کی حفاظت ہی کے پیش نظر اگر کوئی شخص شراب پیتا ہے تو اس کے اوپر حد شرعی واجب ہے۔ دنیا کے عقلمند یہ بات کہنے پر مجبور ہیں کہ اسلام کی تعلیم شراب کے بارے میں بہت ہی معقول ہے کہ اس شراب سے سوسائٹی میں بہت کچھ خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ شراب کی خرابی سے متعلق ایک حدیث کا ذکر کر دینا اس موقع پر مناسب ہوگا۔ طبرانی اور حاکم رحمہما اللہ نے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ابوبکر و عمر اور کچھ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بیٹھے:

((فَذَكَرُوا أَعْظَمَ الْكَبَائِرِ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُمْ فِيهَا عِلْمٌ يَنْتَهُونَ إِلَيْهِ.))

''اور بڑے سے بڑے گناہوں کا ذکر آیا تو ان لوگوں کے پاس اس بارے میں یقینی علم نہ تھا۔''

---

[1] سنن ابوداؤد، کتاب الأشربة، حدیث نمبر: ۳۶۷۹۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

Marfat.com

تو مجھے سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس بھیج کر پوچھا تو سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بتایا:

((أَنَّ أَعْظَمَ الْكَبَائِرِ شُرْبُ الْخَمْرِ.)) [1]

''کہ سب سے بڑا گناہ شراب کا پینا ہے۔''

میں نے آ کر ان کو بتایا تو سب نے اس پر نکیر کی، اور سب اٹھ کر سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس ان کے گھر آئے، تو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے سب سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ مَلِكًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَخَذَ رَجُلًا، فَخَيَّرَهُ بَيْنَ أَنْ يَشْرَبَ الْخَمْرَ، أَوْ يَقْتُلَ صَبِيًّا، أَوْ يَزْنِيَ، أَوْ يَأْكُلَ لَحْمَ الْخِنْزِيرِ، أَوْ يَقْتُلُوْهُ إِنْ أَبَى، فَأَخْتَارَ أَنْ يَشْرَبَ الْخَمْرَ وَإِنَّهُ لَمَّا شَرِبَهَا لَمْ يَمْتَنِعْ مِنْ شَيْءٍ أَرَادُوْا مِنْهُ.)) [2]

''کہ بنو اسرائیل کے ایک بادشاہ نے ایک شخص کو پکڑا اور اسے اختیار دیا کہ یا تو شراب پی، یا ایک آدمی کو قتل کرے، یا پھر زنا کرے، یا سور کا گوشت کھائے ورنہ اگر ان میں سے کوئی ایک کام بھی نہیں کرتا تو اسے قتل کر دیا جائے۔ تو اس شخص نے شراب پی لینے کو سب سے ہلکا گناہ سمجھ کر شراب پی لی۔ جب شراب پی لی تو مست ہوا، عقل جاتی رہی، پھر باقی دوسرے گناہ جن میں اس کو اختیار دیا گیا تھا سب کچھ کر گزرا۔''

## حسب ونسب کی حفاظت:

اسلام کی اہم تعلیمات میں سے حسب ونسل کی حفاظت ہے۔ اس کی حفاظت کے لیے شریعت نے نکاح اور شادی کا تاکیدی حکم دیا ہے۔ یعنی نکاح کے فوائد میں سے نسل کی بڑھوتی بھی ہے، اور رہبانیت اور قطع تعلق عن الدنیا سے منع فرمایا۔

حدیث شریف میں ہے کہ مسلمان اپنے اہل وعیال پر جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ اس کے لیے

---

[1] صحیح الترغیب والترہیب، حدیث نمبر: ۲۳۷۰.

[2] سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، حدیث نمبر: ۲۶۹۵.

Marfat.com

صدقہ لکھا جاتا ہے۔ صحیح مسلم میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((دِینَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ فِي رَقَبَةٍ، وَدِينَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهِ عَلَى مِسْكِينٍ، وَدِينَارٌ أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ، أَعْظَمُهَا أَجْرًا الَّذِي أَنْفَقْتَهُ عَلَى أَهْلِكَ.)) ❶

''ایک دینار تم نے جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کیا، ایک دینار غلام آزاد کرنے میں خرچ کیا، ایک دینار کسی مسکین پر خرچ کیا اور ایک دینار اپنے بیوی بچوں پر خرچ کیا تو ان میں سے سب سے زیادہ اجر و ثواب اس پر ملے گا جسے تم نے اپنے بیوی بچوں پر خرچ کیا۔''

اسلام نے نسل کی تربیت اور اس کی حفاظت پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔ تا کہ وہ صالح اور نیک ہو۔ جب وہ اولاد صالح ہو گی تو خود والدین کی وقت ضرورت خدمت کرے گی۔ اور اس خدمت کو اللہ نے اولاد پر فرض کر دیا ہے۔

﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا﴾ (الاسرا: ۲۳)

''اور تمھارے پروردگار نے صاف حکم دیا ہے، تم اس کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔''

مرنے کے بعد بھی یہ اولاد نفع پہنچائے گی۔ صحیح مسلم میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ إِنْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ: صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهُ.)) ❷

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، حدیث نمبر: ۲۳۵۸۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۳۳۹۸.

❷ صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، حدیث نمبر: ۴۱۹۹۔ صحیح الترغیب والترھیب، کتاب العلم، حدیث نمبر: ۷۸۔

Marfat.com

”جب ابن آدم فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں (اس کے لیے نفع مند ثابت ہوتی ہیں): (۱) صدقہ جاریہ۔ (۲) علم نافع اور (۳) نیک اولاد جو اس کے حق میں دعائے خیر کرتی ہے۔“

## مسلمان کی عزت نفس کی حفاظت:

اسی طرح اسلام نے اس انسان کو باعزت بنایا ہے۔ کسی کے لیے جائز نہیں! کہ اس کو حقیر سمجھے کسی بھی خاندان کا ہو، کسی بھی ملک کا ہو، کسی بھی رنگ کا ہو۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ﴾ (الاسرا: ۷۰)

”یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی۔“

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝﴾ (الحجرات: ۱۱)

”اے ایمان والو! کوئی مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائے ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہو، اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں! ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں، اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ، اور نہ کسی کو برے لقب دو، ایمان کے بعد فسق برا نام ہے، اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم لوگ ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”بدگمانی سے بچو، بدگمانی سب سے بڑی جھوٹی بات ہے، عیب نہ ٹٹولو۔ ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ لگو۔ حسد بغض اور ایک دوسرے سے منہ پھلانے سے بچو، سب سے مل کر اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔“[1]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الأدب، رقم: ۶۰۶۶۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، رقم: ۲۵۶۳.

Marfat.com

## مال کی حفاظت:

اسی طرح اسلام نے مال کو بھی بڑی اہمیت دی ہے۔ ہر شخص اس حد تک مال کما سکتا ہے اور جمع کرسکتا ہے جس کے ذریعہ اپنی زندگی آرام سے گزار سکے۔ مال کے لیے شرط ہے کہ حلال طریقے سے کمایا ہو اور پھر اس میں سے اللہ کا مقرر کردہ حق ادا کیا ہو۔ اللہ رب العزت نے مال کو لوگوں کے زندہ رہنے کا سبب بتایا ہے اور اس کی حفاظت کا حکم بھی دیا ہے:

﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا﴾ (النساء:۵)

''بے عقل لوگوں کو اپنا مال نہ دے دو، جس مال کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری گزران کے قائم رکھنے کا ذریعہ بنایا ہے، ہاں! انہیں اس مال سے کھلاؤ پلاؤ، پہناؤ، اوڑھاؤ اور انہیں معقولیت سے نرم بات کہو۔''

ہر شخص کو حق ہے کہ شرعی طریقے پر جسقدر مال جمع کر سکے کرے، لیکن مال کے راستے میں واجبات شرعیہ کو نہ چھوڑے اور خود مال میں جو حق واجب آتا ہے اس کو ادا کرے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾

(الجمعہ:۱)

''پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو۔''

مال کی حفاظت کے سلسلے میں خود صاحب مال کو حفاظت کی تاکید فرمائی گئی۔ اسراف اور ناحق خرچ کرنے سے منع کیا گیا۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝﴾

(الاسراء:۲۶تا۲۷)

''اور رشتے داروں کا اور مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو! اور اسراف اور

Marfat.com

بیجا خرچ سے بچو! بیجا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔''

نیز یتیموں کو لوگ کمزور سمجھ کر ان کا مال ہڑپ کر لینے کے درپے رہتے ہیں اس وجہ سے ان کے مال کی حفاظت کی بھی بڑی تاکید فرمائی:

﴿وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ﴾ (الانعام: ۱۵۲)

''اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو کہ مستحسن ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے سن رشد تک پہنچ جائے اور ناپ اور تول پورا کرو انصاف کے ساتھ۔''

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ وَلِيَ يَتِيْمًا وَلَهُ مَالٌ فَلْيَتَّجِرْ لَهُ! لَا تَأْكُلُهُ الصَّدَقَةُ.)) [1]

''یتیم کے ولی کو چاہیے کہ اس کا مال تجارت میں لگا دے، تاکہ زکاۃ مال کو کھا نہ جائے!''

مزید ارشاد فرمایا:

﴿اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِىْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ فَمَنْ جَاۗءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ۭ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ۝﴾

(البقرہ: ۲۷۵ تا ۲۷۶)

''سود خور نہ کھڑے ہوں گے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنا دے! یہ اس لیے کہ یہ کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام، جو شخص اللہ تعالیٰ کی نصیحت سن

[1] سنن ترمذی، کتاب الزکاۃ، حدیث نمبر: ۶۴۱۔

Marfat.com

کر رک گیا اس کے لیے وہ ہے جو گزرا اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور جو پھر دوبارہ (حرام کی طرف) لوٹا، وہ جہنمی ہے، ایسے لوگ ہمیشہ ہی اس میں رہیں گے۔''

سود کا مال خود سود خور کو لے ڈوبے گا! اس میں نہ برکت ہوگی نہ ہی وہ اس سے آسودہ ہوگا! یہ مال اولاد کو کھلا کر ان پر مصائب کا سبب بنا سکتا ہے۔ اور تھوڑا حرام اس کے زیادہ حلال مال کو کھا بھی سکتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ الرِّبَا وَإِنْ كَثُرَ فَإِنَّ عَاقِبَتَهُ إِلَى قَلَّ.)) ❶

''کہ سود کا مال اگرچہ دیکھنے میں زیادہ! مگر اس کا انجام قلت ہی ہے۔''

غرضیکہ کہ اسلام میں مال حلال کا خاص احترام ہے۔ اسی وجہ سے ہر غیر شرعی طریقے سے مال کا کھانا، مال کا خرچ کرنا حرام کیا گیا اور حرام کھانے والے کے بارے میں بہت سخت وعید آئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((كُلُّ جَسَدٍ نَبَتَ مِنْ سُحْتٍ فَالنَّارُ أَوْلَى بِهِ.)) ❷

''ہر جسم جو حرام سے پلا ہو تو جہنم کا زیادہ حقدار ہے۔''

نیز حرام کھانے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((الرجلُ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ، يَارَبِّ! وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَ مَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِّيَ بِالْحَرَامِ فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ.)) ❸

''جو آدمی لمبا سفر کرتا ہے۔ پریشان صورت اور پریشان حالت میں آسمان کی

---

❶ الترغيب والترهيب، حديث نمبر: ۱۸۶۳.

❷ صحيح الجامع الصغير، حديث نمبر: ۴۵۱۹.

❸ صحيح مسلم، كتاب الزكاة، حديث نمبر: ۲۳۴۶.

Marfat.com

طرف ہاتھ اٹھا کر یارب! یارب! کہتا ہے مگر اس کا کھانا حرام کا ہے، اس کا پینا حرام کا ہے، اس کا پہننا حرام کا ہے، اس کی غذاء حرام کی ہے، تو اس کی دعا کیسے قبول ہوگی؟''

اسی وجہ سے مال کے چوری کرنے پر اگر دینار کا چوتھائی حصہ بھی چوری کیا ہے۔ اور چوری ثابت ہوگئی تو چور کا ہاتھ پنچے کے جوڑ سے کاٹا جائے گا۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ۭ﴾

**(المائدہ: ۳۸)**

''چوری کرنے والے مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دو! یہ بدلہ ہے اس کا جو انہوں نے کیا! یہ عذاب اللہ کی طرف سے ہے۔''

اسی طرح اگر ایک مسلمان مال اور جان کی دفاع میں مار ڈالا گیا تو اس کا درجہ شہید کا ہے۔

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ.)) [1]

''جو شخص اپنے مال کی خاطر مارا جائے وہ شہید ہوگا۔''

اصل دین خالص ہی انسانیت کے مسائل کا حل ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین حق کو قائم کرے تا کہ ظلم اور بداخلاقی سے کراہتی اور سسکتی انسانیت کو سکون ملے۔

---

[1] سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، حدیث نمبر: ۲۵۸۰.

Marfat.com

فصل نمبر ۲:

# اسلام ہی انسانیت کا حل ہے

وہ اسلام جو پیارے پیغمبر محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء لے کر مبعوث ہوئے، اس میں انسانیت کے تمام کے تمام دینی، دنیاوی، معاشی، سماجی، سیاسی اور معاشرتی گویا تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ ربّ العزت نے انسانیت کو اس میں پورے طور پر داخل ہونے کا حکم صادر فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴾ (البقرہ: ۲۰۸)

''اے ایمان والو! اسلام میں پورے طور پر داخل ہو جاؤ، اور شیطان کے نقش قدم کی اتباع مت کرو، کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اہل اسلام کو اس بات کا حکم صادر فرمایا ہے کہ وہ اسلام اس کے تمام جزئیات و تفاصیل کے ساتھ قبول کریں، ان کی طرح نہ ہو جائیں جو خواہش نفس کے غلام بن گئے کہ جو بات ان کی خواہش کے مطابق ہوئی اسے لے لیا، اور جو ان کی خواہش کے مطابق نہ ہوئی اسے چھوڑ دیا۔

کوئی بھی انسان پورے اسلام میں اسی وقت گامزن ہو سکتا ہے جب شیطان کی مخالفت کو اپنی زندگی کا مشن بنالے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ رب العزت نے شیطان کی اتباع سے منع فرمایا اور تنبیہ فرمائی کہ وہ تو تمہارا عدو مبین ہے، اور یہ بات بھی تمھیں معلوم ہے کہ اس نامراد اور مردود نے تمہارے باپ آدم کے ساتھ کھلی عداوت کی تھی، اور جنت سے نکلوایا تھا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ اس آیت کریمہ میں ''اہل ایمان'' سے مراد اہل کتاب کے بعض وہ لوگ ہیں جنھوں نے اسلام کو تو قبول کر لیا تھا، لیکن تورات کے بعض احکام و شرائع کو

Marfat.com

بھی اب تک گلے لگا رکھا تھا، انہی کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ پورے دین مصطفی علیہ التحیۃ والسلام کو قبول کرو، اس میں سے کسی بھی حکم کو بھی اب تک گلے لگا رکھا تھا، انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ پورے دین محمدی کو قبول کرو، اس میں سے کسی بھی حکم کو مت چھوڑو، اورتورات پر صرف تمہارا ایمان لانا کافی ہوگا۔

﴿وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴾ (آل عمران:۸۵)

''اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین چاہے گا، تو اس کی طرف سے قبول نہیں کیا جائے گا، اور وہ آخرت میں گھاٹا پانے والوں میں سے ہوگا۔''

کیونکہ کتاب وسنت میں انسانیت کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴾ (النحل:۸۹)

''اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی ہے جو ہر چیز کو بیان کرتی ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے۔''

بعض یہود نے سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کہا:

((لَقَدْ عَلَّمَكُمْ نَبِيُّكُمْ ﷺ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةَ فَقَالَ: أَجَلْ نَهَانَا أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ أَوْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ وَأَنْ نَسْتَنْجِيَ بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ أَوْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ أَوْ عَظْمٍ.)) [1]

''تمہارے نبی (ﷺ) تو تمہیں ہر چیز سکھادی ہے یہاں تک کہ قضاء حاجت بھی؟ سیّدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! آپ نے ہمیں پیشاب و پاخانہ کے وقت

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الطهارة، رقم: ۱۶۔ سنن ابن ماجه، رقم: ۳۱۶۔ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، رقم.......

Marfat.com

قبلہ رُخ ہونے اور دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے، تین پتھر سے کم میں استنجاء کرنے اور لید و ہڈی سے استنجاء کرنے سے منع فرمایا ہے۔''

## ہر فیصلہ دین اسلام کے مطابق کرنا:

دین اسلام کا تقاضا ہے کہ ہر فیصلہ دین اسلام کے مطابق کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ﴿۵۹﴾﴾ (النسآء: ۵۹)

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو، اور تم میں سے اقتدار والوں کی، پھر اگر کسی معاملہ میں تمہارا اختلاف ہو جائے، تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو، اس میں بھلائی ہے اور انجام کے اعتبار سے یہی اچھا ہے۔''

''مجاہد اور دوسرے علمائے سلف نے کہا ہے کہ ''اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیر دو'' سے مقصود قرآن و سنت ہے۔ آیت کے اس حصہ میں مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ کسی بھی مسئلہ میں ان کے درمیان اختلاف ہو اس کا فیصلہ قرآن و سنت کے مطابق ہونا چاہیے، اللہ اور آخرت پر ایمان کا تقاضا یہی ہے۔ معلوم ہوا کہ جو شخص بھی کسی اختلافی مسئلہ میں قرآن و سنت کا حکم نہیں مانے گا، وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والا نہیں مانا جائے گا۔ اس کے بعد اللہ نے فرمایا کہ قرآن و سنت کی طرف رجوع میں ہی ہر چیز ہے، اور انجام کے اعتبار سے بھی یہی عمل بہتر ہے۔ (تیسیر الرحمن: ۱/ ۲۶۹)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا ﴿۳۶﴾﴾

(الاحزاب: ۳۶)

Marfat.com

''اور جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے میں فیصلہ کردے، تو کسی مسلمان مرد اور عورت کے لیے اس بارے میں کوئی اور فیصلہ قبول کرنے کا اختیار باقی نہیں رہتا، اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا، وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو جائے گا۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ اس آیت میں مذکور حکم تمام امور کو شامل ہے، یعنی کسی بھی معاملے میں جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم صادر ہو جائے، تو کسی کے لیے بھی اس کی مخالفت جائز نہیں ہے، اور نہ کسی کے قول یا رائے کی کوئی حیثیت باقی رہ جاتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النساء آیت (۶۵) میں فرمایا: ﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ ''تمہارے ربّ کی قسم، وہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپ کو اپنے اختلافی امور میں اپنا فیصل نہ مان لیں، پھر آپ کے فیصلہ کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تکلیف نہ محسوس کریں، اور پورے طور سے اسے تسلیم کرلیں۔'' (تفسیر ابن کثیر: تحت الآیۃ)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کے وقت فرمایا تھا:

((لَوْ خَطَفَتْنِی الْكِلَابُ وَالذِّئَابُ لَا نْفَذْتُهُ كَمَا اَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ أَرَادَ قَضَا بِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَلَوْ لَمْ يَبْقَ فِي الْقُرَى غَيْرِي لَا نْفَذْتُهُ.)) [1]

''میرے علاوہ پوری بستی میں کوئی شخص نہ ہو، اور مجھے کتوں اور بھیڑیوں کے نوچ لینے کا خدشہ بھی ہو، تب بھی میں رسول اللہ ﷺ کے نافذ کردہ فیصلہ کو جاری کرنے سے نہ رکوں گا۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَمَا لَمْ تَحْكُمْ اَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ وَيَتَخَيَّرُوا مِمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ.)) [2]

---

[1] الکامل: ۲/۲۲۶۔

[2] سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب العقوبات، حدیث: ۴۰۱۹۔

Marfat.com

''اور جب تک ان کے ائمہ کتاب اللہ کے ساتھ فیصلے نہیں کریں گے، اللہ ان کے درمیان لڑائی ڈال دے گا۔''

## تمام مسائل اختلافیہ کا حل دین اسلام میں ہے:

اختلاف ہوجانا طبع انسانی کا لازمہ ہے، مگر اس اختلاف کو دین اسلام کی روشنی میں حل کرنا چاہیے۔ اجتہاد اگر درست ہے تو مجتہد کو دو اجر ملیں گے، اگر مجتہد مخطی ہے تو اجتہاد کا ایک اجر تو اس کو لازمی ملے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی آپس میں اختلاف ہوجاتا، مگر وہ اختلاف کے وقت جو کتاب وسنت سے زیادہ قریب ہوتا اسی کو اختیار کرتے، اور یہی طرزِ عمل تابعین، تبع تابعین اور ائمہ ہدیٰ رحمہم اللہ کا تھا۔ کوئی بھی شخص اُس وقت تک مسلمان نہیں ہوسکتا، جب تک اپنے تمام امور اختلافیہ میں دین اسلام کو فیصل نہیں مان لیتا، اور عملی طور پر اس پر ایمان کا ثبوت فراہم کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝۶۵﴾ (النسآء: ۶۵)

''پس آپ کے ربّ کی قسم، وہ لوگ مومن نہیں ہوسکتے جب تک آپ کو اپنے اختلافی امور میں اپنا فیصل نہ مان لیں، پھر آپ کے فیصلہ کے متعلق اپنے دلوں میں کوئی تکلیف نہ محسوس کریں، اور پورے طور سے اسے تسلیم کرلیں۔''

## اختلاف کے وقت ائمہ ہدیٰ کا طرز:

ائمہ کرام رحمہم اللہ اختلاف کے وقت کتاب وسنت کے قریب ترین رائے واجتہاد کو ترجیح دیتے تھے۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو کہتے سنا ہے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث مل جائے تو وہ سر آنکھوں پر، اقوال صحابہ مل جائیں تو ان کے مختلف اقوال میں سے ہم کسی ایک کا اختیار کریں گے۔ تابعین کے اقوال سامنے آئیں تو ہم بھی انہی کی طرح اجتہاد کریں گے۔ [1]

---

[1] المدخل الی السنن: ۱/ ۴۶.

Marfat.com

اسحاق بن عیسیٰ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: کہ جب بھی کوئی بحث و مباحثہ کرنے والا آئے تو کیا ہم سیدنا جبریل علیہ السلام کے ذریعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ دین کو چھوڑ دیں گے۔ ❶

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے کہ: ''ائمہ کا طریقہ ہم نے یہ پایا ہے کہ وہ کوئی بات کہنی ہوتی تو لوگوں سے کتاب وسنت کا علم پوچھتے تھے۔ ان کی اپنی رائے کے خلاف اگر کسی مسئلہ کی خبر مل جاتی تو کتاب وسنت کی خبر کو قبول کر لیتے۔ اپنے تقویٰ کی بنا پر کتاب وسنت کی طرف رجوع کر لیتے، انکار نہ کرتے۔ اگر ہمیں ائمہ کی تحقیق نہ ملے تو صحابہ کرام کے اونچے مقام ومرتبہ کی بنا پر ان کے قول کو لیں گے۔ ان کے بعد لوگوں کی پیروی کے بجائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتباع افضل ہے۔'' ❷

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلافی مسائل میں جو کتاب وسنت سے زیادہ قریب ہوتا اسی کو اختیار کرتے لیکن صحابہ کے اقوال سے باہر نہ جاتے۔ اگر کسی قول کی ترجیح آپ کے نزدیک ظاہر نہ ہوتی تو بغیر ایک کے اختیار کیے تمام اقوال کا ذکر کرنے پر اکتفا کرتے۔

امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کسی بستی میں آدمی سے ایسا مسئلہ پوچھا جائے جس میں لوگوں کا اختلاف ہے تو کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: کہ کتاب وسنت کی موافقت میں فتویٰ دے اور جو کتاب وسنت کے موافق نہ ہو اس کا فتویٰ نہ دے۔ ❸

## اختلاف کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز عمل:

اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ وہ دین ودنیا کے کسی بھی معاملہ میں اگر اُن کے درمیان اختلاف ہو جائے تو اپنے معاملات کتاب وسنت سے حل کریں۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ﴾ (الشوریٰ: ۱۰)

---

❶ الحلیة: ۶/۳۲۴. ❷ الرسالة، ص: ۵۵۹، ۵۶۰.

❸ اعلام الموقعین: ۱/۳۲، ۳۳.

Marfat.com

''اور تم جس چیز میں بھی اختلاف کرو، اُس کا فیصلہ اللہ کی طرف ہی لوٹانا ہے۔''

''صاحب محاسن التنزیل رقمطراز ہیں: آیت میں اشارہ ہے کہ سچا دین صرف دین اسلام ہے، اور مشرکین مکہ اور دیگر مشرکین کا دین و مذہب ان کے آباء و اجداد کی مشرکانہ رسمیں اور خواہش نفس کی اتباع ہے۔ اور اگرچہ یہ سورت مکی ہے، لیکن یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ جن مسائل و معاملات میں اختلاف ہو جائے، ان میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہی فیصل قرار پائے گی۔'' انتہی!

چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں عقیدہ و عمل کے کسی مسئلہ میں اختلاف ہوتا تو فوراً اللہ اور رسول کا فیصلہ تلاش کرتے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو یہی حکم فرمایا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے پہلا اختلاف نبی کریم ﷺ کی وفات کے متعلق تھا۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ قسم کھا کر کہنے لگے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات نہیں ہوئی۔

صحیح بخاری میں ہے کہ سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ نکلے تو دیکھا کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے مخاطب ہیں، سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: عمر بیٹھ جاؤ، لیکن وہ نہ بیٹھے۔ سب نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطاب کیا۔

((أَمَّا بَعْدُ! مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ.))

''جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو وہ جان لے کہ محمد ﷺ کو موت آ گئی ہے، اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا، تو بے شک اللہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے، اسے موت نہ آئے گی۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ

Marfat.com

انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ (آل عمران: ۱۴۴)

''محمد اللہ کے رسول ہیں، آپ سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے۔ تو آپ کو موت آجائے تو یا شہید کر دیے جائیں تو کیا تم اپنی پرانی حالت میں لوٹ جاؤ گے؟ جو بھی ایسا کرے گا تو اس سے اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ شکر بجالانے والوں کو اچھا بدلہ دے گا۔''

اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کہ اللہ کی قسم! ایسا لگتا تھا کہ لوگوں کو اس آیت کے نازل ہونے کا علم ہی نہ تھا۔

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی تو لوگ اس کو دہرانے لگے۔ سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ:

((وَاللّٰهِ! مَا هُوَ اِلَّا اَنْ سَمِعْتُ اَبَا بَكْرٍ تَلَاهَا فَعُقِرْتُ حَتّٰى مَا تُقِلُّنِىْ رِجْلَاىَ وَحَتّٰى اَهْوَيْتُ اِلَى الْاَرْضِ حِيْنَ سَمِعْتُهُ تَلَاهَا: اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَدْ مَاتَ.)) [1]

''اللہ کی قسم! ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب اس آیت کریمہ کی تلاوت کی تو میں گھائل سا ہو گیا، یہاں تک کہ اپنے پاؤں نہ سنبھال سکا اور زمین پر گر پڑا۔ یہ آیت سننے کے بعد مجھے بھی یقین ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ وفات پا چکے ہیں۔''

اس کے بعد دوسرا اختلاف رسول اللہ ﷺ کے بعد خلیفہ کی تعیین کے بارے میں ہوا۔ لیکن اسے بھی سنت رسول ''اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ'' یعنی ''خلیفہ قریش میں سے ہیں'' سے رفع کیا گیا۔

ابن العربی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''کہ انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں اکٹھے ہو کر آپس میں مشورہ کر رہے تھے، کچھ سمجھ نہ پا رہے تھے کہ کیا کریں۔ مہاجرین کو جب خبر لگی تو آپس میں کہا: کہ انصار کو یہاں بلا لیا جائے۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں ہم خود ان کے پاس جائیں۔ مہاجرین میں سے سیّدنا ابوبکر، عمر اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہم گئے۔ باتیں ہوئیں انصار کے کچھ لوگوں نے کہا کہ مہاجرین میں

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم: ۴۴۵۴۔

Marfat.com

سے ایک امیر رہے، اور انصار میں سے ایک امیر ہو۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بہت کچھ مفید باتیں کیں اور مزید یہ کہا: ((وَلٰكِنَّا الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ.))

''کہ امیر ہم ہوں گے اور آپ لوگ وزیر ہوں گے۔''

کیونکہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ''ائمہ قریش میں ہوں۔'' میں انصار کے ساتھ اچھے سلوک کی تاکید کرتا ہوں ان کے نیکوکاروں کو قبول کرو اور ان میں کا کوئی کچھ غلط کام کرے تو اسے معاف کردو۔

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ نے ہمیں ''صادقین'' کا لقب دیا ہے اور آپ لوگوں کو ''مفلحین'' کے لقب سے نوازا ہے، اور آپ لوگوں کو ہر حالت میں ہمارے ساتھ رہنے کا حکم دیا ہے:

﴿يَآأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ ۝١١٩﴾ (التوبہ: ۱۱۹)

''اے مومنو! اللہ سے ڈرو اور صادقین (سچوں) کے ساتھ رہو۔''

اس کے علاوہ بہت سی صحیح باتوں اور قوی دلیلوں کا ذکر کیا۔ اس پر انصار نے رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے خلیفہ کی حیثیت سے بیعت کر لی۔ [1]

پھر صحابہ کرام میں اس بات میں اختلاف ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہاں دفن کیا جائے، اس اختلاف کو بھی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حل کیا گیا۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ''جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو لوگوں میں اختلاف ہوا کہ آپ کو کہاں دفن کیا جائے؟ اس پر سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے، بھولا نہیں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد نے فرمایا:

((مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُدْفَنَ فِيهِ.)) [2]

''کہ اللہ کسی نبی کو وہیں وفات دیتا ہے جہاں وہ دفن ہونا پسند کرتے ہیں۔''

---

[1] العواصم من القواصم، ص: ۴۳، ۴۴۔

[2] سنن ترمذی، رقم: ۱۰۱۸۔

Marfat.com

سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا:

((أَدْفِنُوْهُ فِيْ مَوْضِعِ فِرَاشِهِ.)) ❶

''کہ آپ کے بستر ہی کی جگہ پر آپ کو دفن کرو، اختلاف کا خاتمہ ہوگیا۔''

پھر صحابہ میں جو اختلاف ہوا وہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کے بعد سیّدنا علی، عباس اور فاطمہ رضی اللہ عنہم کا سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اختلاف تھا۔

اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات رسول کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں سے وراثت طلب کی۔ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ:

((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ.)) ❷

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''ہمارا کوئی وارث مال نہیں ہوگا جو کچھ ہم چھوڑ کر جائیں گے وہ صدقہ ہوگا۔''

یاد رہے کہ اس حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور سیّدہ فاطمۃ الزہراہ رضی اللہ عنہا نے قبول کرلیا۔

اسی طرح کے اور بہت سے واقعات ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے جب بھی کسی واقعہ میں اختلاف ہوتا تو قرآن وسنت کی دلیلوں کو ڈھونڈتے، جب دلیل مل جاتی اختلاف رفع ہوجاتا۔ اس آیت کی عملی تفسیر تھے:

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ (النساء: ۵۹)

''جب تم میں کسی مسئلہ میں نزاع ہوجائے تو کتاب وسنت سے رجوع کرو۔''

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے خیر القرون کے موقف کا ذکر کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے: ''کہ صحابہ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کو لیا اور تابعین سے کہا کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ہے ہم تمھیں پہنچا رہے ہیں۔

---

❶ سنن ترمذی، ص: ۲۴۲، احکام الجنائز.

❷ صحیح بخاری، رقم: ۳۵۰۸.

Marfat.com

تابعین عظام نے بھی اسی نہج پر زندگی گزاری۔ پھر اتباع تابعین بھی اسی سیدھے مسلک پر چلے۔ اسی طرح ائمہ متبوعین بھی ان کے بعد اسی منہج پر رہے۔

یہ ائمہ قیاس واجتہاد کی طرف اس وقت توجہ دیتے جب کتاب وسنت سے انھیں دلیل نہ مل پاتی۔ کیونکہ اللہ کا دین ان کے سینوں میں حد درجہ معظم تھا ان کے دلوں میں یہ بات بہت ہی بڑی تھی کہ صحابہ اور تابعین کے طریقوں کے خلاف کوئی رائے اور قیاس یا عقلی کسی بات کو آگے بڑھائیں یا کسی کی تقلید کو مقدم کریں۔

اس وجہ سے پورے عالم میں ان کی تعریف ہوتی رہی اور اللہ نے بعد کے لوگوں میں ان کو بڑی عزت کا مقام دیا۔ اسی طرح ان ائمہ کے طریقوں پر ان کے اتباع بھی چلے کسی کے لیے کوئی تعصب نہیں برتا۔ حجت اور دلیل ہی کے ساتھ وہ چلتے رہے، حق جہاں بھی ہوا اسی قافلہ میں رہے۔''[1]

مقصد عرض یہ ہے کہ عہد نبوی، عہد صحابہ اور جس کسی نے ان کی اقتداء واتباع کی ان کے عہد میں کسی قول کے ساتھ تعصب نہ برتا گیا۔ خواہ وہ کس قدر عالی مرتبت ہو۔ بلکہ وہ لوگ کسی کے قول کو جب دلیل کے خلاف پاتے تو باادب وحکمت اس کی تردید کرتے۔ یہاں تک کہ بعض امراء وحکام کے قول وفعل کو جب وہ خلاف سنت پاتے تو تردید میں کوئی باک نہ کرتے اور نہ کسی کی ملامت کا خوف ان کے دلوں میں رہتا، کیونکہ ان کے دلوں میں دین کی عظمت ہر کسی کی عظمت سے بڑھ کر تھی۔

جناب ابوالشعثاء کہتے ہیں: کہ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ طواف میں کعبہ کے چاروں کونوں کا استلام کرتے تھے۔ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے انھیں ٹوکا اور کہا کہ دو رکنوں (حجر اسود اور رکن یمانی) ہی کا استلام کرنا ہے۔ سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ بیت اللہ کوئی حصہ نہیں چھوڑا جاسکتا۔

سیّدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی تمام ارکان کا استلام کرتے تھے۔ مسند احمد اور سنن الترمذی میں یہ بھی ہے کہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آخر میں سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا:

---

[1] اعلام الموقعین: ۱/ ٦ و ۲/ ۹، ۱۰۔

Marfat.com

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾
''یعنی پیارے رسول ﷺ کی ذات میں تمہارے لیے اتباع واقتداء ہے۔''
سیّدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے درست کہا۔ ❶

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فتاویٰ کی بنیاد کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی دلیلوں پر ہوا کرتی تھی۔ ان میں علم فقہ کا کوئی انتساب تھا نہ کوئی مذہبی اختلاف تھا کہ جس پر دوستی یا دشمنی کی جاتی۔ یہی حال تمام خیر القرون میں رہا۔

## دین اسلام نے جہالت کو ختم کر دیا:

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت پوری دنیا گمراہ ہو چکی تھی۔ لوگ بت پوجتے تھے، جو لوگ اپنے کو اہل کتاب سمجھتے اور کہلاتے تھے، انھوں نے اپنے پاپوں اور پادریوں کو حلال وحرام کا مالک ومختار سمجھ رکھا تھا۔

سیّدنا عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، تو میری گردن میں صلیب لٹک رہی تھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عدی! ((أَلْقِ هٰذَا الْوَثَنَ مِنْ عُنُقِكَ.)) ''اپنی گردن سے یہ بت اتار دو۔'' اور میں آپ ﷺ تک پہنچا تو آپ سورۃ التوبہ کی تلاوت فرما رہے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے:

﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ﴾ (التوبہ: ٣١)
''انھوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور راہبوں کو معبود بنا لیا ہے۔''

تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم نے انھیں رب نہیں بنایا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا: کیوں نہیں، کیا یہ بات نہیں؟ کہ جس حرام چیز کو وہ حلال کر دیتے تم اسے حلال جانتے اور جس حلال چیز کو حرام کر دیتے تم اسے حرام جانتے؟ تو میں نے کہا: ''ہاں'' یہ بات تو ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: یہی ان کی عبادت ہوئی۔'' ❷

---

❶ مسند احمد: ١/٣٧٣۔ سنن الترمذی: ٣/٢١٣۔

❷ سنن ترمذی، رقم: ٣٠٩٥۔ السنن الکبریٰ للبیہقی: ١/١١٦۔ الفقیہ والمتفقہ: ٢/٦٦۔ محدث البانی نے اس حدیث کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔

Marfat.com

چھٹی صدی عیسوی بعثت نبوی ﷺ سے قبل کو تاریخ انسان کا تاریک ترین اور پست ترین دور شمار کیا جاتا ہے، بلکہ اس کو دورِ جاہلیت کہا جاتا ہے۔ اہل تاریخ نے رقم کیا ہے:

یہود و نصاریٰ کی اکثریت اصل یہودیت و نصرانیت کو چھوڑ چکی تھی۔ اور جو کچھ لوگ اپنے پائے ہوئے دین پر قائم تھے وہ دین کی امانت کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے زندگی کے میلان سے کنارہ کش ہو کر دیر و کلیسا اور صحراؤں کی تنہائیوں میں پناہ گزین ہو گئے تھے۔ اخلاقی پستی بعض اقوام میں ایسی آ چکی تھی کہ یزدگرد جو ایران کا پانچویں صدی کے وسط میں بادشاہ تھا، اس نے اپنی لڑکی کو اپنی زوجیت میں رکھا پھر اسے قتل کر دیا۔ تاریخ طبری میں ہے کہ بہرام جو چھٹی صدی عیسوی میں حکمران تھا اس نے اپنی بہن سے اپنا ازدواجی تعلق رکھا۔'' (1)

اہل عرب کے ہر ہر قبیلے کا الگ بت ہوا کرتا تھا، یہاں تک کہ عام پتھروں کو پوجتے اور پہلے سے اچھا پتھر مل جاتا تو پہلے کو چھوڑ کر دوسرے کی پوجا کرنے لگتے، انسانی عقل کا عجیب حال تھا۔ صحیح بخاری میں ہے، ابو رجاء عطاردی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

((كُنَّا نَعْبُدُ الْحَجَرَ، فَإِذَا وَجَدْنَا حَجَرًا هُوَ أَخْيَرُ مِنْهُ أَلْقَيْنَاهُ وَأَخَذْنَا الْآخَرَ فَإِذَا لَمْ نَجِدْ حَجَرًا جَمَعْنَا جُثْوَةً مِنْ تُرَابٍ، ثُمَّ جِئْنَا بِالشَّاةِ، فَحَلَبْنَاهُ عَلَيْهِ.)) (2)

''کہ ہم لوگ پتھر کو پوجتے تھے اگر اس پتھر سے کوئی اچھا پتھر مل جاتا تو پہلے کو پھینک کر اس دوسرے پتھر کو لے کر پوجنا شروع کر دیتے اور اگر پتھر نہ پاتے تو مٹی کا ڈھیر بنا لیتے اور بکری کو لا کر اس پر دوہتے پھر اس کا طواف کرتے۔''

ایسے حالات میں اسلام نے انسانیت کو شرفِ انسانیت سے بہرہ یاب کیا۔ بتانِ آزری سے ہٹا کر توحید اللہ العالمین کے راستے پر گامزن کیا۔

﴿قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ

---

(1) تاریخ طبری: ۱۳۸/۳۔ انسانی دنیا پر مسلمانوں کا عروج و زوال کا اثر، ص: ۴۸۔

(2) صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم: ۴۳۷۶۔

Marfat.com

اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا﴾ (البقرہ:۲۵٦)

''ہدایت گمراہی سے الگ اور نمایاں ہو چکی ہے، پس جو کوئی طاغوت کا انکار کردے گا، اور اللہ پر ایمان لے آئے گا، اُس نے درحقیقت ایک ایسے مضبوط کڑے کو پوری قوت کے ساتھ تھام لیا، جو کبھی نہیں ٹوٹے گا۔''

## صرف اور صرف اسلام مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت:

اللہ تعالیٰ کے قرآن کریم نے صرف اور صرف دعوت اسلام کا حکم ارشاد فرمایا، باقی ادیان کی دعوت کا حکم نہیں دیا۔ اور فرمایا کہ اس شخص سے بہتر بات کس کی ہو سکتی ہے جو لوگوں کو صرف ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دیتا ہے یعنی قرآن وسنت کی دعوت دینے والوں کو احسن قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۳۳﴾ وَ لَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَ لَا السَّیِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ﴿۳۴﴾﴾ (حم السجدہ:۳۳، ۳۴)

''اور اُس شخص سے زیادہ اچھی بات والا کون ہو سکتا ہے جس نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا، اور عمل صالح کیا، اور کہا کہ میں بے شک مسلمانوں میں سے ہوں۔ اور نیکی اور برائی برابر نہیں ہوتی، آپ برائی کو بطریق احسن ٹال دیجیے، تو (آپ دیکھیں گے کہ) آپ اور جس آدمی کے درمیان عداوت ہے، وہ آپ کا گہرا دوست بن جائے گا۔''

مفسرین لکھتے ہیں کہ اس آیت کے مصداق سب سے پہلے انبیاء کرام ہیں، پھر علماء، پھر مجاہدین، پھر اذان دینے والے، اور پھر توحید خالص اور قرآن وسنت کی دعوت دینے والے۔ [1]

## احسن انداز میں دعوتِ اسلام کا حکم:

داعیان اسلام کو یہ حکم ہوا ہے کہ وہ اسلام کی دعوت اچھے اور احسن انداز سے دیں۔ اور اس

[1] بحوالہ تیسیر الرحمن: ۲/۱۳۴۳.

Marfat.com

راہ میں آزمائشوں اور مصائب و آلام پر صبر کا مظاہرہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَ جَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ وَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُہۡتَدِیۡنَ ﴿۱۲۵﴾ وَ اِنۡ عَاقَبۡتُمۡ فَعَاقِبُوۡا بِمِثۡلِ مَا عُوۡقِبۡتُمۡ بِہٖ ؕ وَ لَئِنۡ صَبَرۡتُمۡ لَہُوَ خَیۡرٌ لِّلصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۲۶﴾﴾ (النحل: ۱۲۵، ۱۲۶)

''آپ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ذریعہ بلائیے، اور ان کے ساتھ بحث و نقاش میں سب سے عمدہ اسلوب اختیار کیجیے، بے شک آپ کا رب اُن لوگوں کو خوب جانتا ہے جو اُس کی راہ سے برگشتہ ہو گئے ہیں، اور وہ ہدایت پانے والوں کو بھی خوب جانتا ہے۔ اور (مسلمانو!) اگر تم سزا دو تو اتنی ہی دو جتنی سزا تمھیں دی گئی تھی، اور اگر تم صبر کرو گے تو (جان لو کہ) ایسا کرنا صبر کرنے والوں کے لیے بہت اچھی بات ہے۔''

مذکورہ بالا آیت قرآنیہ میں اللہ رب العزت نے رسول اللہ ﷺ کو حکم صادر فرمایا کہ وہ لوگوں کو اس کے دین، بلکہ دین اسلام کی طرف حکمت اور دانائی کے ساتھ دعوت دیں۔

مفسر ابن جریر طبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: کہ ''حکمت'' سے مراد قرآن و سنت ہے۔ یعنی دعوت کا طریقہ ان ہی دونوں کی روشنی میں متعین کریں۔ (تفسیر ابن جریر، تحت الآیۃ)

صاحب فتح البیان رقمطراز ہیں کہ ''حکمت'' سے مراد ایسی صحیح اور صریح بات ہے جو حق کو واضح کر دے اور ہر شک و شبہ کا ازالہ کر دے۔

اور ''موعظۃ'' سے مراد ایسی اچھی گفتگو ہے جسے سننے والا پسند کرے اور اس سے فائدہ اٹھائے لیکن اگر داعی الی اللہ کا واسطہ کبھی سخت اور جھگڑالو مخالف سے پڑ جائے تو اس کے سامنے حق کو بیان کرنے کے لیے مناظرانہ اسلوب اختیار کرے، ''وَجَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ'' میں اسی طرف اشارہ ہے یعنی نرمی کے ساتھ ایسی مدلل بات کرے کہ اس کا شر دب جائے۔ اور قبول حق کے لیے آمادہ ہو جائے۔

Marfat.com

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص دعوت اسلام کو قبول نہیں کرتا تو آپ بالکل بھی پریشان نہ ہوں، اس لیے کہ ہدایت دینا آپ کا کام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے کہ گمراہی پر کون باقی رہے گا اور کون ہدایت کو قبول کرے گا، اور وہ روزِ قیامت ہر ایک کو اس کی ہدایت یا گمراہی کے مطابق بدلہ دے گا۔ آپ کو دعوت کا حکم صرف اس لیے دیا گیا ہے تاکہ حجت پوری ہو جائے اور کافروں کے لیے کوئی عذر باقی نہ رہے۔

مزید داعیانِ اسلام کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر ان کا واسطہ غیر مسلموں سے پڑے تو پہلے انھیں قبول حق کی دعوت دیں، اور اگر انکار کریں اور جزیہ بھی نہ دیں تو ان سے قتال کریں، اگر دشمنوں سے بدلہ لینے کی نوبت آئے تو بدلہ لینے میں زیادتی نہ کریں اور بہتر یہی ہے کہ جس پر زیادتی ہوئی ہے وہ صبر کرے اور عفو و درگزر سے کام لے۔

سیّدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں میں تمھیں بات بیان کرتا ہوں تو جو تم میں سے موجود ہے وہ غائب کو بتا دے۔ ❶

## مبلغ اسلام کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا:

سنن ابن ماجہ میں سیّدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَهُ.)) ❷

''تروتازہ رکھے اللہ تعالیٰ اس شخص کو کہ جس نے مجھ سے کچھ سنا پھر اس کو جس طرح سنا آگے پہنچا دیا۔''

## دین اسلام کی دعوت دینے والے کی مثال:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْهُدَى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيرِ أَصَابَ أَرْضًا، فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةٌ، قَبِلَتِ الْمَاءَ فَأَنْبَتَتِ الْكَلَأَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيرَ،

---

❶ سلسلہ احادیث صحیحہ حدیث: ۲۴۵۵۔ طبرانی فی الکبیر کمافی المجمع ۱۳۹/۱.

❷ سنن ابن ماجہ، المقدمۃ، رقم: ۲۳۲۔ المشکاۃ، رقم: ۲۳۰۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

Marfat.com

وَكَانَتْ مِنْهَا أَجَادِبُ، أَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوا وَسَقَوْا وَزَرَعُوا، وَأَصَابَتْ مِنْهَا طَائِفَةً أُخْرَى، إِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَاءً وَلَا تُنْبِتُ كَلَأً، فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي دِينِ اللّٰهِ وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِي اللّٰهُ بِهِ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَمْ يَرْفَعْ بِذَلِكَ رَأْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ.)) ❶

''اس کی مثال جو اللہ نے مجھ کو ہدایت اور علم دیا ایسی ہے جیسے زمین پر بہت زیادہ مینہ برسے، اس میں کچھ حصہ ایسا تھا جس نے پانی کو جذب کرلیا اور چارہ اور بہت سا سبزہ جمایا اور کچھ حصہ اس کا کافی سخت تھا، اس نے پانی کو سمیٹ رکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اس سے فائدہ پہنچایا۔ لوگوں نے اس سے پیا اور پلایا اور چرایا (یعنی اس سے کھیتی کی) اور کچھ حصہ اس کا چٹیل میدان تھا۔ نہ تو پانی روک رکھا اور نہ ہی گھاس اُگایا (جیسے چکنی چٹان کہ پانی لگا اور چل دیا) تو یہ مثال ہے اس کی جس نے اللہ کے دین کو سمجھا اور اللہ نے اس کو فائدہ دیا۔ اس چیز سے جو مجھ کو عطا فرمائی اور خود بھی علم حاصل کیا اور دوسروں کو بھی سکھایا اور جس نے اس طرف سر نہ اٹھایا (یعنی توجہ نہ دی) اور اللہ کی ہدایت کو قبول نہ کیا جس کو میں دے کر بھیجا گیا ہوں۔''

جلانا ہے مجھے ہر شمع دل کو سوز پنہاں سے
تیری تاریک راتوں میں چراغاں کرکے چھوڑوں گا

## تبلیغ اسلام والے کے لیے اجر وثواب:

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا.)) ❷

''جس نے کسی کو ہدایت کی بات کی طرف دعوت دی تو اسے اسی طرح اجر وثواب

---

❶ صحیح البخاری، کتاب العلم، باب فضل من علم وعلم، رقم: ۷۹.

❷ صحیح مسلم، کتاب العلم، باب من سنة حسنة أو سیئة ومن دعا الی هدی او ضلالة، رقم: ۲۶۷۴.

Marfat.com

ملے گا جس طرح اس پر عمل کرنے والے کو ملے گا، لیکن ان کے اجر وثواب میں کسی طرح کی کمی واقع نہ ہوگی اور جس نے کسی گمراہی کی بات کی طرف بلایا اسے اتنا ہی گناہ ملے گا جتنا اس گمراہی پر عمل کرنے والے کو ملے گا، لیکن ان کے گناہوں میں کسی طرح کی کمی واقع نہ ہوگی۔''

## تبلیغ اسلام صدقہ جاریہ ہے:

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ، اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ.)) [1]

''جب انسان وفات پا جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں، سوائے تین کے۔ صدقہ جاریہ یا ایسا علم جس سے فائدہ اٹھایا جاتا رہے، یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔''

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: الٰہی! میرے خلیفوں پر رحم کر۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے خلیفے کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ لوگ جو میری احادیث روایت کریں گے اور لوگوں کو ان کی تعلیم دیں گے۔ [2]

## اسلام کو سیکھنا باعث اجر وثواب ہے:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ.)) [3]

''اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے تو اسے دین میں سمجھ دے دیتا ہے۔''

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً نقل کیا گیا ہے سمندر کی مچھلیوں سمیت ہر مخلوق بھلائی

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الوصیة، باب مایلحق الانسان من الثواب بعد وفاته، رقم: ۴۲۲۳.

[2] مسند دارمی۔ طبرانی اوسط.

[3] سلسلہ احادیث الصحیحہ، رقم: ۲۴۶۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۲۱۱.

Marfat.com

سکھلانے والے کے لیے خیر کی دعا کرتی ہے۔ (۱)

## تبلیغ اسلام میں کوئی چیز رکاوٹ نہ بنے:

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا نبی اور رسول بنا کر مبعوث کیا، اس نعمت عظمیٰ کا تقاضا تھا کہ آپ قرآن مجید کی تلاوت، اس پر عمل، اور اس کی تبلیغ کسی حال میں نہ چھوڑتے اور لوگوں کو اپنے رب کی توحید اور اس کی شریعت اسلامیہ پر عمل کی دعوت دیتے، چنانچہ آپ نے ایسے ہی کیا، اللہ تعالیٰ نے اس بات کا حکم بایں الفاظ صادر فرمایا:

﴿وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۸۷﴾﴾ (القصص:۸۷)

''اور کوئی کافر آپ کو اللہ کی آیتوں کی تبلیغ سے، انھیں آپ پر نازل کیے جانے کے بعد روک نہ دے، اور آپ اپنے رب کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیے، اور مشرکوں میں سے نہ ہو جایئے۔''

قاضی بیضاوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں شرک کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تاکہ انھیں اس سے روکا جائے، اس لیے اس سے مراد مشرکین کو قطعی طور پر ناامید کرنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مشرکانہ اعمال میں ان کا کسی بھی حال میں ساتھ دیں گے۔ انتہی

## دین اسلام کا مذاق اڑانے کی ممانعت:

دین اسلام کا مذاق اڑانا ممنوع ہے، جو لوگ دین اسلام اور پیغمبر اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں، ان کی مجلس اختیار کرنا بھی جرم عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا ﴿۱۴۰﴾﴾ (النساء:۱۴۰)

---

(۱) سلسلہ احادیث صحیحہ، حدیث نمبر: ۲۴۶۶۔

Marfat.com

''اور اللہ قرآنِ کریم میں تمھارے لیے اتار چکا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیتوں کا انکار کیا جارہا ہے، اور اُن کا مذاق اڑایا جارہا ہے، تو ان کے ساتھ نہ بیٹھو یہاں تک کہ وہ کفار اس کے علاوہ کوئی اور بات کرنے لگیں، ورنہ تم انھی جیسے ہوجاؤ گے، بے شک اللہ تمام منافقین اور کافروں کو جہنم میں اکٹھا کرنے والا ہے۔''

مشرکین مکہ اپنی مجلسوں میں دین اسلام کا مذاق اڑاتے تھے، لہٰذا اللہ ربّ العزت نے اہل اسلام کو ان کی مجالست اختیار کرنے سے منع کردیا، اور سورۃ الانعام کی آیت (٦٨) نازل فرمائی:

﴿وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَىٰ مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٦٨﴾﴾ (الانعام:٦٨)

''جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیتوں میں عیب جوئی کرتے ہیں، تو ان سے کنارہ کش ہوجایئے، یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جائیں، اور اگر آپ کو شیطان بھلادے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھیے۔''

چنانچہ اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد اہل اسلام نے کفار کی مجالست اختیار کرنا چھوڑ دی۔ جب مسلمان ہجرت کرکے مدینہ منورہ آئے تو یہود اور منافقین کے ساتھ ان کی مجلسوں میں بیٹھنا شروع کردیا، جہاں یہود اسلام کا مذاق اڑاتے تو، تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، جس میں مسلمانوں کو یاددہانی کرائی گئی کہ اس کے قبل قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا حکم آچکا ہے کہ جن مجلسوں میں کفار قرآن کریم کا مذاق اڑایا کریں، اُن میں مت بیٹھو، کیونکہ تمہارا ان کی مجلس اختیار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ کی آیتوں کے انکار کیے جانے اور ان کا مذاق اڑائے جانے پر تم راضی ہو، پھر کفر اور عذاب جہنم کے مستحق ہونے میں تم ان کی مانند ہوجاؤ، پھر کفر اور عذابِ جہنم کے مستحق ہونے میں تم ان کی مانند ہوجاؤ گے، جیسا کہ اللہ نے مزید فرمایا کہ ''اللہ منافقوں اور کافروں کو جہنم میں اکٹھا کردے گا۔''

امام حاکم رحمہ اللہ کا کہنا ہے: ''کہ جو علمائے اسلام ملحدین اور مخالفین اسلام کے ساتھ مناظرہ

Marfat.com

کرنے کے لیے ان کی مجلسوں میں جاتے ہیں، ان کے لیے کوئی ممانعت نہیں، بلکہ انھیں اجر و ثواب ملے گا۔ اور اگر کسی مجلس میں اللہ، رسول یا دین اسلام کا مذاق اڑایا جا رہا ہو، تو جو شخص اس سے راضی ہوگا، وہ کافر ہو جائے گا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ'' یعنی ''تم بھی انھی جیسے ہو جاؤ گے۔'' انتہی!

مفسر ابن جریر رحمہ اللہ نے ضحاک رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ ہر وہ آدمی جو دین اسلام میں کوئی نئی بات (بدعت) پیدا کرتا ہے، اور قیامت تک ہر بدعتی اس آیت کے ضمن میں آئے گا۔ انتہی۔ (تفسیر ابن جریر، تحت الآیۃ)

علامہ شوکانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ چونکہ قرآنِ کریم میں خصوصِ سبب کا نہیں بلکہ عموم لفظ کا اعتبار ہوتا ہے، اس لیے ہر وہ مقام و موقف جہاں دلائل شرعیہ کا مذاق اڑایا جا رہا ہو اس سے اجتناب کرنا واجب ہے، مثال کے طور پر اسیرانِ تقلید شخصی جو قرآن و سنت کے بدلے میں لوگوں کے آراء کو قبول کرتے ہیں، اور جب کسی عالم کو اس مسئلہ پر قرآن و سنت سے استدلال کرتے دیکھتے ہیں، تو اس کا مذاق اُڑاتے ہیں، اور لوگوں کو باور کراتے ہیں کہ اس نے اُن کے امام مذہب کی مخالفت کر کے، جس کو انھوں نے معلم شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام دے رکھا ہے، کسی بہت بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہے، ایسے لوگوں کی مجلسوں سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ انتہی

اور سورۃ التوبہ میں ارشاد فرمایا:

﴿يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ۝ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝﴾ (التوبہ: ۶۴ تا ۶۶)

''منافقین ڈرتے ہیں کہ آپ پر کوئی سورۃ نازل ہو جو ان کے دلوں کی خفیہ باتوں کو ان کے سامنے کھول کر رکھ دے، آپ کہیے کہ تم مذاق اڑاتے رہو، اللہ یقیناً اُن

Marfat.com

باتوں کو باہر لانے والا ہے جن سے تم ڈرتے تھے۔ اور اگر آپ ان سے پوچھیں گے تو وہ کہیں گے کہ ہم تو یونہی گپ شپ کرتے تھے اور دل بہلاتے تھے، آپ کہیے کہ کیا تم لوگ اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول کا مذاق اُڑاتے تھے۔ اب (جھوٹی) معذرت پیش نہ کرو، تم لوگ ایمان لانے کے بعد دوبارہ کافر ہوگئے ہو، اگر ہم تم میں سے ایک گروہ کو (ان کے ثابت ہو جانے کے بعد) معاف کردیں گے، تو دوسرے گروہ کو، اس لیے کہ وہ مجرمین تھے، ضرور سزا دیں گے۔''

ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر وغیرھما نے امام مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ منافقین آپس میں رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف جب کوئی بات کرتے تو ڈرتے کہ کہیں ایسا نہ ہو اللہ ہماری بات محمد کو بتادے۔ ایک اور روایت ہے کہ ایک منافق نے کہا کہ کاش ہمیں سو کوڑے لگائے جاتے اور ہمارے بارے میں قرآن نازل ہوتا جو ہمارا پردہ فاش کردیتا ہے جو یہ آیت نازل ہوئی، اور اللہ نے انھیں دھمکی دی کہ خوب اسلام اور مسلمانوں کا مذاق اڑالو، لیکن یہ جان لو کہ اللہ تمہاری تمام خباثتوں اور منافقوں کو طشت از بام کرکے رہے گا۔ انتہی

اور ابونعیم رحمہ اللہ نے ''حلیہ'' میں شریح بن عبید سے اور علامہ ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ وغیرھم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں جو روایت نقل کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک آدمی (اور وہ غالباً عبداللہ بن ابی سلول تھا) نے غزوۂ تبوک کے موقع سے ایک مجلس میں کہا کہ ہم نے ان قراء سے زیادہ جھوٹا اور بزدل نہیں دیکھا، رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر ہوگئی اور قرآن نازل ہوا تو وہ آدمی رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی مہاڑ پکڑ کر دوڑ رہا تھا اور لوگ اسے پتھر سے مار رہے تھے، اور کہتا تھا کہ یا رسول اللہ! ہم یونہی گپ شپ کررہے تھے، اور نبی کریم ﷺ کہے جارہے تھے کہ کیا تم لوگ، اللہ، اس کی آیتوں اور اس کے رسول کا مذاق اڑارہے تھے۔ انتہی۔

جو لوگ دینِ اسلام اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذاق اڑاتے تھے، ان کے لیے دردناک عذاب ہے، ارشاد فرمایا:

Marfat.com

﴿ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا﴾

(الکھف:۱۰۶)

''ان کا بدلہ جہنم ہوگا اس لیے کہ انھوں نے کفر کی راہ اختیار کی، اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کا مذاق اڑایا۔''

## دین اسلام کو چھوڑ کر نفسانی خواہش کی اتباع کی مذمت:

اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی مذمت کی جنھیں اللہ نے آسمانی کتاب کا علم دیا، جس کا تقاضا یہ تھا کہ وہ اس میں موجود دلائل و براہین سے استفادہ کر کے اللہ تعالیٰ سے اپنا رشتہ استوار کرتے، اور اصلاح و تقویٰ کی زندگی اختیار کرتے، لیکن معاملہ برعکس رہا، انھوں نے دنیاوی عارضی مفاد کی خاطر اللہ تعالیٰ کا انکار کر دیا اور اس کی نازل کردہ کتاب کو پشت کے پیچھے ڈال دیا اور دامن جھاڑ کر اس سے ایسے الگ ہو گئے جیسے کوئی سانپ اپنے چمڑے کے خول سے نکل کر باہر چلا جاتا ہے۔ اور جب وہ ایسے حال کو پہنچ گئے تو شیطان نے انھیں جالیا اور انھیں اپنا دوست اور ساتھی بنالیا، اور انھیں ضلالت و گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں پہنچا دیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝﴾ (الاعراف:۱۷۵، ۱۷۶)

''اور آپ انھیں اُس آدمی کی خبر پڑھ کر سنا دیجیے جسے ہم نے اپنی نشانیاں دی تھیں تو وہ ان سے نکل کر باہر چلا گیا، پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا، پھر وہ گم گشتۂ راہ لوگوں میں سے ہوگیا اور اگر ہم چاہتے تو اسے اس کی وجہ سے رفعت و بلندی عطا کرتے، لیکن وہ پستی میں گرتا چلا گیا اور اپنی خواہش نفس کا فرمانبردار ہوگیا، پس اس کی مثال کتے کی سی ہے، اگر تم اس پر کچھ بوجھ ڈال دو گے تو ہانپے گا، یا اگر اسے

Marfat.com

اس کے حال پر چھوڑ دو گے تب بھی ہانپے گا، یہ ان کی مثال ہے جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ پس آپ ان لوگوں کو یہ قصے سناتے رہیے، شاید کہ وہ غور کریں۔''

اس آیت کریمہ میں بہت بڑی وعید ہے ان علمائے سوء کے لیے جو دنیا کی عارضی لذتوں کی خاطر آخرت کو فراموش کر دیتے ہیں، اور دنیا ہی کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام علمائے اسلام کو اس آیت کا مصداق بننے سے اپنے حفظ وامان میں رکھے۔

ابوعثمان نیسابوری رحمہ اللہ کا قول ہے: جو اپنے آپ پر سنت کو قول وفعل میں حاکم بنالیتا ہے اس کی زبان سے حکمت جھڑنے لگتی ہے، اور جو شخص اپنے قول وفعل میں خواہش نفس کو حاکم بنالیتا ہے اس کی زبان سے بدعت جاری ہو جاتی ہے۔ [1]

سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

((لَوْ كَانَ الدِّيْنُ بِالرَّأْيِ لَكَانَ أَسْفَلُ الْخُفِّ أَوْلَى بِالْمَسْحِ مِنْ أَعْلَاهُ.)) [2]

''اگر دین عقل کا نام ہوتا تو موزوں پر مسح اوپر کی بجائے پاؤں کے نیچے سے کرنا زیادہ بہتر ہوتا۔''

اس حدیث مبارکہ میں بھی خواہش نفس کو دین اسلام پر مقدم کرنے کی مذمت ہے۔ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علومرتبت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰی ۙ۝۱ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَ مَا غَوٰی ۚ۝۲ وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ؕ۝۳﴾ (النجم: ۱ تا ۳)

''ستارے کی قسم جب وہ گرتا ہے، تمھارے ساتھی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نہ گمراہ ہوئے ہیں اور نہ بھٹکے ہیں، اور وہ اپنی خواہش نفس کی پیروی میں بات نہیں کرتے ہیں۔''

جو شخص خواہشات نفسانی کی پیروی کرتا ہے اور دین اسلام کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔

---

[1] حلیۃ الاولیاء: ۱۰/ ۲۴۴.

[2] سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، رقم: ۱۶۲۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

Marfat.com

قرآن مجید کی رو سے اس نے خواہشاتِ نفسانی کو اپنا معبود بنالیا۔ ارشاد فرمایا:

﴿ اَفَرَءَیۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلۡمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰى سَمۡعِهٖ وَ قَلۡبِهٖ وَ جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنۡ یَّهۡدِیۡهِ مِنۡۢ بَعۡدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۲۳﴾ ﴾ (الجاثیہ:۲۳)

''کیا آپ نے اس شخص کے حال پر غور کیا ہے جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنالیا، اور اللہ نے اُسے حق بات کا علم ہو جانے کے باوجود گمراہ کر دیا، اور اُس کے کان اور دل پر مہر لگادی، اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا، ایسے آدمی کو اللہ کے بعد کون راہ دکھا سکتا ہے، کیا تم لوگ نصیحت نہیں حاصل کرتے۔''

نفسانی خواہشات اللہ تعالیٰ کی محبت پر غالب آ جائیں، تو توحید میں خلل پڑتا ہے اگر توحید میں خلل نہیں پڑتا تو یہ پیرایہ بیان اختیار نہ کیا جاتا کہ اس نے خواہشات نفسانی کو الہ بنالیا۔

بعض سلف کا کہنا ہے:

((مَنۡ شَغَلَكَ عَنِ اللّٰهِ فَهُوَ صَنَمُكَ.))

''جو کوئی بھی تمھیں اللہ کی یاد سے غافل کر دے، وہ تمہارا بت ہے۔''

Marfat.com

فصل نمبر ۳:

# اسلامِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بنیادی ارکان

دین اسلام کے بنیادی پانچ ارکان ہیں:

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ: شَہَادَةِ أَنْ لَّآ إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِیْتَاءِ الزَّکَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ.)) [1]

"اسلام کی بنیاد پانچ (ستونوں) پر (قائم) ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، (استطاعت ہو تو) حج (بیت اللہ) کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔"

مذکورہ بالا حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے پانچوں ارکان کے بیان کو محیط ہے، جو درج ذیل ہیں:

**<u>پہلا رکن:</u>**

اسلام کا پہلا رکن، کلمۂ شہادت "لَآ إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کا اقرار و اعتراف ہے۔

کلمہ توحید "لَآ إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہُ" کی شہادت کا معنی یہ ہے کہ اللہ اکیلے کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں۔

چنانچہ اس کلمہ کے اوّل جزء "لَآ إِلٰہَ" سے ان تمام معبودانِ باطلہ کی نفی اور تردید ہو جاتی ہے جن کی اللہ کے علاوہ پرستش کی جاتی ہے، اور دوسرے جزء "إِلَّا اللّٰہُ" سے اللہ عزوجل کے لئے ہر

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم: ۸۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴.

Marfat.com

قسم کی عبادت کا اثبات ہو جاتا ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، اس کے متعلق فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴾ (آل عمران:۱۸)

''اللہ گواہی دیتا ہے کہ اُس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور فرشتے اور اہل علم گواہی دیتے ہیں، وہ (اپنے احکام میں) عدل پر قائم ہے، اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، جو عزت والا اور حکمت والا ہے۔''

## شہادت رسالت:

''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' کا معنی محمد عربی ﷺ کی رسالت و نبوت کا اقرار کرنا، اور آپ ﷺ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر آئے ہیں اس کی تصدیق کرنا ہے، یعنی آپ کے احکامات کی بجا آوری، اور منہیات و ممنوعات سے اجتناب کرنا اور ساری عبادات کو آپ کی لائی شریعت کے مطابق ادا کرنا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴾ (التوبہ:۱۲۸)

''مسلمانو! تمہارے لئے تم ہی میں سے ایک رسول آئے ہیں، جن پر ہر وہ بات شاق گزرتی ہے جس سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے، تمہاری ہدایت کے بڑے خواہش مند ہیں، مومنوں کے لئے نہایت شفیق و مہربان ہیں۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ﴾ (النساء:۸۰)

''جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے اللہ (ہی) کی اطاعت کی۔''

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۚ﴾ (آل عمران:۱۳۲)

''اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

Marfat.com

# محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضے

کلمۂ توحید کے دوسرے جزء ''محمد رسول اللہ'' کے کچھ تقاضے ہیں، جنھیں پورا کیے بغیر بندہ مؤمن اور مسلمان نہیں بن سکتا۔

## پہلا تقاضا:

کلمۂ توحید کے دوسرے جزء ''محمد رسول اللہ'' کا تقاضا ہے کہ بندہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ (الحجرات:۱۵)

''یاد رکھو! مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائیں۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ.)) [1]

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اس زمانے (یعنی میرے اور میرے بعد قیامت تک) کا کوئی یہودی یا نصرانی (یا کوئی اور دین والا) میرا حال سنے پورا ایمان نہ لائے اس پر جس کو میں دے کر بھیجا گیا ہوں تو وہ جہنم میں جائے گا۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ زمانہ قریب ہے کہ مریم کے بیٹے (سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) تم لوگوں میں عادل حکمران بن کر اتریں گے تو وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو ختم کر دیں گے، جزیہ کو موقوف کر دیں گے اور مال اس کثرت

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۳۸۶.

Marfat.com

سے ہوگا کہ اسے کوئی آدمی قبول نہیں کرے گا، ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا، پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اور اگر تم چاہو تو (سورہ نساء) کی یہ آیت پڑھو (جو اس حدیث کی تائید کرتی ہے) کہ اہل کتاب میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا، جو عیسیٰ کی موت سے پہلے ان پہ ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن عیسیٰ اس پر گواہی نہ دیں۔'' ❶

مزید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب مریم علیہا السلام کے بیٹے (سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام) تم میں اتریں گے اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا۔'' ❷

جب بندہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آئے تو ساتھ یہ عقیدہ رکھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾
(الاحزاب: ۴۰)

''محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، البتہ آپ اللہ کے رسول اور خاتم النّبیین ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ.)) ❸

''میں خاتم النّبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

عبداللہ بن ابی اوفی سے کہا گیا کہ آپ نے ابراہیم بن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا؟ آپ نے جواب میں کہا کہ بچپن ہی میں ان کا انتقال ہوگیا، لیکن اگر اللہ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی بنانا چاہتا تو وہ زندہ رہتے، لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ ❹

---

❶ صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، ۴۹، رقم: ۳۴۴۸۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۳۸۹.

❷ صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، رقم: ۳۴۴۹.

❸ صحیح بخاری، رقم: ۳۵۳۵۔ صحیح مسلم، حدیث: رقم ۲۲۸۶۔ سنن ابی داؤد، رقم: ۴۲۵۲.

❹ صحیح بخاری: ۱۰/۳۷.

Marfat.com

امام احمد کی روایت ہے، سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ لَوْعَاشَ لَکَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا.)) ❶

''اللہ کی رحمت ہو ابراہیم پر اگر زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے۔''

حافظ ابن حجر فتح الباری میں ابن مندہ کی روایت بیان کی ہے کہ:

((وَلٰکِنْ لَمْ یَکُنْ لِاَنَّ نَبِیَّکُمْ آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ.)) ❷

''ان کو اللہ نے اس وجہ سے زندہ نہیں رکھا کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔''

**فائدہ:**...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ قول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے حکم میں ہے کیونکہ صحابہ کرام غیبی باتوں کو اپنی ذاتی رائے سے نہیں کہہ سکتے۔ لازمی طور پر اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کیا ہوگا، اگرچہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے سماع کا ذکر نہیں کیا۔

ان آیات کریمہ اور احادیثِ شریفہ کی روشنی میں پتا چلا کہ قادیانیوں کا دعویٰ کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی تھا، قرآن وسنت کا انکار ہے اور کفریہ عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ کے حامل لوگ مسلمان نہیں ہیں اور بلکہ ان کا جھوٹا نبی مرزا غلام احمد قادیانی بھی مسلمان نہیں تھا۔

## ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والے جھوٹے مرزا غلام احمد قادیانی کے گستاخانہ اور کفریہ عقائد ونظریات:

۱: مرزا غلام احمد نے قرآن حکیم کی توہین کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے (یعنی مرزے کے) منہ کی باتیں ہیں۔''

۲: احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یوں لکھتا ہے:

''جو حدیث میری بات سے معارض ہو اس حدیث کو ہم ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں۔'' ❸

مزید کہا:

---

❶ مسند احمد: ۳/۱۳۳۔ ❷ فتح الباری: ۱۰/۴۷۔

❸ تذکرہ، ص: ۶۴۱، چوتھا ایڈیشن۔

Marfat.com

''ہم وہ حدیثیں تائیدی طور پر پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف اور میری بات کے خلاف نہ ہوں۔''[1]

۳: سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتا ہے:

''لوگ میرے بارے میں کہتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو حسن وحسین سے افضل کہا تو میں جواباً کہتا ہوں ہاں میں ان سے افضل ہوں عنقریب اللہ میری یہ فضیلت ظاہر کردے گا۔''[2]

۴: سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتا ہے:

''ابوہریرہ بے وقوف تھے اور ان کی روایات ٹھیک نہیں تھیں۔''[3]

۵: مزید کہا:

''بعض صحابہ احمق تھے۔''[4]

۶: ''ابوبکر وعمر کیا تھے وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے جوتیوں کے تسمے کھولنے کے لائق بھی نہ تھے۔''[5]

۷: انبیاء اور رُسل کی توہین کرتے ہوئے کہنے لگا:

''میرے باپ نے کہا تھا وہ آدم، نوح اور عیسیٰ سے افضل ہے کیونکہ شیطان نے آدم کو جنت سے نکالا جبکہ میں بنی آدم کو جنت لے جاؤں گا، یہودیوں نے حضرت عیسیٰ کو سولی چڑھادیا جبکہ میں صلیب توڑ دوں گا، نوح کا بیٹا گمراہ تھا جبکہ میرا بیٹا راہِ ہدایت پر ہے۔''[6]

---

[1] اعجاز احمدی، ص: ۳۰۔ روحانی خزائن: ۹/ ۱۴۰، از مرزا غلام احمد۔

[2] اعجاز احمدی، ص: ۵۸، از مرزا غلام احمد قادیانی۔

[3] اعجاز احمدی، ص: ۱۸، از غلام احمد۔

[4] ضمیمہ نصرۃ الحق، ص: ۱۴۰۔

[5] ماہنامہ المہدی بابت جنوری ۱۹۱۵ء صفحہ ۱۵۸، احمدیہ انجمن اشاعت لاہور، اور کتاب المہدی، صفحہ: ۵۸۔

[6] ماہنامہ الفضل ۱۸ جولائی ۱۹۳۱ء۔

Marfat.com

۸: مزید کہتا ہے:

''وہ کمالات جو تمام انبیاء میں پائے جاتے تھے ان کو حضرت محمد کی ذات میں اکٹھا کیا گیا اور پھر انھیں بڑھا کر میری طرف منتقل کر دیا گیا اسی لیے میرا نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، سلیمان، یحییٰ اور عیسیٰ رکھا گیا۔'' ❶

۹: خالقِ کائنات کی شان میں بھی گستاخی کی ہے، کہتا ہے:

''میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور پھر یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔'' ❷

غور فرمائیں کہ ایسا شخص جو کتاب وسنت کا منکر ہو، انبیاء کرام اور صحابہ کرام کی گستاخی کرتا ہو، اور خالق کائنات کو برا بھلا کہتا ہو، وہ نبی تو کیا، عام مسلمان بھی نہیں ہو سکتا بلکہ ایسا انسان کافر ہے۔ اُس کافر کے مزید کفریہ عقائد پڑھ لیجیے گا۔

۱۰: وہ خدا جس کے قبضہ میں ذرہ ذرہ ہے اس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے، وہ فرماتا ہے کہ: میں چوروں کی طرح پوشیدہ آؤں گا۔ ❸

۱۱: خدا تعالیٰ نے آج سے ۲۶ برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمد اور احمد رکھا ہے اور آنحضرت ﷺ کا بروز مجھے قرار دیا ہے۔ ❹

۱۲: آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے۔ حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔ ❺

۱۳: میں اس بات کا خود قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہاد میں غلطی

❶ ملفوظات احمدیہ ۲/ ۱۴۲۔

❷ کتاب البریہ، ص: ۷۵ مندرجہ روحانی خزائن: ۳/ ۱۰۳، از مرزا قادیانی۔

❸ تجلیات الٰہیہ، ص: ۴، مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲۰، صفحہ ۳۹۶۔

❹ حقیقۃ الوحی، تتمہ، ص: ۶۷، مندرجہ روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ ۵۰۲۔

❺ مرزا قادیانی کا مکتوب، اخبار الفضل قادیان، ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء۔

Marfat.com

نہیں کی۔ ❶

۱۴: پس اس اُمت کا یوسف یعنی یہ عاجز اسرائیل یوسف سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا، مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔ ❷

۱۵: نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا گیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔ ❸

۱۶: یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ ❹

۱۷: ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لیے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مذائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابیطس کے لیے افیون کھانے کی عادت کر لوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔ ❺

۱۸: دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔ ❻

۱۹: ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے ہر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکّا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ ❼

---

❶ تتمہ حقیقۃ الوحی، ص: ۱۳۵، مندرجہ روحانی خزائن، جلد ۲۲، صفحہ ۵۷۳۔

❷ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، صفحہ ۹۹، مندرجہ روحانی خزائن، جلد ۲۱، صفحہ ۹۹۔

❸ حاشیہ انجام آتھم، ص: ۶، مندرجہ روحانی خزائن، جلد ۱۱، صفحہ ۲۹۰۔

❹ کشتی نوح حاشیہ، ص: ۷۳، مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۹، صفحہ ۷۱۔

❺ نسیم دعوت، صفحہ ۶۹، مندرجہ روحانی خزائن، جلد ۱۹، صفحہ: ۴۳۴۔

❻ نجم الھدیٰ، صفحہ ۳، مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۴، صفحہ ۵۳۔

❼ کلمۃ الفصل، ص: ۱۱۰ از مرزا بشیر احمد M.A بن مرزا قادیانی۔

Marfat.com

۲۰: اور جو شخص اب بھی قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں ہے۔ ❶

۲۱: اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے۔ ❷

۲۲: سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ ❸

۲۳: یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ ❹

۲۴: مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر۔ ❺

۲۵: عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا۔ ❻

۲۶: خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔ ❼

۲۷: جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ غبی اور درایت اچھی نہیں رکھتا ہے۔ ❽

۲۸: جو شخص قرآن شریف پر ایمان لاتا ہے، اس کو چاہیے کہ ابوہریرہ کے قول کو ایک ردی

---

❶ انوار الاسلام ص: ۳۰، مندرجہ روحانی خزائن، جلد ۹، صفحہ ۳۱، از مرزا قادیانی۔

❷ تذکرہ مجموعہ الہامات ص: ۱۶۸، طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی۔

❸ دافع البلاء، ص: ۱۱، مندرجہ روحانی خزائن: جلد ۱۸، صفحہ ۲۳۱ از مرزا غلام احمد قادیانی۔

❹ حضرت خلیفۃ المسیح مرزا بشیر الدین محمود کی ڈائری۔ اخبار الفضل قادیان نمبر ۵، جلد ۱۰۔ ۱۲ جولائی ۱۹۲۲۔

❺ اربعین نمبر ۴، صفحہ ۱۹، مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۷، صفحہ ۴۵۴ از مرزا قادیانی۔

❻ حاشیہ انجام آتھم ص: ۶، مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۰ از مرزا قادیانی۔

❼ دافع البلاء، ص: ۱۳، مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۸، صفحہ ۲۳۳ از مرزا قادیانی۔

❽ اعجاز احمدی، ص: ۱۸، مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۹، صفحہ ۱۲۷ از مرزا قادیانی۔

Marfat.com

متاع کی طرح پھینک دے۔ ❶

۲۹: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔ ❷

## دوسرا تقاضا:

''محمد رسول اللہ'' کا دوسرا تقاضا یہ ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مطاع سمجھیں، آپ کی اطاعت اور اتباع کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (الحشر:۷)

''اور رسول تمھیں جو کچھ دے اسے لے لو، اور جس چیز سے منع کردیں اس سے رک جاؤ۔''

کیونکہ آپ اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتے تھے، بلکہ وہ سب اللہ کی طرف سے وحی ہوتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝۱ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَ مَا غَوٰى ۝۲ وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝۳﴾ (النجم: ۱ تا ۳)

''ستارے کی قسم جب وہ گرتا ہے، تمھارے ساتھی (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نہ گمراہ ہوئے ہیں اور نہ بھٹکے ہیں، اور وہ اپنی خواہش نفس کی پیروی میں بات نہیں کرتے ہیں۔''

اور سورۃ النساء میں ارشاد فرمایا:

﴿وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ﴾ (النساء: ۱۱۳)

''اور اللہ نے آپ پر کتاب و حکمت دونوں نازل کیا ہے۔''

صاحب ''فتح البیان'' رقمطراز ہیں: ''یہ آیت دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وحی

---

❶ ضمیمہ براھین احمدیہ، حصہ پنجم، ص: ۴۱۰، مندرجہ روحانی خزائن جلد ۲۱، صفحہ ۴۱۰ از مرزا قادیانی۔

❷ ایک غلطی کا ازالہ (حاشیہ) صفحہ ۱۱ از مرزا غلام احمد قادیانی۔

Marfat.com

...شد ہیں۔ قرآن کریم کی تفسیر اول سنت رسول
...ﷺ کی روشنی میں سمجھنا ہوگا۔ بلکہ قرآنِ
...للہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

...لَ اِلَيۡهِمۡ وَ لَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُوۡنَ﴾
(النحل: ۴۴)

...یا ہے تاکہ آپ لوگوں کے سامنے اس
...تاکہ لوگ غور وفکر کریں۔"

...شِدِيۡنَ الۡمَهۡدِيِّيۡنَ عَضُّوۡا عَلَيۡهَا
...لُّ بِدۡعَةٍ ضَلَالَةٌ.)) [11]

...اشدین کی سنت کو لازم پکڑو، اس کو
...ور بدعات سے بچو، کیونکہ ہر بدعت

...سائل میں فیصل رسول ﷺ کو مانا جائے۔
...جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

Marfat.com

اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں پھر جو فیصلہ آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں، اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔''

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝﴾ (النساء: ۵۹)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور ان لوگوں کی جو تمہارے اوپر اختیار والے ہیں، اگر تمہارے درمیان کسی معاملے میں تنازع ہو جائے تو اس کا حل صرف یہ ہے کہ اسے اللہ کی طرف اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی تمہارے لیے بہتر اور عاقبت وانجام کے اعتبار سے بھی اچھا ہے۔''

امام احمد نے سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری کی قیادت میں ایک فوجی دستہ بھیجا۔ دستہ کے امیر کسی بات پر لوگوں سے ناراض ہو گئے، تو انھوں نے آگ جلوائی اور لوگوں کو اس میں کودنے کے لیے حکم دیا، دستہ کے ایک نوجوان نے لوگوں سے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اس لیے لائے ہیں تا کہ آگ سے بچیں، اسی لیے ہم لوگ جلدی نہ کریں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیں۔ جب انھوں نے واپس آنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ اُس میں کود جاتے تو اس سے کبھی نہ نکلتے، امیر یا قائد کی اطاعت بھلائی کے کام میں ہوتی ہے۔ [1]

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک ''اولی الامر'' سے مراد اہل فقہ و دین ہیں اور مجاہد، عطا اور حسن بصری وغیرہم کے نزدیک اس سے مراد علماء ہیں۔ لیکن بظاہر حق یہ ہے کہ تمام اہل حل وعقد

[1] صحیح بخاری، کتاب أخبار الاحاد، رقم: ۷۲۵۷۔ مسند أحمد: ۸۲/۱.

Marfat.com

اہل رائے کے مشہور امام جناب ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ایک دن اپنے شاگردِ خاص قاضی ابویوسف سے فرمایا:

((وَيْحَكَ يَا يَعْقُوبُ! لَا تَكْتُبْ كُلَّ مَا تَسْمَعُ مِنِّي فَإِنِّي قَدْ أَرَى الرَّأْيَ الْيَوْمَ وَأَتْرُكُهُ غَدًا وَّأَرَى الرَّأْيَ غَدًا وَّأَتْرُكُهُ بَعْدَ غَدٍ.)) [1]

''اے یعقوب! (ابویوسف) تیرا ستیاناس ہو! میری ہر بات نہ لکھا کر، میری آج ایک رائے ہوتی ہے اور کل بدل جاتی ہے، کل دوسری رائے ہوتی ہے تو پھر پرسوں وہ بھی بدل جاتی ہے۔''

شاہ صاحب تفہیمات ۲/ ۲۴۰ میں لکھتے ہیں:

((در فرع پیروی علماء محدثین کہ جامع باشند میان فقہ وحدیث کردن. ودائماً تفریعات فقهیه رابر کتاب و سنت عرض نمودن و آنچه موافق باشد در حیز قول آوردن والا کالائے بدیرش خاوند دادن. امت راهیچ وقت از عرض مجتهدات بر کتاب وسنت استغناء حاصل نیست وسخن متقشفه فقهاء که تقلید عالمے را دستاویز ساخته تتبع سنت را ترک کرده اند. نه شنیدن وبدیشان التفات نه کردن وقربت خدا جستن بدوری اینان.))

''فروع میں علماء محدثین جن کی فقہ حدیث دونوں پر نظر ہو۔ کی پیروی کرنا۔ فقہ کے فروعی مسائل کو ہمیشہ کتاب وسنت پر پیش کرنا، جو ان کے موافق ہو اسے قبول کرنا اور جو مخالف ہو اسے رد کر دینا چاہیے۔ امت کو اپنے اجتہادی مسائل کتاب وسنت پر پیش کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں متقشف فقہاء کی بات قطعاً نہ سنے۔ جن لوگوں نے اہل علم کی تقلید کر کے کتاب وسنت کو ترک کر دیا ہے ان کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھے۔ ان سے دور رہ کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے۔''

---

[1] تاریخ یحیی بن معین: ۲/۶۰۷، ت: ۲۴۶۱۔ تاریخ بغداد: ۱۳/ ۴۲۴.

Marfat.com

امام مالک رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ:

((کُلُّ النَّاسِ یُؤْخَذُ مِنْهُ وَیُؤْخَذُ عَلَیْهِ اِلَّا صَاحِبُ هٰذَا الْقَبْرِ، وَاَشَارَ اِلٰی قَبْرِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ.))

''ترجمہ: ہر شخص کی بات قبول بھی کی جاسکتی ہے اور ردّ بھی کی جاسکتی ہے سوائے اس روضۂ اقدس (ﷺ) والے کی بات کے۔ اور اشارہ قبر نبوی ﷺ کی طرف کیا کرتے تھے۔''

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فتویٰ دے کر فرمایا کرتے تھے ہم اس مسئلہ میں اسی حد تک سمجھ سکے ہیں اگر کوئی دوسرا (عالم) ہم سے زیادہ واضح طور پر مسئلہ کو سمجھا دے تو اسی کی بات مانی جائے۔ [1]

الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے فرمایا:

''اس میں کوئی شک نہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب ان چار مذاہب میں سے ہے جو مشہور ہیں اور ان کی پیروی کی جاتی ہے، لیکن یہ بات جان لینی چاہیے کہ حق انھیں چار مذاہب میں منحصر نہیں، بلکہ حق کسی اور مذہب میں بھی ہوسکتا ہے اور انہی چاروں ائمہ کا کسی مسئلہ میں اتفاق پوری امت کا اجماع قرار نہیں پاسکتا اور خود ان ائمہ کو اپنا مقام و مرتبہ معلوم تھا اور انھیں اس بات پر یقین تھا کہ ان کی اطاعت اسی مسئلے میں ہوسکتی ہے جو سنت رسول ﷺ کے موافق ہو، اسی لیے وہ اپنی تقلید سے منع کرتے تھے، الا یہ کہ ان کا مذہب سنت کے موافق ہو۔''

''اور اس میں کوئی شک نہیں کہ امام ابوحنیفہ، امام احمد، امام الشافعی، امام مالک رحمہم اللہ اور ان کے علاوہ دیگر اہل علم کا مذہب غلط بھی ہوسکتا ہے اور درست بھی اور ہر ایک کے قول کو لیا بھی جاسکتا ہے اور چھوڑا بھی جاسکتا ہے سوائے رسول اللہ ﷺ کے، کہ ان کا ہر فرمان واجب الاتباع ہے، لہٰذا اس مدرس پر کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنے شاگردوں کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی فقہ پڑھائے، لیکن شرط یہ ہے کہ جب اسے اس

---

[1] فرقہ پرستی اور اسلام از محمد سلطان المعصومی المکی، ص: ۴۳۔

Marfat.com

کے خلاف دلیل مل جائے تو وہ اسی کی پیروی کرے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی رائے کو چھوڑ دے اور اپنے طالب علموں کو بتائے کہ دلیل ہی حق ہے اور ان کے لیے بھی یہی لازم ہے کہ وہ ایسی صورتحال میں صرف دلیل پر عمل کریں اور جب دونوں کا آپس میں ٹکراؤ ہو تو امام حنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک چھوڑ دیں۔'' ❶

ثقہ محدث امام عبدالعزیز بن رفیع (المتوفی ۱۳۰ھ) فرماتے ہیں:

''امام عطاء ابن ابی رباح رحمہ اللہ (المتوفی ۱۱۴ھ علی المشہور) سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: ''لَا أَدْرِيْ'' (مجھے اس کے متعلق علم نہیں) امام عبدالعزیز بن رفیع فرماتے ہیں کہ امام عطاء ابن ابی رباح سے کہا گیا: ''أَلَا تَقُوْلُ فِيْهَا بِرَأْيِكَ؟'' ''آپ نے اپنی رائے سے جواب کیوں نہیں دیا؟'' اس کے جواب میں امام عطاء ابن ابی رباح نے فرمایا: ''إِنِّيْ أَسْتَحْيِيْ مِنَ اللّٰهِ أَنْ يُّدَانَ فِي الْأَرْضِ بِرَأْيِيْ'' ''میں اللہ سے اس بات میں حیا کرتا ہوں کہ زمین میں میری رائے کو دین بنایا جائے۔'' ❷

امام شافعی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ تمام مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس مسلمان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت واضح اور ثابت ہو جائے اس کے لیے حلال نہیں کہ وہ کسی کے قول وعمل کی وجہ سے اس سنت اور حدیث کو چھوڑ دے اور بلاشبہ حق پر بہت ہی لوگ ہیں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان وعمل کی اقتدا کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور طریقہ پر عمل کرتے ہیں اور اگر کسی مسئلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو مختلف طریقوں سے عمل ثابت ہو تو وہ کبھی ایک طریقہ پر عمل کر لیتے ہیں اور کبھی دوسرے طریقہ پر اور اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ آپ کے خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کی قدر کرتے ہیں۔ ❸

---

❶ مجموع فتاوی ورسائل الشیخ ابن عثیمین: ۱/ ۲۸.

❷ سنن الدارمی: ۱/ ۴۷، ح: ۱۰۸۔ تاریخ دمشق: ۴۳/ ۲۶، ۲۷.

❸ فرقہ پرستی اور اسلام، ص: ۴۵ از محمد سلطان المعصومی المکی۔

Marfat.com

کیا کسی نے خوب کہا ہے:

((زَلَّةُ الْعَالِمِ زَلَّةُ الْعَالَمِ.))

''ایک عالم کی لغزش سارے جہان کی لغزش کی موجب ہے۔''

شیخ ابن باز رحمہ اللہ ایک جگہ فرماتے ہیں:

((كُلُّ قَوْلٍ يُخَالِفُ الْأَدِلَّةَ الشَّرْعِيَّةَ يَجِبُ أَنْ يُطْرَحَ وَلَا يُعَوَّلُ عَلَيْهِ لِقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا﴾ وقوله ﴿وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗ اِلَى اللّٰهِ﴾.)) [1]

''ہر ایسا قول جو شرعی دلائل سے ٹکراتا ہو، اسے ٹھکرا دینا واجب ہے، کیونکہ فرمانِ الٰہی ہے: ''پھر اگر تم کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹاؤ، اگر تمھیں اللہ اور آخرت کے دن پر یقین ہے۔ یہ بہت بہتر اور انجام کے اعتبار سے بہت اچھا ہے، اور فرمایا: ''اور جس جس چیز میں تمہارا اختلاف ہو اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے۔''

شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے ''وجوب العمل بسنة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وكفر من أنكرها'' کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا ہے، جس میں ایک جگہ وہ لکھتے ہیں:

''اور جب حج تمتع کے مسئلے میں کچھ لوگوں نے سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ دلیل دی کہ سیّدنا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما حج افراد کے قائل ہیں تو سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عین ممکن ہے کہ تم پر آسمان سے پتھر برسنا شروع ہو جائیں، میں کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے، اور تم کہتے ہو کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے یوں فرمایا ہے۔''

اس کے بعد شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((فَاِذَا كَانَ مَنْ خَالَفَ السُّنَّةَ لِقَوْلِ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ تُخْشَى عَلَيْهِ الْعُقُوْبَةُ

[1] فتاوی مهمة تتعلق بالصلاة، ص: ۵۸.

Marfat.com

فَكَيْفَ بِحَالِ مَنْ خَالَفَهَا لِقَوْلِ مَنْ دُوْنَهُمَا، أَوْ لِمُجَرَّدِ رَأْيِهِ وَاجْتِهَادِهِ.)) [1]

''پس اگر کوئی شخص قول ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی وجہ سے سنت کو چھوڑ دے تو اس پر عذاب نازل ہونے کا ڈر ہے، تو اگر کوئی ان دونوں کے قول کے علاوہ کسی امام کے قول، یا اپنی رائے اور اجتہاد کی وجہ سے سنت کو چھوڑ دے تو اس کے متعلق کیا وعید ہوسکتی ہے؟''

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث مل جائے تو اس کے مقابلے میں کسی کا قول لینا جائز نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور فرمان کو اختیار کرنا اور اس پر عمل کرنا ہی ہر مسلمان کے لیے واجب اور فرض ہے اور کسی فقہی مذہب یا کسی امام کے قول کو قرآن وحدیث سے مقدم قرار دینا جائز نہیں ہے۔ [2]

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((وَيْلٌ لِلْأَتْبَاعِ مِنْ عَثَرَاتِ الْعَالِمِ، قِيلَ: كَيْفَ ذَاكَ؟ قَالَ: يَقُولُ الْعَالِمُ شَيْئًا بِرَأْيِهِ ثُمَّ يَجِدُ مَنْ هُوَ أَعْلَمُ مِنْهُ بِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَيَتْرُكُ قَوْلَهُ ثُمَّ يَمْضِي الْأَتْبَاعُ.)) [3]

''عالم کی ہر اچھی بری بات کی اتباع کرنے والے ہلاکت میں ہیں۔ لوگوں نے پوچھا: وہ کیسے؟ تو آپ نے فرمایا: ''ایک عالم اپنی رائے سے کوئی بات کہتا ہے پھر اس کی اتباع میں کوئی شخص جو اس عالم سے زیادہ علم رکھتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول وعمل پاتا ہے تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول چھوڑ کر اس عالم کی اتباع کرتا ہے۔''

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

((مَا مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَهُوَ مَأْخُوذٌ مِنْ كَلَامِهِ وَمَرْدُودٌ عَلَيْهِ إِلَّا رَسُولُ اللهِ ﷺ))

---

[1] مجموع فتاوی ومقالات متنوعة، ص: ۹۹.

[2] فرقہ پرستی اور اسلام، ص: ۱۴۷ از: محمد سلطان المعصومی.

[3] منہج سلف صالحین، ص ۱۷۶.

Marfat.com

"رسول کریم ﷺ کے سوا دنیا میں کوئی شخص ایسا پیدا نہیں ہوا، جس کی ہر بات صحیح تسلیم کر لی جائے۔"

حضرت شاہ صاحب کا یہ استدلال قرآن حکیم کی اس آیت سے ماخوذ ہے:

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝﴾ (النجم: ۳، ۴)

"وہ (رسول) اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتا، بلکہ وہ وحی الٰہی ہوتی ہے جو اس کی طرف کی جاتی ہے۔"[1]

امام علائی سے منقول ہے کہ جب کسی مقلد کو دوسرے امام کا قول حدیث کے مطابق نظر آئے اور اپنے امام کا قول حدیث کے خلاف ہو تو اس مقلد کو چاہیے کہ اپنے امام کے قول کو چھوڑ کر دوسرے امام کا قول جو کہ حدیث کے مطابق ہے اس کو اپنا لے۔[2]

شیخ محمد جمیل زینو فرماتے ہیں کہ:

((وَنَحْنُ لَمْ نُؤْمَرْ إِلَّا بِاتِّبَاعِ الْقُرْآنِ الْمُنَزَّلِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ، وَقَدْ شَرَحَهُ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِأَحَادِيْثِهِ الصَّحِيْحَةِ، لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿اتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ﴾ فَلَا يَجُوْزُ لِمُسْلِمٍ سَمِعَ حَدِيْثًا صَحِيْحًا أَنْ يَّرُدَّهُ لِأَنَّهُ مُخَالِفٌ لِمَذْهَبِهِ، فَقَدْ أَجْمَعَ الْأَئِمَّةُ عَلَى الْأَخْذِ بِالْحَدِيْثِ الصَّحِيْحِ، وَتَرْكِ كُلِّ قَوْلٍ يُخَالِفُهُ.))[3]

"ہمیں صرف قرآن کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اترا ہے اور اس کی تفسیر رسول اکرم ﷺ نے اپنی صحیح احادیث کے ذریعے فرما دی ہے، فرمان الٰہی ہے: "تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے جو کچھ اتارا گیا ہے، اسی کی پیروی کرو اور اسے چھوڑ کر اولیاء کی پیروی نہ کرو" تو کسی مسلمان کے لیے

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ، ص: ۱۴۹۔

[2] معیار الحق، ص: ۹۰۔ الظفر المبین، ص: ۵۰۔

[3] مجموع رسائل التوجیهات الاسلامیة: ۱/۱۳۵۔

Marfat.com

جائز نہیں کہ وہ صحیح حدیث کو سن لے، پھر اسے اس لیے رد کر دے کہ وہ اس کے مذہب کے خلاف ہے، کیونکہ خود ائمہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ صحیح حدیث پر عمل کیا جائے اور اس سے ٹکرانے والا ہر قول و مذہب چھوڑ دیا جائے۔"

امیر المومنین خلیفہ راشد سیدنا عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((لَا رَأْيَ لِأَحَدٍ مَعَ سُنَّةٍ سَنَّهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ.)) ❶

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((عَلَيْكَ بِآثَارِ مَنْ سَلَفَ، وَإِنْ رَفَضَكَ النَّاسُ، وَإِيَّاكَ وَآرَاءَ الرِّجَالِ وَإِنْ زَخْرَفُوا لَكَ الْقَوْلَ.)) ❷

"تم آثار سلف کو لازم پکڑو، چاہے لوگ تم سے جدا ہو جائیں، اور تم لوگوں کی آراء سے بچو اگرچہ لوگ تمھارے لیے بات کو مزین کر کے پیش کریں۔"

## چوتھا تقاضا:

چوتھا تقاضا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث و سنت کی مخالفت نہ کی جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کرنے والے کو فتنہ اور عذابِ الیم سے ڈرایا ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝﴾ (النور:٦٣)

"پس جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں، انھیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے یا انھیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔"

سیّدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی آپ ﷺ کی موجودگی میں بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تم اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔" کہنے

---

❶ سنن دارمی، مقدمہ، باب ما یتقی من تفسیر حدیث النبی، وقول غیرہ عند قولہ، رقم: ۴۳۲، ۴۳۳۔ اعلام الموقعین: ۱/ ۷۸.

❷ اعلام الموقعین: ۱/ ۸۰.

Marfat.com

لگا: میں اس سے نہیں کھا سکتا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تو اس کے ساتھ نہ ہی کھا سکے۔''
چنانچہ ایسے ہی ہوا اور واقعتاً اس کا دایاں ہاتھ مفلوج ہو گیا۔ [1]

## پانچواں تقاضا:

صرف چند مسلموں کی نہیں ہے یہ صدا
حرمت رسول پر پوری اُمت ہے فدا

''محمد رسول اللہ'' کا پانچواں تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ذات اقدس سے اتنی زیادہ محبت کی جائے کہ وہ محبت تمام کائنات اور تمام موجودات کی محبت پر غالب آ جائے۔ ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۲۴﴾ (التوبہ: ۲۴)

''آپ کہہ دیجیے کہ اگر تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے اور تمھارے بھائی اور تمھاری بیویاں اور تمھارے کنبے قبیلے اور تمھارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کی کساد بازاری سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جنھیں تم پسند کرتے ہو، اگر یہ تمھیں اللہ اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو تم انتظار کرو کہ اللہ اپنا عذاب لے آئے، اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔''

احادیث رسول ﷺ نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهٖ وَمَالِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ.)) [2]

''کوئی بندہ مومن نہیں ہوتا جب تک اس کو میری محبت، گھر والوں اور مال اور سب

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الاشربة، رقم: ۲۰۲۱.

[2] صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۱۶۸.

Marfat.com

لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔‘‘

آپ ﷺ سے محبت کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ کے محبان سے محبت اور دشمنان سے دشمنی رکھی جائے۔

ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! بے شک آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں اور آپ مجھے میری اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں اور بے شک جب میں گھر میں ہوتے ہوئے آپ کو یاد کرتا ہوں تو اس وقت تک میں صبر نہیں کرتا جب تک میں آپ کے پاس آ کر دیدار نہ کرلوں، اور جب میں اپنی اور آپ کی موت کو یاد کرتا ہوں تو مجھے یقین ہے کہ آپ تو اس وقت انبیاء کے ساتھ بلند و بالا مقام پر ہوں گے، جب آپ جنت میں داخل ہوں گے، اور بے شک میں جنت میں داخل ہوں گا تو مجھے ڈر ہے کہ میں اس وقت آپ کو نہ دیکھ سکوں گا، تو نبی کریم ﷺ نے اس بات کا جواب اس وقت نہیں دیا، حتیٰ کہ جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر اترے:

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ﴾ (النساء: ۶۹)

’’اور جو شخص اللہ کی اور رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے، جیسے نبی اور صدیق۔‘‘ الی آخر الایۃ [1]

آپ ﷺ کا تقاضا ہے کہ ایسے محبانِ رسول ﷺ سے محبت کی جائے اور ان کے ناموں کے ساتھ دعائیہ کلمہ ’’رضی اللہ عنہم‘‘ پڑھا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝۲۳﴾ (الاحزاب: ۲۳)

’’ایمان لانے والوں میں کچھ ایسے لوگ ہیں جنھوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو سچا کر دکھایا۔ ان میں کچھ لوگ اپنا وعدہ پورا کر کے چل بسے اور کچھ لوگ وقت آنے

---

[1] معجم أوسط للطبرانی، رقم: ۴۸۰.

Marfat.com

کے منتظر ہیں، انھوں نے اپنے رویے میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔“

مفسرین لکھتے ہیں کہ ان سے مراد یا تو وہ انصارِ مدینہ ہیں جنھوں نے بیعۃ العقبۃ میں ہر حال میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا تھا، یا وہ صحابہ کرام ہیں جنھوں نے نذر مانی تھی کہ اگر انھیں رسول اللہ کے ساتھ مل کر جنگ کرنے کا موقع ملا تو ثابت قدم رہیں گے اور راہِ فرار نہیں اختیار کریں گے۔ چنانچہ ان میں سے بعض تو جنگ اُحد میں کام آ گئے جیسے حمزہ، مصعب بن عمیر اور انس بن النضر رضی اللہ عنہم اور اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی، اور جو بچ گئے جیسے عثمان بن عفان، طلحہ اور زبیر وغیرہم رضی اللہ عنہم وہ اللہ کی فتح و نصرت اور اس کی راہ میں شہادت کا انتظار کرتے رہے، اور انھوں نے اپنے رب سے جو عہد و پیمان کیا تھا اس میں کوئی تبدیلی نہیں لائی اور نہ ہی منافقوں کی طرح نقض عہد کیا، جس کی طرف اسی سورت کی آیت (۱۵) میں اشارہ کیا گیا ہے، کہ ان منافقوں نے اس سے پہلے اللہ سے عہد کیا تھا کہ وہ میدانِ کارزار میں دشمن کو اپنی پیٹھ نہیں دکھلائیں گے۔ [1]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے بعد ہمارے مقتدا ہیں، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(( عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. )) [2]

”تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑو، اس کو اپنی ڈاڑھوں کے ساتھ مضبوط کر کے پکڑ لو، اور بدعات سے بچو، کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] تفسیر ابن کثیر، تحت الآیۃ، بتعدیل یسیر۔

[2] مسند أحمد: ۴/۱۲۶۔۱۲۷۔ سنن ابوداؤد، کتاب السنۃ، رقم: ۴۶۰۷۔ سنن ترمذی، رقم: ۲۶۸۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم: ۴۲۔ محدث البانی نے اسے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

Marfat.com

﴿وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ۱۱۵﴾

(النساء: ۱۵۹)

''اور جو شخص راہِ ہدایت واضح ہوجانے کے بعد رسول کی مخالفت کرے گا، اور مومنوں کی راہ چھوڑ کر کسی دوسری راہ کی اتباع کرے گا، تو وہ جدھر جانا چاہے گا ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے، اور اسے جہنم میں ڈال دیں گے، اور وہ بُرا ٹھکانہ ہوگا۔''

معلوم ہوا کہ جو کوئی حق واضح ہوجانے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے گا، اور مسلمانی کی راہ یعنی دین اسلام کے علاوہ کسی دوسری راہ کو اپنائے گا، تو اللہ تعالیٰ اسے اُسی مخالفت رسول اور عدم اتباع اسلام کی راہ پر چھوڑ دے گا، بلکہ اُس کی نگاہوں میں اس کی اس روش کو خوبصورت اور عمدہ بنا دے گا یہاں تک کہ جہنم میں جا گرے گا۔

یہ آیت دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت آدمی کو کفر تک پہنچا دیتی ہے، اور اس پر بھی دلیل ہے کہ مسلمانوں کے اجماع کی مخالفت بھی کبیرہ گناہ ہے، اور یہ کہ اجماع بھی دلیل ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((إِنَّ اللّٰهَ لَا یَجْمَعُ أُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَةِ، وَیَدُ اللّٰهِ عَلَی الْجَمَاعَةِ.)) [1]

''اللہ میری اُمت کو گمراہی پر اکٹھا نہیں کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت کے اُوپر ہے۔''

## شیعیت اپنی کتب کے آئینے میں:

حق تو یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کی جائے، انھیں اپنا مطاع اور مقتدا سمجھا جائے، مگر اس کے برعکس شیعہ اثنا عشریہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس حد تک نفرت کرتے ہیں کہ انھیں اسلام سے ہی خارج قرار دیتے ہیں۔ یقینی طور پر شیعہ اثنا عشریہ کے مسائل،

[1] سنن ترمذی، کتاب الفتن، رقم: ۲۱۶۷۔ السنة لابن ابی عاصم، رقم: ۸۱.

Marfat.com

ن، تورات وانجیل ہی کی طرح ہے اور
ن میں تحریف کرنے کے بارے میں اسی
۔ ①

الفاظ موجود ہیں۔ ②

دیا گیا۔ ③

میں پیغمبر اور امام کے درمیان کوئی فرق

کے دیگر تمام انبیاء اولوالعزم وغیرھم سے

فوں میں لکھا ہوا ہے اور اللہ نے کوئی ایسا
علی علیہ السلام کے وصی ہونے پر ایمان لانے کا

وصاف پیدا ہوتا ہے، ختنہ شدہ پیدا ہوتا
ہے کہ دونوں ہتھیلیاں زمین پر رکھے ہوتا

Marfat.com

ہے اور بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھتا ہے، اس کو کبھی جنابت نہیں ہوتی، سونے کی حالت میں صرف اس کی آنکھ سوتی ہے اور دل بیدار رہتا ہے۔ اس کو کبھی جمائی نہیں آتی، نہ وہ کبھی انگڑائی لیتا ہے، وہ جس طرح آگے کی جانب دیکھتا ہے اسی طرح پیچھے کی جانب سے بھی دیکھتا ہے، اس کے پاخانہ میں مشک کی سی خوشبو آتی ہے اور زمین کو اللہ کا حکم ہے کہ وہ اس کو چھپالے اور نگل لے اور جب وہ رسول اللہ ﷺ کی زرہ پہنتا ہے تو وہ اسے بالکل فٹ آتی ہے اور جب کوئی دوسرا وہی زرہ پہنتا ہے چاہے وہ لمبا ہو ٹھینگا ہو زرہ اس کو ایک بالشت بڑی رہتی ہے۔ ❶

۹: رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے رحلت فرما جانے کے بعد سوائے چار افراد علی ابن ابی طالب، مقداد، سلمان اور ابوذر کے سوا سب مرتد ہو گئے۔ ❷

۱۰: ابوبکر وعمر اور ان کے رفقاء دل سے ایمان نہیں لائے تھے، انھوں نے (درطمع ریاست خود رابدین پیغمبر جسیانده بودند) خود کو حکمرانی کی لالچ میں پیغمبر علیہ السلام کے دین کے ساتھ چپکا رکھا تھا۔ ❸

۱۱: ابوبکر وعمر یہ دونوں قطعی کافر ہیں ان دونوں پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت۔ ❹

۱۲: جس طرح نوح اور لوط کی بیویاں طیبات میں داخل نہیں اسی طرح جناب عائشہ اور حفصہ بھی طیبات میں داخل نہیں۔ ❺

۱۳: ہم ایسے خدا کو پوجتے اور جانتے ہیں کہ جس کے کام عقل کے مطابق ہوں نہ کہ اس خدا کو جو یزید، معاویہ اور عثمان جیسے ظالموں، بدقماشوں کو حکومت دے دے۔ ❻

---

❶ اصول کافی، ص: ۲۴۶، بحوالہ ایضاً، ص: ۱۲۸۔

❷ حیاۃ القلوب از باقر مجلسی، ص: ۲۶۷ بحوالہ بینات، ص: ۱۰۶۔

❸ کشف الاسرار از خمینی، ص: ۱۱۲ بحوالہ بینات، ص: ۵۰۰۔

❹ الجامع الکافی، کتاب الروضۃ، ص: ۶۲ بحوالہ بینات، ص: ۴۳۔

❺ سھم مسموم از غلام حسین نجفی، ص: ۲۰۔

❻ کشف الاسرار از خمینی، ص: ۱۰۷ بحوالہ ایرانی انقلاب، ص: ۶۱۔

Marfat.com

❁ ایک صوفی حسن رضوان متوفی ۱۳۱۰ھ اپنے دیوان ''روض القلوب'' میں لکھتا ہے:

فَلَيْسَ فِيْ الْوُجُوْدِ شَيْئٌ يُشْهَدُ
سِوَاهُ فَالْأَشْيَاءُ بِهِ تَوَحَّدَ

''موجودات میں کوئی شے نہیں ہے جس کا مشاہدہ کیا جا سکے، مگر وہی ذات الٰہی ساری اشیاء کے اندر وہی مضمر ہے۔ (یعنی حلول کیے ہوئے ہے۔)'' [1]

یہ وہ عقائد و افکار ہیں جو کتاب و سنت کے مخالف کفریہ اور شرکیہ عقائد ہیں، اللہ محفوظ رکھے۔

## ساتواں تقاضا:

ساتواں تقاضا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو کہ اس شریعت مطہرہ، شریعت بیضاء کو لے کر آئے، ان کی ذات اقدس پر بکثرت درود و سلام بھیجا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝﴾ (الاحزاب: ۵۶)

''یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام بھی بھیجتے رہا کرو۔''

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ صَلَّ عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا.)) [2]

''جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔''

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں درود شریف بھیجنا آپ کی قربت کا باعث ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُكُمْ عَلَيَّ صَلَاةً.)) [3]

---

[1] تصوف کو پہچانیے، از تقی احمد ندوی، ص: ۶۸۔ [2] صحیح مسلم، رقم: ۹۱۲۔

[3] سنن ترمذی، کتاب الوتر، رقم: ۴۸۴۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۹۰۸۰۔ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

Marfat.com

''قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھے گا۔''

**دوسرا اور تیسرا رکن:**

نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا ہے، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝﴾ (البینہ:۵)

''اور انہیں صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اس کے لیے عبادت کو خالص کر کے، یکسو ہو کر، اور وہ نماز قائم کریں، اور زکوٰۃ دیں اور یہی نہایت درست دین ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝﴾ (البقرہ:۴۳)

''اور نماز قائم کرو، اور زکوٰۃ ادا کرو، اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''

زکوٰۃ وہ مال ہے جو مال داروں سے لے کر فقراء اور ان لوگوں کو دیا جاتا ہے جن کا مصارف زکوٰۃ میں تذکرہ ہے، زکوٰۃ دین اسلام کے اصول وقواعد میں سے ایک ایسا گراں قدر اصول اور ضابطہ ہے جس کے ذریعہ معاشرہ میں وحدت پیدا ہوتی ہے، اور معاشرہ کے افراد ایک دوسرے کے لئے معاون ثابت ہوتے ہیں۔ بایں طور کہ مالدار کے احسان اور کسی برتری کے بغیر اس کے مال میں غریب وفقیر کا بھی حصہ ہوتا ہے۔

**چوتھا رکن:**

اسلام کا چوتھا رکن ماہِ رمضان المبارک کے روزے رکھنا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝﴾ (البقرہ:۱۸۳)

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کردیے گئے ویسے ہی جیسے تم سے پہلے لوگوں

Marfat.com

پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ کی راہ اختیار کرو۔''

روزہ دار انسان کے لئے دنیا و آخرت کی ہر بھلائی ہے، اور اس لئے کہ آدمی جب اللہ تعالیٰ کے لئے کھانے پینے اور مباشرت سے رُک جاتا ہے، اور اپنے آپ کو بندگی میں مشغول کر دیتا ہے، تو اللہ اسے تقویٰ و پرہیزگاری کی راہ پر ڈال دیتا ہے۔

## پانچواں رکن:

اسلام کا پانچواں رکن صاحب استطاعت کے لئے بیت اللہ کا حج کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۷﴾﴾ (آل عمران:۹۷)

''اور اللہ کی رضا کے لئے بیت اللہ کا حج کرنا ان لوگوں پر فرض ہے، جو وہاں پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں، اور جو انکار کرے گا، تو اللہ تعالیٰ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔''

Marfat.com

فصل نمبر ۴:

# اسلام مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سورۃ العصر کی روشنی میں

سورۃ العصر بڑی عظیم اور جامع سورت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ایمان و اسلام کے بنیادی قواعد بیان فرمائے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

((لَوْلَا أُنْزِلَ الْقُرْآنُ إِلَّا هٰذِهِ السُّوْرَةُ لَكَفَتْهُمْ.))

''اگر پورا قرآن مجید نازل نہ بھی ہوتا، مگر یہ سورۃ نازل کر دی جاتی تو لوگوں کے لیے کافی تھی۔''

سورۃ العصر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ الْعَصْرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ﴿۲﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾﴾ (العصر)

''قسم ہے زمانے کی! یقیناً انسان گھاٹے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے، اور ایک دوسرے کو (ایمان اور عمل صالح کی) نصیحت کی، اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔''

اس سورۃ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے زمانے کی قسم کھا کر کہا ہے، بالعموم انسان خسارے اور گھاٹے میں ہے، سوائے اس شخص کے جس میں چار صفات پائی جائیں گی:

۱: اللہ تعالیٰ نے جن باتوں پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے، ان پر ایمان لائیں۔

۲: عمل صالح کریں، یعنی بھلائی کے جتنے کام ہیں، ان کو بجا لائیں، چاہے ان کا تعلق اللہ کے حقوق سے ہو یا بندوں کے حقوق سے اور چاہے وہ واجب ہوں یا مسنون یا مستحب۔

۳: جس ایمان اور عمل صالح کی باتیں اوپر بیان کی گئی ہیں، ان کی وہ آپس میں ایک دوسرے کو نصیحت کریں اور ان پر عمل کی رغبت لائیں۔

Marfat.com

۴: اللہ تعالیٰ کی طاعت و بندگی بجالانے اور نواہی سے اجتناب میں جو تکلیف اور زحمت اٹھانی پڑے، اس پر ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کریں، نیز ان دیگر تکلیفوں اور مصیبتوں پر بھی ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کریں جو اللہ کی تقدیر کا نتیجہ ہوتی ہیں، اور جنھیں اللہ کے سوا کوئی ٹال نہیں سکتا۔

اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ مِنْ وَرَآءِ کُمْ اَیَّامَ صَبْرٍ، لِلْمُتَمَسِّكِ فِیْهِنَّ یَوْمَئِذٍ بِمَا أَنْتُمْ عَلَیْهِ أَجْرُ خَمْسِیْنَ مِنْکُمْ.))

''بے شک تمہارے بعد صبر والے دن آئیں گے، اس وقت تمہارے منہج پر قائم رہنے والے کے لیے تم میں سے پچاس آدمیوں کے برابر اجر ہوگا۔'' [1]

امام محمد بن عبدالوہاب تمیمی رحمہ اللہ اس سورۃ مبارکہ کی روشنی میں رقمطراز ہیں: اصول الدین والدعوۃ چار ہیں:

(۱) القول یعنی ایمان

(۲) العمل

(۳) الدعوۃ الیہ، یعنی پھر اس ایمان کی طرف دعوت دینا اور

(۴) الصبر علی الاذی فیہ، جو اس راستہ میں مصائب و تکالیف آئیں ان پر صبر کرنا۔ (اصول الدین)

یاد رہے کہ جس آدمی میں یہ چاروں صفات پائی جائیں گی وہ خسارے اور گھاٹے سے بچا رہے گا، اور دونوں جہان میں بڑی کامیابی کا حقدار ٹھہرے گا۔

## اسلام کا تصوّر عبادت:

اسلام نے جو تصور عبادت پیش کیا وہ صرف معبودِ واحد کی عبادت کا تصوّر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی غیر کو شریک کی سزا جہنم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ

[1] درء الارتیاب عن حدیث ما انا علیہ والاصحاب، صفحہ: ۱۵۔ یہ حدیث ''حسن لذاتہ'' ہے۔

Marfat.com

تَتَّقُوْنَ ﴿۲۱﴾ (البقرہ: ۲۱)

''اے لوگو، اپنے ربّ کی عبادت کرو جس نے تمھیں پیدا کیا اور ان لوگوں کو پیدا کیا جو تم سے پہلے گزر گئے، تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔''

سورۃ النساء میں ارشاد فرمایا:

﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ﴿۳۶﴾ (النساء: ۳۶)

''اور اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور رشتہ دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور پہلو سے لگے ہوئے دوست اور مسافر اور غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ۔ بے شک اللہ تعالیٰ اکڑنے والے اور بڑا بننے والے کو پسند نہیں کرتا۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ ربّ العزت نے اپنے مومن بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں، اس لیے کہ وہی خالق و رازق ہے اور اس کے احسانات تمام مخلوقات کو عام اور شامل ہیں۔ اس لیے بندوں پر اس کا حق ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ بنائیں۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا تم جانتے ہو کہ بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صرف اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں۔ پھر آپ نے کہا، کیا تم جانتے ہو کہ اگر بندے ایسا کریں تو ان کا اللہ پر کیا حق ہے؟ کہ اللہ انھیں عذاب نہیں دے گا۔ [1]

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبانِ اقدس پر ارشاد فرمایا:

[1] صحیح بخاری، کتاب الرقاق، رقم: ۶۵۰۰۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۳۰۴.

Marfat.com

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾

(الکہف: ۱۱۰)

''آپ کہہ دیجیے کہ میں تو تمھارے ہی جیسا ایک انسان ہوں، مجھے وحی آتی ہے کہ تمھارا معبود صرف ایک ہے، تو جو شخص اپنے رب سے ملنے کا یقین رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے، اور اپنے ربّ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔''

## عبادت کی اقسام:

عبادت کی تین اقسام ہیں:

(۱) قولی عبادت (۲) بدنی عبادت اور (۳) مالی عبادت۔

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تو ہم کہتے: جبریل اور میکائیل پر سلامتی ہو، فلاں اور فلاں پر سلامتی ہو، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا کہ: ''یقیناً اللہ تعالیٰ تو سلامتی والا ہے، پس جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو وہ کہے:

((اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.)) [1]

''میری تمام قولی، عملی اور مالی عبادتیں اللہ کے لیے ہیں، اے نبی! آپ پر سلام ہو، اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت نازل ہو، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الاذان، رقم: ۸۳۱۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، رقم: ۴۰۲.

Marfat.com

## نصرت اسلام کا حکم:

اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں سے فتح و کامرانی کا وعدہ کیا ہے، اور فرمایا کہ اگر وہ لوگ اس کے دین کی نصرت کریں گے تو وہ ان کی مدد کرے گا، ارشاد فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَ یُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝۷﴾ (محمد:۷)

''اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمھاری مدد کرے گا، اور تمھیں ثابت قدمی عطا کرے گا۔''

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو حکم دیا کہ وہ ہر حال میں اپنی جانوں، اموال، اقوال اور افعال کے ذریعہ اس دین حق کی مدد کرتے رہیں جیسے اللہ نے اپنی طاعت و بندگی کے لیے نازل کیا ہے اور جیسے عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے ان کی آواز پر لبیک کہا، دعوت الی اللہ کے کام میں ان کا ساتھ دیا، اور اُن سے اپنی جانوں کی قربانی دینے کا وعدہ کیا، اسی طرح وہ بھی اللہ اور اس کے رسول کا ہر طرح ساتھ دینے کے لیے تیار ہیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ وَ كَفَرَتْ طَّآىِٕفَةٌ ۚ فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ ۝۱۴﴾ (الصف:۱۴)

''اے ایمان والو! اللہ کے مددگار بن جاؤ، جیسا کہ عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا کہ دعوت الی اللہ کی راہ میں میری کون مدد کرے گا، حواریوں نے کہا، ہم اللہ کے دین کی مدد کرنے والے ہیں، پس بنی اسرائیل کی ایک جماعت ایمان لے آئے گی، اور دوسری جماعت کافر ہوگئی، تو ہم نے ایمان والوں کی اُن کے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد کی، پس وہ غالب ہوگئے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ: جب حواریوں نے عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ کی دعوت

Marfat.com

لوگوں تک پہنچانے کے لیے ہم آپ کی مدد کریں گے، تو انھوں نے انھیں اسرائیلیوں اور یونانیوں کے پاس توحید کی دعوت کے ساتھ بھیجا۔ ہمارے رسول ﷺ بھی حج کے دنوں میں اسی طرح کہا کرتے تھے کہ کون ہے جو مجھے پناہ دے، تاکہ میں اپنے رب کا پیغام لوگوں تک پہنچاؤں، اس لیے کہ قریش نے مجھے اس کام سے روک دیا ہے۔ چنانچہ اللہ نے ان کی مدد کے لیے مدینہ کے اوس وخزرج والوں کے دلوں کو مسخر کر دیا، انھوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی، آپ کی مدد کی، اور کہا کہ اگر آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ آجائیں گے تو ہم ہر طرح آپ کا دفاع کریں گے۔ اور جب آپ ﷺ دیگر مہاجرین کے ساتھ ہجرت کر کے وہاں پہنچے تو انھوں نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اسی لیے اللہ اور اس کے رسول نے انھیں ''انصار'' کا لقب دیا، جو ان کا نام بن گیا۔ ❶

مفسرین لکھتے ہیں کہ اس میں مومنوں کو ان کے ربّ کی جانب سے نصرت وتائید اور فتح و کامرانی کی خوشخبری دی گئی ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ دین حق کی سربلندی کے لیے متحد ہو کر کوشش کریں، اور نزاع واختلاف سے یکسر دور رہیں۔ وباللہ التوفیق۔

((عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِينَةَ أُتِيَ بِي إِلَيْهِ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لِي تَعَلَّمْ كِتَابَ الْيَهُودِ فَإِنِّي لَا آمَنُهُمْ عَلَى كِتَابِنَا.)) ❷

''سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب نبی مدینہ تشریف لائے تو مجھے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا میں آپ کے (نام آنے والی دستاویز) پڑھتا آپ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: ''یہودیوں کا خط (اور زبان) سیکھ لو میں ان کی طرف سے قرآن مجید کے بارے میں مطمئن نہیں ہوں۔''

((قَالَتْ عَائِشَةُ: فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ لِحَسَّانَ: إِنَّ رُوحَ الْقُدُسِ لَا يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ مَا نَافَحْتَ عَنِ اللهِ وَرَسُولِهِ.)) ❸

---

❶ تفسیر ابن کثیر، تحت الایۃ.

❷ سلسلہ احادیث صحیحہ، رقم الحدیث: ۱۸۷۔

❸ سلسلہ احادیث صحیحہ، رقم: ۱۱۸۔ صحیح مسلم، رقم: ۲۴۹۰.

Marfat.com

''سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حسان کے حق میں یہ فرماتے سنا ''روحِ قدس (جبریل امین) تیری تائید کرتا رہے گا جب تک تو اللہ اور اس کے رسول کا دفاع کرتا رہے گا۔''

((عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنَّ اللّٰہَ نَظَرَ فِیْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَوَجَدَ قَلْبَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم خَیْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ، فَاصْطَفَاہُ لِنَفْسِہٖ فَابْتَعَثَہٗ بِرِسَالَتِہٖ ثُمَّ نَظَرَ فِیْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ بَعْدَ قَلْبِ مُحَمَّدٍ، فَوَجَدَ قُلُوْبَ اَصْحَابِہٖ خَیْرَ قُلُوْبِ الْعِبَادِ، فَجَعَلَھُمْ وُزَرَاءَ نَبِیِّہٖ یُقَاتِلُوْنَ عَنْ دِیْنِہٖ فَمَا رَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ، وَمَا رَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ سَیِّئًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ سَیِّئٌ.)) [1]

''سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً اللہ عزوجل نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر کو سب سے اچھا پایا، لہٰذا آپ کو اپنی رسالت کے لیے چن لیا اور اپنی رسالت دے کر مبعوث فرمایا، پھر بندوں کے دلوں کو دیکھا تو صحابہ کے قلوب کو سب سے بہتر پایا لہٰذا انھیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معاون بنا دیا جو اس کے دین کی خاطر لڑتے ہیں۔ لہٰذا جو مسلمان بہتر سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی بہتر ہے اور جس کو مسلمان برا تصور کریں وہ اللہ کے نزدیک بھی بُرا ہے۔''

جو لوگ دین اسلام کی مدد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی اُن کی مدد فرماتا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰہَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ (الحج:۳۸)

''بے شک اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا دفاع کرتا ہے۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝۴۷﴾ (الروم:۴۷)

''اور ہم پر مومنوں کی مدد کرنا واجب ہے۔''

خون دل دے کے نکھاریں گے رُخ برگِ گلاب ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

[1] مسند احمد: ۱/ ۳۷۹۔ مجمع الزوائد: ۱/ ۱۷۷، ۱۷۸۔ شیخ احمد شاکر نے اسے ''صحیح الاسناد'' قرار دیا ہے۔

Marfat.com

فصل نمبر ۵:

# طائفہ منصورہ کا تا روزِ قیامت موجود رہنا

اللہ تعالیٰ نے قرآن وسنت کی شکل میں موجود اسلام کی حفاظت کا ذمہ خود لے رکھا ہے، جس کی خاطر کئی ذرائع اور اسباب استعمال کرتا ہے، ان میں سے ایک طائفہ منصورہ کا قیام بھی ہے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ كَذٰلِكَ.)) [1]

''میری اُمت کی ایک جماعت ہر دور میں حق کی بنیاد پر غالب رہے گی، ان کو رسوا کرنے کی کوشش کرنے والا ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا، حتیٰ کہ قیامت آجائے گی اور وہ اسی منشور پر گامزن ہوں گے۔''

جناب جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، قَالَ: فَيَنْزِلُ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ فَيَقُولُ أَمِيرُهُمْ: تَعَالَ صَلِّ لَنَا، فَيَقُولُ: لَا، إِنَّ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ أُمَرَاءُ، تَكْرِمَةَ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ.)) [2]

''میری اُمت میں سے ہمیشہ ایک گروہ قیامت تک حق پر قتال کرتا رہے گا۔ پھر عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے تو ان کا امیر کہے گا، آیئے ہمیں نماز پڑھایئے۔ عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: نہیں، تم میں سے ہی کوئی دوسروں پر امیر ہوسکتا ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے اس امت کو یہ اعزاز بخشا ہے۔''

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، رقم: ۴۹۵۰.

[2] صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۳۹۵.

Marfat.com

اس حدیث کے بارے میں امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اہل الحدیث ہیں۔ (مسالۃ الاحتجاج بالشافعی ص ۳۵ وسندہ صحیح)

اہل سنت والجماعت کے بڑے بڑے مستند علما کرام نے طائفہ منصورہ والی حدیث کا مصداق اہل الحدیث واصحاب الحدیث کو قرار دیا ہے۔ ①

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''میرے نزدیک وہ (طائفہ منصورہ) اصحاب الحدیث ہی ہیں۔'' ②

امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''اگر یہ طائفہ منصورہ اصحاب الحدیث نہیں ہیں، تو میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں۔'' ③

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ آیت کریمہ ﴿يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ﴾ (بنی اسرائیل: ۷۱) ''یعنی جس دن، ہم لوگوں کو ان کے امام سمیت بلائیں گے۔''...... کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

((وَقَالَ بَعْضُ السَّلَفِ: هٰذَا أَكْبَرُ شَرَفٍ لِأَصْحَابِ الْحَدِيْثِ لِأَنَّ إِمَامَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ.)) ④

''اور بعض سلف کا کہنا ہے: یہ اصحاب الحدیث (اہل حدیث) کے لیے بہت بڑا شرف ہے اس لیے کہ ان کے امام نبی کریم ﷺ ہیں۔''

## اہل سنت والجماعت کے فضائل:

اہل سنت والجماعت کے منہج پر صرف محدثین پورے اترتے ہیں۔ اور آج کے دور میں منہج محدثین پر جماعت اہل حدیث کے علاوہ اور کوئی جماعت نہیں، جن کا منہج قرآن وسنت فہم وعمل و عمل صحابہ کرام ہو، باقی لوگوں نے اپنی نسبتیں شخصیات اور علاقوں کی طرف کر رکھی ہیں۔ قرآن و

① سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۲۲۲۹.

② شرف اصحاب الحدیث للخطیب بغدادی، ۴۲.

③ معرفہ علوم الحدیث للحاکم، ۲.

④ تفسیر ابن کثیر: ۱۶۴/۴.

Marfat.com

سنت میں اہل حدیث واہل سنت والجماعت لوگوں کے بہت فضائل وارد ہوئے ہیں:

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر:۷۱ کی تفسیر میں نقل فرمایا:

اہل حدیث کے لیے اس سے زیادہ فضیلت والی دوسری کوئی بات نہیں ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اہل حدیث کا کوئی امام نہیں ہے۔ ❶

علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) نے تقلید کے رد پر ایک عظیم الشان کتاب: "**الرد علی من أخلد الی الارض وجھل ان الاجتھاد فی کل عصر فرض**" لکھی اور اس میں "**باب فساد التقلید**" باندھا اور حافظ ابن حزم سے بطورِ تائید نقل کیا: "**التقلید حرام**" تقلید حرام ہے۔ (ص: ۱۳۱)

علامہ سیوطی نے دوسری جگہ کہا: یہ کہنا واجب ہے کہ ہر وہ شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی دوسرے امام سے منسوب ہو جائے، اس انتساب پر وہ دوستی رکھے اور دشمنی رکھے تو یہ شخص بدعتی ہے، اہل سنت والجماعۃ سے خارج ہے، چاہے (انتساب) اصول میں ہو یا فروع میں۔ ❷

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنے مشہور قصیدہ نونیہ میں فرمایا:

"اے اہل حدیث سے بغض رکھنے اور گالیاں دینے والے، تجھے شیطان سے دوستی قائم کرنے کی بشارت ہو۔" ❸

حافظ ابن حبان نے اہل حدیث کی درج ذیل صفت بیان کی:

"وہ حدیثوں پر عمل کرتے ہیں، ان کا دفاع کرتے ہیں اور ان کے مخالفین کا قلع قمع کرتے ہیں۔" ❹

امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: "صَاحِبُ الْحَدِیْثِ عِنْدَنَا مَنْ یَسْتَعْمِلُ

---

❶ تدریب الراوی: ۲/ ۱۲۶، نوع: ۲۷۔

❶ الکنز المدفون والفلک المشحون، ص: ۱۴۹۔ دین میں تقلید کا مسئلہ، ص: ۴۰۔۴۱۔

❸ الکافیہ الشافیہ، ص: ۱۹۹۔

❹ صحیح ابن حبان، الاحسان: ۶۱۲۹۔

Marfat.com

الْحَدِیْثَ'' ''ہمارے نزدیک اہل حدیث وہ ہے جو حدیث پر عمل کرتا ہے۔''➊

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ہم اہل حدیث کا یہ مطلب نہیں لیتے کہ اس سے مراد صرف وہی لوگ ہیں جنھوں نے حدیث سنی، لکھی یا روایت کی ہے بلکہ اس سے ہم یہ مراد لیتے ہیں کہ ہر آدمی جو اس کے حفظ، معرفت اور فہم کا ظاہری و باطنی لحاظ سے مستحق ہے اور ظاہری و باطنی لحاظ سے اس کی اتباع کرتا ہے اور یہی معاملہ اہل قرآن کا ہے۔''

برصغیر کے مغل بادشاہ احمد شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ کے دور کے شیخ محمد فاخر الہ آبادی (متوفی ۱۷۵۱ء) فرماتے ہیں:

''جمہور کے نزدیک کسی خاص مذہب کی تقلید جائز نہیں، بلکہ اجتہاد واجب ہے۔ تقلید کی بدعت چوتھی صدی ہجری میں پیدا ہوئی۔''➋

مزید فرماتے ہیں:

''مگر اہل حدیث کا مذہب دیگر مذاہب سے زیادہ حق پر ثابت ہے۔''➌

امام قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اگر تو کسی آدمی کو دیکھے کہ وہ اہل حدیث سے محبت کرتا ہے تو وہ شخص سنت پر چل رہا ہے۔''➍

امام ابونعیم الاصبہانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''اور امام شافعی اہل حدیث کے مذہب پر گامزن تھے۔''➎

امام سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ فرشتے آسمان کے اور اہل حدیث زمین کے چوکیدار ہیں۔➏

امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایوب سختیانی، ابن عون، مالک بن انس، شعبہ، یحییٰ بن سعید

---

➊ مناقب الامام احمد لابن الجوزی، ص: ۲۰۸۔
➋ رسالہ نجاتیہ، ص: ۴۱، ۴۲۔
➌ رسالہ نجاتیہ، ص: ۴۱۔
➍ شرف اصحاب الحدیث، ص: ۱۳۴۔
➎ حلیۃ الاولیاء: ۹/ ۱۱۲۔
➏ شرف اصحاب الحدیث، ص: ۶۵۔

Marfat.com

قطان، عبدالرحمن بن مھدی اوران کے بعد آنے والے ائمہ اہل حدیث تھے۔ ❶
شیخ سعود الشریم (امام وخطیب مسجد حرام) فرماتے ہیں:

((وَأَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ وَالطَّائِفَةُ الْمَنْصُورَةُ، اِسْتَقَرَّ كِتَابُ اللّٰهِ، وَسُنَّةُ رَسُوْلِهِ ﷺ فِيْ سُوَيْدَاءِ قُلُوْبِهِمْ فَمُرَادُ اللّٰهِ وَمُرَادُ رَسُوْلِهِ ﷺ عِنْدَهُمْ قَدْ خلدا بِهٰذَيْنِ الْوَحْيَيْنِ، فَلَا تَعْقِيْبَ لِأَحَدٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ.))

''اور اہل السنۃ والجماعت، جو فرقہ ناجیہ اور طائفہ منصورہ ہیں کے دلوں کی گہرائیوں میں قرآن وسنت قرار پاچکے ہیں، اس لیے وہ ہمیشہ فرمان الٰہی اور فرمان رسول ﷺ کو انھیں دونوں وحیوں (قرآن وسنت) سے ہی حاصل کرتے ہیں، لہٰذا اللہ کے فرمان اور حدیث نبوی ﷺ کے بعد رائے زنی کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔''

# منہج اہل سنت والجماعت

## اہل سنت کا مفہوم:

حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سنت اس راہ کو کہتے ہیں جس پر چلا گیا ہو، چنانچہ اس میں اس منہج کی اتباع اور تمسک شامل ہے جس پر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے خلفاء راشدین گامزن تھے، خواہ عقائد ہوں یا اعمال واقوال ہوں اور یہی درحقیقت سنت کامل ہے۔'' ❷

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سنت وہ امر ہے جس کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہونے پر شرعی دلیل موجود ہو، خواہ رسول اللہ ﷺ نے اسے خود انجام دیا ہو یا آپ کے

---

❶ مقدمہ صحیح مسلم، ص: ۲۳۔
❷ جامع العلوم والحکم، از ابن رجب: ۱/ ۱۲۰۔

Marfat.com

زمانہ میں انجام دیا گیا ہو، کیونکہ اس وقت اس عمل کی ضرورت نہ تھی یا کوئی مانع درپیش تھا۔''①

اور اس معنی کے اعتبار سے سنت ظاہری و باطنی طور پر نبی کریم ﷺ کے آثار کی اتباع اور سابقین اولین مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم کے طریقہ کی پیروی کا نام ہے۔②

شاعر کہتا ہے:

اَهْلُ الْحَدِيْثِ هُمُوْ أَهْلُ النَّبِيِّ وَاِنْ
لَمْ يَصْحَبُوْا نَفْسَهُ، أَنْفَاسَهُ صَحِبُوْا

''اہل حدیث ہی اہل نبی ہیں، اگرچہ وہ نبی ﷺ کی ذات کے ساتھی نہ سہی ان کی بات کے ساتھی تو ضرور ہیں۔''

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''اَهْلُ الْحَدِيْثِ فِي الْفِرَقِ كَالْاِسْلَامِ فِي الْمِلَلِ'' ''فرقوں میں اہل حدیث اسی طرح ہیں جیسے تمام ادیان سے اسلام کا امتیاز ہے۔'' (رد المنطق)

## جماعت کا مفہوم:

جماعت کا لغوی مفہوم: ''جماعت'' عربی زبان میں مادہ ''جمع'' سے ماخوذ ہے، جس کے معنی جمع کرنے، اتفاق کرنے اور اکٹھا ہونے کے ہیں۔ جو تفرقہ و اختلاف کی ضد ہے۔

علامہ ابن فارس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جیم، میم اور عین کا مادہ کسی شے کے ملنے اور اکٹھے ہونے پر دلالت کرتا ہے، کہا جاتا ہے: ''جمعت الشيء جمعًا'' یعنی ''میں نے فلاں شے کو اکٹھا کر دیا۔''③

اور علماء عقیدہ اسلامیہ کی اصطلاح میں ''جماعت'' سے مراد امت کے سلف صالحین، یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین اور قیامت تک ان کی صحیح اتباع اور پیروی کرنے والے وہ جملہ افراد

① مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیة: ۳۱۷/۲۱.

② مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیة: ۱۵۷/۳.

③ معجم المقائیس فی اللغة، از ابن فارس، کتاب جیم، باب ما جاء من کلام العرب فی المضاعف والمطابقة، أوله جیم، ص: ۲۲۴.

Marfat.com

ہیں جنھوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ جیسی حق اور صحیح شاہراہ پر اتفاق کیا ہے۔ ❶

سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''جماعت وہ ہے جو حق کی موافقت کرے، خواہ تنہا آپ ہی کیوں نہ ہوں۔''

جناب نعیم بن حماد رحمہ اللہ (اس کی وضاحت کرتے ہوئے) فرماتے ہیں:

''جب جماعت میں فساد و بگاڑ پیدا ہو جائے، تو آپ پر ضروری ہے کہ فساد و بگاڑ سے پہلے جماعت جس منہج اور عقیدہ پر گامزن تھی اسی پر قائم رہیں، اس صورت میں اگر آپ تنہا ہیں تو تنہا آپ ہی جماعت شمار ہوں گے۔'' ❷

علامہ ابوشامہ رحمہ اللہ نے اسے اپنی عظیم کتاب **''الباعث علی انکار البدع والحوادث''** کے صفحہ نمبر ۲۲ پر اپنی اس بات پر بطور دلیل نقل کیا ہے۔

''جہاں بھی جماعت کو لازم پکڑنے کا حکم آیا ہے تو اس سے مراد حق کو لازم پکڑنا اور اس کی پیروی کرنا ہے۔ اگرچہ اس کو اختیار کرنے والے تھوڑے اور مخالف زیادہ ہوں۔ کیونکہ حق تو وہ ہے جس پر نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی پہلی جماعت تھی اور ان کے بعد آنے والے اہل باطل کی کثرت کو نہیں دیکھا جائے گا۔''

سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي بِأَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ أَوْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى

---

❶ دیکھئے: شرح العقیدۃ الطحاویۃ، از ابن ابی العز، ص: ۶۸۔ العقیدہ الواسطیۃ، بشرح محمد خلیل ہراس، ص: ۶۱۔

❷ اس بات کو امام ابن قیم رحمہ اللہ نے امام بیہقی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے، اپنی کتاب ''اغاثۃ اللهفان'' (۱/ ۷۰) میں ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

يَأْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ عَلَى النَّاسِ.)) ❶

''میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ اللہ کے حکم (اسلام) پر قائم رہے گی، ان کی مدد سے ہاتھ کھینچنے والے یا ان کی مخالفت کرنے والے انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے، یہاں تک کہ اللہ کا حکم (فیصلہ) آجائے گا اور وہ بدستور تمام لوگوں پر غالب رہیں گے۔''

سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ، حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كَذٰلِكَ.)) ❷

''میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر غالب رہے گی، ان کی مدد سے ہاتھ کھینچنے والے انھیں کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے، یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے اور وہ ایسے ہی غالب رہیں گے۔''

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اپنے آپ کو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تک محدود رکھ۔ جہاں صحابہ ٹھہرے وہاں تو بھی ٹھہر جا۔ جو انھوں نے فرمایا، وہ تو بھی کہہ۔ جس کام سے وہ رکے رہے۔ تو بھی رک جا اور سلف صالحین کے راستے پر چل تیرے لیے وہی کافی ہے جو ان کے لیے کافی تھا۔'' ❸

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب حدثنا محمد بن المثنی، حدیث رقم: ۳۶۴۱۔ صحیح مسلم، کتاب الارمارۃ، باب قولہ ﷺ: ''لا تزال طائفة من أمتی ظاهرین علی الحق لا یضرهم من خالفهم''، حدیث رقم: ۱۰۳۷۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الارمارۃ، باب قولہ ﷺ: ''لا تزال طائفة من أمتی ظاهرین علی الحق لا یضرهم من خالفهم''، حدیث رقم: ۱۹۲۰۔

❸ الشریعة للاجری، ص: ۵۸۔

Marfat.com

”لزوم جماعت کے حکم کے الفاظ عام ہیں لیکن مراد خاص ہے کیوں کہ ”جماعت“ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے اجماع کا نام ہے۔ چنانچہ جو شخص اس چیز کو لازم پکڑتا ہے جس پر وہ تھے اور ان کے بعد والے لوگوں سے علیحدہ مؤقف اختیار کرتا ہے تو وہ جماعت کو توڑنے والا نہیں اور نہ ہی وہ جماعت سے الگ ہونے والا ہے۔ لیکن جو شخص ان (صحابہ) سے علیحدہ مؤقف اختیار کرتا ہے تو وہ جماعت کو توڑنے والا ہے۔ صحابہ کے بعد ”الجماعة“ سے مراد ایسے لوگ ہیں جن میں دینداری، عقل اور علم جمع ہوں اور وہ ترک خواہشات کو لازم پکڑیں، خواہ ان کی تعداد کم ہی ہو، نہ کہ اوباش اور گھٹیا لوگ خواہ ان کی تعداد زیادہ ہی ہو۔“ [1]

اہل سنت والجماعت کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ پر مضبوطی سے قائم اور سابقین اولین مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کے عقیدہ ومنہج پر گامزن ہیں، اسی لیے اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی بابت فرمایا: ((مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي.)) ”یعنی اہل سنت والجماعت وہ لوگ ہیں جو میرے اور میرے صحابہ کے منہج پر قائم ہیں۔“

اہل السنۃ والجماعت ہی وہ بہترین نمونہ ہیں جو راہ حق کی راہنمائی کرتے ہیں اور خود بھی اس پر عمل پیرا ہیں۔ حضرت ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

((اِنَّ مِنْ سَعَادَةِ الْحَدِيثِ وَالْاَعْجَمِيِّ أَنْ يُوَفِّقَهُمَا اللّٰهُ لِعَالِمٍ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ.)) [2]

”کسی نوجوان اور عجمی کے لیے باعث سعادت ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں اہل سنت کے کسی عالم (سے ملاقات اور استفادہ) کی توفیق عطا فرما دے۔“

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ شہروں اور ملکوں کو زندگی عطا

---

[1] صحیح ابن حبان: ۸/۴۴.

[2] شرح أصول اعتقاد اهل السنة والجماعة، از لالکائی: ۱/۱۶۶، حدیث نمبر: ۳۰.

Marfat.com

کرتا ہے اور وہ اہل سنت ہیں۔ اور جو شخص یہ سمجھتا ہو کہ اس کے پیٹ میں حلال لقمہ ہی جاتا ہے تو وہ اللہ کی جماعت میں شامل ہے۔''[1]

ابو منصور عبد القاہر بن طاہر البغدادی (متوفی ۴۲۹ھ) نے ملک شام وغیرہ کی سرحدوں پر رہنے والے مسلمانوں کے بارے میں کہا: ''وہ سب اہل سنت میں سے اہل حدیث کے مذہب پر ہیں۔'' (اصول الدین، ص: ۳۱۷)

خطیب بغدادی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''شرف أصحاب الحدیث'' میں فرماتے ہیں:

''اگر کسی صاحب رائے کو نفع بخش علوم میں مصروف کر دیا جائے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنن کی طلب رکھے تو اس کو انھیں میں کفایت مل جائے گی۔ کیونکہ حدیث میں اصول توحید کی معرفت بھی ہے اور وعد و وعید بھی۔ اس میں صفات ربّ العالمین، جنت وجہنم کی صفات اور جو کچھ اللہ نے ان میں متقی اور گناہ گاروں کے لیے پیدا کر رکھا ہے اور جو اللہ نے سات زمینیں اور آسمان بنائے ہیں وہ سب کچھ ہے اور اس میں نبیوں کے قصے، زاہدوں اور اولیاء کی باتیں، بلیغ لوگوں کے خطبے، فقہاء کا کلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور خطبے بھی موجود ہیں۔ اس میں قرآنِ عظیم کی تفسیر، اس کی خبریں، نصیحت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی باتیں اور فتوے ہیں اور اللہ نے اہل حدیث کو ارکانِ شریعت بنایا ہے۔ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ بدعات کو منہدم کر دیتا ہے۔ وہ اللہ کی خلق میں اس کے امین ہیں۔ وہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اُمت کے درمیان واسطہ کا کام کرتے ہیں۔ وہ سنت کو زبانی یاد کرنے کے لیے بہت محنت کرتے ہیں۔ ان کی روشنیاں ٹمٹماتی ہیں۔ ان کے مناقب بہت ہیں اور عام بھی۔ ہر فرقہ اپنی خواہشات کی طرف سمٹتا ہے اور اپنی رائے کو اچھا سمجھ کر اس کا پہرہ دیتا ہے۔ ماسوائے اہل حدیث کے۔ قرآن ان کی تیاری ہے، سنت ان کی دلیل ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے امیر ہیں، رسولِ

[1] حوالہ سابق: ۱/ ۷۲، نمبر: ۵۱.

Marfat.com

معظم ﷺ کی طرف ان کی نسبت ہے۔ وہ لوگوں کی رائے کی طرف دیکھتے بھی نہیں۔ جو ان کے خلاف مکر کرتا ہے اللہ اس کو توڑ کر رکھ دیتا ہے۔ جو ان سے دشمنی کرتا ہے اللہ اس کو ذلیل کرتا ہے۔ اے اللہ! ہمیں اہل حدیث میں سے کر دے۔ سنت پر عمل کی توفیق دے اور اہل حدیث کی محبت عطا فرما۔ (قرآن اور) حدیث پر عمل کرنے والوں کرنے کی توفیق دے۔"

جناب ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ سے پوچھا گیا، سنی کون ہے؟ تو انھوں نے فرمایا:

"سنی وہ ہے جس کے سامنے من مانی بے دلیل باتیں بیان کی جائیں تو ان کی طرف بالکل ہی نظر التفات نہ کرے۔"[1]

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

"اہل سنت امت کے سب سے بہتر اور افضل ترین لوگ ہیں جو کہ صراط مستقیم، یعنی حق و اعتدال کی راہ پر گامزن ہیں۔"[2]

اہل سنت لوگوں میں بگاڑ پیدا ہو جانے پر اجنبی کہلائیں گے۔

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ.))[3]

"اسلام اجنبیت کے عالم میں آیا تھا اور عنقریب پھر اجنبیت سے دوچار ہوگا جس طرح شروع میں تھا تو خوشخبری (یا جنت) ہے اجنبیوں کے لیے۔"

مسند احمد بن حنبل کی ایک روایت میں سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ "غرباء" اجنبی کون لوگ ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ((اَلنُّزَّاعُ[4] مِنَ الْقَبَائِلِ.))[5]

---

[1] شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة: ۱/ ۷۲، نمبر: ۵۳۔

[2] مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ: ۳/ ۳۶۸، ۳۶۹۔

[3] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الاسلام، بدأ غریبا و سیعود غریبا، حدیث رقم: ۱۴۵۔

[4] یعنی وہ اجنبی جو اپنے گھر بار اور کنبہ قبیلہ سے الگ ہو کر دور چلا گیا ہو، مفہوم یہ ہے کہ مہاجرین کے لیے خوشخبری ہو جنھوں نے اللہ کے واسطے اپنے وطنوں سے ہجرت کی ہے، دیکھئے: النهاية في غريب الحديث والاثر، از ابن الاثیر: ۵/ ۴۱۔

[5] مسند احمد بن حنبل: ۱/ ۳۹۸۔

Marfat.com

اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑ کر ہجرت کر جانے والے۔''

مسند احمد بن حنبل ہی کی ایک دوسری روایت میں سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ''غرباء'' (اجنبی) کون لوگ ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بہت سارے صالح اور نیک لوگ، جن کی نافرمانی کرنے والے فرمانبرداروں کی نسبت زیادہ ہوں گے۔'' ❶

دوسری سند سے مروی ایک روایت میں ہے:

''لوگوں میں بگاڑ پیدا ہونے پر ان کی اصلاح کرنے والے۔'' ❷

چنانچہ اہل سنت، اہل بدعت، ہوا پرستوں اور گمراہ فرقوں کے درمیان اجنبی ہیں۔

سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

(( اَهْلُ السُّنَّةِ الْمُتَمَسِّكُوْنَ بِمَا سَنَّةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ وَاِنْ قَلُّوْا وَاَمَّا اَهْلُ الْبِدْعَةِ فَالْمُخَالِفُوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ وَكِتَابِهٖ وَرَسُوْلِهِ الْعَامِلُوْنَ بِرَاْيِهِمْ وَاَهْوَائِهِمْ وَاِنْ كَثُرُوْا. )) ❸

''یعنی اہل سنت وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ طریقہ کو اختیار کرنے والے ہیں خواہ وہ تعداد میں کم ہی کیوں نہ ہوں۔ اور اہل بدعت وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف اپنی رائے اور خواہش نفسی پر عمل کرنے والے ہیں۔ خواہ وہ تعداد میں زیادہ ہی کیوں نہ ہوں۔''

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

(( وَمِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ مَذْهَبٌ قَدِيْمٌ مَعْرُوْفٌ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ اللّٰهُ

---

❶ مسند احمد بن حنبل: ۲/ ۱۷۷، ۲۲۲۔ احمد شاکر نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

❷ مسند احمد بن حنبل: ۴/ ۷۳۱.

❸ کنز الاعمال، ص: ۷۷، ج: ۱۴، رقم الحدیث: ۴۴۲۰۹، طبع نشر السنة ملتان.

Marfat.com

اَبَا حَنِیْفَةِ وَمَالِكًا وَالشَّافِعِيَّ وَاَحْمَدَ فَاِنَّهٗ مَذْهَبُ الصَّحَابَةِ الَّذِیْنَ تَلَقَّوْهُ عَنْ نَبِيِّهِمْ وَمَنْ خَالَفَ ذٰلِكَ كَانَ مُبْتَدِعًا عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ.)) [1]

''یعنی اہل سنت والجماعت قدیم ومعروف مذہب ہے جو امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل وغیرہ کی پیدائش سے بھی پہلے صحابہ کرام کا مذہب تھا۔ انھوں نے وہ مذہب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا اور جو شخص اس کے خلاف کرتا ہے وہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک بدعتی ہے۔''

**اہل سنت ہی حاملین علم ہیں:** اہل سنت ہی دراصل حاملین علم ہیں، جو اس علم سے غلو پسندوں کی تحریف، باطل پرستوں کی تراش خراش (کاٹ چھانٹ) اور جاہلوں کی تاویلات کو دور کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے ابن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا:

''لوگ (اہل علم) اسناد کے بارے میں نہیں پوچھتے تھے، لیکن جب فتنہ رونما ہوا، تو کہنے لگے: ((سَمُّوْا لَنَا رِجَالَكُمْ.)) ''بیان کرنے والوں کے نام بتاؤ'' چنانچہ دیکھا جاتا اگر اہل سنت کی احادیث ہوتیں تو مان لی جاتیں اور اگر اہل بدعت کی ہوتیں تو ناقابل تسلیم قرار دی جاتیں۔'' [2]

**اہل سنت وہ لوگ ہیں جن کی جدائی سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے:** جناب ایوب سختیانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مجھے اہل سنت میں سے کسی کی وفات کی خبر ملتی ہے تو مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میرے جسم کا کوئی حصہ کھو گیا ہو۔'' [3]

امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اہل بدعت کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کی مخالفت کرتے ہیں اور زنادقہ کی

---

[1] منہاج السنة: ۱/۲۵۶، طبع مکتبہ سلفیہ لاہور ۱۹۷۶ء۔

[2] صحیح مسلم، المقدمة، باب الاسناد من الدین: ۱/۱۵۔

[3] شرح اصول اعتقاد اہل السنة والجماعة، از لالکائی: ۱/۶۶، نمبر: ۲۹۔

Marfat.com

علامت یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کو خس و خاشاک کہتے ہیں۔ وہ ان باتوں کے ذریعے حدیث کو باطل کرنا چاہتے ہیں اور قدریہ کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل سنت کو مشبہہ کہتے ہیں۔ جب کہ رافضیوں کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کو نوخیز اور کمزور کہتے ہیں۔" (1)

صابونی رحمہ اللہ "عقیدۃ السلف" صفحہ ۱۰۵ تا ۱۰۷ میں فرماتے ہیں:

"اور یہ ساری باتیں عصبیت ہیں اور اہل سنت کا صرف ایک نام ہے اور وہ ہے اہل حدیث۔"

پھر فرماتے ہیں:

"میں نے اہل بدعت کو دیکھا ہے کہ وہ ان ناموں کے ساتھ اہل سنت کو موسوم کرتے ہیں جو ان کی توہین پر مبنی ہوتے ہیں۔ حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے ان میں سے کسی کے نام کے ساتھ میل نہیں کھاتے۔ اس طرح اہل بدعت اہل سنت کے ساتھ وہی رویہ اختیار کرتے ہیں جو مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکھتے تھے۔ چنانچہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مختلف قسم کی باتیں کرتے تھے۔ بعض آپ کو جادوگر کہتے تھے، بعض کاہن، بعض شاعر اور بعض آپ کو جھوٹا، بداخلاق اور کذاب کہتے تھے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام عیوب سے پاک اور مبرا تھے۔ آپ تو سراسر ایک چنیدہ نبی اور رسول تھے صلی اللہ علیہ وبارك وسلم تسليما كثيرا۔"

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

سیّدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِفْتَرَقَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى اِحْدٰى وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً فَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَسَبْعُوْنَ فِي

---

(1) اصل السنة واعتقاد الدين مطبوعه مجلة الجماعه السلفيه ۱۴۰۳ھ۔ عقیدہ السلف صفحہ: ۱۰۵۔ شرح اصول الاعتقاد اهل السنة والجماعة: ۲/ ۱۷۹۔

Marfat.com

النَّارِ، وَافْتَرَقَتِ النَّصَارٰی عَلَی اثْنَتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ فِرْقَةً فَاِحْدٰی وَسَبْعُوْنَ فِرْقَةً فِی النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِی الْجَنَّةِ، وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَتَفْتَرِقَنَّ أُمَّتِیْ ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَةً، وَاحِدَةٌ فِی الْجَنَّةِ وَاثْنَتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِ قِیْلَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هُمْ؟ قَالَ: اَلْجَمَاعَةُ.)) [1]

''یہود اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، ان میں سے ایک جنتی ہے اور ستر جہنمی اور نصاریٰ (عیسائی) بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، ان میں سے صرف ایک جنتی ہے اور اکہتر جہنمی اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! یقینا میری اُمت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی، ان میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا اور بہتر فرقے جہنمی ہوں گے، دریافت کیا گیا، اے اللہ کے رسول! وہ جنتی فرقہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جماعت''۔

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی جامع ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ:

''صحابہ نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

((مَا أَنَا عَلَیْهِ وَأَصْحَابِیْ.)) [2]

''جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔''

یہ جماعت فرقہ ناجیہ ہے یعنی جہنم سے نجات پانے والی جماعت، کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرقوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کا استثناء کیا اور ارشاد فرمایا:

((کُلُّهَا فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَةً.)) [3]

---

[1] سنن ابن ماجه، کتاب الفتن، باب افتراق الامم، حدیث رقم: ۳۹۹۲۔ سنن ابو داؤد، کتاب السنة، باب شرح السنة، حدیث رقم: ۴۵۹۶، کتاب السنة، لابن ابی عاصم: ۱/۲۳، حدیث: ۶۳۔ محدث البانی نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

[2] سنن الترمذی، کتاب الایمان، باب ما جاء فی افتراق هذه الامة، حدیث: رقم ۲۶۴۱۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ۱۳۴۸۔

[3] من أصول أهل السنة والجماعة، از شیخ صالح بن فوزان الفوزان، ص: ۱۱۔

Marfat.com

''سارے فرقے جہنمی ہوں گے سوائے ایک کے'' یعنی صرف ایک جماعت جہنم سے نجات پائے گی۔

اور طائفہ منصورہ ہے یعنی نصرت الٰہی سے سرفراز جماعت، چنانچہ اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اگر آپ جاہل لوگوں سے سواد اعظم کے بارے میں پوچھیں تو وہ کہیں گے: اس سے مراد لوگوں کی جماعت ہے۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ جماعت سے مراد وہ عالم ہے جو نبی کریم ﷺ کے نقش قدم اور آپ ﷺ کے طریقے کو لازم پکڑنے والا ہو۔ جو اس کے ساتھ ہوں اور اس کی پیروی کریں وہی جماعت ہے۔'' ①

امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(( عَلَیْكَ بِآثَارِ مَنْ سَلَفَ وَإِنْ رَفَضَكَ النَّاسُ، وَإِیَّاكَ وَآرَاءَ الرِّجَالِ وَإِنْ زَخْرَفُوْهَا لَكَ بِالْقَوْلِ فَإِنَّ الْأَمْرَ یَنْجَلِيْ وَأَنْتَ عَلٰی طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ. )) ②

''سلف کے آثار وروایات کو لازم پکڑ لو اگرچہ لوگ تمھیں ٹھکرا ہی کیوں نہ دیں۔ لوگوں کی آراء سے بچو، اگرچہ وہ تمھارے لیے بات کو نہایت ہی مزین کر کے پیش کیوں نہ کریں۔ اس لیے کہ بلاشبہ اس وقت پھر دین حنیف تمھارے لیے نہایت واضح، روشن ہوگا اور تم صراطِ مستقیم پر رہو گے۔''

جناب نوح الجامع بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ سے پوچھا: اس شخص کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں جو لوگوں سے اعراض واجسام (عرض و جوہر) کے بارے گفتگو کرے؟ تو انھوں نے فرمایا:

(( مَقَالَاتُ الْفَلَاسِفَةِ، عَلَیْكَ بِالْأَثَرِ وَطَرِیْقَةِ السَّلَفِ، وَإِیَّاكَ وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ: فَإِنَّهَا بِدْعَةٌ. )) ③

---

① حلیۃ الاولیاء: ۹/ ۲۳۹۔ ② شرف أصحاب الحدیث، للخطیب۔

③ الفقیہ والمتفقہ للخطیب۔

Marfat.com

''یہ فلاسفہ کی باتیں ہیں۔ تم حدیث و اثر اور سلف کے طریقے کو لازم پکڑو۔ دین میں ایجاد کی جانے والی بدعات سے بچو، کیونکہ یہ بدعت ہے۔''

## اصحاب الحدیث اور اصحاب الرائے کا منہجی فرق:

علامہ شہرستانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

(( ثُمَّ الْمُجْتَهِدُوْنَ مِنَ اَئِمَّةِ الْاُمَّةِ مَحْصُوْرُوْنَ فِي صِنْفَيْنِ لَا يعدوان اِلَى ثَالِثٍ، أَصْحَابِ الْحَدِيْثِ وَأَصْحَابِ الرَّأْيِ، أَصْحَابُ الْحَدِيْثِ وَهُمْ أَهْلُ الْحِجَازِ وَأَصْحَابُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَأَصْحَابُ مُحَمَّدِ بْنِ اِدْرِيْسَ الشَّافِعِيِّ وَأَصْحَابُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَصْحَابُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ وَأَصْحَابُ دَاؤُدَ بْنِ عَلِيِّ بْنُ مُحَمَّدِ الْاَصْفَهَانِيِّ وَاِنَّمَا سُمُّوْا أَصْحَابَ الْحَدِيْثِ لِاَنَّ عِنَايَتَهُمْ بِتَحْصِيْلِ الْحَدِيْثِ وَنَقْلِ الْأَخْبَارِ وَبِنَاءِ الْأَحْكَامِ عَلَى النُّصُوْصِ وَلَا يَرْجِعُوْنَ اِلَى الْقِيَاسِ الْجَلِيِّ وَالْخَفِيِّ مَا وَجَدُوْا خَبَرًا أَوْ اَثَرًا .. أَصْحَابُ الرَّأْيِ وَهُمْ أَهْلُ الْعِرَاقِ هُمْ أَصْحَابُ أَبِي حَنِيْفَةَ النُّعْمَانِ بْنِ ثَابِتٍ وَمِنْ أَصْحَابِهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَأَبُوْ يُوْسُفَ يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقَاضِيْ وَزُفَرُ بْنُ هُذَيْلٍ وَالْحَسَنُ بْنُ زِيَادٍ اللُّؤْلُوِي وَابْنُ سَمَاعَةَ وَعَافِيَةُ الْقَاضِيْ وَاَبُوْ مُطِيْعِ الْبَلْخِيُّ وَالْبِشْرُ الْمَرِيْسِي وَاِنَّمَا سُمُّوْا أَصْحَابَ الرَّأْيِ لِاَنَّ عِنَايَتَهُمْ بِتَحْصِيْلِ وَجْهِ الْقِيَاسِ وَالْمَعْنَى الْمُسْتَنْبَطِ مِنَ الْأَحْكَامِ وَبِنَاءَ الْحَوَادِثِ عَلَيْهَا، وَرُبَّمَا يُقَدِّمُوْنَ الْقِيَاسَ الْجَلِيَّ عَلَى الْأَخْبَارِ الْآحَادِ .)) [1]

''ائمہ مجتہدین کی صرف دو ہی قسمیں ہیں، اصحاب الحدیث اور اصحاب الرائے، اصحاب الحدیث کا مسکن اور جائے قرار سرزمین حجاز ہے، امام مالک اور ان کے شاگرد، امام شافعی اور ان کے شاگرد، سفیان ثوری اور ان کے رفقاء امام احمد اور ان

[1] الملل النحل: ۱/۲۰۶، ۲۰۷.

Marfat.com

کے تلامذہ اور امام داؤد بن علی ظاہری کے رفقاء اور ساتھی، انھیں اصحاب الحدیث اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کی توجہ اور عنایت علم حدیث اور اخبار کی طرف ہے اور وہ اپنے احکام کی بنیاد نصوص پر رکھتے ہیں، جب تک کہ حدیث موجود ہو وہ قیاس جلی اور خفی کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

اصحاب الرائے کا مسکن اور جائے قرار عراق ہے اور انھیں اہل الرائے کہا جاتا ہے اور وہ امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ ہیں، انھی میں امام محمد بن حسن، امام ابویوسف یعقوب بن ابراہیم بن محمد، امام زفر بن ہذیل، حسن بن زیاد لولوی، ابن سماعہ، قاضی عافیہ، ابومطیع بلخی اور بشر مریسی وغیرہ ہیں، انھیں اصحاب الرائے کے نام سے اس لیے یاد کیا جاتا ہے کہ ان کی توجہ اور عنایت قیاس پر مرکوز رہی اور انھوں نے اسی پر اپنے مسائل کے استنباط واستخراج کی بنا رکھی اور رکھتے ہیں اور بسا اوقات اس راہ میں خبر آحاد یعنی غیر متواتر احادیث نبویہ پر قیاس جلی کو مقدم کرتے ہیں۔''

علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں:

((وَانْقَسَمَ الْفِقْهُ فِيْهِمْ إِلٰى طَرِيْقَيْنِ طَرِيْقِ أَهْلِ الرَّأْيِ وَالْقِيَاسِ وَهُمْ أَهْلُ الْعِرَاقِ، وَطَرِيْقَةِ أَهْلِ الْحَدِيْثِ وَهُمْ أَهْلُ الْحِجَازِ وَكَانَ الْحَدِيْثُ قَلِيْلًا فِيْ أَهْلِ الْعِرَاقِ لِمَا قَدَّمْنَاهُ فَاسْتَكْثَرُوْا مِنَ الْقِيَاسِ وَمَهَرُوْا فِيْهِ فَلِذٰلِكَ قِيْلَ أَهْلُ الرَّأْيِ وَمُقَدَّمُ جَمَاعَتِهِمُ الَّذِيْ اِسْتَقَرَّ الْمَذْهَبُ فِيْهِ وَفِيْ أَصْحَابِهِ أَبُوْ حَنِيْفَةَ.)) [1]

''اور فقہ دو حصوں میں تقسیم ہوگی، پہلی قسم اہل الرائے اور قیاس کی جس کا مرکز عراق ہے، اور دوسری قسم فقہ اہل حدیث کی جس کا مرکز حجاز ہے، اہل عراق میں حدیث کا رواج کم تھا، انھوں نے کثرت سے قیاس ورائے پر اپنا زور صرف کیا اور فن میں وہ ماہر ہوگئے، اس لیے انھیں اہل الرائے کہا گیا اور جس جماعت میں اس مذہب نے

---

[1] مقدمۃ ابن خلدون، ص: ۳۸۹.

Marfat.com

جڑ پکڑی، ان میں سرفہرست امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ ہیں۔"
اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"باید دانست کہ سلف در استنباط مسائل و فتوی بر دو وجہ بودند یکے آنکہ قرآن وحدیث و آثار صحابہ جمع می کردند و از انجا استنباط نمودند، دریں طریقہ اصل راہِ محدثین است، و دیگر آنکہ قواعد کلیہ کہ جمع از ائمہ تنقیح و تہذیب آں گروہ اندیاد گیرند بملاحظہ ماخذ آنہا پس مسئلہ کہ وارد می شد جواب آں ازھما قواعد طلب می کردند، وایں طریقہ اصل راہِ فقہاء است، وغالب بر بعض سلف طریقہ اولی بود و بر بعض آخر طریقہ ثانیہ۔" ❶

"سلف میں مسائل کے استنباط کے متعلق دو طریقے رائج تھے، پہلا طریقہ یہ تھا کہ قرآن وحدیث اور آثار صحابہ جمع کیے جائیں اور انھیں اصل مان کر ان کی روشنی میں پیش آمدہ مسائل پر غور کیا جائے، یہ محدثین کا طریقہ ہے، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ائمہ کے تنقیح وتہذیب کیے ہوئے قواعد کلیہ کو اصل قرار دے کر ان ہی کے ذریعے پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کیا جائے اور اصل ماخذ کی طرف توجہ کی ضرورت نہ سمجھی جائے یہ فقہاء کا طریقہ ہے، سلف کا ایک بڑا گروہ پہلے طریقے کا پابند ہے اور ایک گروہ دوسرے طریقے کا۔"

ملک شام کی ممتاز ترین شخصیت شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ "مجموع الفتاویٰ" (۴/ ۹۶) میں فرماتے ہیں:

"آپ کو علم ہونا چاہیے کہ جو لوگ اہل حدیث پر عیب لگاتے اور ان کے مذہب سے ہٹتے ہیں وہ جاہل، زندیق اور پکے منافق ہیں۔ اسی لیے جب امام احمد رحمہ اللہ کو پتہ چلا کہ ابن قتیلہ کے سامنے مکہ میں محدثین کا تذکرہ ہوا تو اس نے ان کو برا بھلا کہا ہے تو آپ کپڑے جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا: وہ زندیق ہے، وہ

---

❶ مصفی: ۱/ ۴، بحوالہ تحریک آزادئ فکر، ص: ۱۰۷، ۱۰۸.

Marfat.com

زندیق ہے، وہ زندیق ہے اور اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔ کیونکہ آپ رحمہ اللہ اس کا مقصد سمجھ گئے تھے۔"

امت کے متقی علماء راسخین فی العلم اسی طرح گمراہ فرقوں، ان کے ٹھکانوں اور گمراہ کرنے والوں کے متعلق لوگوں کو آگاہ کرنے کے موقع کی تلاش میں رہتے ہیں۔ تاکہ کہیں اچھے لوگ ان کی چالوں اور فریب کاریوں کا شکار نہ ہو جائیں۔

شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ مزید رقم طراز ہیں:

((وَهٰذِهِ الطَّبَقَةُ هِيَ الطِّرَازُ الْأَوَّلُ مِنْ طَبَقَاتِ الْمُحَدِّثِيْنَ فَرَجَعَ الْمُحَقِّقُوْنَ مِنْهُمْ بَعْدَ اَحْكَامِهِمْ فَنَّ الرِّوَايَةِ وَمَعْرِفَةِ مَرَاتِبِ الْأَحَادِيْثِ اِلَى الْفِقْهِ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُمْ مِنَ الرَّأْيِ أَنْ يَّجْمَعَ عَلَى تَقْلِيْدِ رَجُلٍ مِمَّنْ مَضَى مَعَ مَا يَرَوْنَ مِنَ الْأَحَادِيْثِ وَالْآثَارِ الْمُنَاقِضَةِ فِيْ كُلِّ مَذْهَبٍ مِنْ تِلْكَ الْمَذَاهِبِ فَأَخَذُوْا يَتَتَبَّعُوْنَ أَحَادِيْثَ النَّبِيِّ ﷺ وَآثَارِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَالْمُجْتَهِدِيْنَ عَلَى قَوَاعِدَ أَحْكَمُوْهَا فِيْ نُفُوْسِهِمْ... كَانَ عِنْدَهُمْ أَنَّهُ اِذَا وَجَدَ فِي الْمَسْأَلَةِ قُرْآنٍ نَاطِقٍ فَلَا يَجُوْزُ التَّحَوُّلُ مِنْهُ اِلَى غَيْرِهِ، وَاِذَا كَانَ الْقُرْآنُ مُحْتَمِلًا لِوُجُوْهٍ فَالسُّنَّةُ قَاضِيَةٌ عَلَيْهِ، فَاِذَا لَمْ يَجِدُوْا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ أَخَذُوْا سُنَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ سَوَاءٌ كَانَ مُسْتَفِيْضًا دَائِرًا بَيْنَ الْفُقَهَاءِ أَوْ يَكُوْنُ مُخْتَصًّا بِأَهْلِ بَلَدٍ أَوْ أَهْلِ بَيْتٍ أَوْ بِطَرِيْقٍ خَاصَّةٍ، وَسَوَاءٌ عَمِلَ بِهِ الصَّحَابَةُ وَالْفُقَهَاءُ أَوْ لَمْ يَعْمَلُوْا بِهِ. وَمَتَى كَانَ فِي الْمَسْأَلَةِ حَدِيْثٌ فَلَا يُتَّبَعُ فِيْهَا خِلَافُ أَثَرٍ مِنَ الْآثَارِ وَلَا اِجْتِهَادِ أَحَدٍ مِنَ الْمُجْتَهِدِيْنَ.)) [1]

"گروہِ محدثین کا سب سے اعلیٰ طبقہ محققین اہل حدیث کا ہے جنھوں نے فن روایت میں پختگی اور مراتب حدیث میں پوری معرفت حاصل کر کے فقہ کی طرف توجہ کی، لیکن انھوں نے ماضی کے بزرگوں میں سے کسی خاص شخص کی تقلید پر اتفاق نہیں کیا،

---

[1] حجۃ اللہ البالغۃ: ۱/۱۴۹۔

Marfat.com

کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ ہر مروجہ مذہب میں متناقض احادیث اور آثار موجود ہیں، اس لیے انھوں نے احادیث رسول اور آثار صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین کے قواعد وضوابط کی روشنی میں غور وفکر کیا، اس سلسلے میں ان کا طریقہ یہ رہا کہ اگر زیر بحث مسئلے میں کوئی نص قرآنی مل جاتی تو پھر کسی دوسری چیز کی طرف توجہ نہ کرتے اور اگر نص قرآنی چند معانی کی محتمل ہوتی تو اس کا فیصلہ سنت رسول کے ذریعے فرماتے اور اگر نص قرآنی نہیں پاتے تو سنت رسول کو لیتے، سنت چاہے درجۂ مستفیض کی ہوتی، جس کا چلن فقہاء کے درمیان عام ہوتا یا کسی شہر یا کسی گھرانے یا کسی خاص طریقے سے معنون ہوتی، جس پر صحابہ اور فقہا نے عمل کیا ہو یا نہیں کیا ہو، انھیں ان امور سے کوئی بحث نہیں ہوتی۔

اور جب بھی پیش آمدہ مسئلے میں کوئی حدیث دستیاب ہو جاتی تو اس کے خلاف کسی اثر یا کسی مجتہد کے کسی اجتہاد کی اتباع نہیں کرتے۔''

مورخ اسلام خطیب بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اگر صاحب الرائے نفع بخش علوم میں مشغول ہو جائے اور رب العالمین کے رسول کی سنتوں کا طلب گار ہو جائے تو وہ دوسری چیزوں سے بے نیاز ہو جائے گا، اس لیے کہ علم حدیث اصول توحید کی معرفت، وعد و وعید کے تمام وجوہات اور رب العالمین کے جملہ صفات کو حاوی ہے، جس کے اندر جنت اور دوزخ کی صفتوں، متقیوں، فاسقوں اور فاجروں کے لیے جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھا ہے اس کا بیان ہے، اس میں زمین و آسمان کی تمام مخلوقات، نبیوں کے قصے، زاہدوں کے اخبار، اولیاء کے حالات، اہل فصاحت و بلاغت کے مواعظ، فقہاء کے کلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبوں اور معجزات کا بیان ہے، جس میں قرآن مجید کی تفسیر، قیامت کے احوال، حکمت سے لبریز ذکر و اذکار اور صحابہ کے اقوال سے مستنبط احکام و مسائل محفوظ و مذکور ہیں۔

Marfat.com

جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اہل حدیث کو شریعت کے ارکان و اساطین کے منصب سے سرفراز فرمایا ہے اور جن کے ہاتھوں ہر طرح کی بدعت وضلالت کی دیوار منہدم ہوئی ہے، وہ اللہ کی خلافت کے امین و پاسباں ہیں، نبی اور ان کی امتی کے درمیاں واسطہ ہیں، ان کے ارشادات کے حفظ و اتقان کے مجاہد ہیں، ان کے انوار واز ہار کھل رہے ہیں اور ان کے فضائل کا چشمہ جاری ہے، ہر جماعت کسی نہ کسی نفسانیت کی شکار اور کسی نہ کسی رائے کے دام میں گرفتار ہے، لیکن جماعت اہل حدیث وہ جماعت ہے جس کا زادراہ کتاب اللہ ہے، سنت ان کی دلیل، رسول اللہ ان کی جماعت اور انہی کی طرف ان کی نسبت ہے، وہ آراء اور ظن وتخمین کی طرف توجہ نہیں کرتے، جس نے انھیں تکلیف پہنچائی یا ان کی مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی کمر توڑ دی اور جس نے ان سے عداوت مول لی تو اللہ تعالیٰ نے اسے رسوا کر دیا۔'' [1]

حضرت امام عبداللہ بن مبارک متوفی ۱۸۱ھ فرماتے ہیں کہ:

(( اَلدِّيْنُ لِاَهْلِ الْحَدِيْثِ وَالْكَلَامُ وَالْحِيَلُ لِاَهْلِ الرَّأْيِ وَالْكِذْبُ لِلرَّافِضَةِ.)) [2]

''یعنی دین (اسلام) اہل حدیث کے پاس ہے۔ باتیں بنانا اور حیلہ سازی کرنا اہل الرائے کی عادت ہے اور جھوٹ بولنا رافضیوں کا کام ہے۔''

مولانا عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ ''امام الکلام'' میں فرماتے ہیں:

((مَنْ نَظَرَ بِنَظْرِ الْاِنْصَافِ وَغَاصَ فِي بِحَارِ الْفِقْهِ وَالْأُصُوْلِ مُتَجَنِّبًا عَنِ الْاِعْتِسَافِ، يَعْلَمُ عِلْمًا يَقِيْنِيًا أَنَّ أَكْثَرَ الْمَسَائِلِ الْفَرْعِيَّةِ وَالْأَصْلِيَّةِ الَّتِي اِخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِيْهَا. فَمَذْهَبُ الْمُحَدِّثِيْنَ فِيْهَا أَقْوٰى مِنْ مَذَاهِبِ غَيْرِهِمْ

[1] شرف أصحاب الحديث بحواله منهاج الفرقة الناجية، ص: ۱۴.

[2] المنتقى من منهاج الاعتدال، ص: ۴۸۰.

Marfat.com

وَاِنِّي كُلَّمَا أَسِيرُ فِي شُعَبِ الْاِخْتِلَافِ أَجِدُ قَوْلَ الْمُحَدِّثِيْنَ فِيْهِ قَرِيْبًا مِنَ الْاَنْصَافِ، فَلِلّٰهِ دَرُّهُمْ عَلَيْهِ شُكْرُهُمْ. كَيْفَ لَا! وَهُمْ وَرَثَةُ النَّبِيِّ ﷺ وَنَوَابُ شَرِيْعَتِهِ صِدْقًا، حَشَرَنَا اللّٰهُ فِي زُمْرَتِهِمْ، وَأَمَاتَنَا عَلٰى حُبِّهِمْ وَسِيْرَتِهِمْ.))

''جونظر انصاف رکھتا ہے اور کتب فقہ واصول کے سمندروں میں غوطہ زن ہوتا ہے وہ یقیناً جان لے گا کہ بیشتر فروعی واصولی مسائل میں علماء کا اختلاف ہے۔ لہٰذا محدثین کرام کا نکتہ نظر ہی اوروں کے نقطہ نظر سے قوی تر ہوتا ہے۔ میں جب بھی اختلافی مسائل سے گزرتا ہوں تو مجھے محدثین کا فیصلہ ہی انصاف کے قریب ترین نظر آتا ہے۔ بخدا ان کا کیا کہنا، اللہ ہی ان کو جزا دے گا۔ وہ کیوں نہ دے یہی تو سچے وارث نبی ہیں اور شریعت کے کھرے نمائندے۔ اللہ ہمارا حشر ان کے ساتھ کرے اور ان کی محبت وسیرت پر ہی ہمیں دنیا سے اٹھائے۔''

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اہل الرای اور اہل الحدیث کا فرق بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

((لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ وَالْآثَارِ مَا يَقْدِرُوْنَ بِهِ عَلَى اِسْتِنَادِ الْفِقْهِ عَلَى الْاُصُوْلِ الَّتِي اِخْتَارَهَا أَهْلُ الْحَدِيْثِ... الخ.)) [1]

''یعنی اہل الرای کے پاس احادیث نبویہ اور آثار صحابہ کا اتنا علم نہیں تھا جس سے یہ لوگ اہل حدیث کے اختیار کردہ اصول پر فقہی مسائل استنباط کر سکتے اور نہ ان لوگوں کے دلوں میں اتنی وسعت و ہمت ہی تھی کہ وہ تمام علماء کے اقوال پر نظر کر سکتے اور نہ ان کے سینوں میں اتنی فراخی تھی کہ وہ اقوال اہل علم کو جمع کر کے ان پر بحث ونظر کرتے۔''

شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے تہتر (۷۳) فرقوں میں سے ملت واحدہ ناجیہ کے بارہ میں یہی فیصلہ صادر فرمایا ہے۔ پس یہی لوگ بامراد اور فائز المرام ہوں گے: ((وَلَا اِسْمَ لَهُمْ اِلَّا

[1] حجۃ اللہ البالغہ: ۱/۱۵۲.

Marfat.com

اِسْمٌ وَاحِدٌ وَهُوَ أَصْحَابُ الْحَدِيْثِ.)) ❶

اور ذرا آگے چل کر فرماتے ہیں: ((وَهُمُ الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ فَحَفِظَ اللهُ الدِّيْنَ بِهِمْ.)) یعنی ''اہل حدیث ہی فرقہ ناجیہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے انھی لوگوں کو حفاظت دین کے لیے منتخب فرمایا ہے۔''

فضیلۃ الشیخ حافظ محمد اسماعیل اسد فرقہ واریت اور تقلید ص ۲۴ میں رقمطراز ہیں کہ:

''قطان اور امام حاکم نے فرمایا کہ اگر محدثین کا کثیر طائفہ حفاظت اسناد پر کار بند نہ ہوتا تو اسلام کے راستے متروک ہو جاتے نیز بے دین اور بدعتی لوگ احادیث وضع کرنے اور اسانید بدل دینے پر قادر ہو جاتے۔'' ❷

---

❶ غنیۃ الطالبین۔ ❷ الظفر المبین، ص: ۳۸۔

Marfat.com

باب نمبر ۸:

# اسلام کی اخلاقی تعلیمات

اسلام کی پاکیزہ تعلیمات کو تین بڑے حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

**ا: حقوق و فرائض:**

ایک انسان پر اللہ ربّ العزت کے متعلق یا رسول اللہ ﷺ کے متعلق جو فرائض عائد ہوتے ہیں، ایسے ہی ایک انسان پر دوسرے انسان کی نسبت جو فرائض عائد ہوتے ہیں، ادا کرنے والے کی نسبت سے انھیں فرائض اور جس کے متعلق وہ ادا کیے جائیں، اس کی نسبت انھیں حقوق کہا جاتا ہے۔

فصل نمبر ا:

## حقوق و فرائض ایک نظر میں

**(ا) اللہ تعالیٰ کے حقوق:**

اور وہ یہ ہیں: (ا) اللہ تعالیٰ کے بارے میں علم کے ساتھ بات کرنا۔ (۲) صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا۔ (۳) صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔ (۴) صرف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا۔ (۵) حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے دعا صرف اللہ تعالیٰ سے کرنا۔ (۶) نذر نیاز اور منت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ماننا۔ (۷) صرف اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرنا۔ (۸) صرف ربِ کائنات کی رضا اور خوشنودی تلاش کرنا۔ (۹) اللہ تعالیٰ سے امید رکھنا۔ (۱۰) اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا۔ (۱۱) اللہ تعالیٰ سے حیا کرنا۔ (۱۲) اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا۔ (۱۳) اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی کی اطاعت نہ کرنا۔ (۱۴) طاغوت کی اطاعت سے بچنا۔ (۱۵) شیطان کی عبادت نہ کرنا۔ (۱۶)

Marfat.com

نماز کی پابندی کرنا۔(۱۷) زکوٰۃ ادا کرنا۔(۱۸) رمضان کے روزے رکھنا۔(۱۹) بیت اللہ کا حج کرنا۔(۲۰) اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا۔(۲۱) شرک سے بچنا۔(۲۲) کفر اختیار کرنے سے بچنا۔(۲۳) اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرنا۔

## (۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق:

اور وہ یہ ہیں: (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان۔(۲) نواقض ایمان بالرسول سے اجتناب۔(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر طعن اور گستاخی سے بچنا۔(۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں طعن سے بچنا۔(۵) اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔(۶) اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔(۷) اختلافی امور میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع۔(۸) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی معاملہ میں مخالفت نہ کی جائے۔(۹) ''ترک احداث'' بدعات کا چھوڑنا۔(۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر خواہی۔(۱۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت۔(۱۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و تعظیم کرنا۔(۱۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بکثرت درود وسلام پڑھنا۔(۱۴) بارگاہ رسالت میں قربت کی راہ اختیار کرنا۔

## (۳) دین اسلام کے حقوق:

اور وہ یہ ہیں: (۱) نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔(۲) دین اسلام پر حسبِ استطاعت عمل کرنا۔

## (۴) قرآنِ حکیم کے حقوق:

اور وہ یہ ہیں: (۱) قرآنِ حکیم پر ایمان لانا۔(۲) قرآنِ حکیم کو سمجھنا اور غور وفکر کرنا۔(۳) قرآنِ حکیم کی تلاوت کرنا۔(۴) آداب تلاوت کا ملحوظ رکھنا۔(۵) قرآنِ حکیم کی تعلیمات کو لوگوں تک پہنچانا۔(۶) قرآنِ حکیم کی تعلیمات پر عمل کرنا۔(۷) قرآنِ حکیم کے مطابق فیصلہ کرنا۔

## (۵) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حقوق:

اور وہ یہ ہیں: (۱) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دل وجان سے محبت کرنا۔(۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کی طرح ایمان لانا۔(۳) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اقتداء کرنا۔(۴) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

Marfat.com

کی عزت و احترام کرنا۔(۵) صحابہ کرام کے بارے میں سب وشتم سے گریز۔(۶) اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے رحمت و بخشش کی دعا کرنا۔

## (۶) اہل علم کے حقوق:

اور وہ یہ ہیں: (۱) اہل علم سے نرم لہجے میں بات کرنا۔(۲) اہل علم کا احترام کرنا۔(۳) اہل علم کی صحبت اختیار کرنا۔(۴) اہل علم کی طرف، طلب علم کے لیے سفر کرنا۔(۵) عدم علم ہر اہل علم سے مسئلہ دریافت کرنا۔

## (۷) عام مسلمانوں کے حقوق:

اور وہ یہ ہیں: (۱) السلام علیکم کہنا۔(۲) دعوت قبول کرنا۔(۳) مسلمان بھائی کی خیر خواہی کرنا۔(۴) مریض کی عیادت کرنا۔(۵) مسلمان چھینکنے والا ''الحمد للہ'' کہے تو ''یرحمک اللہ'' کہنا۔(۶) جنازہ پڑھنا۔(۷) صلہ رحمی کرنا۔(۸) دکھ تکلیف نہ پہنچانا۔(۹) عزت و آبرو کی حفاظت کرنا۔(۱۰) مسلمان بھائی کی غیبت نہ کرنا۔(۱۱) اللہ کے لیے محبت کرنا۔(۱۲) مسلمان بھائی کو حقیر نہ سمجھنا۔

## (۸) والدین کے حقوق:

اور وہ یہ ہیں: (۱) والدین کا ادب و احترام کرنا۔(۲) والدین کا حکم ماننا۔(۳) والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔ (۴) والدین کی ضروریات زندگی کا خیال رکھنا۔ (۵) والدین کو گالی دینے سے پرہیز کرنا۔(۶) والدین کے لیے مغفرت کی دعا کرنا۔

## (۹) اولاد کے حقوق:

اور وہ یہ ہیں: (۱) نیک اولاد کی دعا کرنا۔(۲) اولاد کو قتل نہ کرنا۔(۳) اولاد کا اچھا نام رکھنا۔(۴) اولاد کی اچھی تربیت کرنا۔(۵) نماز کی تلقین کرنا۔(۶) اولاد کے ساتھ شفقت سے پیش آنا۔(۷) دین اسلام کا علم سکھلانا۔(۸) عدل و مساوات قائم رکھنا۔(۹) اولاد کے لیے حسب استطاعت مال و دولت چھوڑنا۔

Marfat.com

## (۱۰) حقوقِ زوجین:

اور وہ یہ ہیں: خاوند کے حقوق: (۱) خاوند کو خوش رکھنا۔ (۲) خاوند کا حکم ماننا۔ (۳) خاوند کے مال کی حفاظت کرنا۔ (۴) خاوند کی شکر گزاری۔

بیوی کے حقوق: (۱) بھلائی کرنا۔ (۲) گالی گلوچ سے اجتناب۔ (۳) اچھا سلوک کرنا۔ (۴) مار پیٹ نہ کرنا۔ (۵) وقت دینا۔ (۶) جہنم کی آگ سے بچانا۔ (۷) بیوی پر خرچ کرنا۔ (۸) مہر ادا کرنا۔ (۹) بیوی کو گھر کی زینت بنانا۔ (۱۰) پیار و محبت کا اظہار۔ (۱۱) صلاح و مشورہ کرنا۔ (۱۲) عزت واحترام کرنا۔

## (۱۱) مساجد کے حقوق:

اور وہ یہ ہیں: (۱) مساجد کی تعمیر۔ (۲) مساجد میں نماز پڑھنا۔ (۳) مساجد کو صاف رکھنا۔ (۴) مساجد میں آواز بلند نہ کرنا۔ (۵) مساجد کی آبادکاری۔

## (۱۲) بندے کے اللہ پر حقوق:

اور وہ یہ ہیں: (۱) مغفرت۔ (۲) نصرت۔ (۳) راضی ہو جانا۔ (۴) محنت وعمل کی قدردانی۔

## (۱۳) ہمسایوں کے حقوق:

اور وہ یہ ہیں: (۱) اچھا برتاؤ۔ (۲) اسلامی تعلیمات کی تبلیغ۔ (۳) خندہ پیشانی سے پیش آنا۔ (۴) جو اپنے لیے پسند کرو وہی اُن کے لیے۔ (۵) زیادتی پر صبر کرنا اور (۶) پڑوسی کے حقوق کا تحفظ۔

## (۱۴) قریبی رشتہ داروں کے حقوق:

اور وہ یہ ہیں: (۱) صلہ رحمی کرنا۔ (۲) حسن سلوک سے پیش آنا۔ (۳) عدل وانصاف کرنا۔ (۴) رشتہ داروں سے تعاون کرنا۔ (۵) ایک دوسرے کو تکلیف دہ باتیں نہ کہنا، اور احسان نہ جتلانا۔

## (۱۵) بہن بھائیوں کے حقوق:

اور وہ یہ ہیں: (۱) اللہ کے لیے محبت کرنا۔ (۲) قطع تعلقی سے اجتناب۔ (۳) خندہ پیشانی

Marfat.com

سے ملنا۔(۴) خیر خواہی کا جذبہ۔(۵) بے جا ٹھٹھا مذاق سے پرہیز۔(۶) وفاداری کرنا اور (۷) غائبانہ دعا کا اہتمام۔

## (۱۶) یتیموں کے حقوق:

اور وہ یہ ہیں: (۱) یتیموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔(۲) مال کی حفاظت کرنا۔ (۳) یتیموں کی کفالت کرنا۔

## (۱۷) محتاجوں، غربا اور مساکین کے حقوق:

اور وہ یہ ہیں: (۱) کھانا کھلانا۔(۲) اُن پر خرچ کرنا۔(۳) اُن کے جمیع حقوق کا تحفظ اور (۴) اُنھیں ضروریاتِ زندگی مہیا کرنا۔

## (۱۸) عمر رسیدہ لوگوں کے حقوق:

اور وہ یہ ہیں: (۱) سماجی معاملات میں تکریم کا حق۔(۲) معمر افراد کی تکریم اللہ کی تعظیم کا حصہ ہے۔(۳) عمر رسیدہ افراد کی تکریم علامتِ ایمان ہے۔(۴) معمر افراد کا وجود باعثِ برکت سمجھنا۔(۵) سہولیاتِ زندگی کی فراہمی میں ترجیح کا حق۔(۶) استطاعت سے زیادہ بوجھ سے استثنا کا حق۔

## (۱۹) معذوروں کے حقوق:

اور وہ یہ ہیں: (۱) خصوصی توجہ کا حق۔(۲) قانونِ معاشرت کے نفاذ میں استثنا کا حق۔ (۳) جہاد اور دفاعی ذمہ داریوں سے استثنا کا حق۔

## (۲۰) حکمرانوں اور رعایا کے حقوق:

رعایا کا فرض ہے کہ وہ اپنے اولی الامر کی ہر بھلائی کے کام میں اطاعت کرے، اور نافرمانی سے بچے اور حکمرانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی رعایا پر ظلم نہ کریں، روزگار کے مواقع میسر کریں، اور ہر وہ کام کریں جو ایک حکمران کا فرض بنتا ہے کہ وہ ملک وقوم کی خاطر سرانجام دے۔

## (۲۱) خدام اور مزدوروں کے حقوق:

اور وہ یہ ہیں: (۱) عادلانہ اور منصفانہ معاشی نظام کا قیام۔(۲) کھانا کھلانا۔(۳) خادم اور

Marfat.com

مزدور کا علاج کرانا۔(۴) وقت پر اُجرت ادا کرنا۔(۵) ظلم وزیادتی نہ کرنا۔اور(۶) غلطی سے درگزر کرنا۔

## (۲۲) مہمانوں کے حقوق:

اور وہ یہ ہیں: (۱) کھانا کھلانا۔(۲) مہمانوں کی عزت کرنا۔

## (۲۳) مسافروں کے حقوق:

اور وہ یہ ہیں: (۱) کھانا کھلانا۔(۲) مالی معاونت کرنا۔(۳) مسافر کو ہر وہ سہولت میسر کرنا جو اُس کے سفر کے لیے مفید ہو۔اور(۴) اُنھیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا۔

## (۲۴) جان اور مال کے حقوق:

اور وہ یہ ہیں: (۱) جان (نفس) کے حقوق۔(۲) تزکیۂ نفس۔(۳) تزکیۂ نفس کے ذرائع۔(۴) اللہ کی طرف رجوع کرنا اور توبہ کرنا۔(۵) اللہ کو ہر وقت ہر حال میں یاد رکھنا۔(۶) اپنے نفس کو خواہشات کا بندہ بنانے سے بچانا۔(۷) اپنے نفس کے خلاف جہاد کرنا۔(۸) زینت اختیار کرنا۔(۹) مناسب کھانا۔اور(۱۰) منہ کو صاف رکھنا۔

(۲) مال کے حقوق: (۱) حلال کمانا۔(۲) زکوٰۃ ادا کرنا۔

## (۲۵) اسلام میں اقلیتوں کے حقوق:

اور وہ یہ ہیں: (۱) اچھے طریقے سے اسلام کی دعوت دینا۔(۲) غیر مسلموں کے معبودوں کو برا نہ کہنا۔(۳) اہل کتاب سے نکاح جائز۔(۴) بھلائی اور انصاف کا سلوک کرنا۔(۵) ظلم زیادتی نہ کرنا۔(۶) اہل کتاب کا کھانا جائز۔(۷) کافر مشرکین کو ہدیہ دینا۔(۸) اہل کتاب اگر سلام کہیں تو جواب دینا۔(۹) احسان کرنا۔(۱۰) غیر مسلموں کو پناہ کا وعدہ اور عہد کا پورا کرنا۔(۱۱) نجی زندگی اور شخصی رازداری کا حق۔(۱۲) مذہبی آزادی کا حق۔(۱۳) اقتصادی اور معاشی آزادی کا حق۔(۱۴) روزگار کی آزادی کا حق۔(۱۵) تحفظ اور سلامتی کا حق۔(۱۶) ناجائز قتل و غارت سے اجتناب۔

Marfat.com

## (۲۶) جانوروں کے حقوق:

اور وہ یہ ہیں: (۱) جانوروں پر ظلم نہ کیا جائے۔ (۲) جانوروں کو آگ میں نہ جلایا جائے۔ (۳) موذی جانوروں کو قتل کرنا جائز ہے۔

## (۲۷) دنیا کا پہلا دستوری معاہدہ (میثاق مدینہ)

مدینہ منورہ میں قیام امن وامان کی خاطر رسول مکرم ﷺ نے ایک تابناک کارنامہ سرانجام دیا جسے ''مواخات'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ایسے ہی ایک اور عہد و پیمان کرایا جس کی ذریعے ساری جاہلی اور قبائلی کشمکش کی بنیاد ڈھادی، اور دورے جاہلیت کے رسم ورواج کے لیے کوئی گنجائش نہ چھوڑی۔ یہ دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور تھا جس نے مختلف مذاہب کے قبائل اور جماعتوں کو ایک نظام کے تحت انسانیت کے بہترین مقاصد کے لیے متحد کردیا، اس میں ہر گروہ کے تمام جائز حقوق کی حفاظت کے ساتھ سب کو اجتماعی امن وسکون اور تعمیر وترقی کی راہ پر لگانے کا ذکر ہے، کوئی مقنن ریفامر اس طرح کا نقشہ حقوق پیش نہیں کرسکتا۔ معروف محقق ڈاکٹر حمید اللہ حیدر آبادی مرحوم نے اسے بالکل بجا طور پر دنیا کا سب سے پہلا تحریر دستور قرار دیا۔ (عہد نبوی ﷺ میں نظام حکمران، ص۷۶)

## پہلے دستور کی دفعات:

ابو محمد عبد الملک بن ہشام نے اس کی (۵۳) دفعات ذکر کی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ دستوری معاہدہ اللہ کے نبی محمد (ﷺ) اور قریش و یثرب کے اُن لوگوں کے مابین ہے جو مومن ہیں، اطاعت گزار ہیں، جو اُن کے تابع ہیں، جو اُن کے ساتھ شامل ہوجائیں اور ان کے ساتھ مل کر جنگ میں حصہ لیں۔

۱: یہ سب مسلمان دوسرے لوگوں کے مقابلے میں ایک علیحدہ سیاسی وحدت (امت) ہوں گے۔

۲: قریشی مہاجر اسلام سے پہلے کے دستور کے مطابق خوں بہا ادا کیا کریں گے اور اپنے

Marfat.com

قیدیوں کا فدیہ ادا کیا کریں گے، تا کہ مومنوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف پر مبنی ہو۔

۳: بنی عوف کے لوگ اپنے دستور کے مطابق خوں بہا ادا کیا کریں گے اور اپنے قیدیوں کا فدیہ ادا کر کے اُنہیں رہائی دلایا کریں گے، تا کہ مومنوں کا برتاؤ آپس میں نیکی اور انصاف کی بنیاد پر مستحکم ہو۔

۴: بنی حارث اپنے دستور کے مطابق خوں بہا ادا کرنے اور اپنے قیدیوں کا فدیہ ادا کرنے کے پابند ہوں گے، تا کہ اہل ایمان کے باہمی تعلقات نیکی اور انصاف کے مطابق اُستوار ہوں۔

۵: بنوساعدہ اپنے دستور کے مطابق خوں بہا کی ادائیگی اور اپنے گروہ کے قیدیوں کا فدیہ دے کر انہیں آزاد کرانے کے ذمے دار ہوں گے، تا کہ مومنوں کے تعلقات نیکی اور انصاف کی بنیاد پر قائم ہوں۔

۶: بنوجشم اپنے دستور کے مطابق خوں بہا ادا کریں گے اور اپنے قیدیوں کا فدیہ دے کر آزاد کرائیں گے، تا کہ مسلمانوں میں نیکی اور انصاف کی بنیاد پر باہمی خیر سگالی و خیر خواہی کی فضا قائم ہو۔

۷: بنونجار اپنے دستور کے مطابق خوں بہا ادا کریں گے اور اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے فدیہ کی ادائیگی کے ذمے دار ہوں گے، تا کہ اہل ایمان کے باہمی روابط بھلائی اور انصاف کی بنیاد پر مضبوط ہوں۔

۸: بنوعمرو بن عوف اپنے دستور کے مطابق خوں بہا کی ادائیگی اور فدیہ دے کر اپنے قیدیوں کی رہائی کے پابند ہوں گے، تا کہ مومنوں کا باہمی اعتماد نیکی اور انصاف کی بنیاد پر مستحکم ہو۔

۹: بنونبیت اپنے دستور کے مطابق خوں بہا ادا کرنے اور اپنے گروہ کے قیدیوں کا فدیہ ادا کر کے رہائی دلانے کے ذمے دار ہوں گے، تا کہ اہل ایمان کا باہمی میل جول بھلائی اور انصاف کا آئینہ دار ہو۔

Marfat.com

۱۰: بنو اوس اپنے دستور کے مطابق خوں بہا ادا کریں گے اور اپنے قیدیوں کا فدیہ ادا کر کے رہائی دلایا کریں گے، تاکہ مومنوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف پر مبنی ہو۔

## اہلِ ایمان کی ذمے داریاں:

۱۱: اہلِ ایمان میں سے اگر کوئی شخص مفلس اور قلاش ہے یا قرض کے بوجھ تلے بری طرح دبا ہوا ہے، تو اُس کے مومن دوست ایسے شخص کو لازمی طور پر امداد دیں گے تاکہ اُس کے حق کا خوں بہا یا فدیہ بخوبی ادا ہو سکے۔

۱۲: کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کی اجازت کے بغیر اُس کے مولیٰ (معاہداتی بھائی) سے معاہدہ نہیں کرے گا۔

۱۳: اہلِ تقویٰ اور اہلِ ایمان ہر اُس شخص کی مخالفت متحد ہو کر کریں گے جو سرکشی، ظلم، زیادتی اور گناہ کا مرتکب ہو۔ ایسے شخص کے خلاف تمام اہلِ ایمان کے ہاتھ ایک ساتھ اُٹھیں گے، خواہ وہ اُن میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

۱۴: کوئی مومن کسی مومن کو کافر کے بدلے میں قتل نہیں کرے گا اور نہ کسی مومن کے خلاف کسی کافر کو امداد دی جائے گی۔

۱۵: اللہ تعالیٰ کا ذمہ وعہد ایک ہی ہے۔ اہلِ اسلام کا ایک معمولی درجے کا فرد بھی کسی شخص کو پناہ دے کر سب پر پابندی عائد کر سکے گا۔ اہلِ ایمان دوسروں کے مقابلے میں آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

۱۶: یہودیوں میں سے جو اس معاہدے میں شریک ہوں گے، اُنہیں برابر کی حیثیت حاصل ہو گی۔ ایسے لوگوں پر ظلم ہو گا اور نہ اُن کے خلاف کسی کو مدد دی جائے گی۔

۱۷: اہلِ اسلام کی صلح ایک ہی ہو گی۔ اللہ کی راہ میں جنگ کے موقع پر کوئی مسلمان دوسرے مسلمانوں کو چھوڑ کر دشمن سے صلح نہیں کرے گا اور یہ صلح سب مسلمانوں کے لیے برابر اور یکساں ہونی چاہیے۔

Marfat.com

۱۸: وہ تمام گروہ جو ہمارے ساتھ مل کر جنگ میں حصہ لیں گے باری باری اُنہیں آرام کا موقع دیا جائے گا۔

۱۹: مومنوں کو اللہ کی راہ میں جو جانی نقصان اٹھانا پڑے اُس کا بدلہ وہ سب مل کر لیں گے۔

۲۰: بلاشبہ متقی مومن سب سے اچھے اور سب سے سیدھے راستے پر ہیں۔

۲۱: اس معاہدے میں شریک کوئی مسلمان مشرک قریش کے مال و جان کو پناہ نہیں دے گا، اور اس سلسلے میں وہ کسی مسلمان کی راہ میں رُکاوٹ نہیں کھڑی کرے گا۔

۲۲: جو شخص کسی مومن کو قتل کرے گا اُس کا ثبوت ملنے پر اُس سے قصاص لیا جائے گا۔ ہاں اگر مقتول کا وارث خوں بہا لینے پر راضی ہو جائے تو قاتل قصاص سے بچ سکتا ہے۔ تمام اہل ایمان پر لازم ہوگا کہ وہ مقتول کے قصاص کے لیے اُٹھ کھڑے ہوں۔ اس کے سوا اُن کے لیے کوئی صورت جائز نہیں ہوگی۔

۲۳: کسی ایسے مسلمان کے لیے جو اس عہد نامے کو تسلیم کر چکا ہے اور اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے جائز نہ ہوگا کہ وہ ایسے شخص کو پناہ دے جو نئی بات نکالنے والا اور فتنہ انگیزی کرنے والا ہو۔ جو ایسے شخص کی حمایت کرے گا یا اُسے پناہ دے گا وہ قیامت کے دن اللہ کی لعنت اور غضب کا مستوجب ہوگا، جہاں کوئی فدیہ اور ہدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

۲۴: اس عہد نامے کی پابندی کرنے والے لوگوں کے درمیان جب کسی معاملے میں اختلاف پیدا ہو جائے، تو وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول محمد (ﷺ) کی طرف رجوع کریں گے۔

**یہودیوں کے حقوق:**

۲۵: یہودی مسلمانوں کے ساتھ مل کر جب تک جنگ کرتے رہیں گے تو وہ اپنے حصے کے جنگی اخراجات بھی خود ہی برداشت کریں گے۔

۲۶: بنی عوف کے یہودی، مسلمانوں کے ساتھ ایک سیاسی وحدت متصور ہوں گے۔ یہودی اپنے دین پر رہنے کے مجاز ہیں اور مسلمان اپنے دین پر۔ خواہ موالی ہوں یا اصل، لیکن ظلم

Marfat.com

اور جرم کے مرتکب افراد اپنی ذات اور اپنے گھرانے کے سوا کسی اور کو مصیبت میں نہیں ڈالیں گے۔

۲۷: بنو نجار کے یہودیوں کے بھی وہی حقوق ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کے ہیں۔

۲۸: بنو حارث کے یہودیوں کے وہی حقوق ہوں گے جو بنو عوف کے یہودیوں کے ہیں۔

۲۹: بنو ساعدہ کے یہودیوں کے حقوق بھی وہی ہوں گے جو بنو عوف کے یہودیوں کے ہیں۔

۳۰: بنو جشم کے یہودیوں کے حقوق بھی وہی ہوں گے جو بنو عوف کے یہودیوں کے ہیں۔

۳۱: بنو اوس کے یہودیوں کے بھی وہی حقوق ہیں جو بنو عوف کے یہودیوں کے ہیں۔

۳۲: بنو ثعلبہ کے یہودی بھی اُنہی حقوق کے مستحق ہوں گے جن کے بنو عوف کے یہودی ہیں، مگر جو ظلم اور جرم کا ارتکاب کرے گا اُس کی مصیبت اور اُس کا وبال صرف اُس کی ذات اور اُس کے گھرانے پر ہوگا۔

۳۳: جفنہ، بنو ثعلبہ کی شاخ ہیں، لہٰذا جفنہ کے یہودیوں کے حقوق بنو ثعلبہ کے یہودیوں کے حقوق کے برابر ہوں گے۔

۳۴: وفاشعاری کی صورت میں یہودِ بنی شطیبہ کے حقوق وہی ہوں گے جو یہودِ بنی عوف کے ہیں۔

۳۵: بنو ثعلبہ کے موالی کے حقوق وہی ہوں گے جو اصل کے ہیں۔

۳۶: یہودیوں کے تمام موالی کے وہی حقوق ہوں گے جو اصل کے ہیں۔

## قیامِ امن اور دفاع کی مشترکہ ذمے داریاں:

۳۷: معاہدے کا کوئی فریق بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اجازت کے بغیر کسی سے جنگ کرنے یا جنگ کے ارادے سے نکلنے کا مجاز نہیں۔

۳۸: زخم کا بدلہ لینے میں کوئی رُکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی۔ خونریزی کے مرتکب کی ذمے داری اُس کی ذات اور اُس کے گھر پر عائد ہوگی۔ مظلوم کے ساتھ اللہ ہے۔

۳۹: یہودی اپنے خرچ کے ذمے دار ہوں گے اور مسلمان اپنے خرچ کے ذمے دار ہوں گے۔

Marfat.com

۴۰: اس معاہدے کے شریک کسی فریق کے خلاف اگر کوئی جنگ کرے گا تو تمام شرکا ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ آپس میں مشورہ کریں گے۔ ایک دوسرے کی خیر خواہی اور وفاشعاری کا رویہ اختیار کریں گے اور عہد شکنی سے اجتناب کریں گے۔

۴۱: کسی شخص کو حلیف کی بدعملی کا ذمے دار نہیں ٹھہرایا جائے گا۔ مظلوم کی ہر حالت میں مدد کی جائے گی۔

۴۲: یہودی جب تک مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ کرتے رہیں گے، وہ جنگ کے اپنے مصارف خود برداشت کریں گے۔

۴۳: معاہدے میں شریک تمام فریقوں کے لیے یثرب کا میدان مقدس و محترم ہوگا۔

۴۴: پناہ حاصل کرنے والے کے ساتھ وہی برتاؤ ہوگا جو پناہ دینے والے کے ساتھ ہو رہا ہو، نہ اُسے نقصان پہنچایا جائے گا اور نہ وہ عہد شکنی کرے گا۔

۴۵: کسی عورت کو اُس کے خاندان والوں کی اجازت کے بغیر پناہ نہیں دی جائے گی۔

۴۶: اس معاہدے میں شریک افراد یا گروہوں کے درمیان کوئی نئی بات، معاملہ یا جھگڑا پیدا ہو جائے، جس سے فتنہ و فساد کا اندیشہ ہو تو اللہ تعالیٰ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ عہد نامے کی اس دستاویز میں جو کچھ درج ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں پسندیدہ ہے اور وہ چاہتا ہے کہ پوری احتیاط اور وفاشعاری کے ساتھ اس کی پابندی کی جائے۔

۴۷: نہ قریش کو پناہ دی جائے گی اور نہ اُن کے کسی معاون کو۔

۴۸: یثرب پر حملے کی صورت میں معاہدے کے شرکا یعنی مسلمانوں اور یہودیوں پر لازم ہوگا کہ وہ ایک دوسرے کی مدد کریں۔

۴۹: اگر یہودیوں کو صلح کر لینے اور اس میں شرکت کی دعوت دی جائے گی تو وہ اُسے قبول کریں گے۔ اسی طرح اگر یہودی مسلمانوں کو شرکت کی دعوت دیں گے تو اُسے قبول کرنا بھی ان پر لازم ہوگا۔ لیکن اس کا اطلاق ایسی جنگ پر نہ ہوگا جو خالص دین کے لیے ہو۔

Marfat.com

۵۰: معاہدے میں شریک ہر شخص اور گروہ پر یثرب کے اُسی حصے کی ذمے داری ہوگی جو اُس کے سامنے یعنی بالمقابل ہوگا۔

۵۱: اوس کے یہودیوں کو خواہ وہ مولیٰ ہوں یا اصل وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اس معاہدے کو قبول کرنے والوں کو حاصل ہیں۔

۵۲: اس عہدنامے کے حکم میں ظالم اور خطا کار داخل نہیں۔ جو جنگ کے لیے نکلے وہ بھی اور جو گھر میں بیٹھا رہے وہ بھی اس کا حقدار ہوگا۔

۵۳: اللہ تعالیٰ اُس کا حامی و نگہبان ہے جو اس اقرار و عہد میں مخلص اور سچا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ بھی اس کے حامی ہیں۔

Marfat.com

# انسانی حقوق کا عالمی چارٹر

## (خطبہ حجۃ الوداع)

خطبہ حجۃ الوداع ابدی حیات، انسانی تہذیب وتمدن کے اصول، حقوق انسانی کے تحفظ، عالمی امن کی تدابیر، بھائی چارہ ورواداری کی تعلیم، عدل وانصاف کا قیام، اخوت ومساوات کی ہدایات، انسان کی معاشی بہتری وترقی اور خوشحالی اور معاشرتی پاکیزگی وطہارت کا جامع، عملی، مثالی منشور ومجموعہ قوانین ہے۔ ابی داؤد وغیرہم میں جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

جیسا کہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''عرفہ کے دن جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے قصوا نامی اونٹنی پر کجاوہ رکھنے کو کہا، وادی کے درمیان آئے، لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: تحقیق تمہارے خون، تمہارے اموال تم پر حرام ہیں، جس طرح تمہارا یہ دن، اس مہینہ اور اس شہر میں حرمت والا ہے۔ جاہلی سارے کام میرے قدموں کے نیچے روندے گئے، جاہلیت کے خون ختم۔ اور پہلا خون جو میں معاف کرتا ہوں ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون ہے، یہ بچہ بنو سعد میں دودھ پلایا جارہا تھا کہ ھذیل نے اسے قتل کردیا۔ جاہلیت کے سود ختم، اور ہمارے سودوں میں سے پہلا سود جو میں ختم کرتا ہوں عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے، عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، تم نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے، اور اسی کے حکم سے ان کی شرم گاہوں کو حلال بنایا ہے، ان کی بھی ذمہ داری ہے کہ تمہارے بستروں پر کسی کو جگہ نہ دیں؟ اگر ایسا کریں تو ان کو معمولی سزا دو۔ اور ان کے لیے تمہارے اوپر ان کی خوراک اور لباس۔ حالات کے مطابق میں تم میں اللہ کی کتاب چھوڑے جارہا ہوں۔ اگر تم نے اُسے

Marfat.com

قابو کیا تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے، اور تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا، ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے پہنچا دیا (ذمہ داری) ادا کی، اور خیر خواہی کی۔ آپ نے شہادت کی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا، اسے لوگوں کی طرف حرکت دی، اور تین بار فرمایا، اے اللہ! تو گواہ رہ، اے اللہ! تو گواہ رہ۔'' ❶

## فقہ الحدیث:

مذکورہ حدیث سے درج ذیل مسائل اخذ ہوتے ہیں۔

۱: بطلان نظریہ اشتراکیت فی الاموال اور فردی ملکیت کا احترام۔

۲: جاہلی امور اور سود کے خاتمے کا اعلان۔

۳: عورتوں کے حقوق کا تحفظ۔

۴: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کے لیے حجتِ قاطعہ کتاب اللہ ہے۔

۵: منصب رسالت کا تحفظ۔

۶: اللہ تعالیٰ کا عرش پر علو۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ یوم النحر:

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس ذوالحجہ کو ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا: آپ نے کہا حرمت میں کون سا دن بڑا ہے؟ لوگوں نے کہا ہمارا یہی دن، آپ نے فرمایا، حرمت میں کون سا مہینہ بڑا ہے؟ لوگوں نے کہا، یہی ماہ، آپ نے فرمایا، حرمت میں کون سا شہر عظیم ہے، لوگوں نے کہا ہمارا یہی شہر، آپ نے فرمایا: تو تمہارے خون، تمہارے مال تم پر اسی طرح حرام ہیں، جس طرح اس دن کی حرمت اس شہر میں اور اس مہینہ میں ہے۔ ❷

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الحج، رقم: ۲۹۵۰۔

❷ مسند أحمد: ۳/۳۱۳، رقم: ۱۴۳۶۴۔ شیخ شعیب ارناؤط نے اس کی سند کو شیخین کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے۔

Marfat.com

## حجۃ الوداع کے موقعہ پر ایک اور خطبہ:

سیّدنا سلیمان بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر فرماتے ہوئے سنا ہے:

''اے لوگو! کون سا دن زیادہ حرمت والا ہے، تین بار فرمایا، لوگوں نے کہا، حج اکبر کا دن، آپ نے فرمایا، پس تمہارے خون، مال، اور عزتیں تمہارے درمیان حرام ہیں۔ اس دن اس ماہ اور اس شہر کی حرمت کی طرح۔ خبردار! ہر قصور کرنے والا اپنے قصور کا خود ذمہ دار ہے، والد کا قصور اولاد پر نہیں، اور اولاد کا قصور والد پر نہیں، خبردار! شیطان ناامید ہوگیا ہے کہ اس شہر میں اس کی عبادت کی جائے، البتہ بعض چیزوں میں اس کی اطاعت ہوگی، جنہیں تم معمولی سمجھو گے، وہ اسی پر راضی ہوجائے گا۔ خبردار! جاہلیت کے خون موقوف ہیں۔ پہلا خون جو میں معاف کرتا ہوں حارث بن عبدالمطلب کا خون ہے جسے ہذیل نے قتل کیا تھا جب کہ وہ بنولیث میں مدت رضاعت پوری کر رہا تھا، خبردار! جاہلیت کے سود وضع کر دیئے گئے ہیں، اب تم اصل مال لے سکتے ہو۔ نہ دوسروں پر زیادتی کرو۔ اور نہ تم پر زیادتی ہو۔ اے امت! کیا واقعی میں تمہیں تبلیغ کر چکا ہوں؟ تین بار فرمایا، لوگوں نے جواب دیا، ہاں۔ آپ نے تین بار فرمایا: اے اللہ! گواہ رہ۔''[1]

## مستنبط مسائل:

اس خطبہ سے درج ذیل مسائل مستنبط ہوتے ہیں۔

۱: قصاص و دیت اور دیگر قانونی معاملات میں مساوات کا حق۔

۲: جزیرۃ العرب میں کفر و شرک سے ابلیس کی مایوسی۔

۳: مسلمانوں کی معمولی کوتاہیوں پر ابلیس کا راضی ہونا۔

---

[1] سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، رقم: ۳۰۵۵۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

Marfat.com

۴: داعی پہلے اپنی حالت سنوارے۔

۵: اہمیت تبلیغ دین۔

## آپ کا ایک اور خطبہ:

سیّدنا ابوحُرّہ رقاشی اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ''میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی باگ پکڑے ہوئے تھا، ایام تشریق کا درمیان تھا، لوگوں کو آپ سے ہٹا رہا تھا، آپ نے ارشاد فرمایا، اے لوگو! جانتے ہو تم کس ماہ میں ہو؟ اور کس دن میں؟ اور کون سے شہر میں؟ لوگوں نے جواب دیا، حرمت کے دن میں، حرمت کے شہر میں اور حرمت کے مہینہ میں۔ فرمایا: تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری عزتیں اس دن، اس مہینہ اور اس شہر کی حرمت کی طرح تم پر قیامت تک کے لیے حرام ہیں۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: میری بات سنو اور حیات دوام حاصل کرو۔ خبردار! ظلم نہ کرو، ظلم نہ کرو، ظلم نہ کرو، کسی مسلمان کا مال اس کی مرضی کے بغیر حلال نہیں ہے۔ خبردار! خون، مال اور دور جہالت سے آمدہ مطالبے قیامت تک میرے اس قدم کے نیچے ہیں۔ پہلا خون میں جو معاف کرتا ہوں۔ ربیعہ بن حارث کا خون ہے یہ بنولیث میں مسترضع تھا، ہذیل نے اسے قتل کر دیا۔ خبردار! جاہلی سود ختم کر دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق سب سے پہلے عباس بن عبدالمطلب کا سود وضع کیا جا رہا ہے۔ تمہیں اصل مال ملے گا۔ نہ ظلم کرو، نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ خبردار! زمانہ اسی ہیئت پر آ پہنچا ہے۔ جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ﴾ (التوبہ:۳۶)

''مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک اس کی کتاب میں بارہ ماہ ہے، اسی دن سے جس دن کہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، ان میں چار مہینے حرمت کے ہیں۔''

Marfat.com

یہ سیدھا نظام ہے ان میں کسی پر زیادتی نہ کرو۔ شیطان مایوس ہو چکا ہے کہ نمازی اس کی عبادت کریں گے، ہاں! وہ لڑانے میں تمہارے بیچ رہے گا۔ عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو ان کے تم پر حقوق ہیں، اور تمہارے لیے ان پر حق ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر کسی کو نہ بیٹھنے دیں، اور تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے گھروں میں کسی کو نہ آنے دیں۔ اگر ان کی نافرمانی کا خطرہ محسوس کرو تو انہیں سمجھاؤ اور بستر الگ کرلو۔ اور معمولی سزا دو۔ حالات کے مطابق ان کی روزی اور لباس مرد پر ہے، تم نے انہیں اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے، اور اللہ کے حکم سے ان کی شرمگاہیں حلال کی ہیں۔ خبردار! جس کے پاس کسی کی امانت ہو وہ اس کی واپس کردے آپ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اور فرمایا: خبردار! کیا میں پہنچا چکا ہوں خبردار! کیا میں پہنچا چکا ہوں؟ خبردار! کیا میں پہنچا چکا ہوں؟ پھر ارشاد فرمایا: حاضر غائب کو پہنچا دیں۔ کئی پہنچائے ہوئے سننے والے سے زیادہ سعادت مند ہوتے ہیں۔ [1]

## مستنبط مسائل:

مذکورہ خطبہ سے درج ذیل مسائل ماخوذ ہیں:

۱: خون و مال اور عزت کا تحفظ

۲: آپ کی سنت کی اتباع میں زندگی ہے جس میں ظلم کی کوئی گنجائش نہیں۔

۳: عدل و انصاف کرنا حکم الٰہی ہے۔

۴: زمانہ گھوم کر پھر اپنی اصلی حالت پر آ گیا۔

۵: اداء امانت کا حکم۔

۶: راویٔ حدیث کے لیے فقیہ ہونا شرط نہیں ہے۔

## وسط ایام تشریق کا ایک اور خطبہ:

امام احمد رحمہ اللہ ابونضرۃ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ مجھے ایک صحابی نے

[1] مسند أحمد: ۵/۷۳، رقم: ۲۰۶۹۵۔ شیخ شعیب ارناؤط نے اسے "صحیح لغیرہ" کہا ہے۔

Marfat.com

حدیث بیان کی جس نے ایام تشریق کے وسط کا خطبہ رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا!

''اے انسانو! تمہارا رب ایک ہے تمہارا باپ ایک ہے، خبردار کسی عربی کو عجمی پر، اور کسی عجمی کو عربی پر، اور کسی کالے کو سرخ پر، اور کسی سرخ کو کالے پر تقویٰ کے سوا کوئی برتری نہیں ہے، کیا میں پہنچا چکا ہوں؟ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے) جواب دیا، رسول اللہ ﷺ پہنچا چکے۔ پھر فرمایا، یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے کہا، حرمت والا دن، پھر فرمایا: یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے کہا حرمت والا مہینہ، پھر فرمایا: یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے کہا، حرمت والا شہر، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے خون اور تمہارے مال حرام کیے ہیں، جس طرح تمہارے اس دن کی اس ماہ اور شہر میں حرمت ہے۔ کیا میں تمہیں پہنچا چکا؟ لوگوں نے جواب دیا، آپ نے پہنچا دیا ہے، فرمایا، حاضرین میرا یہ پیغام ان تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔'' ❶

امام بزار رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اس میں مزید الفاظ یہ ہیں۔

''اے لوگو! جس کے پاس کوئی امانت ہے وہ اس کے مالک کو پہنچا دے۔ اے لوگو! شیطان مایوس ہو چکا ہے کہ آخر زمانہ تک ان بلاد میں اس کی عبادت کی جائے، وہ تمہاری معمولی غلطیوں پر راضی ہوگا۔ اپنے دین کے بارے میں معمولی سمجھے ہوئے برے کاموں سے محتاط رہو۔'' ❷

امام طبرانی، عداء بن خالد سے روایت کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے دن آپ ممبر پر چڑھے اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا: ''یقیناً اللہ فرماتا ہے اے لوگو! ہم نے تم کو مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور ہم نے تمہیں کنبے اور قبائل بنایا، تاکہ ایک دوسرے کو پہچان لو۔ تم میں اللہ کے نزدیک سب

---

❶ مسند أحمد: ۵/۴۱۱ رقم: ۲۳۴۸۹۔ مجمع الزوائد، رقم: ۵۶۲۲۔ علامہ ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی ''صحیح'' کے راوی ہیں۔

❷ مسند بزار، رقم: ۱۱۴۱۔

Marfat.com

سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ پس کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر اور کالے کو سرخ پر اور سرخ کو کالے پر کوئی برتری نہیں ہے۔ سوا تقویٰ کے۔ اے جماعت قریش! تم دنیا کو اپنی گردنوں پر لاد کر نہ آنا جب کہ دوسرے لوگ اعمال آخرت کے ساتھ آئیں گے۔ میں تم سے اللہ کا عذاب نہیں روک سکوں گا۔ [1]

نیز امام طبرانی، ابوقبیلہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے موقعہ پر لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: ''میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔ پس تم اپنے رب کی عبادت کرو۔ پانچ نمازیں قائم کرو، رمضان کے روزے رکھو، حکام وقت کی اطاعت کرو، پھر اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔ [2]

## مستنبط مسائل:

مذکور حدیث سے درج ذیل مسائل اخذ ہوتے ہیں۔

۱: حقوق اللہ کی پاسداری۔

۲: انسانوں میں تقوی کے سوا کسی دوسری بات میں تفاضل نہیں ہے۔

۳: ایمانی اخوت افضل ہے۔

۴: عمل کے مقابلہ میں نسب کی کوئی حیثیت نہیں۔

۵: عمل کے بغیر نسب غیر مفید ہے۔

۶: سلسلۂ نبوت آپ پر ختم ہے۔

۷: حکام وقت کی اطاعت کا حکم۔

۸: شیطان کا اپنی عبادت سے مایوس ہونا۔

۹: معمولی کوتاہی سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔

---

[1] طبرانی کبیر: ۱۸/۱۲۔۱۳۔

[1] طبرانی کبیر: ۲۲/۷۱۶۔ مجمع الزوائد رقم: ۵۶۴۷۔ علامہ ہیثمی نے اس کے رواۃ کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

Marfat.com

فصل نمبر ۲:

# آداب

رہنے سہنے، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، بولنے چالنے، کھانے پینے، رہنے سہنے، سونے جاگنے اور نہانے دھونے سے متعلقہ مفید اصول وضوابط کو آداب کہا جاتا ہے، انھی آداب کی پابندی اور عدم پابندی سے انسان کے مہذب اور غیر مہذب ہونے کی نشاندہی ہوتی ہے۔

## آداب ایک سرسری نظر میں

### (۱) اللہ تعالیٰ کے آداب:

اور وہ یہ ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ پر توکل و بھروسہ کرنا۔ (۲) اللہ تعالیٰ کا شکر۔ (۳) توبہ و استغفار کرنا۔

### (۲) رسول اللہ ﷺ کے آداب:

اور وہ یہ ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ سب سے زیادہ محبوب ہوں۔ (۲) رسول اللہ ﷺ کا احترام کرنا۔

### (۳) قرآن مجید کے آداب:

اور وہ یہ ہیں: (۱) قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔ (۲) اُس کو سمجھنا۔ (۳) اُس پر عمل کرنا اور (۴) اُس کی دعوت کو عام کرنا۔

### (۴) علم سیکھنے اور سکھانے کے آداب:

اور وہ یہ ہیں: (۱) نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔

### (۵) رشتہ داری کے آداب:

اور وہ یہ ہیں: (۱) والدین کے آداب۔ (۲) اولاد کی تعلیم و تربیت کے آداب۔

Marfat.com

(۳) میاں بیوی کے آداب وحقوق۔ (۴) عزیز واقارب کے ساتھ تعلقات کے آداب۔

## (۶) دوستوں ودیگر انسانوں کے ساتھ تعلقات کے آداب:

اور وہ یہ ہیں: (۱) دوست احباب کے ساتھ میل جول کے آداب۔ (۲) فقراء، غرباء اور مساکین کے آداب۔ (۳) انسانوں کے درمیان صلح کرانے کے آداب۔

## (۷) مجلس وگفتگو کے آداب:

اور وہ یہ ہیں: (۱) آدابِ مجلس۔ (۲) آدابِ گفتگو۔ (۳) مزاح (خوش طبعی) کے آداب۔

## (۸) کھانے کے آداب:

اور ان کی تفصیل کچھ اس طرح ہیں:

(۱) مہمان اور مہمان نوازی کے آداب۔ (۲) میانہ روی بلند اخلاق لوگوں کی نشانی ہے۔

Marfat.com

فصل نمبر ۳:

# اچھے اخلاق

انسان کے ذاتی کردار کی اچھائیوں کو اچھے اخلاق اور برائیوں کو برے اخلاق کہا جاتا ہے، اچھائی کو اپنا ضروری ہوتا ہے اور برائی سے بچنا ضروری ہے۔ اور وہ یہ ہیں:

## (۱) تزکیہ نفس:

تزکیہ نفس کا مطلب ہے اپنے آپ کو گناہوں سے پاک کرنا۔ گناہوں سے اپنے آپ کو بچانا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ انسان جب گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو اپنے لیے واجب کر لیتا ہے۔ جس کا نتیجہ دنیا اور آخرت کی بربادی کی شکل میں نکلتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلی قوموں کو گناہوں کی وجہ سے تباہ و برباد کیا ہے۔

## (۲) نیکیوں کی طرف جلدی کرنا

نیکی چونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رضا کا سبب ہے، اور انسان ہر وقت ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا محتاج ہے۔ اسی وجہ سے ضروری ہے کہ نیکی کی طرف توجہ دی جائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ﴾ (البقرہ:۱۴۸)

”کہ تم نیکیوں کے لیے جلدی کرو۔“

کیونکہ نیکی دنیا اور آخرت میں مفید ہے۔

## (۳) نیک لوگوں کی صحبت:

طبعی طور پر انسان کو کسی نہ کسی سے محبت ضرور ہوتی ہے۔ یہ محبت اگر اچھے لوگوں کے ساتھ ہو تو اس کا انجام بھی بہت اچھا ہے۔ لیکن اگر محبت بُرے لوگوں کے ساتھ ہو تو انجام بھی برا ہوتا ہے۔ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

((مَثَلُ الْجَلِیسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِیسِ السَّوْءِ کَمَثَلِ صَاحِبِ الْمِسْکِ وَکِیرِ الْحَدَّادِ، لَا یَعْدَمُکَ مِنْ صَاحِبِ الْمِسْکِ إِمَّا تَشْتَرِیهِ أَوْ تَجِدُ رِیحَهُ، وَکِیرُ الْحَدَّادِ یُحْرِقُ بَدَنَکَ أَوْ ثَوْبَکَ، أَوْ تَجِدُ مِنْهُ رِیحًا خَبِیثَةً.)) [1]

''اچھے اور بُرے دوست کی مثال ایسے ہے کہ جیسے ایک کستوری بیچنے والا اور دوسرا بھٹی میں آگ بھڑکانے والا ہے۔ کستوری والا تجھے کستوری کا تحفہ دے گا، یا تو اس سے کستوری خریدے گا یا پھر کم از کم تو اس سے بہترین خوشبو پائے گا۔ اور بھٹی کو بھڑکانے والا تیرا بدن یا کپڑے جلائے گا یا اس سے تو بدبو پائے گا۔''

## (۴) مسکراتے ہوئے دیکھنا، بولنا اور ملنا:

ایک مسلمان کی اچھی صفات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بھائی سے اچھے انداز کے ساتھ ملے یعنی کھلے ہوئے اور مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ۔ یہ عمل بھی اللہ کے نزدیک قابل قدر ہے۔ چنانچہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

((عن ابی ذر، قَالَ: قَالَ لِیَ النَّبِیُّ ﷺ: لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَیْئًا، وَلَوْ أَنْ تَلْقَی أَخَاکَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ.)) [2]

''سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: نیکی میں کسی چیز کو حقیر نہ سمجھو اگرچہ تو اپنے بھائی سے کشادہ پیشانی کے ساتھ ملے۔''

## (۵) شرم وحیاء:

شرم وحیاء زندہ قوموں، اور سلیم طبع لوگوں کی علامت ہے۔ اس لیے کہ جو قومیں مردہ ضمیر ہوجاتی ہیں ان میں شرم وحیاء نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ اس لیے شریعت اسلامیہ شرم وحیاء کو خاص اہمیت دیتی ہے۔ بلکہ شرم وحیاء کو ایمان کا ایک حصہ قرار دیتی ہے۔

((عن ابی ھریرۃ عن النبی ﷺ قال: اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّوْنَ شُعْبَۃً، وَالْحَیَاءُ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب البیوع، رقم: ۲۱۰۱.

[2] صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، رقم: ۶۶۹۰.

Marfat.com

شُعْبَةٌ مِنَ الْاِيْمَانِ.)) [1]

''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان کی ساٹھ سے اوپر شاخیں ہیں۔ اور حیا بھی ایمان کا حصہ ہے۔''

## (۶) مصیبت زدہ سے اظہارِ ہمدردی:

مصیبت زدہ شخص کو تسلی دینا، زندہ قوموں کی علامات میں سے ایک علامت ہے کہ ان کو ایک دوسرے کے درد کا احساس ہے۔ یہ کام بہت بڑے اجر و ثواب کا باعث ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔ کہ جس نے اپنے مصیبت زدہ بھائی سے تعزیت کی تو اس کو اسی (مصیبت زدہ) کے برابر ثواب ملے گا۔ مصیبت پر صبر کرنے والے کا ثواب جنت اور اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ تو یہی اجر و ثواب تعزیت کرنے والے کو مل جائے گا۔ جس سے اس کو ایک خاص عزت و تکریم حاصل ہوگی۔ چنانچہ حدیثِ نبوی ﷺ ہے کہ:

((مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُعَزِّي أَخَاهُ بِمُصِيبَةٍ إِلَّا كَسَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ مِنْ حُلَلِ الْكَرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.)) [2]

''جو کوئی مومن اپنے کسی بھائی کی مصیبت پر اسے تسلی دیتا ہے تو اللہ رب العزت اسے روز قیامت کرامت (عزت و تکریم) والے لباسوں میں سے ایک لباس پہنائے گا۔''

## (۷) یتیم کے سر پر ہاتھ رکھنا:

اچھے معاشرے کے اوصاف حمیدہ میں سے یہ بھی ہے کہ وہ کمزور لوگوں کا خیال کرتے ہیں۔ تاکہ ان کی زندگی بھی اچھی گزر سکے، اور وہ معاشرے کے باعزت افراد میں شامل ہو جائیں، اور ان کا احساس کمتری ختم ہو جائے۔ معاشرے کے کمزور افراد میں سے ہی ایک یتیم بھی

[1] صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم: ۹۔

[2] سنن ابن ماجه، کتاب الجنائز، رقم: ۱۶۰۱۔ سنن الکبری، للبیهقی: ۴/۵۹۔ محدث البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

Marfat.com

ہے۔ یتیم وہ بچہ ہے کہ جس کے والدین بچپن میں فوت ہو جائیں۔ اب یہ بچہ چونکہ انتہائی شفقت کرنے والوں سے محروم ہو جاتا ہے، اور اپنے آپ کو بے آسراء اور بے سہارا محسوس کرتا ہے جس سے یہ بچہ بسا اوقات مشکلات کا شکار ہو جاتا ہے۔ اب ایسے موقع پر معاشرہ کی ذمہ داری ہے کہ اس بچے کا سہارا بنیں اس کی مشکلات اور پریشانیوں کو ختم کرنے کے لیے سرتوڑ کوشش کریں تا کہ اس کی مشکلات ختم ہو جائیں، اور یہ اچھی زندگی گزار سکے۔ اللہ تعالیٰ نے یتیم کا خیال کرنے کی خوب تاکید فرمائی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ۝١٢٧﴾ (النساء: ۱۲۷)

"اور وہ آپ سے عورتوں کے بارے حکم دریافت کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ اللہ تمہیں ان کے بارے میں اجازت دیتا ہے کہ جو تمہیں قرآن پاک میں سنایا جاتا ہے یتیم عورتوں کے بارے میں۔ جنہیں تم نہیں دیتے ان کا مقرر کردہ حق مہر۔ اور ان کو نکاح میں لینا بھی نہیں چاہتے ہو اور بے بس بچوں کے بارے میں۔ اور یہ کہ تم یتیموں کے بارے میں انصاف پر قائم رہو، اور جو تم بھلائی کرو گے۔ اللہ اس کو خوب جاننے والا ہے۔"

## (۸) مسلمانوں کی عزت کی حفاظت:

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی عزت کا محافظ ہے۔ اس پر یہ حق اسلام نے لازم قرار دیا ہے۔

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: الْمُؤْمِنُ مِرْآةُ الْمُؤْمِنِ، وَالْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ: يَكُفُّ عَلَيْهِ ضَيْعَتَهُ، وَيَحُوطُهُ مِنْ وَرَائِهِ.)) [۱]

[۱] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم: ۴۹۱۸۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۹۲۶۔

Marfat.com

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن مومن کا آئینہ ہے، اور مومن مومن کا بھائی ہے۔ اس کے مال کا (نقصان ہوتا ہو تو) بچاؤ کرتا ہے، اور اس کی غیر موجودگی میں اس کی (عزت کی) حفاظت کرتا ہے۔''

## (۹) امانت و دیانت داری:

اچھی اور مہذب قوموں کے اچھے اوصاف میں سے ایک وصف امانت و دیانت داری کا بھی ہے۔ یہ خوبی کسی بھی قوم کے اچھے ہونے کی دلیل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر خوب زور دیا ہے کہ وہ امانت و دیانت داری کو ہمیشہ اپنا شعار بنائیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے۔

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۲۷ ﴾ (الانفال:۲۷)

''اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول کی خیانت نہ کرو، اور نہ ہی جانتے بوجھتے ہوئے اپنی امانتوں میں خیانت کرو۔''

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

لیکن جو اس امانت کو اہمیت نہ دیں ان کے لیے انتہائی وعیدیں ہیں، بلکہ ایسے لوگوں کو جہنمی قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

((عن خولة الانصارية رضی اللہ عنہا قالت: سمعت النبی ﷺ يقول: اِنَّ رِجَالًا يَتَخَوَّضُوْنَ فِی مَالِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حَقٍّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.)) [1]

''سیدہ خولہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بلاشبہ کچھ لوگ اللہ کے مال میں ناجائز تصرف کرتے ہیں، پس ایسے لوگوں کے لیے قیامت کے دن جہنم کی آگ ہے۔''

---

[1] صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، رقم: ۳۱۱۸.

Marfat.com

## (۱۰) پردہ پوشی:

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی عزت کا محافظ ہوتا ہے۔ اس لیے ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کرے اور کوئی ایسا کام نہ کرے کہ جس سے اس کی عزت پر حرف آتا ہو اور نہ کوئی ایسا کام کرے کہ جو اس کی عزت نفس مجروح کرسکتا ہو۔ وہ امور جو کسی بھی انسان کی عزت نفس کو مجروح کرنے کا باعث بنتے ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ کسی بھی انسان کے عیبوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا ہے چونکہ یہ چیز ایک انسان کے لیے شرمندگی کا باعث ہے اس لیے شریعت اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتی بلکہ ایک مسلمان پہ اس بات کو لازم کرتی ہے کہ وہ اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کرے۔

((عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال: مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ اَخِیْهِ، رَدَّ اللّٰهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.)) [1]

''سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کیا، اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کے چہرے سے جہنم کی آگ دور کر دے گا۔''

## (۱۱) چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کا احترام:

کسی بھی معاشرے کی اچھی صفات میں سے یہ بھی ہے کہ اس معاشرے میں بچوں سے پیار اور بڑوں کا احترام کیا جاتا ہو۔ جس معاشرہ میں بڑوں کا احترام نہ ہو۔ ایسے معاشرے بربادی کے دھانے پر پہنچ جایا کرتے ہیں کیونکہ بڑوں کے تجربات مفید ہوتے ہیں۔ اگر مفید کام کو چھوڑا جائے تو نقصان کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس نقصان سے بچانے کے لیے شریعت زبردست تاکید فرماتی ہے کہ بڑوں کا احترام کیا جائے۔

((عن عبداللہ ابن عمرو یرویه، قال ابن السرح: عن النبی ﷺ قال: مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَیَعْرِفْ حَقَّ کَبِیْرِنَا فَلَیْسَ مِنَّا.)) [2]

---

[1] سنن ترمذی، ابواب البر الصلة، رقم: ۱۹۳۱۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔
[2] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم: ۴۹۴۳۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

Marfat.com

''سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے، اور ہمارے بڑوں کا حق نہ پہچانے وہ ہم میں سے نہیں۔''

## (۱۲) دعوت قبول کرنا:

دعوت کو قبول کرنا چاہیے کیونکہ دعوت کو قبول کرنا پیار اور محبت کا باعث بھی ہے، اور ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق بھی۔

(( عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال: حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ سِتٌّ... وَاِذَا دَعَاکَ فَاَجِبْہُ.)) [۱]

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ جب وہ تجھ کو دعوت دے تو اس کی دعوت کو قبول کر۔''

لیکن یہ دعوت کا قبول کرنا مباح اور جائز کاموں میں ہوگا۔ ناجائز اللہ کے حرام کردہ کاموں کی دعوت قطعاً قبول نہ کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے کہ:

﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَ التَّقْوٰی وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ﴾

(المائدہ: ۲)

''نیکی اور تقویٰ کے کاموں پر ایک دوسرے کا ساتھ دیں، لیکن گناہ اور زیادتی کے کاموں پر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون مت کرو۔''

## (۱۳) سلام کرنا اور اس کا طریقہ وآداب:

سلام، اسلامی شعائر میں سے ایک ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ''السلام علیکم'' کہنے والا مسلمان ہے۔ اس سے مسلمانوں والا سلوک کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَتَبَیَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓی

[۱] صحیح مسلم، کتاب السلام، رقم: ۲۱۶۲.

Marfat.com

اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾ (النساء: ۹۴)

''اے ایمان والو جب تم زمین میں سفر کیا کرو، تو تم ایسے فرد کو جو تم کو سلام پیش کرے، یہ نہ کہا کرو کہ تو مومن نہیں ہے۔''

((عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ثُمَّ جَلَسَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: عَشْرٌ۔ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ، فَقَالَ: عِشْرُونَ۔ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ، فَقَالَ: ثَلَاثُونَ.)) [1]

''سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: ''السلام علیکم'' آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا۔ تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: دس۔ پھر دوسرا آدمی آیا، اور اس نے عرض کیا: ''السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔'' آپ ﷺ نے جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیس۔ پھر ایک اور آیا تو اس نے کہا ''السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔'' آپ ﷺ نے اس کا جواب دیا اور وہ بیٹھ گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تیس۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے عرض کیا: ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ'' تو آپ نے فرمایا: چالیس، اور پھر فرمایا: ''اس طرح انسان ایک دوسرے پر فضیلت لے جاتے ہیں۔'' [2]

## (۱۴) وعدہ پورا کرنا:

باضمیر اور اچھی قوموں کی علامت ہے کہ وہ قومیں ایفائے عہد کرتی ہیں۔ یعنی اپنے عہد و

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب کیف السلام؟ رقم: ۵۱۹۵۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] سنن ابوداؤد، کتاب الأدب، رقم: ۵۱۹۶.

Marfat.com

پیمان کو پورا کرتی ہیں۔ دین اسلام میں اس کی طرف خوب توجہ دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔

﴿وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۝﴾ (بنی اسرائیل: ۳۴)

''کہ تم اپنے عہدوں کو پورا کرو۔ کیونکہ معاہدوں کے متعلق سوال کیا جائے گا۔''

اللہ تعالیٰ کے نیک اور صالح بندوں کی علامت بھی یہی ہیں کہ وہ اپنے عہدو پیمان کو پورا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے:

﴿وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ﴾ (البقرہ: ۱۷۷)

''کہ اللہ کے بندے وہ ہیں جب کوئی معاہدہ کرتے ہیں تو اس کو پورا کرتے ہیں۔''

## (۱۵) وقت کی پابندی:

وقت کی پابندی اچھی اور منظم قوموں کی پہچان ہے کہ وہ اپنا کام ہر ایک منظم طریقہ کے مطابق کرتی ہیں۔ تنظیم کسی بھی قوم کے اچھا ہونے کی دلیل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وقت کی پابندی کو خاص اہمیت دی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝﴾ (النساء: ۱۰۳)

''پھر جب تم نماز ادا کر چکو تو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے رہو، اور جب اطمینان پاؤ تو نماز قائم کرو۔ یقیناً نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے۔''

## (۱۶) نرم مزاجی:

کسی بھی انسان کی اچھی اور بہت ہی عالی شان صفات میں سے نرم مزاجی بھی ہے۔ یہ ایسی عظیم صفت ہے کہ جس کی بدولت انسان دنیا اور آخرت کی بلندیوں کو پالیتا ہے۔ چونکہ شریعت اسلامیہ کا مقصد بھی انسان کی دنیا اور آخرت کی فلاح و کامیابی ہے۔ اسی وجہ سے شریعت اسلامیہ نے نرم مزاجی کی انتہائی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ:

Marfat.com

﴿وَ اِمَّا تُعۡرِضَنَّ عَنۡهُمُ ابۡتِغَآءَ رَحۡمَةٍ مِّنۡ رَّبِّكَ تَرۡجُوۡهَا فَقُلۡ لَّهُمۡ قَوۡلًا مَّيۡسُوۡرًا ﴾ (بنی اسرائیل:۲۸)

''اگر آپ اُن لوگوں سے پہلو تہی کیجیے، اپنے رب کی جانب سے اس روزی کی خواہش کرتے ہوئے جس کی آپ کو امید ہو، تو ان سے کوئی اچھی بات کہہ دیجیے۔''

((عَنۡ أَنَسِ بۡنِ مَالِكٍ قَالَ: خَدَمۡتُ النَّبِيَّ ﷺ عَشۡرَ سِنِينَ بِالۡمَدِينَةِ وَأَنَا غُلَامٌ لَيۡسَ كُلُّ أَمۡرِي كَمَا يَشۡتَهِي صَاحِبِي أَنۡ أَكُونَ عَلَيۡهِ، مَا قَالَ لِي: فِيهَا أُفٍّ قَطُّ؟ وَمَا قَالَ لِي: لِمَ فَعَلۡتَ هَذَا؟ أَوۡ أَلَّا فَعَلۡتَ هَذَا.)) [1]

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ میں دس سال تک خدمت کی، جبکہ میں ایک نوخیز لڑکا تھا۔ میرے سب کام اس معیار کے نہیں ہوتے تھے جیسے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش ہوتی تھی۔ (اس کے باوجود) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کبھی اُف تک نہیں کہا، اور نہ یوں کہا: تو نے یہ کیوں کیا؟ اور اس طرح کیوں نہیں کیا؟۔''

## (۱۷) زبان کی حفاظت کیجیے:

اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں سے ایک نعمت زبان بھی ہے۔ یہ ایک ایسی عظیم نعمت ہے کہ جس پر دنیا اور آخرت کی کامیابی کا انحصار ہے۔

((عن عقبة بن عامر قال: قلت : يا رسول الله! ما النجاة؟ قال: اَمۡلِکۡ عَلَيۡکَ لِسَانَکَ، وَلۡيَسَعۡکَ بَيۡتُکَ وَابۡکِ عَلَی خَطِيۡئَتِکَ.)) [2]

''سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

---

[1] سنن ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی الحلم واخلاق النبی ﷺ، رقم: ۴۷۷۴۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

[2] سنن الترمذی، کتاب الزهد، رقم: ۲۴۰۶۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ۸۸۸۔

Marfat.com

نجات کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اپنی زبان پر کنٹرول رکھیں، اپنے گھر میں رہو، اور اپنے گناہوں پر روؤ۔''

## (۱۸) سچ بولنا:

اخلاق حسنہ میں سے سچ بولنا ہے۔ سچ بولنے کا مطلب ہے، واقعہ کے مطابق گفتگو کرنا۔ سچ بولنا اللہ تعالیٰ کی عظیم صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا﴾ (النساء:۸۷)

''اللہ سے بڑھ کر سچی بات کس کی ہو سکتی ہے؟''

یعنی اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر سچ بولنے والا ہے۔ سچ بولنے کی تاکید فرماتا ہے۔ سچوں کی تعریف کرتا ہے، اور سچ بولنے والوں کا ساتھ دینے کا حکم ارشاد فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (التوبہ:۱۱۹)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈر جاؤ اور سچوں کا ساتھ دو۔''

## (۱۹) تحائف دینا:

کسی بھی قوم کے اچھے اوصاف میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ تحفے تحائف کا تبادلہ کرتے ہیں۔ اس فعل سے کسی بھی قوم میں آپس میں محبت پیدا ہو جاتی ہے، اور جب محبت پیدا ہو جاتی ہے تو معاشرہ امن و سکون اور پیار و محبت کا گہوارہ بن جاتا ہے، اسی وجہ سے شریعت اسلامیہ نے اس کی خوب ترغیب دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا﴾ (النساء:۸۶)

''اور جب تم کو کوئی تحفہ دیا جائے تو تم اس سے بہتر تحفہ دو، یا اسی جیسا واپس کر دو۔ اس لیے کہ تحفہ و تحائف کے تبادلے سے پیار اور محبت پیدا ہوتی ہے۔''

چنانچہ:

Marfat.com

((عن ابی هريرة قال: قال رسول الله ﷺ تهادُوْا تحابُّوا.)) ❶

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: آپس میں ہدیہ لیا دیا کرو اس سے باہمی محبت پیدا ہوگی۔''

## (۲۰) مشکوک باتوں سے پرہیز:

معاشرے میں شر و فساد کا منبع مشکوک باتوں پر عمل پیرا ہونا اور مشکوک باتوں پر یقین کرنا ہے۔ اس کی وجہ سے کسی بھی شخص کے لیے نفرت اور عداوت کے جذبات پیدا کر لیے جاتے ہیں کہ جنکا نتیجہ بالآخر لڑائی اور فساد کی شکل میں سامنے آتا ہے۔ تو گویا لڑائی اور فساد کی جڑ مشکوک باتوں پر عمل کرنا ہے۔ اس وجہ سے شریعت نے شکوک و شبہات والی باتوں سے روکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يُرِيْبُكَ.)) ❷

''جو باتیں شک میں ڈالیں انھیں چھوڑ دو اور جو شک میں نہ ڈالیں انھیں اختیار کرو۔''

## (۲۱) صبر کرنا:

کسی بھی کامیابی کے حصول کے لیے تکلیفیں اور مشکلات برداشت کرنا پڑتی ہیں۔ جب تک کوئی انسان مشکلات سے کھیلنا نہ سیکھے، اور ان پر صبر کرنے کی قوت اپنے اندر پیدا نہ کرے، اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتا۔ عرب لوگ کہتے ہیں ''جس نے صبر کیا وہ کامیاب ہوا۔'' دنیا اور آخرت کی کامیابی کے لیے لازم ہے کہ صبر کا مظاہرہ کیا جائے اور صبر کے دامن کو کبھی بھی ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے۔ ایسے ہی لوگوں کے لیے کامیابی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَ اصْبِرُوْا

---

❶ ادب المفرد للبخاری، باب قبول الهدية، رقم: ۵۹۴۔ سنن الکبریٰ بیهقی: ۶/۱۶۹۔ مؤطا مالک: ۹۰۸/۲، رقم: ۱۶.

❷ سنن الترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع، رقم: ۲۵۱۸۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

Marfat.com

إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِينَ ﴿۴٦﴾ (الانفال:۴٦)

''اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے رہو، آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے، اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، اور صبر کرو۔ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔''

((عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ: عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ.)) [1]

''سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے، بیشک اس کے ہر معاملے میں اس کے لیے خیر ہے، اور یہ صرف مومن ہی کے لئے ہے۔ اگر اسے خوشی پہنچے تو وہ شکر ادا کرتا ہے جو اس کے لیے خیر (و برکت) ہے۔ اور اگر اسے تکلیف پہنچے تو صبر کرتا ہے، جو اس کے لیے خیر ہے۔''

## (۲۲) اصلاح کرنا:

کسی بھی معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے اصلاح کا ہونا ضروری ہے۔ اصلاح کا مطلب ہے لوگوں کے درمیان ناراضگی کو ختم کرنا، اور ہر بُری عادت، رسم و رواج کا خاتمہ کرنا۔ جس بھی معاشرے سے بُری عادات ختم ہو جائیں گی یقیناً ایسا معاشرہ کامیاب معاشرہ ہوگا، اور جس گھر، شہر اور ملک سے نفرت اور عداوت ختم ہو جائے گی، وہ گھر، شہر اور ملک کامیابی کی راہ پر گامزن ہو جائے گا۔ اسی اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے صلح کے حکم پر زور دیا ہے۔ ارشادات ربانی ہیں:

﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يُصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ خَيْرٌ وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ وَإِنْ تُحْسِنُوا وَ

[1] صحیح مسلم، کتاب الزھد، رقم: ۲۹۹۹۔

Marfat.com

تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿١٢٨﴾ (النساء:١٢٨)

"اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی بد دماغی، اور بے پرواہی کا خوف ہو، تو آپس میں جو صلح کر لیں اس پر کوئی گناہ نہیں، صلح بہت بہتر چیز ہے، طمع ہر نفس میں شامل کر دی گئی ہے، اگر تم اچھا سلوک کرو، پرہیزگاری کرو، تو تم جو کر رہے ہو اللہ تعالیٰ اس کو پوری طرح جانتا ہے۔"

## (۲۳) عدل و انصاف:

کسی بھی معاشرے کی بقا اور ترقی کے لیے عدل و انصاف انتہائی ضروری ہے۔ جب تک کسی بھی معاشرے میں عدل و انصاف قائم نہ ہوگا۔ اس وقت تک وہ معاشرہ انارکی اور انتشار کا شکار ہوگا اور ترقی اور فلاح و بہبود کے راستے مسدود ہو جائیں گے۔ کیونکہ لوگ عدم تحفظ کا شکار ہو جائیں گے۔ جس کی وجہ سے لوگ چین و سکون کے ساتھ اپنے کام کاج سرانجام نہ دے سکیں گے جس سے ترقی کا سفر رک ہو جائے گا۔ جس کا نتیجہ معاشرے کی تباہی اور بربادی کی شکل میں سامنے آئے گا۔ اس لیے کہا جاتا ہے۔ کہ کوئی بھی ملک کفر کی بنیاد پر تو باقی رہ سکتا ہے لیکن ظلم کی بنیاد پر باقی نہیں رہ سکتا۔ اسی وجہ سے شریعت اسلامیہ ظلم و ناانصافی کو بہت برا جانتی ہے۔ کہ جس کا اندازہ مندرجہ ذیل حدیث سے لگایا جا سکتا ہے۔

((عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی ﷺ قال: "اَلْاَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ، اِذَا حَكَمُوْا عَدَلُوْا، وَاِذَا عَاهَدُوْا وَفَوْا، وَاِنِ اسْتُرْحِمُوْا رَحِمُوْا، فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ مِنْهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُمْ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ.)) [1]

"سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: حاکم قریش سے ہوں گے، جب وہ فیصلہ کریں گے تو انصاف کریں گے، اور جب وعدہ کریں گے تو پورا کریں گے، اور جب رحم و شفقت طلب کیے جائیں گے تو رحم و شفقت کریں گے، ان میں سے جو ایسا نہیں کرے گا اس پر اللہ کے تمام فرشتوں اور تمام

---

[1] مسند ابی داؤد، طیالسی، رقم: ۲۱۳۳۷۔ مستدرک حاکم: ۴/۵۰۱۔ حاکم نے اسے "صحیح" کہا ہے۔

Marfat.com

لوگوں کی لعنت ہو۔ان کا کوئی فرض قبول ہوگا نہ نفل۔''

## (۲۴) صدقہ وخیرات کرنا:

کسی بھی معاشرے کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس معاشرہ کے خوشحال اور صاحب حیثیت لوگ وہاں کے کمزور وغریب لوگوں پر صدقہ اور خیرات کو اپنا شعار بناتے ہیں۔ کیونکہ معاشرہ میں کچھ کمزور لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی ضروریات زندگی کو پورا نہیں کر پاتے۔ایسے لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنا صاحب ثروت لوگوں کی ذمہ داری ہے۔تاکہ وہ کمزور لوگ اپنی ضروریات کو پورا کرسکیں اور معاشرے وکمیونٹی کے اندر کسی حد تک استحکام و اعتدال پیدا ہوسکے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَفِيٓ أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُومِ ﴿١٩﴾ وَفِي الْأَرْضِ ءَايَـٰتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ﴿٢٠﴾﴾

(المعارج: ۱۹ تا ۲۰)

''ان کے مالوں میں ایک حصہ متعین ہے۔(صدقہ وخیرات کے لیے) سوال کرنے اور نہ کرنے والوں کے لیے، تاکہ کمزور لوگ اپنی ضروریات زندگی بہتر انداز میں پوری کرسکیں۔''

Marfat.com

# برے اخلاق

## (۱) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید ہونا:

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید اور مایوس ہونا قطعاً اہل ایمان اور اہل اسلام کا طریقہ نہیں ہے، بلکہ گمراہ اور کافر قوم کا طریقہ ہے۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ﴾ (الحجر: ۵۶)

''سیّدنا ابراہیم علیہ السلام نے کہا: گمراہوں کے سوا اپنے رب کی رحمت سے کون نا اُمید ہوسکتا ہے۔''

علاوہ ازیں سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ گناہوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ یہ بھی ہے:

((اَلْقَنُوْطُ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ.)) [1]

''(بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید ہو جانا ہے۔''

## (۲) اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنا:

اللہ تعالیٰ کے تمام بنی آدم، بلکہ تمام مخلوقات پر بے پایاں انعامات واحسانات ہیں، جو شخص ان انعامات واحسانات کی پاسداری اور خیال کرتے ہوئے اللہ کا شکر کرے تو اللہ تعالیٰ اُسے تمام اُمور میں کامیابی اور مزید ترقی عطا فرمائے گا، اور اس کے برعکس اگر وہ اللہ کی ناشکری کرنے پہ اُتر آیا جو کہ ایک بہت بڑا جرم اور گناہ ہے، تو اللہ تعالیٰ اُسے تمام انعامات سے محروم کر کے عذاب میں مبتلا کر دے گا۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ

---

[1] طبراني كبير، رقم: ۸۶۹۵، ۸۶۹۷، ۸۶۹۸، ۸۶۹۹۔ مجمع الزوائد: ۱/۱۰۴۔ علامہ ہیثمی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

Marfat.com

لَشَدِيْدٌ ۝ ﴾ (ابراهيم:٧)

''اور جب تمہارے رب نے یہ خبر دی کہ اگر تم شکر گزاری کرو گے، تو بے شک میں تمھیں زیادہ دوں گا، اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقینا میرا عذاب بہت سخت ہے۔''

## (۳) اللہ تعالیٰ کی ذات پر جھوٹ باندھنا:

اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس پر افتراء پردازی یعنی جو بات اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمائی، لیکن اُسے اللہ کی طرف منسوب کرنا، یقینا بہت بڑا گناہ اور ظلم ہے، اور اللہ تعالیٰ کو اذیت و تکلیف پہنچانا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ ﴾ (العنكبوت:٦٨)

''اور اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے، یا جب حق اُس کے پاس آجائے، تو وہ اُسے جھٹلائے، کیا ایسے کافروں کا ٹھکانہ جہنم نہیں ہے؟''

## (۴) سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا:

رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر افترا پردازی یعنی جو بات رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمائی، وہ آپ ﷺ کی طرف منسوب کرنا، انسان کو جہنم میں لے جاتا ہے۔ چنانچہ سیّدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(( إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. )) [1]

''مجھ پر جھوٹ بولنا عام جھوٹ باندھنے کے مترادف نہیں ہے۔ جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔''

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب مَا يُكْرَهُ مِنَ النِّيَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ، رقم: ١٢٩١۔ صحيح مسلم، المقدمة، باب تغليظ الكذب على رسول الله ﷺ، رقم: ٥۔

Marfat.com

## (۵) اطاعت رسول اللہ ﷺ پر تقلید کو ترجیح دینا:

نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری تمام بنی آدم پر فرض اور لازم ہے، اس لیے کہ وہ انسانی ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ (النساء:۱۳)

''اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرے گا، تو وہ اُسے جنتوں میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، اُن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہ بہت بڑی کامیابی ہوگی۔''

## (۶) رسول اللہ ﷺ کی شان کو گھٹانا یا بڑھانا:

اللہ تبارک وتعالیٰ کے تمام انبیاء ورسل علیہم السلام انتہائی معظم ومکرم اور درجہ کے اعتبار سے تمام بنی آدم ودیگر مخلوقات سے بلندتر ہوتے ہیں، لیکن کسی اُمتی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی نبی یا رسول یعنی سیّدنا آدم علیہ السلام سے لے کر آخر الزماں پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ تک، کسی نبی یا رسول کے مقام ومرتبہ میں غلو اور مبالغہ آمیزی سے کام لیتے ہوئے اُنھیں ''مقامِ عبودیت'' سے ''مقام اُلوہیت'' تک پہنچا دے، یا اللہ کا بیٹا قرار دے، یا پھر اُن سے متعلق ''عالم الغیب'' اور ''نور من نور اللہ'' کا عقیدہ قائم کرلے۔

یاد رہے کہ کسی بھی نبی یا رسول کے مقام کو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مقام سے بڑھانا یا کم کرنا اپنے ایمان کو خراب کرنے کے مترادف ہے۔ چنانچہ نصاریٰ کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴾ (المائدہ:۷۲)

''یقیناوہ لوگ کافر ہوئے جنھوں نے کہا کہ بے شک ''اللہ'' مسیح ابن مریم ہی ہیں،

Marfat.com

اور مسیح نے کہا: اے بنی اسرائیل! تم لوگ اللہ کی عبادت کرو، جو میرا اور تم سب کا رب ہے۔ بے شک جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرائے گا، تو اللہ نے اُس پر جنت حرام کر دی ہے، اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔''

نیز ایک دوسرے مقام پر یہود و نصاریٰ کا رد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ ۖ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ ۖ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ۚ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ أَنّٰى يُؤْفَكُونَ ۝﴾ (التوبہ: ۳۰)

''اور یہود نے کہا کہ عزیز اللہ کے بیٹے ہیں، اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں، یہ اُن کے منہ کی بکواس ہے، اُن لوگوں کے قول کی مشابہت اختیار کرتے ہیں، جنھوں نے ان سے پہلے کفر کیا تھا، اللہ اُنھیں ہلاک کر دے، کس طرح حق سے پھرے جا رہے ہیں۔''

غلو (زیادتی) چاہے انبیاء و رسل علیہم السلام کی عظمت و شان میں ہو یا دیگر دینی معاملات میں بہر حال ناجائز اور غلط ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿يٰأَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللّٰهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ﴾

(النساء: ۱۷۱)

''اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو نہ کرو، اور اللہ کی شان میں حق بات کے علاوہ کچھ نہ کہو۔''

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ يٰأَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ۝﴾

(المائدہ: ۷۷)

Marfat.com

’’آپ کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب! تم لوگ اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو، اور اُن لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو، جو اس سے پہلے خود گمراہ ہو گئے، اور بہتوں کو گمراہ کیا، اور راہِ راست سے بھٹک گئے۔‘‘

علاوہ ازیں رسول اللہ ﷺ نے بھی غلو کرنے والوں کی بڑی سخت مذمت فرمائی ہے۔ چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ۔ قَالَهَا ثَلَاثًا.)) [1]

’’غلو کرنے والے ہلاک ہو گئے۔ رسول اکرم ﷺ نے تین مرتبہ یہی کلمات دہرائے۔‘‘

نیز سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارٰى ابْنَ مَرْيَمَ فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهٗ فَقُوْلُوْا: عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ.)) [2]

’’میری تعریف میں مبالغہ مت کرنا جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ کی تعریف میں مبالغہ کیا تھا۔ میں ایک بندہ ہوں، لہٰذا مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔‘‘

## (۷) رسول اللہ ﷺ کو اپنی جان اور مال سے زیادہ محبوب نہ سمجھنا:

نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنا ایمان کا اوّلین تقاضا ہے، اور جو شخص اپنے والدین، اپنی اولاد اور مال و دولت سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتا اور تمام اُمور میں اُنھیں اپنا فیصل مانتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اُس کی ایسی محبت کے بدلہ میں اُس کے تمام گناہوں کو معاف کر کے اُسے جنت میں داخل کر دیتا ہے، اور یہی ایک سچے اور پکے مومن و مسلمان کی علامت ہے، اس کے برعکس جو شخص رسول اللہ ﷺ سے سچے دل سے محبت نہیں

---

[1] صحيح بخاري، كتاب العلم، باب هلك المتنطعون، رقم: ٦٧٨٠.

[2] صحيح بخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا﴾ (مريم: ١٦) رقم: ٣٤٤٥.

Marfat.com

کرتا، اور انہیں اپنا مقتدیٰ اور پیشوا نہیں مانتا، وہ قطعاً صاحب ایمان نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ (آل عمران: ۳۱)

''آپ کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ معاف کردے گا۔ اور اللہ بڑا معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔''

نیز سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ.)) [1]

''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ اُسے اپنے والدین، اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میں محبوب نہ ہو جاؤں۔''

## (۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی سن کر درود وسلام نہ پڑھنا:

ہر مؤمن ومسلمان کا فریضہ ہے کہ جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی آواز اُس کے کانوں تک پہنچے تو اُسے فوراً نبی مکرم پر تحفۂ، گلدستہ درود وسلام پیش کرنا چاہیے۔ مؤمن ومسلمان تو کجا، خود اللہ تعالیٰ اور اُس کے تمام فرشتے بھی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو درود کے گلدستے اور سلام کے تحائف بھیجتے رہتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝﴾ (الاحزاب: ۵۶)

''بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی اُن

---

[1] صحيح بخاري، كتاب الإيمان، باب حب الرسول صلى الله عليه وسلم، من الإيمان، رقم: ۱۵۔ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، رقم: ۱۶۹.

Marfat.com

پر درود و سلام بھیجو۔''

جو لوگ نبی مکرم ﷺ پر درود و سلام پیش کرتے ہیں۔ اُن کے لیے پیغامِ مسرت ہے۔

چنانچہ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَوٰةً وَاحِدَةً، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيْئَاتٍ، وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرُ دَرَجَاتٍ.)) [1]

''جس نے میری ذات پر ایک مرتبہ درود بھیجا۔ اللہ تعالیٰ اُس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرمائے گا، دس گناہ معاف فرمائے گا، اور دس درجات بلند فرمائے گا۔''

## (۹) روزِ قیامت کا مذاق اُڑانا اور انکار کرنا:

قیامت کا دن صرف دین اسلام میں نہیں، بلکہ تمام اَدیانِ عالم میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ اُس دن عدل و انصاف اور دیانت داری کا ترازو، قائم کیا جائے گا، جس میں ہر عمل، محنت، مشقت اور کاوش کا مقدار اِخلاص کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجیے کہ قیامت کا دن تمام بنی آدم کے دنیاوی اَعمال کے نتیجہ کا دن ہے جس میں ہر آدمی کو اپنے عمل کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔

اور یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ، اس کے تمام رسل علیہم السلام، تمام آسمانی کتابوں اور فرشتوں پر ایمان لانا فرض ہے، ٹھیک اُسی طرح قیامت کے دن پر بھی ایمان لانا فرض ہے۔ جیسے اُن میں سے کسی ایک کے انکار سے کفر لازم آتا ہے، اسی طرح روزِ قیامت کا مذاق اُڑانے یا انکار کرنے سے بھی کفر لازم آتا ہے۔ لہٰذا جو شخص روزِ قیامت کا تمسخر کرے یا انکار کرے، تو اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ اِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ السَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّ مَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ۝۳۲ وَ بَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا

[1] سنن نسائی، کتاب السہو، باب الفضل فی الصلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ۱۲۹۵۔ علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

Marfat.com

عَمِلُوْا وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ وَ قِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَ مَاْوٰكُمُ النَّارُ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝﴾

(الجاثیہ: ۳۱ تا ۳۴)

''اور جب کہا جاتا تھا کہ بے شک اللہ کا وعدہ برحق ہے، اور قیامت کی آمد میں کوئی شبہ نہیں ہے، تو تم کہتے تھے کہ ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا چیز ہے؟ ہم اُسے ایک ظن محض سمجھتے ہیں، اور ہم اُس پر بالکل یقین نہیں کرتے ہیں۔ اور اُن کے اعمال کی برائیاں اُن کے سامنے ظاہر ہو گئیں اور جس عذاب کا وہ مذاق اُڑا رہے تھے اس نے اُنھیں گھیر لیا اور اُن سے کہا جائے گا کہ آج ہم تمھیں اُسی طرح بھول جائیں گے، جس طرح تم نے اپنے اس دن کی ملاقات کو فراموش کر دیا تھا اور تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے، اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔''

## (۱۰) عذابِ قبر کا انکار کرنا:

عذابِ قبر دین اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اور اس کے برحق ہونے میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں اور اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ جو لوگ اس عقیدہ کے برحق نہ ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوئے اس کا انکار کرتے ہیں، ان کا یہ عمل قرآن وسنت کی تعلیم کے صریح مخالف ہے۔

''عذابِ قبر'' برحق ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَ يُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۝﴾ (ابراهيم: ۲۷)

''اللہ ایمان والوں کو دُنیا کی زندگی میں اور آخرت میں حق بات، یعنی کلمہ طیبہ پر ثابت قدم رکھتا ہے، اور اللہ ظالموں کو گمراہ کر دیتا ہے، اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔''

اس آیت کی تفسیر سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا أُقْعِدَ الْمُؤْمِنُ فِي قَبْرِهِ أَتَاهُ مَلَكَانِ اَذْرَقَانِ ثُمَّ شَهِدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ

Marfat.com

مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ، فَذٰلِکَ قَوْلُہٗ: ﴿یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾ (ابراھیم:۲۷).)) [1]

''مؤمن جب اپنی قبر میں بٹھایا جاتا ہے، تو اُس کے پاس دو فرشتے نیلی آنکھوں والے آتے ہیں۔ وہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور نبی مکرم جناب محمد رسول اللہ (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں تو یہ اُس فرمانِ الٰہی کی تعبیر ہے جو سورۃ ابراہیم میں ہے کہ: اللہ ایمان والوں کو دنیا کی زندگی اور آخرت میں ٹھیک بات یعنی توحید پر مضبوط رکھتا ہے۔''

اور آلِ فرعون کو صبح وشام عذاب دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَ حَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۚ۝۴۵ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا ۚ وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝۴۶﴾ (المومن:۴۵تا۴۶)

''پس اسے اللہ تعالیٰ نے تمام بدیوں سے محفوظ رکھ لیا جو انہوں نے سوچ رکھی تھیں، اور فرعونیوں کو برے عذاب نے گھیر لیا، وہ لوگ صبح وشام نارِ جہنم پر پیش کیے جاتے ہیں اور جس دن قیامت آئے گی، (اللہ کہے گا) فرعونیوں کو سب سے سخت عذاب میں داخل کرو۔''

اور کفار کو موت کے وقت ہی سے عذاب ملنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس کی دلیل اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝۹۳﴾ (الانعام:۹۳)

''اور اگر آپ دیکھیں جب ظالم لوگ موت کی سختیاں جھیل رہے ہوتے ہیں، اور

---

[1] صحیح بخاري، کتاب الجنائز، رقم: ۱۳۶۹۔ مسند احمد: ۲۹۱/۴.

Marfat.com

فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے کہتے ہیں کہ، آج ہاں اپنی جانیں نکالو تمھیں ذلت ورسوائی کا عذاب اس لیے دیا جائے گا کہ تم اللہ کے بارے میں ناحق باتیں کہتے تھے اور تم اللہ کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔''

مزید فرمایا:

﴿وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا ۙ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ۝﴾ (الانفال: ۵۰)

''کاش کہ آپ دیکھتے جب کہ فرشتے کافروں کی روح نکالتے ہیں، اُن کے چہروں اور اُن کی پیٹھوں پر ضربیں لگاتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ چکھو تم جلنے کا عذاب۔''

عذاب قبر کے برحق ہونے پر رسول اللہ ﷺ کے فرامین مندرجہ ذیل ہیں۔ چنانچہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ:

((أَنَّ يَهُودِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا أَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ (رضی اللہ عنہا) رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَقَالَ: نَعَمْ! عَذَابُ الْقَبْرِ، قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدُ صَلّٰى صَلَاةً إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ زَادَ غُنْدَرٌ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ.)) [1]

''ایک یہودی عورت اُن کے پاس آئی، اُس نے عذابِ قبر کا ذکر چھیڑ دیا اور کہا کہ اللہ تجھ کو عذابِ قبر سے محفوظ رکھے۔ اس پر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے عذابِ قبر کے بارے میں دریافت کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اُس کا جواب یہ دیا کہ ہاں، عذابِ قبر حق ہے۔ نیز سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں نے کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی نماز ایسی پڑھی ہو اور اُس میں عذابِ قبر سے اللہ کی پناہ نہ مانگی ہو۔ اور امام غندر رحمہ اللہ نے اس روایت میں ''عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ'' کے الفاظ زائد بیان کیے ہیں۔''

---

[1] صحیح بخاري، کتاب الجنائز، باب ما جاء في عذاب القبر، رقم: ۱۳۷۲.

Marfat.com

اور سیّدنا ایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَسَمِعَ صَوْتًا۔ فَقَالَ: يَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِي قُبُوْرِهَا.)) ❶

''رسول اللہ ﷺ (ایک روز) سورج غروب ہونے کے بعد (گھر سے) نکلے تو ایک آواز سنی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہود کو اُن کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔''

قرآن وحدیث میں عذابِ قبر کے متعلق جو بتایا گیا ہے، اس پر ایمان لانا واجب ہے، مگر اس کی کیفیت اور تفصیلات میں نہیں پڑنا چاہیے، کیونکہ یہ برزخی معاملہ ہے لہٰذا جتنا بتایا گیا ہے اس پر بعینہ ایمان لانا ضروری ہے، عذاب قبر کا انکار راہِ اسلام سے فرار ہے۔

صاحب شرح عقیدہ طحاویہ رقمطراز ہیں:

''رسول اللہ ﷺ سے عذابِ قبر اور قبر کی نعمتوں، ان لوگوں کے لیے جو ان کے اہل ہیں، کے ثبوت کے بارے میں متواتر احادیث مروی ہیں، اسی طرح قبر میں دو فرشتوں کے سوال کے اثبات پر عقیدہ رکھنا اور ایمان لانا واجب ہے۔ ہم اس کی کیفیت پر کلام نہیں کرتے، اس لیے کہ ان امور کی واقفیت عقل کا کام نہیں ہے، اس لیے کہ اس دنیا میں یہ معمول نہیں اور شریعت ایسے امور زیر بحث نہیں لاتی جو عقلاً محال ہوں، ہاں کبھی ایسے اُمور شرع میں زیر بحث آتے ہیں جن سے عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ روح کا جسم کی طرف لوٹنا اس طرح نہیں جیسے دنیا میں لوٹانے کا معمول ہے، بلکہ روح کے اعادہ کا معاملہ دُنیا میں اعادے کی طرح نہیں۔'' ❷

امام آجری نے ''الشریعۃ'' میں باب یوں باندھا ہے:

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الجنة، وصفة نعیمها وأهلها، رقم: ۷۲۱۵.

❷ شرح العقیدہ الطحاویۃ: ۲/ ۶۰۹، بتحقیق شعیب الارناؤط وعبداللہ بن عبدالمحسن الترکی، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ.

Marfat.com

''اَلتَّصۡدِیۡقُ وَالۡاِیۡمَانُ بِعَذَابِ الۡقَبۡرِ ......'' عذاب قبر کی تصدیق اور اس پر ایمان کا بیان''

پھر اس کے بعد عذابِ قبر کے متعلق احادیث بیان کیں اور فرمایا:

(( مَا أَسۡوَأُ حَالِ مَنۡ كَذَّبَ بِهٰذَا الۡأَحَادِيۡثِ لَقَدۡ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيۡدًا وَخَسِرَ خُسۡرًا مُبِيۡنًا. ))

''جس شخص نے ان احادیث کو جھٹلایا وہ کس قدر برے حال والا ہے، وہ تو یقیناً بہت دور بھٹک گیا اور واضح نقصان اٹھانے والا بن گیا۔'' ①

علامہ ابوبکر احمد بن علی الرازی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

(( وَاعۡلَمۡ اَنَّ سُؤَالَ مُنۡكَرٍ وَنَكِيۡرٍ لِلۡمَيِّتِ فِي الۡقَبۡرِ عَنۡ رَبِّهٖ وَدِيۡنِهٖ حَقٌّ لِوُرُوۡدِ الۡأَحَادِيۡثِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. )) ②

''یقین کرلو کہ منکر ونکیر کا میّت سے قبر میں اس کے رب اور اس کے دین کے بارے میں سوال کرنا حق ہے، اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ سے اس کے بارے میں احادیث مروی ہیں۔''

علامہ محمد بن احمد السفارینی رقمطراز ہیں:

(( وَعَذَابُ الۡقَبۡرِ وَاِحۡيَاءُ الۡمَوۡتٰى وَقُبُوۡرِهِمۡ وَمَسۡئَلَةُ مُنۡكَرٍ وَنَكِيۡرٍ لَهُمۡ ثَابِتٌ وَوَاجِبُ الۡقَوۡلِ بِهٖ وَاَنَّهٗ يُعَذَّبُ بَعۡدَ اَنۡ تُرَدَّ الرُّوۡحُ اِلَيۡهِ فَعَذَابُ الۡقَبۡرِ حَقٌّ. )) ③

''عذاب قبر اور قبروں میں مردوں کو زندہ کرنا اور منکر ونکیر کا ان سے سوال کرنا ثابت ہے۔ اس کا قائل ہونا واجب ہے اور اعادۂ روح کے بعد اس کو عذاب دیا جاتا ہے، سو عذاب قبر حق ہے۔''

---

① الشريعة: ۲/۱۸۶.

② شرح بدء الأمالي، ص: ۳۵۳.

③ لوائح الأنوار السنية: ۲/۱۵۰.

Marfat.com

امام ابوالحسن الاشعری رقمطراز ہیں:

((وَاخْتَلَفُوْا فِيْ عَذَابِ فَمِنْهُمْ مَنْ نَفَاهُ وَهُمُ الْمُعْتَزِلَةُ وَالْخَوَارِجُ وَمِنْهُمْ مَنْ اَثْبَتَهُ وَهُمْ اَكْثَرُ اَهْلِ الْاِسْلَامِ.)) (1)

''عذاب قبر کے متعلق اختلاف کی نوعیت یہ ہے کہ معتزلہ اور خوارج نے اس کا انکار کیا ہے اور اہل اسلام کی اکثریت اس کی قائل ہے۔''

## (۱۱) تقدیر کو جھٹلانا:

عذابِ قبر کی طرح ''مسئلہ تقدیر'' بھی بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔ جس طرح عذابِ قبر کے برحق ہونے پر ایمان لانا واجب ہے، اسی طرح تقدیر پر ایمان لانا بھی واجب اور ضروری ہے۔ نیز سلف وخلف رحمہم اللہ کا یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص تقدیر الٰہی کو پوری صداقت سے قبول کرتا ہے یعنی جس میں کسی قسم کا کوئی تردّد نہ ہو، تو وہ سچا اور پکا مؤمن ہے۔ لہٰذا جو شخص تقدیر الٰہی میں متردد (شک کرتا) ہے اُسے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔

چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۝۴۹ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ۝﴾

(القمر: ۴۹تا۵۰)

''ہم نے ہر چیز کو ٹھیک اندازے کے مطابق پیدا کیا ہے، اور ہمارا حکم صرف ایک دفعہ (کا ایک کلمہ) ہی ہوتا ہے، جیسے آنکھ کا جھپکنا۔''

مزید برآں رسول اللہ ﷺ نے قبولیت انفاق کو ایمان بالقدر سے معلق کرتے ہوئے فرمایا:

((لَوْ أَنَّ اللّٰهَ عَذَّبَ أَهْلَ سَمَوَاتِهِ وَأَهْلَ أَرْضِهِ: عَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ، وَلَوْ رَحِمَهُمْ كَانَتْ رَحْمَتُهُ خَيْرًا لَهُمْ مِنْ أَعْمَالِهِمْ وَلَوْ أَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا قَبِلَهُ اللّٰهُ مِنْكَ حَتّٰى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ، وَتَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَأَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ، فَلَوْ مِتَّ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا

(1) مقالات الاسلامیین: ۲/۱۱۶.

Marfat.com

لَدَخَلْتَ النَّارَ.))[1]

''اگر اللہ تعالیٰ تمام آسمان وزمین (میں رہنے) والوں کو عذاب دے، تو وہ اُن کے لیے ظالم نہیں ٹھہرے گا اور اگر اُن پر رحمت کرے، تو یہ اُن کے لیے اُن کے اعمال سے بہتر ہے، اگر تم اُحد پہاڑ یا اُحد پہاڑ کی مثل سونا راہِ الٰہی میں خرچ کر دو۔ تو اللہ تعالیٰ اُسے اس وقت تک قبول نہیں فرمائے گا، جب تک وہ (اچھی یا بری) تقدیر پر ایمان نہیں لے آتا اور اُسے یہ یقین نہ ہو جائے کہ جو کچھ اُسے مل گیا، وہ کسی صورت میں اس سے ضائع نہیں ہو سکتا تھا، اور جو کچھ نہیں ملا وہ کسی صورت میں اس کو نہیں مل سکتا تھا، اگر تم اس عقیدے کو تسلیم کیے بغیر مر گئے، تو تمہیں ضرور آگ میں داخل کیا جائے گا۔''

## (۱۲) صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو گالی دینا:

صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے محبت کرنا، نہ صرف جزوِ ایمان بلکہ عین ایمان ہے۔ کیونکہ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت نصیب ہوئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے، آپ کے دین کو تقویت پہنچائی، آپ سے خیر خواہی کی الغرض کہ ہر میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورے خلوص کے ساتھ دیا، یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے راضی ہو گیا۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ (المجادلہ: ۲۲)

''اللہ اُن سے راضی ہو گیا، اور وہ اُس سے راضی ہو گئے، وہی اللہ کی جماعت کے لوگ ہیں، آگاہ رہیے کہ اللہ کی جماعت کے لوگ ہی کامیاب ہونے والے ہیں۔''

ایک دوسرے مقام پر مہاجرین وانصار صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

---

[1] سنن أبي داؤد، کتاب السنة، باب في القدر: ۴۶۹۹۔ علامہ البانی نے اس روایت کو ''صحیح'' کہا ہے۔

Marfat.com

﴿وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝﴾ (التوبہ:۱۰۰)

''اور مہاجرین وانصار میں سے وہ اوّلین لوگ، جنھوں نے ہجرت کرنے اور ایمان لانے میں دوسروں پر سبقت کی۔ اور وہ دوسرے لوگ، جنھوں نے اُن سابقین کی اخلاص کے ساتھ پیروی کی، اللہ اُن سب سے راضی ہوگیا، اور وہ سب اللہ سے راضی ہوگئے، اور اللہ نے اُن کے لیے ایسی جنتیں تیار کی ہیں، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، اُن میں وہ ہمیشہ کے لیے رہیں گے، یہی عظیم کامیابی ہے۔''

جس شخص نے ان سے محبت کی، گویا اُس نے رسول اللہ ﷺ سے محبت کی۔ اور اس کے برعکس یعنی جس شخص نے صحابہ کو گالی دی یا ان سے بغض رکھا گویا اُس نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی یا بغض رکھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ.)) [1]

''میرے اصحاب کو گالی مت دو، اگر کوئی اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا (اللہ کی راہ میں) خرچ کرڈالے تو ان کے ایک مد (پیمانہ) غلہ کے برابر بھی نہیں ہوسکتا، اور نہ اُن کے نصف مد کے برابر۔''

علاوہ ازیں جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سب وشتم کا نشانہ بنائے، اُس پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت برستی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ.)) [2]

''جس نے میرے صحابہ کو گالی دی، اُس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی

---

[1] صحيح بخاري، كتاب فضائل أصحاب النبي، باب قول النبي: {لو كنت متخذا خليلا}، رقم: ٣٦٧٣.

[2] صحيح الجامع الصغير، رقم: ٦٢٨٥۔ سلسلة الصحيحة، رقم: ٢٣٤٠۔

Marfat.com

لعنت ہو۔‘‘

اور سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا:

((إِنَّمَا فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِنِّي، يُؤْذِينِي مَا آذَاهَا وَيُنْصِبُنِي مَا أَنْصَبَهَا.)) ❶

’’فاطمہ میرا ایک حصہ ہے، جس نے اُسے تکلیف پہنچائی یا کمزور کیا، (گویا) وہ مجھے تکلیف پہنچاتا ہے اور کمزور بناتا ہے۔‘‘

اور اسی طرح جو کوئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کے جہنم میں جانے کا عقیدہ رکھتا ہو، اُس کا یہ عقیدہ قطعاً بے بنیاد اور غلط عقیدہ ہے۔ اور اس کی دلیل سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی وہ روایت ہے، جس میں سیّدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کا ایک غلام اُن کی شکایت لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا، اور آپ سے عرض کی: اے اللہ کے رسول! حاطب ضرور جہنم میں داخل ہوگا۔ غلام کی یہ بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كَذَبْتَ لَا يَدْخُلُهَا فَإِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَالْحُدَيْبِيَةَ.)) ❷

’’تو نے جھوٹ بولا، وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا، کیونکہ وہ تو بدر اور حدیبیہ میں شریک ہوا ہے۔‘‘

## (۱۴۳) اہل بیت کا احترام نہ کرنا:

اہل بیت کا احترام اور اُن سے محبت کرنا اُسی طرح ایمان کا جزو ہے، جس طرح کہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت اور اُن کا احترام کرنا جزوِ ایمان ہے، اور کوئی شخص اُس وقت تک سچا مسلمان اور مؤمن نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ صدقِ دل سے اہل بیت کا احترام نہ کرے، لیکن افسوس کہ بعض لوگ اپنے آپ کو مؤمن و موحد کہنے کے باوجود ’’مشاجراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم‘‘ میں دخل اندازی اور پھر مبالغہ آمیزی سے کام لیتے ہوئے گمراہی کا شکار ہیں۔ بہر حال اہل بیت کا

❶ سنن ترمذي، كتاب المناقب، باب ما جآء في فضل فاطمة رضی اللہ عنها، رقم: ۳۸۶۹۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

❷ سنن ترمذي، كتاب المناقب، رقم: ۳۸۶۴۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ’’صحیح‘‘ کہا ہے۔

Marfat.com

احترام اور ان سے محبت کرنا، ایمان کا جزو ہے۔ نیز جب رسول اللہ ﷺ اہل بیت سے محبت کرتے تھے، تو پھر کون بدبخت ہے جو اہل بیت سے محبت نہ کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج اور اولاد کے حق میں دُعا بھی فرمائی ہے، چنانچہ سیّدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس سوال پر (کہ ہم آپ کی ذات پر کس طرح درود بھیجیں) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ.)) [1]

''اے اللہ! محمد اور آپ کی ازواجِ (مطہرات) اور آپ کی اولاد پر رحمت نازل فرما۔''

علاوہ ازیں سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حسنین یعنی سیّدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو فرمانے لگے:

((اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أُحِبُّھُمَا فَأَحِبَّھُمَا وَأَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّھُمَا.)) [2]

''اے اللہ! میں ان دونوں یعنی حسن وحسین سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان دونوں سے محبت فرما، اور اُس سے بھی محبت فرما جو اُن دونوں سے محبت کرتا ہے۔''

معلوم ہوا حسنین اور دیگر اہل بیت رضی اللہ عنہم سے محبت کرنا، محبت الٰہی کا ایک بہت بڑا وسیلہ اور ذریعہ ہے۔ اور جو شخص ان سے محبت نہیں کرتا، وہ محبت الٰہی کا قطعاً مستحق نہیں ہوسکتا، بلکہ گناہ گار ہوتا ہے۔

## (۱۴) اُمر بالمعروف ونہی عن المنکر نہ کرنا:

''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' اچھے کاموں کا حکم دینا اور برے کاموں سے بچنے کی تلقین کرنا دین اسلام کا نہایت اہم فریضہ ہے، جو لوگ اخلاص کے ساتھ اس فریضہ کی ادائیگی

[1] صحيح بخاري، كتاب الدعوات، باب هل يصلى على غير النبى ﷺ، رقم: ٦٣٦٠.

[2] سنن ترمذي، كتاب المناقب، رقم: ٣٧٦٩۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''حسن'' کہا ہے، اور ابن حبان نے اس کو ''صحیح'' کہا ہے۔ صحیح ابن حبان، رقم: ۵۹۲۴۔

Marfat.com

میں ہمہ تن مشغول ہیں۔ وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑے اجر و ثواب کے مستحق ہیں۔ اور جو لوگ اس میں کوتاہی یا اس کی تبلیغ سے اعراض کرتے ہیں یا صرف گناہ کی بات کا حکم دیتے ہیں۔ وہ بلاشبہ گناہ کے مرتکب ہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾ (آل عمران: ۱۰۴)

''اور تم میں سے ایک گروہ ایسا ہو جو بھلائی کی طرف بلائے، اچھے کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے، اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔''

## (۱۵) حدود اللہ کا مذاق اُڑانا:

دین اسلام ایک عالم گیر دین ہے، اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کے لیے جہاں عقائد، اعمال اور اخلاق وغیرہ کے متعلق بیان کیا ہے، وہاں انسانی معاشرہ کی اصلاح اور اسے امن کا گہوارہ بنانے کے لیے شرعی سزاؤں اور حدود کا تعین بھی فرمایا ہے، تاکہ ظالم کے ظلم، فاسق کے فسق، مجرم کے جرم کو روکا جاسکے۔

چنانچہ ان میں سے چند مثال کے طور پر درج ذیل ہیں تاکہ اس بات کی پوری وضاحت ہو جائے کہ ان خطرناک جرائم کی سزائیں عادلانہ حکمت اور مصالح امن کے عین مطابق ہیں۔

### زنا:

یہ جرم ان جرائم میں سے ایک ہے جن کی مضرتیں انسانی تمدن اور نظامِ امن پر حملہ آور ہو کر تہذیب و معاشرت کی متاع تاراج کر ڈالتی ہیں۔ چنانچہ اس کے لیے سزا بھی سخت رکھی گئی کہ اس کا مرتکب اگر شادی شدہ ہے تو اسے سنگسار کیا جائے، اور اگر غیر شادی شدہ ہے تو اسے سو (۱۰۰) کوڑے لگائے جائیں۔

### قذف:

کسی شریف مرد یا عورت پر زنا کی تہمت اور جھوٹا الزام لگانے سے خاندانی عداوت کا شاخسانہ اُٹھ کھڑا ہوتا ہے، اور انتقامی جذبے کی آگ بھڑک کر جنگ و جدال کی نوبت آجاتی

Marfat.com

ہے، علاوہ ازیں زوجین کے ازدواجی تعلقات بھی ایک بے بنیاد شبہ کی بناء پر ناخوش گوار ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا اس کے مرتکب کو اسّی (۸۰) کوڑے لگانے کا حکم صادر ہوا۔

## چوری:

چوری بھی انسانوں کے لیے ہلاکت وتباہی کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کے لیے سزا بھی سخت ترین تجویز کی گئی کہ ایسے مجرم کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔

## رہزنی وقزاقی:

ڈاکہ، رہزنی وقزاقی ایسی ظالمانہ حرکتوں سے لوگوں کا سکون برباد ہو جاتا ہے، اور کوئی شخص بھی جان ومال اور عصمت کو محفوظ نہیں پاتا، اوران کی حفاظت کی فوری تدبیر سے بالکل قاصر ومجبور ہوتا ہے۔ لہٰذا اس جرم کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے جلاوطنی اور قتل کی سزا رکھی گئی۔

## شراب نوشی:

شراب نوشی انسانیت کو عقل سے معطل اور تعقل وتفکر سے محروم کر دیتی ہے، جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ شرابی سے عالم بدمستی میں وہ حرکتیں سرزد ہوتی ہیں جو انسانیت کے لیے ننگ وعار اور امن اجتماعی کے لیے مفسدہ عظیم بن جاتی ہیں۔ چنانچہ ایسے جرم کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے جرم کی نوعیت کے مطابق (۴۰) یا (۸۰) کوڑے سزا متعین کی گئی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے کسی شخص کو بھی ان حدود میں تنسیخ وترمیم کرنے کا حق دیا ہے اور نہ تغیر وتبدل کا۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا﴾ (البقرہ:۱۸۷)

''یہ اللہ کی حدود ہیں ان کے قریب نہ جاؤ۔''

اور جو لوگ حدود اللہ کو پھلانگتے اور ان سے تجاوز کرتے ہیں، وہ ظالم ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا ۚ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُونَ ۝﴾ (البقرہ:۲۲۹)

Marfat.com

''یہ اللہ کی حدود ہیں، انھیں تجاوز نہ کرو اور جو لوگ اللہ کی حدود سے تجاوز کرتے ہیں وہی لوگ ظالم ہیں۔''

حدود اللہ سے تجاوز کرنا اپنے نفس پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ﴾ (الطلاق: ۱)

''اور جو شخص اللہ کی حدود سے تجاوز کرے گا، وہ اپنے نفس پر ظلم کرے گا۔''

نیز حدود اللہ سے تجاوز کرنا جہنم میں جانے کا سبب ہے، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴾ (النساء: ۱۴)

''اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا، اور اس کی (مقرر کردہ) حدود سے تجاوز کرے گا، اُسے اللہ آگ میں داخل کرے گا، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اس کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔''

ان مذکورہ بالا تمام قرآنی آیات سے معلوم ہوا کہ حدود اللہ کو پھلانگنا اور اُن سے تجاوز کرنا سراسر زیادتی اور ظلم ہے، بلکہ حدود اللہ سے تجاوز کرنے والا شخص جہنمی ہے۔

جو لوگ حدود اللہ کی حفاظت کرتے ہیں، وہ نیک بشارت کے مستحق ہیں، چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مؤمنین کی صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾

(التوبہ: ۱۱۲)

''(مؤمنین) برائی سے روکنے والے، اور اللہ کے حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اور آپ مؤمنوں کو خوشخبری دے دیجیے۔''

لیکن انتہائی افسوس ناک بات یہ ہے کہ ہمارے ملک ''پاکستان'' میں فحاشی وعریانی کو فروغ دینے کی سازش کے تحت اور عورتوں کے حقوق کے استحصال کی خاطر ''تحفظِ خواتین ایکٹ''

Marfat.com

بنایا گیا ہے، جو اللہ سے بغاوت اور کتاب و سنت میں موجود حدود اللہ سے سراسر تجاوز ہے۔ ہم بطورِ ثبوت اور نمونہ ''تحفظ خواتین ایکٹ'' ۲۰۰۶ء کا مختصر تقابلی جائزہ پیش کردیتے ہیں۔

حدود اللہ: حدود اللہ میں ترمیم و تنسیخ کا اختیار اللہ نے کسی کو نہیں دیا۔

(الاحزاب: ۳۶)

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں حدود زنا اور تہمت میں ترمیم و تنسیخ کر کے اللہ کی بغاوت کی گئی ہے۔ (ایکٹ نمبر ۴۵، بابت ۱۸۶۰، دفعہ ۳۶۷)

حدود اللہ: اسلام میں حد زنا کی تقسیم شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کی گئی ہے۔ (صحیح بخاری)

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں زنا بالرضا اور زنا بالجبر کی باطل اصطلاح گھڑی گئی ہے۔

حدود اللہ: اسلام میں زانیہ (عورت) اور زانی (مرد) کی سزا سو کوڑے مقرر ہے۔ (سورۂ نور: ۲)...... شادی شدہ کے لیے سزا سنگسار مقرر کی گئی ہے۔'' (صحیح مسلم)

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں زیادہ سے زیادہ زنا کی سزا ۵ سال قید اور ۱۰ ہزار روپے جرمانہ مقرر کی گئی ہے۔

(ایکٹ نمبر ۴۵، بابت ۱۸۶۰، نئی دفعہ ۴۹۶ ب)

حدود اللہ: اسلام میں حد زنا کے نفاذ کے لیے ۴ گواہ مقرر ہیں۔

(سورۂ نور: ۴)

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں زنا کی سزا کے لیے ۵ گواہ مقرر کیے گئے ہیں۔

(ایکٹ نمبر ۵، بابت ۱۸۹۸، دفعہ ۲۰۳ الف)

حدود اللہ: اسلام میں ملزم کے اعتراف پر حد زنا قائم کردی جاتی ہے۔ (صحیح بخاری)

Marfat.com

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں ملزم کے اعتراف کو ویسے ہی نکال دیا گیا ہے۔
(ایکٹ ترمیم نمبر ۲۵)

حدود اللہ: اسلام میں قذف (تہمت زنا) کی سزا ۸۰ کوڑے اور قاذف ہمیشہ کے لیے گواہی نہیں دے سکتا ہے۔ (النور: ۴)

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں زیادہ سے زیادہ تہمت زنا کی سزا ۵ سال قید اور ۱۰ ہزار جرمانہ ہے۔

(ایکٹ ترمیم نمبر ۴۵، بابت ۱۸۶۰، نئی دفعہ ۴۹۶ ج)

حدود اللہ: اسلام میں جرم ثابت ہونے پر حد کے نفاذ میں کوئی معافی نہیں دے سکتا۔ (صحیح بخاری)

تحفظ خواتین ایکٹ ۲۰۰۶ء: ایکٹ میں صوبائی حکومت اور صدر مجرم کو معافی دینے کے مجاز ہیں۔ (دفعہ ۴۹۶ ب، دفعہ ۴۹۶ ج)

تحفظ خواتین کی آرگنائزیشن دنیا کی خواتین کو کھلم کھلا عریانی کی ضلالت، عورت کا عورت سے شادی کرنا، خاوند کی محبت کی جگہ بوائے فرینڈ کا عارضی ساتھ، گھر کی جگہ بازارِ حُسن، گود میں اولاد کی جگہ کتیا کے بچے، اللہ تعالیٰ سے تعلق کے بجائے کلب میں ڈانس، شربِ زم زم کی جگہ شراب نوشی، اپنی عزت و عصمت کی حفاظت کی جگہ ماڈلز اور اداکاری، قرآن مجید کی تلاوت کی جگہ عریاں ناچ و ڈانس، صحت و تندرستی کی جگہ بیماری اور ایڈز کی طرف دھکیل رہی ہیں۔ اور یورپ، امریکہ اور انڈیا وغیرہ ممالک میں تو عورت سے عورت غیر فطری طریقے سے اپنی شہوت کی آگ بجھاتی ہیں اور ہمارا ئٹس آرگنائزیشن اس کے لیے فخریہ قانون دلاتی پھر رہی ہیں۔

## (۱۶) مسلمان کو کافر کہنا:

کسی شخص کے لیے یہ قطعاً جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو کافر قرار دے، کیونکہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہتا ہے، جبکہ اُس میں کفر والی کوئی ایسی بات نہ پائی جاتی ہو، تو وہ خود کفر کا

Marfat.com

مرتکب ہوجاتا ہے۔سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهِ أَحَدُهُمَا.)) [1]

"جب کوئی شخص اپنے بھائی سے یہ کہتا ہے: اے کافر! تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہوگیا۔"

## (۱۷) مسلمان کو ناحق تکلیف پہنچانا:

مؤمن ومسلمان مردوں اور عورتوں کو بغیر کسی شرعی سبب کے تکلیف وایذا پہنچانا، قطعی طور پر حرام ہے۔اور اس میں ہر وہ کام اور بات داخل ہے، جس سے مؤمن ومسلمان کی دل آزاری ہو۔ خواہ وہ بے عزتی کے حوالہ سے ہو یا کسی اور حوالہ سے۔اور جو لوگ کسی کو ناحق ایذا پہنچاتے ہیں، وہ دنیا میں تو بدنام ہوکر رہتے ہیں، آخرت میں بھی ان کا شمار بدترین لوگوں میں ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ۝٥٨﴾ (الاحزاب:۵۸)

"اور جو لوگ مؤمن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر کسی قصور کے ایذا پہنچاتے ہیں، وہ بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اُٹھاتے ہیں۔"

اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهِ.)) [2]

"اللہ کے نزدیک روزِ قیامت سب سے بدتر لوگ وہ ہوں گے، جن کے شر سے ڈرتے ہوئے لوگ اُن سے ملنا چھوڑ دیں۔"

## (۱۸) مسلمان سے قطع کلامی کرنا:

مسلمانوں کے مابین قطع کلامی اور بگاڑ پیدا کرنا شیطان کا اہم ترین منصوبہ ہے۔ بہت سے

[1] صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب من کفر أخاه من غیر تأویل فهو کما قال، رقم: ۶۱۰۳۔

[2] صحیح بخاري، کتاب الأدب، باب لم یکن النبي ﷺ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا، رقم: ۶۰۳۲۔

Marfat.com

لوگ جو شیطانی قدموں کے مقلد ہیں، اپنے مسلمان بھائیوں سے کنارہ کشی اختیار کر بیٹھتے ہیں۔ اور بعض اوقات تو رنجشوں اور ناراضگیوں کا سلسلہ ایک عرصہ تک قائم رہتا ہے، بلکہ بعض سخت طبیعت کے لوگ تو اپنے بھائی سے ہم کلام نہ ہونے، اور کبھی اُس کے گھر نہ جانے کی قسم کھا بیٹھتے ہیں، کبھی اُسے راہ چلتے دیکھ لیں تو اُس سے اعراض کر لیتے ہیں۔

بہرحال ایسا رویہ اور عمل اسلامی معاشرے میں بگاڑ پیدا کرنے کا انتہائی خطرناک ذریعہ ہے۔ اسی لیے رسول اکرم ﷺ نے اس سے متعلق سخت وعید بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ یَّھْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَمَنْ ھَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ.)) [1]

"کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے، جس نے تین دن سے زیادہ چھوڑا اور اسی حال میں مرگیا، تو وہ جہنم میں جائے گا۔"

## (۱۹) بلاوجہ لعنت کرنا:

اکثر لوگ غصے کے وقت اپنی زبانوں پر قابو نہیں رکھتے، اور بلاوجہ لعنت و ملامت کرنا شروع کر دیتے ہیں، انسانوں، چوپایوں، جمادات، ایام اور گھڑیوں، بلکہ بعض اوقات تو اپنی ذات اور اپنی اولاد تک پر لعنتیں بھیج ڈالتے ہیں، اور اس طرح شوہر، بیوی پر، اور بیوی، شوہر پر۔

بہرحال بلاوجہ لعن وطعن کا یہ معاملہ انتہائی خطرناک ہے، جیسا کہ سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا لَعَنَ صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ إِلَى السَّمَآءِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّمَآءِ دُوْنَھَا، ثُمَّ تَھْبِطُ إِلَى الْأَرْضِ، فَتُغْلَقُ أَبْوَابُھَا دُوْنَھَا، ثُمَّ تَأْخُذُ يَمِيْنًا وَشِمَالًا، فَإِذَا

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الأدب، رقم: ۴۹۱۴۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۷۶۵۹۔ المشکوۃ، رقم: ۵۰۳۵۔

Marfat.com

لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ إِلَى الَّذِيْ لُعِنَ، فَإِنْ كَانَ لِذٰلِكَ أَهْلًا وَإِلَّا رَجَعَتْ إِلَى قَائِلِهَا.)) [1]

''جب بندہ کسی پر لعنت کرتا ہے، تو وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے، اُس کے لیے آسمان کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں، پھر وہ زمین کی جانب گرتی ہے، تو اُس کے لیے زمین کے دروازے (بھی) بند کردیے جاتے ہیں، پھر وہ دائیں بائیں چکر کاٹتی ہے، جب اُسے کوئی راستہ نہیں ملتا تو جس پر لعنت کی گئی ہو، اُس کی جانب پلٹتی ہے، اگر وہ اُس کا مستحق ہو تو فبھا، وگرنہ کہنے والے کی جانب پلٹ آتی ہے۔''

## (۲۰) زکوٰۃ ادا نہ کرنا:

زکوٰۃ ادا نہ کرنا سخت وعید کا سبب اور بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ ہے، کیوں کہ زکوٰۃ دینِ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ زکوٰۃ مال داروں کے ذمہ فقراء کا حق ہے، اور مال داروں پر لازم ہے کہ اس حق کو مستحقین تک پہنچائیں۔ جو لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی سے بھاگتے ہیں، ان کے متعلق قرآنِ مجید اور احادیث میں بڑی سخت وعید اور آخرت میں دردناک عذاب کی وعید بیان ہوئی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ ﴾ (التوبہ: ۳۴)

''اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں، اور اُسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو آپ انھیں دردناک عذاب کی خوشخبری دے دیجیے۔''

اور جو لوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، قیامت کے روز ان کا مال گنجا سانپ بن کر ان کو ڈسے گا۔ جیسا کہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهُ

---

[1] سنن ابي داؤد، كتاب الأدب، باب في اللعن، رقم: ۴۹۰۵۔ صحيح الجامع الصغير، رقم: ۱۶۷۲.

Marfat.com

زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِي بِشِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ.)) [1]

''جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا، اور اُس نے اُس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے روز اُس کا مال ایسے گنجے سانپ کی شکل اختیار کر کے جس کی آنکھوں پر دو (سیاہ) نقطے ہوں گے، اُس کے گلے کا طوق بن جائے گا، پھر اُس کے دونوں جبڑے چیر کر کہے گا: میں تیرا مال اور خزانہ ہوں۔''

## (۲۱) طاقت کے باوجود حج نہ کرنا:

حج دین اسلام کا پانچواں رکن اور عظیم ترین اسلامی شعار ہے، جو شخص سامانِ سفر اور زادِ راہ رکھتا ہو، اُس پر لازم ہے کہ فریضہ حج کی ادائیگی کرے۔ اور جو شخص طاقت کے باوجود اس فریضہ کی ادائیگی نہیں کرتا، وہ بہت بڑے جرم اور گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٧﴾﴾ (آل عمران: ۹۷)

''اور اللہ کی رضا کے لیے بیت اللہ کا حج کرنا ان لوگوں پر فرض ہے، جو وہاں پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں۔ اور جو کوئی کفر کرے، تو اللہ تعالیٰ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔''

**ملاحظہ**: ...... اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں طاقت کے باوجود حج نہ کرنے کو ''کفر'' سے تعبیر کیا ہے۔

علاوہ ازیں امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا مقصد ہے کہ میں لوگوں کو مختلف شہروں میں بھیجوں۔ وہ دیکھیں جو لوگ باوجود مال رکھنے کے حج نہیں کرتے، ان پر جزیہ لگا دیں، وہ مسلمان نہیں ہیں، وہ مسلمان نہیں ہیں۔'' (تفسیر ابن کثیر: ۵۲۰/۱۰)

[1] صحيح بخاري، كتاب الزكوة، باب اثم مانع الزكوة، رقم: ۱۴۰۳.

Marfat.com

## (۲۲) بلا عذر رمضان کے روزے ترک کرنا:

رمضان المبارک کے روزے رکھنا دین اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن اور انتہائی عظیم الشان فریضہ ہے۔ جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے سابقہ امتوں کی طرح اُمت محمدیہ ﷺ پر بھی فرض کیا ہے۔ اور جو شخص بلا عذرِ شرعی روزہ خوری کرے، اُس کے لیے بڑی سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ روزہ کی فرضیت بیان کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرہ:۱۸۳)

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں، ویسے ہی جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ کی راہ اختیار کرو۔''

اور جو لوگ بلا عذرِ شرعی روزہ چھوڑ دیتے ہیں، ان کے لیے بڑی سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ سیّدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

(( بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ؟ إِذَا رَجُلَانِ، فَأَخَذَا بِضُبْعَيَّ، فَأَتَيَا بِي جَبَلًا وَعْرًا، فَقَالَا لِي: اِصْعَدْ، حَتّٰى إِذَا كُنْتُ فِي سَوَاءِ الْجَبَلِ، فَإِذَا أَنَا بِصَوْتٍ شَدِيدٍ، فَقُلْتُ: مَا هٰذِهِ الْأَصْوَاتُ؟ قَالَ: هٰذَا عُوَاءُ أَهْلِ النَّارِ، ثُمَّ انْطُلِقَ بِي؛ فَإِذَا أَنَا بِقَوْمٍ مُعَلَّقِينَ بِعَرَاقِيبِهِمْ مُشَقَّقَةً أَشْدَاقُهُمْ، تَسِيلُ أَشْدَاقُهُمْ دَمًا، فَقُلْتُ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ فَقِيلَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يُفْطِرُونَ قَبْلَ تَحِلَّةِ صَوْمِهِمْ )) [1]

''میں سویا ہوا تھا، اور میرے پاس دو آدمی آئے، انھوں نے مجھے بازوؤں سے پکڑا اور مجھے ایک مشکل چڑھائی والے پہاڑ پر لائے، اور دونوں نے کہا: اس پر چڑھیں۔ میں نے کہا: میں نہیں چڑھ سکتا۔ انھوں نے کہا: ہم آپ کے لیے سہولت پیدا کر دیں گے۔ پس میں چڑھ گیا، یہاں تک کہ میں پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گیا، جہاں

[1] صحیح ابن حبان، رقم: ۷۴۴۸۔ ابن حبان نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

Marfat.com

میں نے شدید چیخ و پکار کی آوازیں سنیں۔ میں نے پوچھا: یہ آوازیں کیسی ہیں؟ انھوں نے بتایا: یہ جہنمیوں کی چیخ و پکار ہے۔ پھر وہ میرے ساتھ آگے بڑھے، جہاں میں نے چند لوگ اُلٹے لٹکے ہوئے دیکھے، جن کے منہ چیرے ہوئے ہیں اور ان سے خون بہہ رہا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے جواب دیا: یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ وقت سے پہلے افطار کیا کرتے تھے۔''

## (۲۳) کفار کی پیروی کرنا:

نیک لوگوں کے راستے یعنی صراطِ مستقیم کو چھوڑ کر کفار کے راستے کی پیروی کرنا انتہائی خطرناک اور مہلک گناہ ہے۔ صاحبِ بصیرت اور شریعت اسلامیہ سے واقف کوئی شخص اس کھلی حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ آج مسلمانوں کی اکثریت نے بہت ساری چیزوں میں کفار کی پیروی شروع کر رکھی ہے۔ سیرت، عادات و اطوار، گفتار و کردار اور چھوٹی بڑی بہت سی چیزوں میں ہم نے اہل مشرق کے ''ملاحدہ'' اور اہل مغرب کے ''لادینوں'' کی تقلید کو اپنایا ہوا ہے۔ بہر حال مسلمانوں کے لیے کسی کافر کی پیروی قطعی ناجائز اور حرام ہے۔ اور اس کی دلیل اللہ تبارک وتعالیٰ کا وہ ارشاد ہے، جس میں مسلمانوں کو نماز کے دوران دعائیہ کلمات سکھائے گئے ہیں۔

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝﴾ (الفاتحہ: ۵تا۷)

''(اے اللہ!) ہمیں سیدھی راہ پر چلا۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا، ان کی راہ پر نہیں، جن پر تیرا غضب نازل ہوا، اور نہ ان کی جو گمراہ ہوئے۔''

نیز رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو ''نمازِ وتر'' میں جو دعا مانگنے کے لیے کلمات سکھائے، ان میں اوّل کلمات یہ تھے:

((اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ.)) [1]

''اے اللہ! مجھے ان لوگوں کی راہ پر چلا، جنھیں تو نے راہ دکھائی۔''

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینة، رقم: ۳۳۲۷.

Marfat.com

ان پر دو دلیلوں سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک اور صالح بندوں کا راستہ الگ ہے یہود و نصاریٰ اور دیگر کفار کا راستہ الگ ہے۔

## (۲۴) سود خوری:

سود خوری کبیرہ گناہوں میں سے ایک بہت بڑا گناہ ہے، تاہم اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآنِ مقدس میں سود خوروں کے علاوہ کسی دوسرے سے اعلانِ جنگ نہیں فرمایا۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾ ﴾ (البقرہ:۲۷۸تا۲۷۹)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور جو سود لوگوں کے پاس باقی رہ گیا ہے، اگر ایمان والے ہو، تو اُسے چھوڑ دو۔ اگر تم نے ایسا نہیں کیا، تو اللہ سے اور اُس کے رسول سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔“

بہر حال تجارت اور ملکی سطح پر غور وفکر کرنے والے شخص کے لیے ان تباہ کاریوں اور ہلاکت آفرینیوں کا ادراک قطعاً مشکل نہیں، جو صرف اور صرف سودی لین دین کی پیدا کردہ ہیں۔ جن میں افلاس، قرضوں کی ادائیگی سے عاجزی، اقتصادی ڈھانچے میں کمزوری اور معاشرے میں غربت و مفلسی اور امارت کے تعلق سے طبقاتی کشمکش کا وجود میں آنا وغیرہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اور ایسے میں نتیجتاً ملک کا بہتر سرمایہ چند افراد کے ہاتھوں میں گردش کرتا رہتا ہے، لیکن اس کھلی حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہے کہ سود خوروں میں اکثر لوگ محرومیوں کی عبرت ناک تصویر بن کے رہ جاتے ہیں۔ اور شاید یہ اس برے انجام کی ایک جھلک ہے، جو سود خوروں کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعلانِ جنگ کی انتہائی سخت وعید اور تنبیہ کی صورت میں موجود ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے فرمانِ عالی شان کے مطابق سودی کاروبار میں شرکت کرنے والے تمام افراد لعنت کے مستحق ہیں۔ چنانچہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

(( لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ آكِلَ الرِّبَا، وَمُوكِلَهُ، وَكَاتِبَهُ، وَشَاهِدَيْهِ، وَقَالَ: هُمْ

Marfat.com

سَوَاءٌ.)) ❶

''رسول مکرم ﷺ نے سود کھانے والوں، کھلانے والوں، لکھنے والوں اور گواہی دینے والوں سب پر لعنت فرمائی ہے، بلکہ فرمایا کہ یہ سب برابر کے گناہ گار ہیں۔''

معلوم ہوا کہ سودی کاروبار میں معاونت کرنے والے جملہ اُمور قطعاً ناجائز ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بنک میں ملازمت کرنا بھی حرام ہے۔

یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ سود کی حرمت تمام افراد کے لیے عام ہے، چاہے کوئی سرمایہ دار ہو، یا فقیر، مسکین، یا کوئی بھی شخص اس حرمت کے حکم سے خالی نہیں ہے۔

امر واقع شاہد ہے کہ کتنے ہی سرمایہ داروں، اور بڑے بڑے تاجروں کو سود نے مفلس بنا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((دِرْهَمٌ رِبًا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ، أَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَثَلَاثِينَ زَنْيَةً.)) ❷

''جو آدمی سود جاننے کے باوجود اُس کا ایک درہم کھاتا ہے (وہ اُس کے لیے) چھتیس مرتبہ کے زنا سے زیادہ بھاری اور سخت ہے۔''

سود کھانے والے حضرات اس حدیث پر ذرا غور فرمائیں، اور سود کا کم سے کم وبال یہ ہے کہ سود والا مال گنتی میں کتنا ہی زیادہ ہو جائے، مگر اُس کی برکت قطعی طور پر ختم ہو جاتی ہے، جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا أَحَدٌ أَكْثَرَ مِنَ الرِّبَا إِلَّا كَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهِ إِلَى قِلَّةٍ.)) ❸

''سودی مال خواہ کتنا ہی زیادہ ہو، مگر اس کا انجام سوائے کمی کے کچھ نہیں ہوتا۔''

---

❶ صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب لعن آکل الربا و مؤکلہ، رقم: ۴۰۹۳.

❷ مسند أحمد: ۵/۲۲۵، رقم: ۲۱۹۵۷۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۳۳۷۵۔ سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، رقم: ۱۰۳۳.

❸ سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، باب التغلیظ فی الربا، رقم: ۲۲۷۹۔ مستدرک حاکم: ۲/۳۷، رقم: ۲۳۹۰۔ حاکم اور علامہ البانی نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

Marfat.com

## (۲۵) رشوت لینا اور دینا:

رشوت لینا اور دینا کبیرہ گناہوں میں سے ایک گناہ ہے، اور اس کی صورت یہ ہے کہ کسی آدمی کو اُس کے حق سے محروم کرنے یا کوئی ناجائز اور غیر قانونی کام نکلوانے کی غرض سے حاکم یا جج صاحبان یا کسی بھی صاحبِ عہدہ کو رشوت دینا، اور اُس کا رشوت کو قبول کرنا، انتہائی گھٹیا جرم ہے، اس لیے کہ اس قسم کے کام فیصلوں میں ناانصافی کرنے، صاحب حق پر ظلم وستم ڈھانے، اور کرۂ ارض پر فتنہ بپا کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَآ إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾ (البقرہ: ۱۸۸)

''اور تم اپنے اموال آپس میں ناحق نہ کھاؤ، اور نہ معاملہ حکام تک اس غرض سے پہنچاؤ، تاکہ لوگوں کے مال کا ایک حصہ ناجائز طور پر جانتے ہوئے کھا جاؤ۔''

اور رسول مکرم ﷺ نے فیصلے میں رشوت دینے اور لینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے، جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ فِي الْحُكْمِ.)) [1]

''رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں پر لعنت کی ہے جو فیصلہ کرتے یا کراتے ہوئے رشوت لیں یا دیں۔''

افسوس کہ دورِ حاضر میں رشوت کا دائرہ وسیع پیمانے پر پہنچ چکا ہے، ملازمت پیشہ افراد تو اپنی ماہانہ تنخواہ سے کہیں زیادہ رشوت سے کما لیتے ہیں، اور ان کے بیشتر معاملات رشوت کے لین دین سے شروع ہوتے ہیں، اور اسی پر اختتام پذیر ہوتے ہیں۔ یہ مرض ملازمین کی تباہی کا ایک بہت بڑا محرک ہے، اچھا عہدہ صرف اُسی شخص کو نصیب ہوتا ہے جو کسی اہلکار کی مٹھی گرم کرے، جو ایسا نہ کرسکے وہ اچھے عہدے سے بالکل محروم رہتا ہے۔ اور اس کے برعکس جو لوگ بذریعہ رشوت

[1] سنن الترمذي، كتاب الأحكام، باب ماجاء في الراشي والمرتشي في الحكم، رقم: ۱۳۳۶۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

Marfat.com

اپنے معاملات چلاتے ہیں، یہ رشوت کے ذریعے تو بڑے بڑے عہدوں پہ فائز ہوتے ہیں، اور پھر اپنے منصب کا ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہوئے لوگوں کی حق تلفی کرتے ہیں، اور کہیں پہلے فارغ ہو کر واپس چلے جاتے ہیں۔

اس طرح کے ظالم اور سخت دل لوگوں کا رسول اللہ ﷺ کی اس بددعا کا نشانہ اور ہدف بنتے ہوئے رحمت الٰہیہ سے دھتکار دیا جانا کچھ بعید از عقل یا تعجب خیز نہیں ہے۔ چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الرَّاشِيْ وَالْمُرْتَشِيْ.)) ❶

''رشوت دینے اور لینے والے (دونوں پر) اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔''

## (۲۶) زمین پر ناجائز قبضہ کرنا:

جب انسان کے دل سے اللہ تعالیٰ کا خوف ختم ہو جائے، تو انسان کی نفسی اور ذہنی قوت اُس کے لیے وبالِ جان بن جاتی ہے، اس لیے کہ وہ اُس نفسی اور ذہنی قوت کو لوگوں پر ظلم ڈھانے اور ان کے اموال پر قبضہ کرنے میں استعمال کرتا رہتا ہے۔ ان مظالم میں سے ایک بہت بڑا ظلم دوسروں کی زمینوں اور جائیدادوں پر ناجائز قبضہ اور انھیں غصب کرنا ہے، جبکہ اس گناہ کی اسلام میں بڑی بھیانک سزا مقرر ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَخَذَ مِنَ الْأَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ خُسِفَ بِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِلٰى سَبْعِ أَرْضِيْنَ.)) ❷

''جس شخص نے ناحق کسی کی زمین کا تھوڑا سا حصہ بھی دبا لیا، تو قیامت کے روز اُسے سات زمینوں تک دھنسایا جائے گا۔''

## (۲۷) سفارش کے عوض تحفہ قبول کرنا:

یقیناً کسی شخص کا لوگوں کے درمیان صاحب مقام و مرتبہ ہونا، اُس پر اللہ تعالیٰ کی ایک بہت

❶ سنن ابن ماجه، کتاب الاحکام، باب التغلیظ فی الحیف والرشوۃ، رقم: ۲۳۱۳۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۵۱۱۴.

❷ صحیح بخاري، کتاب المظالم، باب إثم من ظلم شیئًا من الأرض، رقم: ۲۴۵۴.

Marfat.com

بڑی نعمت ہے، بشرطیکہ اُس کا شکر بجالائے، شکر بجالانے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے اس مقام ومرتبہ کولوگوں کونفع پہنچانے میں صرف کرے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے عموم سے ظاہر ہوتا ہے۔

((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ.)) [1]

''تم میں سے جو شخص اپنے کسی بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہو، تو ضرور پہنچائے۔''

جو شخص اپنے مقام ومرتبہ کے سبب اپنے کسی بھائی کو فائدہ پہنچائے، جس میں شرعاً کوئی قباحت نہ ہو، تو وہ اللہ کے ہاں اجر وثواب کا مستحق ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا.)) [2]

''تم سفارش کر دیا کرو، تمھیں اس کا ثواب مل جائے گا۔''

## (۲۸) سرکاری خزانے میں خرد برد کرنا:

سرکاری خزانہ یعنی بیت المال میں قوم کے فقراء اور غرباء کا حق ہوتا ہے، اور اسے ملکی کاموں پر بھی صرف کیا جاتا ہے، اور جو کوئی اس میں خرد برد کرے، وہ گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے بیت المال میں خورد برد کرنے سے نہ صرف غربا اور فقراء کی حق تلفی ہوتی ہے، بلکہ ملکی ضروریات کو پورا کرنے میں بھی حرج ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں بڑی سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ چنانچہ سیّدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول معظم ﷺ نے انھیں ارشاد فرمایا:

((قُمْ عَلَى صَدَقَةِ بَنِي فُلَانٍ، وَانْظُرْ لَا تَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِبَكْرٍ تَحْمِلُهُ عَلَى عَاتِقِكَ لَهُ رُغَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِصْرِفْهَا عَنِّي. فَصَرَفَهَا عَنْهُ.)) [3]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب السلام، باب استحباب الرقية من العين والنملة والحمة والنظرة، رقم: ۵۷۲۶۔

[2] صحیح بخاري، کتاب الأدب، باب تعاون المؤمنين بعضهم بعضًا، رقم: ۶۰۲۷، ۶۰۲۸۔

[3] مسند أحمد: ۲۸۵/۵، رقم: ۲۲۴۶۱۔ شیخ شعیب ارناؤط نے اسے ''صحیح لغیرہ'' کہا ہے۔ مسند البزار، رقم: ۳۷۳۷۔

Marfat.com

''تم جاؤ اور فلاں قبیلے کی زکوٰۃ جمع کر کے لاؤ۔ (لیکن ایک بات کا خیال رکھنا) قیامت کے روز ایسی حالت میں نہ آنا کہ تمہاری گردن پر جوان اُونٹ ہو جو بلبلا رہا ہو۔ سیّدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے اس ذمہ داری سے سبکدوش کر دیجیے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سبکدوش فرما دیا۔''

## (۲۹) یتیم کا مال کھانا:

ہر مسلمان کا، بلکہ ہر آدمی کا فریضہ ہے کہ وہ یتیموں کے ساتھ حسن سلوک ان سے شفقت اور مہربانی کا سا معاملہ کرے، بالخصوص جو شخص ان کے مال کی سرپرستی اور نگہداشت کے لیے مقرر ہو تو اُس پر بالا ولیٰ لازم ہے کہ وہ ان سے اچھا سلوک کرے۔ اور جو شخص اچھا سلوک کرنے کی بجائے یتیم بچوں کا مال ناجائز طریقے سے ہڑپ کر جائے، تو وہ شخص نہایت سخت گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے، اور اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ؑ۝۱۰﴾ (النساء: ۱۰)

''جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں، وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور عنقریب بھڑکتی آگ کا مزہ چکھیں گے۔''

اور سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(( أَرْبَعٌ: حَقٌّ عَلَى اللهِ أَنْ لَا يُدْخِلَهُمُ الْجَنَّةَ، وَلَا يُذِيْقَهُمْ نَعِيْمَهَا: مُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَآكِلُ الرِّبَا، وَآكِلُ مَالِ الْيَتِيْمِ بِغَيْرِ حَقٍّ، وَالْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ. )) [1]

''اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ وہ چار آدمیوں کو جنت میں داخل نہیں کرے گا، اور نہ وہاں کی نعمتوں کا انھیں مزہ چکھائے گا، (وہ چار قسم کے لوگ مندرجہ ذیل ہیں:)

۱: مسلسل شراب پینے والا یعنی عادی شرابی۔ ۲: سود کھانے والا۔ ۳: یتیم کا مال

[1] مستدرک حاکم، رقم: ۲۳۰۷۔ امام حاکم نے اسے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

Marfat.com

ناجائز طریقے سے کھانے والا۔ ۴: اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا۔''

## (۳۰) حرام مال کھانا:

باطل طریقے سے کسی کا مال ہڑپ کرنا قطعی ناجائز وحرام اور مہلک ترین گناہِ کبیرہ ہے، جو شخص اس گناہ کا ارتکاب کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں اُس کی کوئی دُعا قبول نہیں ہوتی، اور مزید یہ کہ ایسا شخص قیامت کے روز جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ﴾ (البقرہ:۱۸۸)

''اور تم اپنے اموال آپس میں ناحق نہ کھاؤ۔''

اور سیّدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا، وَإِنَّ اللهَ أَمَرَ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ ﴿يَٰٓأَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَٰتِ وَاعْمَلُوا صَٰلِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝﴾ (المؤمنون:۵۱) وَقَالَ: ﴿يَٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَٰتِ مَا رَزَقْنَٰكُمْ﴾ (البقرۃ:۱۷۲) ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ، أَشْعَثَ أَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ، يَا رَبِّ يَا رَبِّ! وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ؟.)) [1]

''اے لوگو! اللہ پاک ہے، پاک چیز ہی قبول فرماتا ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو بھی اُسی بات کا حکم دیا ہے، جس کا اپنے رسولوں کو حکم دیا تھا:

''اے میرے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو، بے شک میں تمہارے عملوں کو خوب جانتا ہوں۔''

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، رقم: ۱۰۱۵۔

Marfat.com

اور اہل ایمان سے کہا: ''اے ایمان والو! ہماری عطا کردہ پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔''
پھر آپ نے ایک آدمی کا تذکرہ کیا جو ایک طویل سفر طے کرتا ہے اور بکھرے بال، پراگندہ حالت والا ہوتا ہے، اور آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر صدا لگاتا ہے: اے میرے پالنہار! اے میرے پروردگار! حالانکہ اُس کا کھانا حرام، اُس کا پینا حرام، اُس کا پہننا حرام، (حتی کہ) اُس کی ساری غذا حرام ہوتی ہے، پھر بھلا اُس کی دُعا کیسے مقبول ہوگی؟''

## (۳۱) ناپ تول میں کمی کرنا:

ایک دوسرے پر رحم دلی، اور ہمدردی اسلامی اخوت کا فریضہ، اور اُس کا اہم ترین تقاضا ہے۔ اور اسلامی اخوت ہی نہیں، انسانی اخوت بھی اس کا تقاضا کرتی ہے کہ لوگوں کے ساتھ برتاؤ میں اخلاص رکھنا چاہیے، اور آپس میں ناپ تول اور پیمائش میں قطعی طور پر کمی نہیں کرنی چاہیے۔ لہٰذا جو لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں، وہ جرم عظیم کے مرتکب ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے مقدر میں ''ہلاکت'' لکھ رکھی ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مختلف مقامات پر مختلف انداز میں ناپ تول میں کمی کرنے سے منع فرمایا ہے، جن میں سے چند ایک مقامات ہم ہدیۂ قارئین کرتے ہیں۔

﴿وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَ زِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝۳۵﴾ (بنی اسرائیل: ۳۵)

''اور جب ناپو تو پیمانہ بھر کر دو، اور درست ترازو سے وزن کرو، یہی بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے زیادہ اچھا ہے۔''

## (۳۲) دھوکہ، فریب دینا:

اسلامی اور انسانی اخوت کا تقاضا ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان سے اچھا اور مخلصانہ برتاؤ رکھے۔ جس میں کسی قسم کی دھوکہ دہی ہو، اور نہ فریب کاری۔ اور اس کے برعکس جو شخص کسی کے ساتھ دھوکہ اور فریب دہی کرتا ہے، وہ گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے، چنانچہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا.)) ❶

''جس نے ہمیں دھوکہ دیا، وہ ہم میں سے نہیں۔''

## (۳۳) دھوکے سے بولی بڑھانا:

ویسے تو دھوکے کی بہت ساری صورتیں ہیں، لیکن ان میں سے ایک اہم اور بڑی صورت یہ بھی ہے کہ ''انسان دھوکے سے اپنے مال کی بولی بڑھائے۔''

''بیع نجش'' عقدِ بیع کی ایک قسم ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ ایک ایسا آدمی جو سودے کا خریدار نہیں ہے، لیکن قیمت میں اضافہ کر کے بولی دیتا ہے، تاکہ دوسرے شخص کو دھوکے میں ڈال کر اُسے مہنگے داموں سودا خریدنے پر آمادہ کرے۔ ایسے لوگ اکثر طور پر دکانداروں سے ملے ہوتے ہیں۔ اس طرح کسی کو دھوکہ دے کر خرید وفروخت کرنا سخت ممنوع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''بیع نجش'' سے منع فرمایا ہے:

((لَا تَنَاجَشُوْا.)) ❷ ...... ''بیع نجش مت کرو۔''

## (۳۴) خیانت کرنا:

امانت میں خیانت کرنا، بہت بڑا گناہ ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس فعل بد کے ارتکاب سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (الانفال: ۲۷)

''اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو، اور جانتے ہوئے اپنے پاس موجود امانتوں میں خیانت نہ کرو۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب قول النبی ﷺ: '' من غشنا فلیس منا '' رقم: ۲۸۳.

❷ صحیح بخاري، کتاب البیوع، باب لا یبیع علی بیع أخیه... الخ۔ رقم: ۲۱۳۹.

Marfat.com

(( آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ.)) [1]

''منافق کی تین نشانیاں ہیں: (۱) جب بات کرے جھوٹ بولے۔ (۲) جب وعدہ کرے، تو خلاف ورزی کرے۔ (۳) اور جب اُس کے پاس (کوئی) امانت رکھی جائے، تو خیانت کرے۔''

## (۳۵) ظلم کرنا:

کسی پر ظلم وستم کرنا بہت بڑا گناہ ہے، اور خصوصاً انسان پر ظلم کرنا، اس کی عزت وتکریم مجروح کرنے کے مترادف ہے۔ لہٰذا جو لوگ کسی پر ظلم وستم ڈھاتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دردناک عذاب کے مستحق ہیں۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٤٢﴾﴾ (الشوری: ۴۲)

''الزام ان لوگوں پر ہے، جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں، اور زمین میں ناحق فساد پھیلاتے ہیں، انہی کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

رسول کریم ﷺ نے ظلم کی مذمت میں ارشاد فرمایا:

((اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.)) [2]

''ظلم کرنے والے کے لیے قیامت کے روز اندھیرے ہوں گے۔''

معلوم ہوا قیامت کے روز ظالم نور سے محروم ہوگا۔ اندھیرے پر اندھیرا یعنی ان اندھیروں میں وہ دھکے کھاتا اور سرگرداں پھرے گا۔

---

[1] صحیح بخاري، کتاب الإیمان، باب علامات المنافق، رقم: ۳۳.

[2] صحیح بخاري، کتاب المظالم، باب الظلم ظلمات یوم القیامة، رقم: ۲۴۴۷۔

Marfat.com

## (i) حاکم وقت کا رعایا پر ظلم کرنا:

حاکم وقت کا رعایا پر ظلم کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ چنانچہ سیّدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَرْعِيهِ اللّٰهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنُصْحِهِ [إِلَّا] لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ.)) [1]

''جس آدمی کو اللہ تعالیٰ عوام کا نگہبان بنائے، اور وہ ان کی خیر خواہی نہ کرے، تو وہ جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا۔''

## (ii) جانوروں پر ظلم کرنا:

جانور بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی کسی بھی مخلوق پر ظلم کرنا، بہت بڑا جرم ہے اور جو شخص اس جرم کا ارتکاب کرتا ہے، وہ اوّلاً: تو رسول اللہ ﷺ کی بددعا کا مستحق ہے، اور ثانیاً: یہ کہ ایسا جرم انسان کو جہنم میں لے جانے کا سبب ہے۔ چنانچہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ قَدْ وُسِمَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الَّذِي وَسَمَهُ.)) [2]

''نبی ﷺ کے پاس سے ایک گدھا گذرا جس کے منہ کو داغا گیا تھا، تو آپ نے فرمایا: اللہ اُس پر لعنت کرے جس نے اسے داغا ہے۔''

نیز سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(( دَخَلَتِ امْرَأَةٌ النَّارَ فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ.)) [3]

---

[1] صحیح بخاري، کتاب الأحکام، باب من استرعی رعیة فلم ینصح، رقم: ۷۱۵۰۔

[2] صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینه، باب النهی عن ضرب الحیوان فی وجهه وسمه فیه، رقم: ۵۵۵۲۔

[3] صحیح بخاري، کتاب بدء الخلق، باب إذا وقع الذباب فی شراب أحد کم فلیغمسه... الخ، رقم: ۳۳۱۸۔

Marfat.com

''ایک عورت ''بلی'' کی وجہ سے جہنم میں گئی۔ اُس نے بلی کو باندھ دیا، اور اُسے کھانا دیا، نہ اُسے چھوڑا کہ وہ چل پھر کر زمین کے کیڑے مکوڑے کھالیتی۔''

## (۳۶) احسان جتلانا:

کسی کے ساتھ نیکی کر کے احسان جتلانا بہت بڑا گناہ ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰی ﴾

(البقرہ: ۲۶۴)

''اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور اذیت پہنچا کر ضائع نہ کرو۔''

## (۳۷) غیبت:

کسی کی غیبت کرنا گناہِ کبیرہ ہے، اور اس گناہ کا ارتکاب کرنا گویا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے غیبت سے منع فرمایا ہے، نیز اپنے بندوں کو غیبت سے متنفر کرنے کے لیے ایک ایسی مثال بیان فرمائی، جس سے بلاشک وشبہ دل میں کراہت غیبت پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْهُ ؕ ﴾ (الحجرات: ۱۲)

''اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا گوارہ کرے گا، تم اُسے بالکل گوارا نہیں کرو گے۔''

غیبت کیا ہے؟ اس کی تعریف کے لیے رسول مکرم ﷺ کا ارشاد ملاحظہ ہو:

(( اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِیْبَةُ؟ قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ۔ قَالَ: ذِکْرُکَ اَخَاکَ بِمَا یَکْرَهُ۔ قِیْلَ: اَفَرَاَیْتَ اِنْ کَانَ فِیْ اَخِیْ مَا اَقُوْلُ؟ قَالَ: اِنْ کَانَ فِیْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْهِ فَقَدْ بَهَتَّهٗ۔ )) [1]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم العیبة، رقم: ۶۵۹۳.

Marfat.com

''کیا تم جانتے ہو، ''غیبت'' کسے کہتے ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کا ایسی بات کے ساتھ ذکر کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو، غیبت ہے۔'' کسی نے کہا: اگر میرے بھائی میں وہ عیب پایا جاتا ہو تو؟ فرمایا: جو عیب تم بیان کر رہے ہو، اگر وہ اُس میں پایا جاتا ہے تو تم نے اُس کی غیبت کی، اور اگر وہ اُس میں نہیں پایا جاتا، تو تم نے اُس پر بہتان تراشا۔''

## (۳۸) چغل خوری:

چغل خوری بھی بڑے گناہوں میں سے ایک بڑا گناہ ہے، اس لیے کہ فساد کی غرض سے ایک دوسرے کی باتیں بطورِ چغلی بیان کرنا، ہمیشہ سے انسانی تعلقات کی خرابی اور دلوں میں بغض و عداوت کی آگ جلانے کا ذریعہ اور سبب رہا ہے۔ لہٰذا چغل خوری کا ارتکاب جنت میں داخل نہ ہونے اور عذاب قبر میں مبتلا ہونے کا سبب ہے، اللہ تعالیٰ نے چغل خور کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۝١٠ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيمٍ ۝١١﴾

(القلم: ۱۰ تا ۱۱)

''اور آپ ہر زیادہ قسم کھانے والے ذلیل انسان کی بات نہ مانیں۔ جو عیب جوئی کرنے والا، چغلی کھانے والا ہے۔''

اور سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ.)) [1]

''چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

## (۳۹) پڑوسیوں سے بدسلوکی:

پڑوسیوں سے بدسلوکی کرنا اور انہیں ستانا انتہائی سنگین جرم ہے، اور جو شخص اِس جرم کا

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، باب مایکرہ من النمیمۃ، رقم: ۶۰۵۶۔

Marfat.com

مرتکب ہے، اُس کا دل ایمان کی حلاوت اور چاشنی سے خالی ہے، اللہ تعالیٰ نے پڑوسیوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاعۡبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشۡرِكُوۡا بِهٖ شَيۡـــًٔا‌ ؕ وَّبِالۡوَالِدَيۡنِ اِحۡسَانًا وَّبِذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡيَتٰمٰى وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَالۡجَارِ ذِى الۡقُرۡبٰى وَالۡجَارِ الۡجُـنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالۡجَـنۡۢبِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ ۙ وَمَا مَلَـكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ‌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنۡ كَانَ مُخۡتَالًا فَخُوۡرَا ۙ﴾ (النساء: ۳۶)

''اور اللہ کی عبادت کرو، اور اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ، اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو، اور رشتہ داروں اور یتیموں، مسکینوں، رشتہ دار پڑوسی، اجنبی پڑوسی، پہلو سے لگے ہوئے دوست، مسافر، غلام اور لونڈیوں کے ساتھ حسن سلوک کرو، بے شک اللہ اکڑنے والے اور بڑا بننے والے کو پسند نہیں کرتا۔''

رسول اللہ ﷺ نے بھی پڑوسیوں سے حُسنِ سلوک کرنے کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے، اور ان سے بدسلوکی کرنے اور انہیں ستانے سے منع فرمایا ہے، چنانچہ سیّدنا ابوشریح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُحْسِنْ إِلَى جَارِهِ.)) [1]

''جو شخص اللہ اور آخرت کے روز پر ایمان رکھتا ہے، اُسے اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہیے۔''

## (۴۰) مزدور کو پوری اجرت نہ دینا:

مزدور کو اُس کی پوری اُجرت (خواہ مخواہ) وقت پر ادا نہ کرنا، بڑا سخت گناہ ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے مزدور کو اُس کی اجرت جلد از جلد ادا کرنے کی ترغیب دی ہے، چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الحث علی اکرام الجار والضیف، رقم: ۱۷۶.

Marfat.com

((اَعْطُوْا الْأَجِيْرَ أَجْرَهٗ قَبْلَ أَنْ يَجُفَّ عَرَقُهٗ.)) ❶

''مزدور کو اُس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اُس کی مزدوری ادا کرو۔''

## (۴۱) قرض ادا نہ کرنا:

طاقت کے باوجود قرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرنا، انتہائی سخت گناہ ہے، قرض دراصل ایک امانت ہے، اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے امانت کی ادائیگی کا بڑا سختی کے ساتھ حکم فرمایا ہے، چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰٓى أَهْلِهَا﴾ (النساء: ۵۸)

''بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اُن کے مالکوں تک پہنچا دو۔''

ہمارے معاشرے میں جہاں دوسری بہت سی خرابیاں پھیلی ہوئی ہیں، وہاں ایک خرابی قرض کی ادائیگی میں مجرمانہ غفلت برتنے کی بھی ہے، رسول اللہ ﷺ نے قرض کے ہیبت ناک انجام سے ڈراتے ہوئے فرمایا:

((مَنْ أَخَذَ أَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ أَدَائَهَا أَدَّى اللّٰهُ عَنْهُ، وَمَنْ أَخَذَ يُرِيْدُ اِتْلَافَهَا أَتْلَفَهُ اللّٰهُ.)) ❷

''جو کوئی لوگوں سے بطورِ قرض مال لے اور اُسے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو، تو اللہ تعالیٰ اُسے ادئیگی کی طاقت بخش دیتا ہے، اور جو کوئی لوگوں سے قرض ہڑپ کرنے کے ارادے سے لے، تو اللہ تعالیٰ اُسے ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔''

## (۴۲) چوری کرنا:

کسی کا مال چرانا انتہائی سنگین جرم اور بڑا گناہ ہے، شریعتِ اسلامیہ نے اِس جرم کی بڑی سخت سزا مقرر فرمائی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

❶ سنن ابن ماجه، كتاب الرهن، باب أجر الأجير، رقم: ۲۴۴۳۔ مشكوة المصابيح، رقم: ۲۹۸۷۔ إرواء الغليل، رقم: ۱۴۹۸۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحيح بخاری، کتاب الاستقراض، باب من أخذ أموال الناس يريد ادائها واتلافها، رقم: ۲۳۸۷۔

Marfat.com

﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۳۸﴾ (المائدہ:۳۸)

''چور اور چورنی کے ہاتھ کاٹ دیا کرو، یہ اُن کے کیے کا بدلہ اور اللہ کی طرف سے عذاب کے طور پر، اور اللہ قوت و حکمت والا ہے۔''

نیز جو شخص چوری کرتا ہے، وہ اُس وقت مؤمن نہیں رہتا، جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ.)) [1]

''اور جب چور چوری کرتا ہے، تو وہ مؤمن نہیں رہتا۔''

## (۴۳) ڈاکہ ڈالنا:

زبردستی کسی کا مال چھیننا اور راہ گیر مسافروں کو لوٹنا بڑا سخت گناہ ہے اور جو شخص اِس گناہ کا مرتکب ہے، اُس کے لیے دنیا ور آخرت دونوں میں دردناک عذاب کی وعید ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۳۳ ۙ﴾

(المائدہ:۳۳)

''جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں، اور زمین میں فساد پھیلانے میں لگے رہتے ہیں، اُن کا بدلہ یہ ہے کہ اُنہیں قتل کر دیا جائے، یا اُنہیں سولی پر چڑھا دیا جائے، یا اُن کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹ دیے جائیں، یا اُنہیں جلاوطن کر دیا جائے، یہ رسوائی اُن کے لیے دنیا میں ہے اور آخرت میں انہیں عذاب عظیم دیا جائے گا۔''

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الحدود، باب مایحذر من الحدود، رقم: ٦٧٧٢.

Marfat.com

واضح ہو کہ یہ آیت، آیتِ ''محاربہ'' کہلاتی ہے، اُس کا شرعی اصطلاح میں اطلاق کفر، ڈاکہ زنی اور لوٹ مار وغیرہ پر ہوتا ہے، نیز جو شخص ڈاکہ ڈالتا اور لوٹ مار کرتا ہے، وہ ایمان سے باہر ہو جاتا ہے، یعنی کامل مؤمن نہیں رہتا، جیسا کہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((وَلَا یَنْتَهِبُ نُهْبَةً یَرْفَعُ النَّاسُ إِلَیْهِ فِیهَا أَبْصَارَهُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ.)) [1]

''جب بھی کوئی لوٹنے والا لوٹتا ہے کہ لوگ ترستی ہوئی نگاہ سے اُسے دیکھ رہے ہوں، تو وہ مؤمن نہیں رہتا۔''

## (۴۴) جوا کھیلنا:

جوا کھیلنا گناہِ کبیرہ اور حرام ہے، خواہ وہ تاش پتوں کی صورت میں ہو، شطرنج کی صورت میں ہو، چوسر کی صورت میں ہو، میچ فکسنگ کی صورت میں ہو، پرچی بانڈز کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں، بہر صورت ہر قسم کا جوا حرام ہے، اس لیے کہ یہ ایک شیطانی فعل ہے جو معاشرے کا امن و سکون خراب کرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں میں لڑائی جھگڑا اور نفرت پیدا کرنے کا سبب بھی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ''جوئے'' کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ الٰہی ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝﴾ (المائدہ: ۹۰)

''اے ایمان والو! بے شک شراب، جوا، وہ پتھر جن پر بتوں کے نام سے جانور ذبح کیے جاتے ہیں، اور فال نکالنے کے تیر، ناپاک ہیں، اور شیطان کے کام ہیں۔ پس تم اُن سے بچو، شاید کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔''

﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝﴾ (المائدہ: ۹۱)

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الحدود، باب مایحذر من الحدود، رقم: ۶۷۷۲۔

Marfat.com

''بے شک شیطان شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کرنا چاہتا ہے، اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دینا چاہتا ہے، تو کیا تم لوگ (اب) باز آ جاؤ گے۔''

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَیَّ الْخَمْرَ وَالْمَیْسِرَ وَالْکُوْبَۃَ.)) ❶

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھ پر شراب، جوا اور شطرنج حرام قرار دیا ہے۔''

مذکورہ بالا تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ جوأ کھیلنا حرام ہے، بلکہ جوأ کھیلنا تو کجا اُس کے کھیلنے کی دعوت دینا بھی باعث گناہ ہے، جس کی تلافی صدقہ کرنا ہے۔ اِس کی دلیل وہ حدیث ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِہٖ تَعَالَ أُقَامِرْکَ فَلْیَتَصَدَّقْ.)) ❷

''جو شخص اپنے ساتھی سے کہے: آؤ جوا کھیلیں، تو اُسے چاہیے کہ صدقہ کرے، (تاکہ وہ اُس گناہ کا کفارہ بن سکے)''

## (۴۵) شراب نوشی:

ہر قسم کی شراب اور نشہ آور چیزوں کا استعمال قطعی حرام اور گناہِ کبیرہ ہے، اللہ تعالیٰ نے شراب نوشی سے اجتناب کرنے کا قطعی حکم فرمایا ہے، اور اُس کے حرام ہونے پر قوی اور پختہ دلیل مندرجہ ذیل ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہُ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ ۚ فَہَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَہُوْنَ ۝ ﴾ (المائدہ: ۹۰ تا ۹۱)

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الأشربہ، باب الأوعیۃ، رقم: ۳۶۹۶۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب من لم یرا کفار من قال: ذلک متأولا أو جاھلا، رقم: ۶۱۰۷۔

Marfat.com

''اے ایمان والو! بے شک شراب، جوا، وہ پتھر جن پر بتوں کے نام سے جانور ذبح کیے جاتے ہیں، اور فال نکالنے کے تیر ناپاک ہیں، اور شیطان کے کام ہیں، پس تم اُن سے بچو شاید کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ بے شک شیطان شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کرنا چاہتا ہے، اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دینا چاہتا ہے، تو کیا تم لوگ (اب) باز آ جاؤ گے۔''

حدیث میں شراب نوشی کرنے والے کے لیے بڑی سخت وعیدہ وارد ہوئی ہے، چنانچہ سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِنَّ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَهْدًا لِمَنْ يَشْرَبُ الْمُسْكِرَ اَنْ يَّسْقِيَهُ مِنْ طِيْنَةِ الْخَبَالِ قَالُوا: يَا رَّسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا طِيْنَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: عَرَقُ اَهْلِ النَّارِ اَوْ عُصَارَةُ اَهْلِ النَّارِ.)) [1]

''اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لیے اپنے اوپر عہد کر رکھا ہے کہ جو نشہ آور اشیاء استعمال کرتے ہیں، اُنہیں ''طینۃ الخبال'' میں سے ضرور پلائے گا، صحابہؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ''طینۃ الخبال'' کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جہنم کا پسینہ اور اُن کی گندگیوں کا نچوڑ۔''

اور سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ مُسْكِرًا، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاتُهُ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا، وَاِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ، فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَاِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَكِرَ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلٰوةُ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا فَاِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ، فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَاِنْ عَادَ فَشَرِبَ فَسَكِرَ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلٰوةُ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا، فَاِنْ مَاتَ دَخَلَ النَّارَ، فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَاِنْ عَادَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَسْقِيَهُ مِنْ رَدْغَةِ الْخَبَالِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا رَدْغَةُ الْخَبَالِ؟ قَالَ: عُصَارَةُ

[1] صحيح مسلم، كتاب الأشربه، باب بيان أن كل مسكر خمر وأن كل خمر حرام، رقم: ۵۲۱۷.

Marfat.com

اَهْلِ النَّارِ.)) ❶

''جس شخص نے شراب نوشی کی اور نشہ میں مست ہو گیا، پس چالیس روز تک اُس کی نماز قبول نہیں کی جائے گی، اور اگر اِس حال میں مر گیا، تو (سیدھا) جہنم میں جائے گا، اور اگر توبہ کر لی، تو اللہ تعالیٰ اُسے معاف فرما دے گا، اگر دوبارہ شراب نوشی کی اور نشہ میں مست ہو گیا، تو اللہ تعالیٰ اُس کی مزید چالیس روز تک کوئی نماز قبول نہیں کرے گا، اور اگر اسی حالت میں مر گیا تو (سیدھا) واصل جہنم ہوگا، اور اگر توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے گا، اور اگر پھر اُس نے شراب نوشی کی تو اللہ تعالیٰ اُس کی مزید چالیس روز تک کوئی نماز قبول نہیں فرمائے گا، اگر اسی حالت میں مر گیا، تو واصل جہنم ہوگا اور اگر توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے گا، اگر (چوتھی بار) پھر شراب نوشی کی تو پھر اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اُسے روزِ قیامت ''ردغبۃ الخبال'' میں سے پلائے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ردغبۃ الخبال کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جہنم (کے زخموں کی گندگیوں) کا نچوڑ ہے۔''

## (۴۶) تمباکو نوشی:

اسلام نے جہاں دیگر نشہ آور چیزوں کا استعمال ناجائز اور حرام قرار دیا ہے، وہاں تمباکو نوشی یعنی حقہ وسگریٹ وغیرہ کا استعمال بھی ناجائز اور حرام قرار دیا ہے، کیونکہ تمباکو نوشی کا استعمال انسان کو بدنی اور مالی نقصانات سے دوچار کر دیتا ہے، جو کہ اسلامی تعلیمات کے صریح مخالف ہے۔

چنانچہ پروفیسر ڈائمنڈ انسانوں کی بیس ہزار مختلف حالتوں پر بڑی دیر تک ایک لمبی مدت تحقیق اور ریسرچ کرتے رہے، اُن میں سے اسراف (فضول خرچی) کرنے والے، اعتدال کی

❶ سنن ابی داؤد، کتاب الأشربہ، باب من شرب الخمر، لم تقبل لہ صلوۃ، رقم: ۳۳۷۷۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

Marfat.com

راہ والے اور برائیوں سے باز رہنے والے بھی تھے۔ پروفیسر صاحب نے جان ہوپکنز یونیورسٹی میں اُن میں سے ہر ایک کی فائل کھولی اور اس میں اس شخص کی عادات، صحت اور اس کی بیماریوں سے متعلق سب کچھ درج کر دیا۔ اس کی تحقیقات کا آغاز ۱۹۱۹ء میں ہوا اور یہ ۱۹۴۰ء میں جا کر مکمل ہوئیں۔ اس پوری جدوجہد اور کاوش کا نتیجہ مندرجہ ذیل نکلا:

''تمباکو نوشی انسانی زندگی پر بہت گہرا اثر ڈالتی ہے، اور تمباکو کی استعمالی مقدار کے مطابق اس کی زندگی میں کمی کر دیتی ہے، اس سے گریز کرنے والے اعتدال کی راہ والوں سے عمروں کے اعتبار سے زیادہ لمبی زندگی پاتے ہیں اور اعتدال والے تمباکو نوشی میں اسراف کرنے والوں سے زیادہ طویل زندگی پا جاتے ہیں۔'' [بحوالہ تمباکو نوشی مضر صحت، ص:۳۹]

## تمباکو نوشی کے بدنی نقصانات:

۱: نظر کا کمزور ہو جانا۔

۲: دل کمزور اور دل کی دھڑکن کا نظام بے ترتیب ہو جانا۔

۳: پٹھوں میں کھچاؤ اور کمزوری کا آ جانا۔

۴: کھانسی، بلغم اور گلے کا گھٹنا جیسی بیماریوں کا پیدا ہو جانا۔

۵: بھوک میں کمی آ جانا۔

۶: سرطان کی بیماری لگ جانا۔

۷: سینے کی بیماریاں پیدا ہو جانا۔

۸: مردانہ قوت میں کمی واقع ہو جانا۔

۹: غذا سے مکمل طور پر فائدہ نہ پہنچنا۔

۱۰: خون کے خلیے خراب ہو جانا۔

## تمباکو نوشی کے مالی نقصانات:

۱: مال کا ضیاع۔

۲: مقروض ہو جانا۔

Marfat.com

علاوہ ازیں تمبا کونوشی آدمی کے منہ کو بدبودار بنادیتی ہے۔ اور یہ تو معلوم ہی ہے کہ تمبا کو یعنی سگریٹ وحقہ نوشی، کی بدبو لہسن اور پیاز سے کم مکروہ نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(( مَنْ أَكَلَ ثَوْمًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا ، أَوْ فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا أَوْ لِيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ. )) [1]

''جس نے لہسن یا پیاز کھایا ہو، اُسے چاہیے کہ ہم سے، اور ہماری مسجد سے جدا رہے، اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔''

اس حدیث نبوی سے معلوم ہوا کہ جب لہسن یا پیاز کھانے والا آدمی بدبو کی وجہ سے مسجد یا اسلامی اجتماعات میں شرکت نہیں کرسکتا، تو تمبا کونوشی کرنے والا آدمی بطریق اولیٰ مسجد یا اسلامی اجتماعات میں شرکت نہیں کرسکتا، کیونکہ تمبا کونوشی کی بدبو لہسن یا پیاز سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔

## ہیروئین کی تباہی، ہلاکت:

گزشتہ لوگ افیون اور بھنگ جیسی نشہ آور اشیاء کا استعمال کرتے تھے، لیکن اب ہیروئن نے نسل انسانی میں تباہی مچارکھی ہے، ایسی گھٹیا اور رذیل عادت کی ابتدا اسکول وکالج، یونیورسٹی یا محلے سے ہوتی ہے۔ ایک بار کسی نے کش لگوادیا، تو بس عمر بھر کے لیے تباہی و ہلاکت مسلط ہوگئی۔ انتہائی افسوس ناک بات تو یہ ہے کہ پہلے اس نشہ کا استعمال صرف لڑکے کرتے تھے، لیکن اس جدید دور میں لڑکیاں بھی اُن کے شانہ بشانہ ہیروئن اور دیگر نشہ آور چیزوں کا استعمال کرتی ہیں۔

واضح رہے کہ جدید نشہ آور چیزوں کے استعمال سے بڑی تیزی کے ساتھ بیماریاں لاحق بھی ہوتی ہیں، اور ساتھ ساتھ اثر انداز بھی بہت جلد ہوتی ہیں۔ (امراضِ عامہ)

## افیون کا استعمال:

افیون کا استعمال انسانی صحت کے لیے انتہائی مضر ہے۔ جو لوگ افیون کا استعمال کرتے ہیں، ان کے اعصاب ڈھیلے پڑ جاتے ہیں، اور وہ عمومی طور پر بے ہوشی کی کیفیت میں مبتلا رہتے ہیں۔ چنانچہ افیون کے استعمال سے آدمی اپنی دُنیا بھول کر خیالاتی اور تصوراتی دنیا میں بھٹکتا رہتا

[1] صحیح بخاری، کتاب الأذان، رقم: ۸۵۵.

Marfat.com

ہے، نیز پست ہمتی اور بے شعوری اس کا مقدر بن جاتی ہے، حتی کہ وہ معاشرے کے لیے ناسور بن جاتا ہے۔

## حشیش کے نقصانات:

حشیش بھنگ کا دوسرا نام ہے، اور یہ بھی انسانی صحت کے لیے انتہائی مضر ہے، اور اس کے استعمال سے خون کی کمی، بے ہمتی اور ذہنی انتشار لاحق ہو جاتا ہے، جو مجموعی اعتبار سے انسانی صحت پر انتہائی بُری طرح اثر انداز ہوتے ہیں، جس سے انسان کی صحیح فکر اور سوچ مفقود ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں حشیش کے کثرتِ استعمال سے آدمی بے قابو ہو جاتا ہے اور آخر کار موت کا شکار ہو جاتا ہے۔

## (۴۷) زنا کاری:

بیوی یا لونڈی کے علاوہ کسی اور سے جنسی خواہش پوری کرنا، بڑا سنگین جرم ہے، کیونکہ یہ بات معلوم ہے کہ عزت اور نسل کی حفاظت شریعت کے اہم ترین مقاصد میں سے ہے، بنا بریں شریعت نے زنا کو حرام قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝۳۲﴾

(بنی اسرائیل: ۳۲)

''زنا کے قریب نہ جاؤ، بلاشبہ وہ بڑی بے شرمی کا کام ہے، اور بُرا راستہ ہے۔''

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝۶۸ۙ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝۶۹ۤ﴾ (الفرقان: ۶۸ تا ۶۹)

''اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے، اور جس جان کو اللہ نے حرام کیا ہے، اُسے ناحق قتل نہیں کرتے، اور نہ وہ زنا کرتے ہیں، اور جو کوئی ایسا کرے گا، وہ اپنے گناہوں کا بدلہ پائے گا، قیامت کے دن اُس کا عذاب دہرا کر دیا جائے

Marfat.com

گا، اور وہ اُسی میں ہمیشہ کے لیے ذلیل وخوار بن کر رہے گا۔''

مرتکب زنا ایمان سے خالی ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِذَا زَنَی الرَّجُلُ خَرَجَ مِنْهُ الْاِیْمَانُ کَانَ عَلَیْهِ کَالظُّلَّةِ، فَاِذَا أَقْلَعَ رَجَعَ اِلَیْهِ الْاِیْمَانُ(.)) ❶

''جب کوئی بندہ زنا میں مشغول ہوتا ہے، تو اُس سے ایمان نکل کر سائبان کی طرح اُس کے سر پر ہو جاتا ہے، پس جب وہ (زنا سے) جُدا ہوتا ہے، تو اُس کا ایمان پھر واپس آ جاتا ہے۔''

زنا کی وجہ سے اُس شخص کا معاملہ انتہائی خطرناک بن جاتا ہے، جو بڑھاپے اور قبر کے قریب پہنچ جانے کے باوجود زنا کا ارتکاب کرتا ہو، چنانچہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَا یُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَلَا یُزَکِّیْهِمْ، قَالَ أَبُوْ مُعَاوِیَةَ وَلَا یَنْظُرُ إِلَیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِیْمٌ: شَیْخٌ زَانٍ، وَمَلِكٌ کَذَّابٌ، وَعَائِلٌ مُسْتَکْبِرٌ.)) ❷

''تین افراد ایسے ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ روزِ قیامت نہ کلام فرمائے گا، نہ انہیں پاک کرے گا، اور نہ ہی ان کی طرف نظر فرمائے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا، (اور وہ تین افراد مندرجہ ذیل ہیں)''

۱۔ بوڑھا آدمی جو زنا کرتا ہے۔

۲۔ جھوٹ بولنے والا بادشاہ۔

۳۔ متکبر فقیر۔

---

❶ سنن ابی داؤد، کتاب السنه، باب الدلیل علی زیادة الایمان ونقصانه، رقم: ۴۶۹۰۔ سنن ترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء لایزنی الزانی وهو مؤمن، رقم: ۲۶۲۵۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار، رقم: ۲۹۶۔

Marfat.com

## (۴۸)لواطت:

مَردوں سے جنسی خواہش پوری کرنا یا عورتوں کو غیر فطری راستے سے آنا، انتہائی قبیح گناہ اور غیر اخلاقی جرم ہے، اور ایسا مجرم روز قیامت اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت سے محروم ہوگا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قومِ لوط کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ لُوۡطًا اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِہٖۤ اِنَّکُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الۡفَاحِشَۃَ ۫ مَا سَبَقَکُمۡ بِہَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنَ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۲۸﴾ اَئِنَّکُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ وَ تَقۡطَعُوۡنَ السَّبِیۡلَ ۬ۙ وَ تَاۡتُوۡنَ فِیۡ نَادِیۡکُمُ الۡمُنۡکَرَ﴾ (العنکبوت:۲۸تا۲۹)

''اور ہم نے لوط کو نبی بنا کر بھیجا، جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: تم ایسی برائی کرتے ہو کہ تم سے پہلے دنیا والوں میں سے کسی نے بھی نہیں کی۔ کیا تم مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو، راہ چلتے مسافروں کو لوٹتے ہو اور اپنی مجلسوں میں بے حیائی کے کام کرتے ہو۔''

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلٰی رَجُلٍ أَتٰی رَجُلاً أَوْ اِمْرَأَۃً فِی الدُّبُرِ.)) ❶

''اللہ تعالیٰ ایسے مرد کو (روزِ قیامت) نظرِ رحمت سے نہیں دیکھے گا، جو کسی مرد کے پاس شہوت سے آتا ہے، یا عورت کے پاس غیر فطری راستے سے آتا ہے۔''

شریعت اسلامیہ نے ایسے فعل کے مرتکب کی سزا قتل قرار دی ہے، نیز جس کے ساتھ یہ فعل کیا گیا ہے، اس کی رضامندی سے واقع ہوا ہو، تو بھی اُسے قتل کر دیا جائے گا، جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ وَجَدْتُمُوْہُ یَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِہٖ.)) ❷

---

❶ سنن ترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی کراھیۃ اتیان النسآء فی أدبارھن، رقم: ۱۱۶۵۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

❷ سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، باب فیمن عمل عمل قوم لوط، رقم: ۴۴۶۲۔ سنن ترمذی، کتاب الحدود، باب ماجاء فی حد اللوطی، رقم: ۱۴۵۶۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

Marfat.com

''جس کسی کو تم قوم لوط کا عمل کرتے پاؤ، تو فاعل اور مفعول بہ دونوں کو قتل کر ڈالو۔''

شریعت اسلامیہ نے اس فعل بد کی جو سزا مقرر کی ہے، اُس کی حکمت بالکل واضح ہے کہ معاشرہ بے راہ روی کا شکار نہ ہو، اور اس فعل سے لگنے والی موذی اور جان لیوا بیماری کی بیخ کنی ہو، آج کل امریکہ، انگلینڈ اور انڈیا جیسے ممالک میں یہ بیماری بہت زیادہ پھیل رہی ہے۔

## (۴۹) مشت زنی:

مشت زنی یعنی ہاتھ سے جنسی خواہش پوری کرنا، انتہائی گھٹیا اور غلط کام ہے۔ جنسی خواہشات کی تسکین یا تو بیوی کے ساتھ جائز ہے یا پھر لونڈی کے ساتھ، علاوہ ازیں اس کے جائز ہونے کی اور کوئی جائز صورت نہیں ہے، مشت زنی اِن دونوں صورتوں سے باہر ہے، لہٰذا جو شخص اِس کا مرتکب ہوگا، یقیناً وہ حد سے بڑھ جانے والا اور ملامت کا مستحق ٹھہرے گا، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝﴾ (المومنون: ۵ تا ۷)

''اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، سوائے اپنی بیویوں اور مملوکہ عورتوں کے، ایسی صورت میں وہ لوگ لائق ملامت نہیں ہیں، جو لوگ اِس کے سوا کچھ اور چاہیں گے، وہی لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔''

## (۵۰) تکبّر:

دوسروں کو حقیر اور گھٹیا سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو بڑا معزز اور پُر وقار سمجھنا کبیرہ گناہ ہے، اور ایسے شخص کا ٹھکانہ بہت بُرا ہے، نیز تکبّر اللہ تعالیٰ کی محبت سے دوری اور جنت میں داخل نہ ہونے کا سبب ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ۝﴾ (النحل: ۲۳)

Marfat.com

"بے شک اللہ تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔"

## (۵۱) کپڑا ٹخنوں سے نیچے رکھنا:

چادر، شلوار، قمیص اور عمامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا، بڑا سخت گناہ ہے، چنانچہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ.)) [1]

"تہبند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہو، وہ جہنم میں ہوگا۔"

## (۵۲) حسد کرنا:

کسی سے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت یا فضل پر حسد کرنا بہت بڑا گناہ ہے، اور حسد آدمی کے دین کو بالکل اُسی طرح مونڈھ کے رکھ دیتا ہے، جس طرح بیماری آدمی کے بالوں کو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہود کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ﴾ (النساء: ۵۴)

"اللہ نے اپنے فضل سے لوگوں کو جو دیا ہے، اُس پر حسد کرتے ہیں۔"

اور سیّدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ قَبْلَكُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ، هِيَ الْحَالِقَةُ، لَا أَقُولُ تَحْلِقُ الشَّعَرَ وَلَكِنْ تَحْلِقُ الدِّينَ.)) [2]

## (۵۳) جھوٹ بولنا:

بات کرتے وقت جھوٹ بولنا انتہائی گھٹیا حرکت اور بڑا سخت گناہ ہے، چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٠٥﴾﴾ (النحل: ۱۰۵)

"جھوٹ تو وہ لوگ گھڑتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے، اور وہی لوگ

---

[1] صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب ما اسفل من الکعبین فھو فی النار، رقم: ۵۷۸۷۔

[2] سنن ترمذی، کتاب صفة القیامة والرقاق والورع، باب: ۵۶، رقم: ۲۵۱۰۔ صحیح الأدب المفرد، رقم: ۱۹۷.

Marfat.com

جھوٹے ہیں۔"

ویسے تو جھوٹ کے بہت سے ذیلی عنوان باندھے جاسکتے ہیں، لیکن ہم چند ایک عنوانات پر اکتفا کرتے ہیں، بتوفیق اللہ تعالیٰ وبعونہ.

## بدگمانی:

بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ.)) [1]

"بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔"

## جھوٹی گواہی:

کسی لالچ یا تعلق داری (وغیرہ) کی وجہ سے جھوٹی گواہی دینا بھی بڑا سنگین جرم ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹی گواہی دینے سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝﴾ (الحج: ۳۰)

"پس تم لوگ گندگی یعنی بتوں کی عبادت اور جھوٹی بات کہنے سے بچو۔"

## جھوٹا خواب بیان کرنا:

لوگوں پر برتری حاصل کرنے، مالی فوائد سمیٹنے، کسی سے کوئی عداوت ہے تو اُسے خوف میں مبتلا کرنے یا کسی اور مقصد کے حصول کے لیے کوئی ایسا خواب بیان کرنا جو دیکھا نہ ہو، انتہائی سخت گناہ ہے۔

حدیث میں جھوٹا خواب بیان کرنے والے کے لیے بڑی سخت وعید وارد ہوئی ہے، چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الادب، باب ﴿یایها الذین أمنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا﴾ (الحجرات: ۱۲)۔ رقم: ۶۰۶۶۔ صحیح مسلم، کتاب البروالصلة، باب تحریم الظن والتججس، رقم: ۶۵۳۶۔

Marfat.com

((مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ كُلِّفَ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ.)) ①

''جس شخص نے ایسا خواب بیان کیا جو اُس نے دیکھا ہی نہیں، قیامت کے روز اُسے مکلف کیا جائے گا کہ جو کے دو دانوں کو گرہ لگائے، اور وہ یہ ہرگز نہیں کر پائے گا۔''

### لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنا:

لوگوں کو محض ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنا بھی بڑا سخت گناہ ہے، بلکہ موجب ہلاکت ہے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے:

((وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَهُ وَيْلٌ لَهُ.)) ②

''اُس آدمی کے لیے ہلاکت ہے، جو (محض) لوگوں کو ہنسانے کے لیے باتوں میں جھوٹ بولتا ہے، اس کے لیے ہلاکت ہے، اُس کے لیے ہلاکت ہے۔''

ہمارے ممالک کے ڈراموں اور اسٹیج شو میں لوگوں کو جھوٹ بول کر ہنسایا جاتا ہے اور غلو، لغو، فضول جھوٹ، گندے اخلاق، طنزیہ باتوں کے علاوہ لوگوں میں بے ہودہ باتوں کی ترویج کی جاتی ہے۔

### جھوٹی قسم کھانا:

جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا، خواہ وہ کسی بھی معاملہ میں ہو بڑا سخت گناہ ہے، اور ایسا شخص قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی اور اُس کی نظرِ رحمت سے محروم ہوگا، نیز ایسا شخص دردناک عذاب کا مستحق ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ

---

① صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب من کذب فی حلمه، رقم: ۷۰۴۲.

② سنن ابی داؤد، کتاب الأدب، باب فی التشدید فی الکذب، رقم: ۴۹۹۰۔ سنن ترمذی، کتاب الزھد، باب فیمن تکلم بکلمة یضحک بها الناس، رقم: ۲۳۱۵۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۷۱۳۶.

Marfat.com

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾ (آل عمران:۷۷)

''بے شک جو لوگ اللہ سے کیے ہوئے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے میں کوئی معمولی قیمت قبول کر لیتے ہیں، آخرت میں اُن کو کوئی حصہ نہیں ملے گا، اور اللہ اُن سے بات نہیں کرے گا، اور قیامت کے دن اُن کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے گا بھی نہیں، اور نہ اُنہیں پاک کرے گا، اور اُن لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔''

یعنی جو لوگ دنیا کی حقیر سی رقم اور معمولی قیمت پر جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے عہد و پیمان کا پاس نہیں رکھتے، اُنہیں آخرت کی نعمتوں اور وہاں کے اجر میں کوئی حصہ نہیں ملے گا، بلکہ اُن کے لیے دردناک عذاب ہوگا، قسم کی تین انواع ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں۔

1۔ یمین لغو 2۔ یمین غموس 3۔ یمین معلقہ۔

(۱) یمین لغو:

دورانِ گفتگو ارادے کے بغیر بے ساختہ قسم کھانا ''یمین لغو'' کہلاتا ہے، مثلاً اللہ کی قسم! تم اِسے پی لو، اللہ کی قسم! تم اسے پڑھ لو، وغیرہ، ایسی قسم پر نہ کوئی گرفت ہوتی ہے اور نہ کوئی کفارہ، اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيٓ أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴾ (البقرہ:۲۲۵)

''اللہ تمہاری لغو قسموں پر تمہارا مواخذہ نہیں کرے گا، لیکن اُن (قسموں) پر تمہارا مواخذہ کرے گا، جو تم نے دل سے کھائی ہوں گی، اور اللہ مغفرت کرنے والا اور بڑا بردبار ہے۔''

(۲) یمین غموس:

جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا ''یمین غموس'' کہلاتا ہے، اور ایسی قسم پر بڑا سخت مواخذہ ہوگا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَتَّخِذُوٓا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا

Marfat.com

السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَ لَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۹۴﴾

(النحل: ۹۴)

''اور تم لوگ ایسی قسموں کو آپس میں دھوکہ دہی کا ذریعہ نہ بناؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی کا قدم اسلام پر جمنے کے بعد (تمہارے اس برتاؤ کی وجہ سے) پھسل جائے، اور اللہ کی راہ سے روکنے کی وجہ سے تمہیں سزا بھگتنی پڑے، اور (آخرت میں) تمہارے لیے بڑا عذاب ہے۔''

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی قسم کو بڑے گناہوں میں شمار کیا ہے، جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اَلْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ.)) [1]

''کبیرہ گناہ (یہ ہیں کہ) اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی کی ناحق جان لینا اور جھوٹی قسم کھانا۔''

**(۳) یمین معلقہ:**

مستقبل میں کرنے والے کام سے متعلق قسم کھانا ''یمین معلقہ'' کہلاتا ہے، جیسے اللہ کی قسم! میں فلاں کام نہیں کروں گا، اللہ کی قسم! میں فلاں سے ہم کلام نہیں ہوں گا، وغیرہ۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ قسم سے متعلق حکمِ الٰہی یہ ہے کہ مسلمان جب قسم کھائے تو اُسے پورا کرے، لیکن اگر قسم ایسی ہو جو کسی عمل صالح کی راہ میں رکاوٹ بن رہی ہو، تو ایسی قسم توڑ دی جائے گی اور اُس نیک و صالح کام کو پورا کیا جائے گا، اور قسم کا کفارہ ادا کیا جائے گا، اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَ تَتَّقُوْا وَ تُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۴﴾﴾ (البقرہ: ۲۲۴)

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب الیمین الغموس، رقم: ۶۶۷۵۔

Marfat.com

''اور تم لوگ اپنی قسموں میں اللہ کو (اس طرح) نشانہ نہ بناؤ، تاکہ لوگوں کے ساتھ بھلائی، تقویٰ اور اُن کے درمیان اصلاح کا کام نہ کرو، اور اللہ خوب سننے اور خوب جاننے والا ہے۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ فَرَأَیٰ غَیْرَھَا خَیْراً مِنْھَا، فَلْیَأْتِ الَّذِیْ ھُوَ خَیْرٌ، وَلْیُکَفِّرْ عَنْ یَمِیْنِہٖ.)) ❶

''جو کوئی قسم کھائے، اور بعد میں اُس سے بہتر کوئی دوسری صورت نظر آئے، تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کردے، اور وہی کرے جو بہتر ہے۔''

## (۵۴) دیوثیت:

اپنے اہل وعیال میں اخلاقی بُرائی دیکھ کر خاموشی اختیار کرنا یا اُسے برداشت کرلینا، اپنی اور اپنے خاندان کی بدنامی کا باعث بننے کے ساتھ ساتھ وہ شخص گناہِ کبیرہ کا مرتکب بھی ہے، اور اس پر مستزاد یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص پر جنت حرام قرار دی ہے، چنانچہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((ثَـلَاثَۃٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمُ الْجَنَّۃَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُّ، وَالدَّیُّوْثُ الَّذِیْ یُقِرُّ فِیْ أَھْلِہِ الْخُبْثَ.)) ❷

''تین آدمیوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کردی ہے،

۱...... ہمیشہ شراب پینے والا۔

۲...... والدین کی نافرمانی کرنے والا۔

۳...... اور دیوث جو اپنے اہل وعیال میں بے حیائی کو برداشت کرتا ہے۔''

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ندب من حلف یمینا فرأی غیرھا خیرا منھا أن یأتی الذی ھو خیر ویکفر عن یمینہ، رقم: ۴۲۷۳۔

❷ مسند احمد، ۱۳۴/۲، رقم، ۶۱۸۔ شعب الایمان، رقم: ۱۰۷۹۹۔ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۳۰۵۲۔ سنن نسائی، کتاب الزکاۃ، باب المنان بما أعطی، رقم: ۲۵۶۲۔

Marfat.com

## (۵۵) حلالہ کرنا یا کروانا:

عورت تیسری طلاق کے بعد خاوند پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہو جاتی ہے۔ البتہ اگر وہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے، جو کہ شرعی اور دائمی ہو، اور وہ خاوند اپنی مرضی سے اُسے طلاق دے یا فوت ہو جائے، تو عدت پوری کرنے کے بعد وہ عورت اپنے پہلے خاوند سے نکاح کرنے کی مجاز ہو گئی، اس کے برعکس اگر دوسرے مرد سے نکاح عارضی طور پر کیا جائے، تاکہ ایک یا دو دن گذر جانے کے بعد طلاق دے کر پہلے مرد کے لیے اُسے حلال کر دے، اِسے حلالہ کہتے ہیں، اور ایسا کام کرنے یا کروانے والے دونوں پر لعنت کی گئی ہے، چنانچہ سیّدنا علی و حارث رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

(( إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ الْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ. )) [1]

''یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کرنے اور کروانے والے (دونوں) پر لعنت فرمائی ہے۔''

## (۵۶) کنجوسی کرنا:

صلہ رحمی، جہاد یا اللہ کی راہ میں کسی بھی خیر کے کام میں خرچ کرنے میں کنجوسی برتنا بھی بڑا سخت گناہ ہے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اس سے بچنے کے لیے پناہ طلب کی ہے، نیز کنجوسی کرنا اللہ تعالیٰ کو بھلا دینے کے مترادف ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ۭ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ۭ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ ﴾ (التوبہ: ٦٧)

''منافق مرد اور منافق عورتیں سب کا حال ایک ہے، سبھی بُرائی کا حکم دیتے ہیں اور

---

[1] سنن ترمذی، کتاب النکاح، باب ماجاء فی المحلل والمحلل لہ، رقم: ۱۱۱۹۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' کہا ہے۔

Marfat.com

بھلائی سے روکتے ہیں اور اپنے ہاتھ بند رکھتے ہیں، اور اللہ کو بھول گئے، تو اللہ بھی انہیں بھول گیا، بے شک منافقین ہی فاسق لوگ ہیں۔"

## (۵۷) فضول خرچی:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو رزق کی نعمت سے مالا مال کیا ہے، لہٰذا اُسے چاہیے کہ وہ اِس نعمت کو اعتدال اور میانہ روی سے استعمال میں لائے، تاکہ اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بندہ بن سکے، اِس کے برعکس جو شخص اِس نعمت کا استعمال اعتدال اور میانہ روی کی بجائے، اس میں فضول خرچی اور اسراف کرتا ہے، تو وہ ناشکرا ہے، بلکہ ناشکری میں شیطان کی مانند ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝۲۶ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝۲۷ وَ اِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۝۲۸ وَ لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝۲۹﴾ (بنی اسرائیل: ۲۶ تا ۲۹)

"اور رشتہ داروں کا، مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو اور فضول خرچی نہ کرو، بے شک فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہوتے ہیں، اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے، اگر تم اُن لوگوں سے پہلو تہی کرو، اپنے رب کی جانب سے اس روزی کی خواہش کرتے ہوئے جس کی تمہیں امید ہے، تو ان سے کوئی اچھی بات کہہ دو اور اپنے ہاتھ کو (بخل کی وجہ سے) اپنی گردن سے باندھا ہوا نہ رکھو، اور نہ (فضول خرچ بن کر) اُسے بالکل ہی کھول دو کہ پھر ملامت کیا ہوا درماندہ بیٹھ جائے۔"

## (۵۸) دنیا کی حرص:

عارضی چیز عارضی ہوتی ہے، خواہ وہ بظاہر کتنی ہی حسین اور خوبصورت نظر کیوں نہ آئے،

Marfat.com

یہی حال دنیا کا ہے کہ یہ بظاہر تو اپنی دلکشیوں اور اپنی زینتوں کی وجہ سے بہت خوبصورت نظر آتی ہے، جب کہ حقیقت میں یہ ایک دھوکہ اور فریب ہے، اور سادہ لوح انسان اس فریبی دنیا کے حرص کا شکار ہے۔ لیکن یاد رہے کہ جو شخص صرف دنیا کا حریص ہے، اُسے دنیا میں تو اپنی محنت کا صلہ مل جائے گا، لیکن آخرت میں اُسے سوائے آگ کے اور کچھ نہیں ملے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾﴾ (ھود: ۱۵ تا ۱۶)

''جو شخص دنیا کی زندگی اور اُس کی زینت چاہتا ہے، تو ہم دنیا میں اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے دیتے ہیں، اور اس میں اُن کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی، یہی وہ لوگ ہیں، جنہیں آخرت میں عذابِ نار کے سوا کچھ بھی نہیں ملے گا، اور جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا ہوگا، ضائع ہو جائے گا، اور جو کچھ وہاں کرتے رہے تھے (ایمان کے بغیر) بے کار ہی تھا۔''

## (۵۹) مردوں کا سونے کے زیور پہننا:

مردوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے سونا حرام کیا ہے، خواہ وہ انگوٹھی کی شکل میں ہو یا خواہ وہ زنجیر کی شکل میں ہو، خواہ کسی اور شکل میں ہو، جیسا کہ نبی ﷺ کی حدیث ہے:

((رَاٰى خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فِيْ يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهٗ فَطَرَحَهٗ وَقَالَ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ اِلٰى جَمْرَةٍ مِّنْ نَّارٍ فَيَجْعَلُهَا فِيْ يَدِهٖ.)) [1]

''رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی، تو آپ ﷺ نے اسے اتار پھینکا اور فرمایا: تم میں سے کوئی ایک آگ کا انگارہ پکڑتا ہے، اور اسے اپنے ہاتھ میں پہن لیتا ہے۔''

---

[1] صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحریم خاتم الذھب، رقم: ۲۰۹۰۔

Marfat.com

## (۶۰) خودکشی کرنا:

خودکشی ایک ایسا جرم ہے جس کے کرنے سے انسان یہ سمجھتا ہے کہ میں مصیبتوں اور پریشانیوں سے بچ گیا ہوں، لیکن حقیقت میں وہ ہمیشہ کی مصیبت میں اپنے آپ کو گرفتار کر لیتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۫ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا ۝۲۹ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّ ظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِیْهِ نَارًا ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرًا ۝۳۰﴾

(النساء: ۲۹ تا ۳۰)

''اے ایمان والو! آپس میں مال ناجائز طریقہ سے مت کھاؤ، مگر یہ کہ تمہاری آپس کی رضامندی سے خرید وفروخت ہو، اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نہایت مہربان ہے، اور جو شخص یہ (نافرمانیاں) سرکشی اور ظلم کرے گا، تو عنقریب ہم اس کو آگ میں داخل کریں گے، اور یہ اللہ پر آسان ہے۔''

صحیح مسلم کی روایت میں اس کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے، اور اس کو سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِیْدَةٍ فَحَدِیْدَتُهُ فِیْ یَدِهِ یَتَوَجَّأُ بِهَا فِیْ بَطْنِهِ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِیْهَا أَبَدًا، وَمَنْ شَرِبَ سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ یَتَحَسَّاهُ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِیْهَا أَبَدًا وَمَنْ تَرَدّٰی مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ یَتَرَدّٰی فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِیْهَا أَبَدًا.)) [1]

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنے آپ کو تیز دھاری دار آلے کے ساتھ قتل کیا تو وہ تیز دھاری دار آلہ اس کے ہاتھ میں ہوگا، اور مسلسل جہنم کی آگ میں اس کے ساتھ اپنے پیٹ کو چاک کرتا رہے گا۔ اور جس شخص نے

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب ان من قتل نفسہ بشیئ' رقم: ۱۰۹.

Marfat.com

زہر پی کر اپنے آپ کو قتل کیا تو وہ ہمیشہ ہمیشہ تک جہنم کی آگ میں زہر پیتا رہے گا، اور جس نے کسی پہاڑ سے گر کر خودکشی کی تو وہ اسی طرح جہنم کی آگ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پہاڑ سے گر کر خودکشی کرتا رہے گا۔''

## (۶۱) دوسروں کو دعوت عمل دینا اور خود بدعمل ہونا:

یہ ایک ایسا عمل ہے جس سے بچنے والا انسان بہت خوش قسمت ہے، جو جیسی دعوت دیتا ہے ویسا ہی عمل کرتا ہے، لیکن اس کے برعکس دوسروں کو دعوتِ عمل دینا، اور خود بے عمل اور بدعمل ہونا، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝﴾ (الصف:۲تا۳)

''اے ایمان والو! تم ایسی بات کیوں کہتے ہو، جس پر خود عمل نہیں کرتے، یہ بات اللہ کو بہت ہی زیادہ ناپسند ہے، کہ تم وہ بات کہو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔''

## (۶۲) لوگوں کے گھروں میں بلا اجازت جھانکنا:

بغیر اجازت کسی کے گھر تانک جھانک کرنا گناہ کا کام ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا﴾ (النور:۲۷)

''اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو۔''

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اجازت لیے بغیر کسی کے گھر میں داخل ہونا جائز نہیں ہے، اجازت لینا اس لیے ضروری ہے کہ بلا اجازت داخلے میں گھر والوں کی (کسی بھی طرح کی) بے پردگی کا امکان ہوتا ہے، یہی علت رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث میں مذکور ہے:

((اَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ فِي جُحْرٍ فِي بَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِدْرًى يَحُكُّ بِهِ رَاْسَهُ، فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: لَوْ اَعْلَمُ اَنَّكَ تَنْتَظِرُنِي لَطَعَنْتُ

Marfat.com

بِهٖ فِیْ عَیْنِکَ، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّمَا جُعِلَ الْاِذْنُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ.)) ❶

''ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے دروازے کے سوراخ سے جھانکا، اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ایک آلہ تھا، جس کے ساتھ آپ ﷺ اپنا سر کھجا رہے تھے، جب اس کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا، تو فرمایا: اگر مجھے علم ہوتا کہ تو مجھے دیکھ رہا ہے، تو میں اس کو تیری آنکھوں میں چبھو دیتا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اجازت کا حکم اس دیکھنے ہی کی وجہ سے تو مقرر کیا گیا ہے۔''

## (۶۳) دو آدمیوں کا تیسرے آدمی کو چھوڑ کر سرگوشی کرنا:

یہ بھی ایک سنگین گناہ ہے، اور شیطان کے لیے ذریعہ فساد ہے، جس کے ذریعے سے یہ مسلمانوں میں اختلاف، باہمی عداوت اور بغض کے بیج بوتا ہے، مثال کے طور پر تین آدمیوں میں سے دو آدمی علیحدگی میں کوئی سرگوشی کرتے ہیں، خواہ وہ ان کے فائدے کے لیے ہو، لیکن شیطان تیسرے آدمی کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ شاید یہ میرے خلاف کوئی منصوبہ بنا رہے ہیں، وغیرہ، ایسے خیالات ڈال کر وہ ان پر حملہ آور ہو جاتا ہے، اسی لیے نبی مکرم ﷺ نے اس فعل سے منع فرمایا ہے، جیسا کہ سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجٰى اثْنَانِ دُوْنَ الْاٰخَرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ مِنْ اَجْلِ اَنْ يُّحْزِنَهُ.)) ❷

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم تین ہو تو تیسرے کے بغیر دو آپس میں سرگوشی نہ کرو، تا آنکہ اور لوگ آ جائیں، کیونکہ ایسا کرنا، یعنی دو آدمیوں کا علیحدہ ہو کر مشورہ کرنا اس تیسرے آدمی کو غمزدہ کرنے کا باعث ہے۔''

## (۶۴) فحاشی و عریانی پر مبنی فلمیں دیکھنا:

نبی مکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الادب، باب تحریم النظر فی بیت غیرہ، رقم: ۵۶۳۸۔

❷ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب تحریم المناجات الاثنین، رقم: ۴۹۹۶۔

Marfat.com

((أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ، وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ، وَّلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ.)) [1]

''یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مرد مرد کے ستر (شرمگاہ) کو نہ دیکھے، اور عورت عورت کے ستر (شرمگاہ) کو نہ دیکھے، اور مرد مرد کے ساتھ برہنہ ایک کپڑے میں نہ لیٹے، اور نہ عورت عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں برہنہ لیٹے۔''

اس حدیث مبارکہ میں اللہ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مرد وعورت کو ایک ایسا اصول بتایا ہے، جس کی وجہ سے وہ بہت سی ایسی برائیوں اور گناہوں سے بچ سکتے ہیں۔ جن کی وجہ سے وہ ہمیشہ کے عذاب میں مبتلا ہو سکتے ہیں، تو اس حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے مرد کو مرد کی شرمگاہ اور عورت کو عورت کی شرمگاہ دیکھنے سے منع کیا ہے، لیکن مرد کے لیے غیر محرم عورت کے سر تا پاؤں کسی بھی حصے کی طرف دیکھنا جائز نہیں ہے، اسی طرح ہمارے معاشرے میں پیش کیے جانے والے ڈرامے اور فلمیں، ان میں اس چیز کا خصوصاً اہتمام ہوتا ہے، مرد کے سامنے عورت بے پردہ اور آدھی سے زیادہ برہنہ ہوتی ہے، اور ان فلموں میں ایسا کردار ادا کیا جاتا ہے، جس سے نوجوان نسل خواہ مرد ہو یا عورت وہ شہوت سے مغلوب ہو کر وہی کچھ کرتے ہیں جو انہوں نے دیکھا ہوتا ہے۔ اس لیے حدیث نبوی ﷺ میں ستر دیکھنے کی ممانعت ہے۔ اور ان کا برہنہ ہو کر مردوں کے ساتھ خلوت نشینی اور بدکرداری کا اظہار کرنا، وہ تو اس سے بھی سنگین جرم ہے۔ اور ایسی عورتوں اور مردوں کو جو اپنے ستر کی حفاظت نہیں کرتے، ان کے انہی اعضاء پر جہنم کی آگ لگائی جائے گی، ظاہراً تو دیکھنے والوں کے لیے لذت بھرا منظر ہوتا ہے، لیکن اخروی عذاب کے مقابلہ میں یہ انتہائی گھٹیا اور شرمناک فعل ہوتا ہے۔

## (۶۵) حقیقی والد کی بجائے کسی دوسرے کی طرف نسبت کرنا:

کچھ لوگ رسمی کاغذات میں جھوٹے انساب کا اندراج کرا لیتے ہیں اور کچھ لوگ ایسا اس

[1] صحیح مسلم، کتاب الحیض، باب تحریم العوالی الصورات، رقم: ۷۶۸۔

Marfat.com

لیے کرتے ہیں کہ ان کے باپ نے انہیں بچپن ہی میں چھوڑ دیا ہوتا ہے، لہٰذا وہ ناراضگی اور نفرت جتانے کے لیے اپنی ولدیت بدل ڈالتے ہیں، جبکہ یہ سب حرام ہے اور اس کام کی حرمت شریعت میں وارد ہوئی ہے، حتیٰ کہ جو شخص ایسا کرتا ہے، اس پر جنت حرام ہو جاتی ہے۔ چنانچہ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ وَھُوَ یَعْلَمُ فَالْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ.)) [1]

''جو شخص اپنے حقیقی باپ کی بجائے دوسرے کی طرف منسوب ہو، اور اسے اس بات کا علم بھی ہو تو اس پر جنت حرام ہے۔''

## (٦٦) بالوں کو سیاہ خضاب لگانا:

بالوں کو سیاہ خضاب لگانے کے بارے میں صحیح اور راجح بات یہی ہے کہ یہ حرام ہے کیونکہ نبی ﷺ کی حدیث میں اس فعل کو کرنے کی زبردست وعید آئی ہے، فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

((یَکُوْنُ قَوْمٌ یَخْضِبُوْنَ فِی آخِرِ الزَّمَانِ بِالسَّوَادِ کَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ، لَا یَرِیْحُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ.)) [2]

''آخری زمانے میں ایسے لوگ آئیں گے، جو کالے رنگ کا خضاب استعمال کریں گے، جس کی کیفیت کبوتر کے پیٹ کی مانند ہوگی، یہ لوگ جنت کی خوشبو نہیں پا سکیں گے۔''

## (٦٧) خوبصورتی کے لیے چہرے کے بال اکھاڑنا:

خوبصورتی کے لیے بال اکھاڑنا، خواہ مرد ہو یا عورت، یہ ایسا کام ہے جس کے کرنے والے کو ملعون قرار دیا گیا ہے، کیونکہ یہ تخلیق خداوندی کو تبدیل کرنے کے مترادف ہے، اور جو اللہ کی خلقت میں تبدیلی کرتا ہے، گویا کہ وہ شراکت کا اعتراف کرتا ہے، اس لیے نبی اکرم ﷺ نے اس فعل سے منع فرمایا ہے، جیسا کہ نبی مکرم ﷺ کی حدیث ہے:

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المغازی، رقم: ٤٣٢٦، ٤٣٢٧.

[2] سنن ابی داؤد، باب ماجاء فی خضاب السواد، رقم: ٤٢١٢۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

Marfat.com

((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ ،وَالنَّامِصَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ.)) ❶

''اللہ تعالیٰ نے خوبصورتی کے لیے جسم میں رنگ بھرنے وبھروانے والی پر بال اکھاڑنے واکھڑوانے والی پر اور دانتوں میں فاصلہ کرنے والی پر لعنت کی ہے، جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی کرتی ہیں۔''

## (۶۸) داڑھی کا مذاق اڑانا:

داڑھی رکھنا فرض اور سنت نبوی ﷺ ہے۔ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللُّحٰى.)) ❷

''داڑھیوں کو معاف کردو، (بڑھاؤ) اور مونچھیں کترواؤ۔''

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا:

((جُزُّوا الشَّوَارِبَ، وَأَرْخُوا اللُّحٰى، خَالِفُوا الْمَجُوسَ.)) ❸

''مونچھوں کو کاٹو، اور داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مجوسیوں کی مخالفت کرو۔''

## (۶۹) پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا:

پیشاب کے قطرے یا چھینٹے کپڑوں پر پڑ جانے کی وجہ سے بھی انسان سزا کا مستحق ہو جاتا ہے، اور عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ جیسا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ: أَمَا إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ.)) ❹

---

❶ صحیح مسلم، کتاب اللباس، باب تحریم الواصلة والمستوصلة، رقم: ۵۵۷۳.

❷ صحیح مسلم، کتاب الطهارة، باب فضل الفطرة، رقم: ۶۰۰.

❸ صحیح مسم، کتاب الطهارة، رقم: ۲۶۰.

❹ صحیح مسلم، کتاب الطهاره، باب الدلیل علی نجاسة البول، رقم: ۲۹۲.

Marfat.com

''رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے قریب سے گزرے، وہ دونوں قبر والے قبر میں عذاب دیے جا رہے تھے اور عذاب بھی کسی بڑے (گناہ) کی وجہ سے نہیں دیا جا رہا تھا۔ ان دونوں میں سے ایک چغلی کرتا تھا اور دوسرا اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔''

## (۷۰) عورتوں کا باریک، تنگ اور چھوٹا لباس پہننا:

آج کے دور میں اسلام دشمنوں نے ہمارے خلاف بہت سے محاذ جنگ کھول رکھے ہیں، ان میں سے ایک محاذ کپڑوں کے نت نئے فیشنوں اور ڈیزائنوں کا ہے، اس کے علاوہ چھوٹا، باریک، شفاف اور تنگ لباس جو کہ بے پردگی و بے حیائی کا باعث ہے، لیکن ہمارے معاشرے کی مائیں اور بہنیں سمجھ بوجھ کے باوجود فیشن اور بے حیائی کو فروغ دیتی ہیں، لیکن اس سلسلہ میں نبی کائنات ﷺ کی ایک حدیث ہے، جس میں سخت وعید ہے، چنانچہ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا.)) [1]

''میری امت کے دو قسم کے افراد ایسے ہیں، جو کہ جہنمی ہیں، جنہیں میں ابھی تک نہیں دیکھ سکا، یعنی وہ ابھی تک ظاہر نہیں ہوئے ایک وہ جن کے ہاتھوں میں گائے کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے، جنہیں وہ لوگوں پر برسایا کریں گے، دوسری وہ عورتیں ہیں جنہوں نے لباس تو پہنا ہوگا، لیکن لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی، مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں گی اور خود مردوں کی طرف مائل ہونے والی ہوں گی، ان کے سر لمبی گردنوں والی اونٹنیوں کی کوہانوں کی مانند ہوں گے، یہ عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوسکیں گی، بلکہ جنت کی خوشبو تک نہ پاسکیں گی،

[1] صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب النساء الکاسیات، رقم: ۵۵۸۲.

Marfat.com

حالانکہ جنت کی خوشبو سالہا سال کی مسافت کی دوری سے محسوس ہو جائے گی۔''

## (۷۱) مردوں کا عورتوں کی اور عورتوں کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنا:

فطرت الٰہی کا تقاضا یہ ہے کہ مرد اپنی مردانگی کی حفاظت کرے، اور عورت اپنی نسوانیت کی حفاظت کرے، جو لوگ اللہ کی اس فطرت میں تبدیلی کرنا چاہتے ہیں، خواہ مرد ہو یا عورتیں، ایسے لوگ کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ جیسا کہ سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

((لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ.)) [1]

''رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر، اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔''

## (۷۲) عورت کا خوشبو لگا کر باہر نکلنا:

عورتوں کا خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنا شرعاً حرام ہے، اور جو عورتیں ایسا کام کرتی ہیں، ان کے بارے میں نبی مکرم ﷺ فرماتے ہیں۔

((اَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ ثُمَّ مَرَّتْ عَلَى الْقَوْمِ لِيَجِدُوْا رِيْحَهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ.)) [2]

''جو عورت عطر استعمال کرے، پھر لوگوں کے پاس سے گزرے تاکہ وہ اس کی خوشبو کو پالیں تو وہ زانیہ ہے۔''

## (۷۳) عورت کا محرم کے بغیر سفر کرنا:

عورت کا اپنے محرم کے بغیر سفر کرنا شرعاً ممنوع وحرام ہے۔ جیسا کہ نبی مکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے۔ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُسَافِرُ مَسِيْرَةَ يَوْمٍ إِلَّا مَعَ ذِي

---

[1] صحیح بخاری، کتاب للباس، باب المتشبهين بالنساء، رقم: ۵۸۸۵۔

[2] مسند أحمد: ۴/۴۱۴، رقم: ۱۷۹۱۱۔ شیخ شعیب نے اسے ''جید الاسنادہ'' کہا ہے۔

Marfat.com

مَحْرَم.)) ❶

''کسی بھی ایسی عورت کے لیے جو کہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے، اس کے لیے ایک دن اور ایک رات جتنی مسافت کا سفر کرنا حلال (جائز) نہیں ہے، مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا محرم ہو۔''

اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ میں اس کی وضاحت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے یوں ہوئی ہے:

''کسی بھی ایسی عورت کے لیے جو کہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے تین دن یا اس سے زائد سفر حلال (جائز) نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے ساتھ اس کا والد ہو، یا اس کا بیٹا، یا اسکا خاوند ہو یا اس کا بھائی ہو، یا کوئی بھی محرم ہو۔'' ❷

مذکورہ بالا ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ عورت اپنے محرم کے بغیر کہیں بھی سفر نہیں کر سکتی۔ اور مزید یہ کہ جس مرد سے اسکا نکاح شرعاً جائز نہیں ہے، وہ اس کا محرم ہے، شریعت کے ایسے باعزت اور سنہری اُصول ہیں کہ اگر ہم ان پر عمل کریں تو بہت سے فتنوں اور فساد سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

## (۷۵) مرد وعورت کا مصنوعی بال لگوانا:

مرد وعورت کا مصنوعی بال لگوانا شرعاً ممنوع ہے، چنانچہ سیّدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

((جَاءَتِ امْرَاَۃٌ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اِنَّ لِی ابْنَۃً عُرَیِّسًا اَصَابَتْھَا حَصْبَۃٌ فَتَمَرَّقَ شَعْرُھَا اَفَاَصِلُہٗ ؟ فَقَالَ: لَعَنَ اللّٰہُ الْوَاصِلَۃَ وَالْمُسْتَوْصِلَۃَ.)) ❸

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب سفر المرأۃ مع محرم، رقم: ۳۲۶۸۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الحج، رقم: ۳۲۷۰.

❸ صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم فصل الواصلۃ المستوصلۃ، رقم: ۵۵۶۵.

Marfat.com

ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی، اور عرض کرنے لگی کہ میری بیٹی کی شادی ہے، اور بیماری کی وجہ سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں، کیا اس کو مصنوعی بال لگا دوں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے (مصنوعی بال) لگانے والی اور لگوانے والی پر لعنت کی ہے۔''

## (۷۶) بغیر عذر کے خاوند کا بستر ترک کرنا:

انسان خطاؤں کا پتلا ہے، بسا اوقات اس سے ایسا فیصلہ ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے میاں بیوی کا اختلاف ہو جاتا ہے یا کوئی ایسی بات ہو جائے جو کہ ناراضگی کا باعث ہو تو ایسی حالت میں بھی عورت کو اپنے خاوند کے تابع رہنا چاہیے، اور اس کی بات ماننے سے انکار نہیں کرنا چاہیے، اور بالخصوص اگر خاوند عورت کو بستر پر بلائے، اور وہ نہ جائے تو ایسی عورتوں کے بارے میں نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

((إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَيْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ.)) [1]

''جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے، اور وہ انکار کر دے، اور وہ شوہر رات بھر ناراض رہے تو صبح ہونے تک فرشتے اس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔''

## (۷۷) بلا عذر شرعی عورت کا طلاق مانگنا:

طلاق یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کو شریعت نے ناپسند کیا ہے، کیونکہ اس کی وجہ سے بڑے بڑے فساد برپا ہوتے ہیں۔ خاندان ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں بچے دھتکار دیئے جاتے ہیں، لیکن اس وقت عورت اور مرد دونوں ندامت اور پریشانی کا شکار ہوتے ہیں۔ لیکن اس وقت اسکا کوئی حل نہیں ہوتا۔ انہی وجوہات کی بناء پر نبی کریم ﷺ نے بلا عذر طلاق طلب کرنے والی عورت کے بارے میں فرمایا:

((عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ مَرْفُوعاً: أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ مِنْ غَيْرِ مَا

[1] صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب اذا باتت المرأة مهاجرة فراش زوجها، رقم: ۵۱۹۳.

Marfat.com

بأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ.)) ❶

''سیّدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو عورت اپنے شوہر سے بلاوجہ طلاق طلب کرے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔''

## (۷۸) غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا (ہاتھ ملانا):

غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا یہ شرعی طور پر ناجائز اور حرام ہے، خواہ وہ غیر محرم عورت رشتے دار ہو یا غیر رشتے دار۔ اپنے ملک اور علاقے سے تعلق رکھنے والی ہو یا کسی غیر ملک یا کسی غیر علاقے سے تعلق رکھنے والی ہو، نوجوان ہو یا بوڑھی ہر حال میں غیر محرم عورت سے ہاتھ ملانا درست نہیں، جیسا کہ نبی کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

((لَأَنْ يُطْعَنَ فِيْ رَأْسِ أَحَدِكُمْ بِمِخْيَطٍ مِنْ حَدِيْدٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمَسَّ امْرَأَةً لَا تَحِلُّ لَهُ.)) ❷

''تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی میخ ٹھونک دی جائے تو یہ چیز اس سے بہتر ہے کہ کسی ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لیے حلال نہیں ہے۔ (نامحرم عورت کو چھوئے)''

اور مزید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اس مسئلہ کو اُجاگر کر رہا ہے:

((إِنِّيْ لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ.)) ❸

''بے شک میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔''

((إِنِّيْ لَا أَمَسُّ أَيْدِيَ النِّسَاءِ.)) ❹

''میں بیعت لیتے ہوئے عورتوں کے ہاتھوں کو نہیں چھوتا۔''

---

❶ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۲۷۰۶.

❷ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۵۰۴۵.

❸ صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۲۵۱۵.

❹ معجم کبیر للطبرانی: ۲۴/۲۳۲۔ معجم اوسط، رقم: ۶۲۲۷۔ مجمع الزوائد: ۶/۳۲، رقم: ۹۸۷۰۔ سلسلة الصحیحة، رقم: ۵۲۹.

Marfat.com

اور سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مزید اس بات کو درج ذیل حدیث سے واضح فرما رہی ہیں:

((عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ: وَلَا وَاللّٰہِ مَا مَسَّتْ یَدُ رَسُولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَدَ امْرَأَۃٍ قَطُّ غَیْرَ أَنَّہٗ یُبَایِعُھُنَّ بِالْکَلَامِ.)) [1]

"سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں (بیعت لیتے ہوئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک کسی بھی عورت سے نہیں چھوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو بس کلام کے ذریعہ بیعت لیا کرتے تھے۔"

## (۷۹) غیر محرم عورت کو دیکھنا:

غیر محرم عورت کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا حرام وممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ؕ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۝۳۰﴾ (النور: ۳۰)

"مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہی ان کے لیے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں یقیناً اللہ تعالیٰ سب سے خبر دار ہے۔"

رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

((فَزِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ.)) [2]

"یعنی اجنبی عورتوں کو دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے۔"

لہٰذا غیر محرم عورتوں کو قصداً دیکھنا یا نگاہ شہوت سے دیکھنا گناہ کا باعث ہے، اور اسی طرح نبی کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک حدیث اس طرح ہے:

((یَا عَلِیُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَۃَ النَّظْرَۃَ فَإِنَّ لَکَ الْأُوْلٰی وَلَیْسَتْ لَکَ الْآخِرَۃُ.)) [3]

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب کیفیۃ بیعۃ النساء، رقم: ۴۸۳۴۔

[2] صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، رقم: ۶۲۴۳۔

[3] سنن ترمذی، باب ما جاء فی نظرۃ المفاجاۃ، رقم: ۲۷۷۷۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے "حسن" کہا ہے۔

Marfat.com

''اے علی! تو نظر کے پیچھے نظر مت لگا یعنی کہ لگاتار دیکھے جانا پس تیرے لیے پہلی (نظر) جائز ہے، اور دوسری (نظر) تیرے لیے جائز نہیں ہے۔''

یعنی کہ پہلی دفعہ اگر اچانک کسی عورت پر نظر پڑ گئی ہے تو اس کا تو کوئی گناہ نہیں لیکن اگر اس کے باوجود آدمی دیکھتا رہے تو پھر اس کے دیکھنے پر گناہ ہوگا، اب یہ دیکھنا شہوتاً ہو تب بھی اور اگر قصداً ہو تو وہ بالائی گناہ میں شامل ہے۔ اس لیے مومن مردوں کے لیے اور مومن عورتوں کے لیے بھی یہی حکم ہے کہ وہ اپنی نظروں کو جھکا کر رکھیں۔

## (۸۰) دورانِ حیض عورت سے جماع کرنا:

دورانِ حیض عورت سے جماع کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ﴾ (البقرہ: ۲۲۲)

''لوگ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجیے کہ وہ گندگی ہے، حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ۔''

اس فعل کی قباحت اور شناعت کا ثبوت نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے:

(( مَنْ اَتٰى حَائِضًا اَوْ اِمْرَاَةً فِيْ دُبُرِهَا اَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ.)) [1]

''جو شخص حائضہ عورت سے جماع کرے یا بیوی کی دبر میں جماع کرے، یا کسی کاہن کے پاس جائے تو اس نے محمد ﷺ پر نازل کردہ شریعت کا انکار کر دیا۔''

لہٰذا مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ حالت حیض میں عورت سے جماع نہیں کرنا چاہیے۔

[1] سنن ترمذی، کتاب الطہارۃ، باب ما جاء فی کراھیۃ آتیان الحائض، رقم: ۱۳۵۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

Marfat.com

## (۸۱) عورت کی غیر فطری جگہ میں جماع کرنا:

یہ ایک کبیرہ گناہ ہے اور اس فعل کا مرتکب وہی آدمی ہوتا ہے جس کا ایمان کمزور ہوتا ہے۔ اور یہ ایک گھٹیا، فطرت سے ہٹ کر اور بدنما فعل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص پر لعنت فرمائی ہے۔ سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَلْعُوْنٌ مَنْ أَتٰى اِمْرَأَتَهُ فِيْ دُبُرِهَا .)) [1]

''جو شخص اپنی بیوی کی دبر میں جماع کرتا ہے وہ معلون ہے۔''

لہٰذا معلوم ہوا کہ عورت کی غیر فطری جگہ یعنی دبر میں جماع کرنا ایک کبیرہ گناہ ہے، اور اس کا مرتکب ملعون ہے۔

## (۸۲) عدل وانصاف برقرار نہ رکھنا:

اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ عدل وانصاف قائم رکھا جائے، حتیٰ کہ بیویوں کے درمیان بھی عدل کرنے کا حکم فرمایا:

﴿وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْٓا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۭ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (النساء: ۱۲۹)

''تم سے یہ تو کبھی نہ ہو سکے گا کہ اپنی تمام بیویوں میں ہر طرح عدل کرو، گو تم اس کی کتنی ہی خواہش و کوشش کرلو، اس لیے بالکل ہی ایک طرف مائل ہو کر دوسری کو ادھر ادھر لٹکی ہوئی نہ چھوڑو، اور اگر تم اصلاح کرو اور تقویٰ اختیار کرلو تو بے شک اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت و رحمت والا ہے۔''

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ كَانَتْ لَهُ اِمْرَأَتَانِ فَمَالَ اِلٰى اِحْدَاهُمَا جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَائِلٌ .)) [2]

---

[1] صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۵۸۸۹.

[2] سنن ابی داؤد، کتاب فی القسم من النساء، رقم: ۲۱۳۳۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

Marfat.com

’’جس شخص کی دو بیویاں ہوں، اور وہ ان دونوں میں سے ایک کی طرف زیادہ جھکاؤ اختیار کرے تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا ایک پہلو جھکا ہوا (ٹیڑھا) ہوگا۔‘‘

## (۸۳) پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا:

پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا انتہائی سخت گناہ ہے، اور ایسے گناہ کا مرتکب لعنت الٰہیہ اور دردناک عذاب کا مستحق ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾ (النور:۲۳)

’’جو لوگ پاک دامن، بے خبر، ایمان دار عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں تو دنیا اور آخرت میں ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور ان کو بہت بڑا عذاب دیا جائے گا۔‘‘

اسی طرح نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے:

((اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَأَكْلُ الرِّبٰو وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصِنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ.)) [1]

’’سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے پرہیز کرو، عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سی ہیں؟ فرمایا: شرک کرنا، جادو کرنا، جس کا قتل کرنا جائز نہ ہو اس کو ناحق مار ڈالنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جہاد کے دن پیٹھ پھیرنا، پاک دامن بھولی بھالی ایمان والی عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔‘‘

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الکبائر واکبر ھا، رقم: ۲۶۲۔

Marfat.com

باب نمبر ۹:

# عیسائیت اور اسلام کا تقابل

انبیاء کرام علیہم السلام وہ عظیم، پاک باز اور پارسا ہستیاں ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ اپنی رشد و ہدایت کے لیے مبعوث فرماتا ہے، اور انھیں ان صفات حمیدہ سے متصف فرماتا ہے جو ان کے شایان شان ہوتے ہیں۔ ان کا تقدس و حرمت بیان کرتا ہے۔ ان کی شانِ اقدس میں ادنیٰ سی گستاخی کو بھی کفر قرار دیتا ہے۔ چہ جائیکہ انھیں عیسائیت کی بائبل مقدس، ڈاکو، زانی، شرابی، بت پوجنے والے قرار دے۔ العیاذ باللہ!

ذیل کی سطور میں ہم ایسے واقعات کو زیر قلم بحث لائیں گے کہ جن میں بائبل مقدس نے انبیاء کرام علیہم السلام کی عظیم ہستیوں کی شان میں گستاخی کی ہے اور ساتھ میں فلسفہ اسلام بھی ذکر کردیں گے۔ تاکہ اسلام اور عیسائیت کی تعلیمات کا تقابل بھی ہوجائے۔ یہ تمام حوالہ جات پاکستان بائبل سوسائٹی (لاہور) کی شائع کردہ بائبل مقدس (Revised version 2000) سے ماخوذ ہیں۔ عیسائیت کی تعلیمات انبیاء کرام علیہم السلام کی عزت واحترام کی حفاظت نہیں کرسکتیں وہ پوری دنیا کو کیا اخلاقیات سکھا سکتی ہے۔

## (۱) خدا کا پچھتاوا:

کتاب پیدائش باب نمبر ۶، آیت نمبر ۶۔۵ میں ہے کہ:

"اور خداوند نے دیکھا کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی اور اس کے دل کے تصور اور خیال سدا برے ہی ہوتے ہیں۔ تب خداوند زمین پر انسان کو پیدا کرنے سے ملول ہوا اور دل میں غم کیا۔"

اسی طرح کتاب سموئیل اوّل باب نمبر ۱۵ آیت نمبر ۱۱ میں ہے کہ:

Marfat.com

"مجھے افسوس ہے کہ میں نے ساؤل کو بادشاہ ہونے کے لیے مقرر کیا کیونکہ وہ میری پیروی سے پھر گیا اور اُس نے میرے حکم نہیں مانے۔"

اس کے علاوہ اسی کتاب سموئیل اوّل باب ۱۵ آیت نمبر ۳۵ میں بھی ہے کہ "اور خداوند ساؤل کو بنی اسرائیل کا بادشاہ کر کے ملول ہوا۔"

اسلام:...... بائبل کی ان خود ساختہ آیات میں جو تصور اور عقیدہ بیان ہوا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے کیے پر پچھتاتا ہے، افسوس کرتا ہے، بعض دفعہ جیسا کہ اُس نے ساؤل کو بادشاہ بنانے پر کیا۔ جبکہ قرآنِ مقدس میں ہے:

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۲۶﴾ (آل عمران:۲۶)

"آپ کہہ دیجیے کہ اے میرے اللہ! حقیقی بادشاہی کے مالک! تو جسے چاہتا ہے بادشاہی عطا کرتا ہے، اور جس سے چاہتا ہے، بادشاہی چھین لیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے ذلیل بنا دیتا ہے، تمام بھلائیاں تیرے ہاتھ میں ہیں، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

یعنی اللہ تعالیٰ مالک کل، مالک مطلق اور مالک حقیقی ہے۔ اپنے ملک میں جسے چاہتا ہے تصرف کرتا ہے، ایجاد کرتا ہے، ختم کرتا ہے، مارتا ہے، زندہ کرتا ہے، عذاب یا ثواب دیتا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں اور نہ کوئی اُسے روک سکتا ہے، وہ جسے چاہتا ہے، بادشاہ بنا دیتا ہے، اس لیے کہ حقیقی بادشاہت اسی کے ہاتھ میں عزت و ذلت ہے، اور اسی کے ہاتھ میں تمام بھلائیاں ہیں۔

## (۲) اللہ تعالیٰ کمزور ہے:

کتاب قضاۃ باب نمبر ۱ آیت نمبر ۱۹ میں ہے کہ:

"اور خداوند یہوداہ کے ساتھ تھا۔ سو اس نے کوہستانیوں کو نکال دیا پر وادی کے

Marfat.com

باشندوں کو نکال نہ سکا کیونکہ ان کے پاس لوہے کے رتھ تھے۔‘‘

اسلام:...... بائبل کی نظر میں اللہ تعالیٰ اتنا کمزور ہے کہ وہ لوہے کے رتھوں پر غالب نہیں آسکتا یا اس کے چاہنے والوں کو ان کے مخالفین پر غالب نہیں کر سکتا۔

جبکہ اسلام کی نظر میں اللہ تعالیٰ بڑا قوی اور غالب آنے والا ہے۔ اصحاب فیل کی ہلاکت کا واقعہ اس کا بین ثبوت ہے۔ چنانچہ جب ابرہہ حبشی اپنی طاقت کے نشے میں چور خانہ کعبہ کو گرانے کے لیے آگے بڑھا، تو اللہ کے حکم سے چھوٹی چھوٹی ابابیل چڑیاں اپنی چونچوں میں اور پنجوں میں کنکر لیے آئیں، اور اس کو اور اس کی فوج کو مارنے لگیں۔ روایات میں آیا ہے کہ ان کی کنکروں کی چوٹ سے ان کے جسم میں کھجلی ہونے لگی، اور کھجلاتے ہی ان کے جسموں کا گوشت گرنے لگا اور سب وادیٔ محسر اور اس کے آس پاس ہلاک ہو گئے۔ ابرہہ جان بچا کر بھاگا، مگر وہ یمن پہنچنے کے بعد مر گیا۔

﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝١ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝٢ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝٣ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝٤ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝٥﴾ (الفیل)

’’اے پیغمبر! کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ تمہارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا۔ کیا اس نے (خانۂ کعبہ کے خلاف) ان کی سازش کو ناکام نہیں بنا دیا۔ اور ان پر پرندوں کے جھنڈ بھیج دیے، جو ان پر پتھریلی مٹی کی کنکریاں برساتے تھے۔ پس اللہ نے انھیں کھاتے ہوئے بھس کے مانند بنا دیا۔‘‘

اس سورۂ مبارکہ میں اللہ ربّ العزت نے اہل قریش پر احسان جتاتے ہوئے رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا آپ نے اللہ کی قدرت، اس کی عظمت شان، بندوں پر اس کی رحمت اور اس کی توحید اور اس کے پیغمبر کی صداقت کے دلائل کا اصحاب فیل کے واقعے میں نظارہ نہیں کیا، کہ اس نے خانۂ کعبہ کے خلاف اصحاب فیل کی سازش کو کس طرح ناکام بنا دیا، اور ان کو ہلاک و برباد کرنے کے لیے پرندوں کے جھنڈ بھیج دیے جو سمندر کی طرف سے

Marfat.com

آئے تھے، اہل مکہ نے (جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے تھے) انھیں اپنی آنکھوں سے نظارہ کیا کہ ابرہہ کی فوج پر آئے اور اپنی چونچوں اور پنجوں میں موجود کنکریوں کو ان پر برسانے لگے، اور دیکھتے ہی دیکھتے ان کی لاشوں کے ڈھیر لگ گئے اور وہ کھائے ہوئے بھوسے کی مانند ہو گئے۔

## (۳) آدم وحوا علیہما السلام کی شان میں گستاخی:

کتاب پیدائش باب نمبر ۲ آیت نمبر ۲۵ میں ہے کہ:

''اور آدم اور اس کی بیوی دونوں ننگے تھے اور شرماتے نہ تھے۔''

اسلام:...... بائبل کی اس آیت میں آدم وحوا علیہما السلام کی شان میں گستاخی کی گئی ہے۔ جبکہ قرآن مجید کی روشنی میں ہے کہ اللہ نے ابلیس کو جنت سے یا فرشتوں کے زمرے سے نکال دیا، اور آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی حوا کے لیے جنت کی تمام نعمتوں اور پھلوں کو حلال بنا دیا، صرف ایک درخت کے کھانے سے انھیں روک دیا، اور تنبیہ کر دی کہ دیکھو اگر اس کے قریب جاؤ گے تو اپنے آپ پر ظلم کرنے والے ہو جاؤ گے۔ شیطان نے جب انھیں اس حال میں دیکھا تو اس کے حسد کی آگ بھڑک اٹھی اور ان کے ساتھ مکر وفریب کی سوچ لی، تاکہ وہ جن نعمتوں سے بہرہ مند ہو رہے ہیں، اور جو خوبصورت لباس زیب تن کیے ہوئے ہیں ان سے چھن جائے، چنانچہ اس نے اللہ کے خلاف افتراء پردازی کرتے ہوئے کہا کہ تمہارے رب نے تمہیں اس درخت سے اس لیے روکا ہے کہ اگر ان سے کھالو گے تو تم فرشتے بن جاؤ گے، پھر کھانے پینے کی محتاج نہیں رہے گی یا تمہیں موت نہیں آئے گی اور جنت خلد میں رہو گے اور ابلیس مردود نے انہیں اپنی صداقت کا یقین دلانے کے لیے ذاتِ باری تعالیٰ کی قسم کھا کر کہا کہ میں تم دونوں کا انتہائی خیر خواہ ہوں، اسی لیے تو یہ راز الٰہی تم پر فاش کر دیا ہے۔

شیطان مردود نے دونوں کو دھوکہ دے کر بلندی سے پستی میں پہنچا دیا۔ چنانچہ جب ان دونوں نے اس شجرۂ ممنوعہ کو شیطان کے دھوکے میں آ کر کھالیا، تو اس نافرمانی کا انجام فوراً ہی ان کے سامنے آ گیا کہ ان کے لباس ان کے جسموں سے الگ ہو گئے، تو جنت کے درختوں کے پتے

Marfat.com

لے لے کر اپنے جسموں پر چپکانے لگے تاکہ اپنی پردہ پوشی کریں۔

﴿وَ يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَاوٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَ قَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَ قَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ﴾ (الاعراف ۱۹ تا ۲۲)

''اور اے آدم! تو اور تیری بیوی جنت میں اقامت پذیر ہو جاؤ اور جہاں سے چاہو کھاؤ، اور اس درخت کے قریب نہ جاؤ، ورنہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے تو شیطان نے ان دونوں کے دل میں وسوسہ پیدا کیا، تاکہ ان کے بدن کا جو حصہ (شرمگاہ) ایک دوسرے سے پوشیدہ تھا اسے دونوں کے سامنے ظاہر کر دے، اور کہا کہ تمہارے رب نے تمہیں اس درخت سے اس لیے روکا ہے کہ کہیں تم دونوں فرشتہ نہ بن جاؤ، یا جنت میں ہمیشہ رہنے والوں میں سے نہ بن جاؤ اور ان دونوں کے سامنے خوب قسمیں کھائی کہ میں تم دونوں کا بے حد خیر خواہ ہوں۔ چنانچہ اُس نے دونوں کو دھوکہ دے کر اپنے جال میں پھانس لیا، پس جب دونوں نے اس درخت کو چکھا تو ان کی شرمگاہیں دکھائی دینے لگیں اور دونوں اپنے جسموں پر جنت کے پتے چسپاں کرنے لگے۔''

## (۴) سیّدنا نوح علیہ السلام شراب پیتے تھے:

کتاب پیدائش باب نمبر ۹ آیت نمبر ۲۰ تا ۲۵ میں ہے کہ:

''اور نوح کاشتکاری کرنے لگا اور اس نے ایک انگور کا باغ لگایا اور اس نے اس کی مے پی اور اسے نشہ آیا اور وہ اپنے ڈیرے میں برہنہ ہو گیا اور کنعان کے باپ حام نے اپنے باپ کو برہنہ دیکھا اور اپنے دونوں بھائیوں کو باہر آ کر خبر دی۔ تب سم اور

Marfat.com

یافت نے ایک کپڑا لیا اور اسے اپنے کندھوں پر دھرا اور پیچھے کو الٹے چل کر گئے اور اپنے باپ کی برہنگی ڈھانکی۔ سو ان کے منہ اُلٹی طرف تھے اور انھوں نے اپنے باپ کی برہنگی نہ دیکھی۔ جب نوح اپنی مے کے نشہ سے ہوش میں آیا تو جو اس کے چھوٹے بیٹے نے اس کے ساتھ کیا تھا اسے معلوم ہوا اور اس نے کہا کہ کنعان ملعون ہو۔ وہ اپنے بھائیوں کے غلاموں کا غلام ہوگا۔"

اسلام:...... بائبل میں ہے کہ نوح علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر نے شراب پی لی اور انھیں نشہ ہو گیا۔ حالانکہ قرآنِ مقدس کی تعلیم ہے کہ:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۹۰ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝۹۱ ﴾ (المائدہ: ۹۰ تا ۹۱)

"اے اہل ایمان! بے شک شراب اور جوا، اور وہ پتھر جن پر بتوں کے نام سے جانور ذبح کیے جاتے ہیں، اور فال نکالنے کے تیر ناپاک ہیں، اور شیطان کے کام ہیں، پس تم ان سے بچو شاید کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ بے شک شیطان شراب اور جوا کی راہ سے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کرنا چاہتا ہے، اور تمھیں اللہ کی یاد اور نماز سے روک دینا چاہتا ہے، تو کیا تم لوگ اب باز آ جاؤ گے۔"

**فائدہ:**...... مذکورہ بالا آیت کریمہ شراب اور جوا کی حرمت کو بطور تاکید بیان کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے کئی اسالیب اختیار کیے ہیں:

"اِنَّمَا" کا لفظ ابتدائے جملہ میں استعمال کیا، بتوں کی پرستش کے ساتھ دونوں کا ذکر کیا، دونوں کو "رِجس" یعنی گندی چیز قرار دیا، دونوں کے استعمال کو شیطانی عمل قرار دیا، ان سے اجتناب کرنے کا حکم دیا اور آخر میں دونوں کے استعمال کے بدترین نتائج کا ذکر کیا۔ اور سورۂ توبہ کی آیت (۲۱۹) میں ارشاد فرمایا:

Marfat.com

﴿يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ ۭ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ اِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ۭ وَ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ڛ قُلِ الْعَفْوَ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴾ (البقرہ:۲۱۹)

''لوگ آپ سے شراب اور جوئے کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیجیے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے، اور لوگوں کے لیے کچھ منافع بھی ہیں، اور اُن کے گناہ اُن کے نفع سے زیادہ بڑے ہیں اور آپ سے لوگ پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں، آپ کہہ دیجیے کہ جو (تمہاری ضروری اخراجات سے) زیادہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنی آیتوں کو تمہارے لیے کھول کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ تم غور و فکر کرسکو۔''

اس آیت میں بیان ہوا کہ شراب تین مراحل سے گزر کر سورۂ مائدہ کی اس آیت کے نزول کے بعد قطعی طور پر حرام ہوگئی۔ وہاں شراب اور جوا کی خرابیاں بھی بیان کردی گئی ہیں۔ اس آیت میں شراب اور جوا کے ساتھ ساتھ بتوں کی پرستش اور قرعہ کے تیروں کے ذریعہ قسمت معلوم کرنے کے عمل کو بھی حرام قرار دیا گیا۔ آیت میں شراب اور جوا کے ساتھ ساتھ بتوں پرستش اور قرعہ کے تیروں کے ذریعہ قسمت معلوم کرنے کے عمل کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ آیت میں شراب اور جوا کے دینی اور دنیوی مفاسد کو بھی بیان کردیا گیا ہے، کہ یہ دونوں چیزیں مسلمانوں کے درمیان عداوت پیدا کرتی ہیں اور نماز اور ذکر الٰہی سے روکتی ہیں، پھر آخر میں ﴿فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴾ کے ذریعہ زجر و توبیخ کی انتہا کردی گئی ہے، کہ اب بھی تم لوگ ان کے استعمال سے رُک جاؤ گے، یا کسی اور حکم کا انتظار کرو گے۔ چنانچہ سیّدنا عمر اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ: ''اے اللہ ہم رُک گئے۔''[1]

**(۵) حضرت ہارون علیہ السلام نے سونے کا بچھڑا بنایا اور اسے معبود قرار دیا:**

کتاب ''خروج'' باب نمبر ۳۲ آیت نمبر ۱ تا ۶ میں ہے کہ:

---

[1] مسند احمد: ۲/۲۔۳۵۱۔

Marfat.com

''اور جب لوگوں نے دیکھا کہ موسیٰ نے پہاڑ سے اترنے میں دیر لگائی تو وہ ہارون کے پاس جمع ہو کر اس سے کہنے لگے کہ اٹھ ہمارے لیے دیوتا بنا دے جو ہمارے آگے آگے چلے کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ اس مرد موسیٰ کو جو ہم کو ملک مصر سے نکل کر لایا کیا ہو گیا۔ ہارون نے ان سے کہا تمہاری بیویوں اور لڑکوں اور لڑکیوں کے کانوں میں جو سونے کی بالیاں ہیں ان کو اتار کر میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ سب لوگ ان کے کانوں سے سونے کی بالیاں اتار اتار کر ان کو ہارون کے پاس لے آئے اور اس نے اُن کو اُن کے ہاتھوں سے لے کر ایک ڈھالا ہوا بچھڑا بنایا جس کی صورت چھینی سے ٹھیک کی۔ تب وہ کہنے لگے اسے اسرائیل یہی تیرا وہ دیوتا ہے جو تجھ کو ملک مصر سے نکال کر لایا۔ یہ دیکھ کر ہارون نے اس کے آگے ایک قربان گاہ بنائی اور اُس نے اعلان کر دیا کہ کل خداوند کے لیے عید ہو گی اور دوسرے دن صبح سویرے اٹھ کر انھوں نے قربانیاں چڑھائیں اور سلامتی کی قربانیاں گزرانیں۔ پھر ان لوگوں نے بیٹھ کر کھایا پیا اور اُٹھ کر کھیل کود میں لگ گئے۔''

ایک جگہ لکھا ہے کہ ہارون پر خدا کا عذاب آنے والا تھا:

''اور خداوند ہارون سے ایسا غصہ تھا کہ اسے ہلاک کرنا چاہا پر میں نے اُس وقت ہارون کے لیے بھی دعا کی۔ اور میں نے تمہارے گناہ کو یعنی اس بچھڑے کو جو تم نے بنایا تھا لے کر آگ میں جلایا۔ پھر اسے کُوٹ کُوٹ کر ایسا پیسا کہ وہ گرد کی مانند باریک ہو گیا اور اُس کی اُس راکھ کو ندی میں جو پہاڑ سے نکل کر نیچے بہتی تھی ڈال دیا۔'' (استثناء باب نمبر ۹ آیت نمبر ۲۱۔۲۲)

اسلام:...... معاذ اللہ جو انبیاء کرام توحید کی دعوت دینے اور بت پرستی سے منع کرنے آئے تھے بائبل میں انھیں بت بنانے والا ابتلایا جا رہا ہے۔ حالانکہ بات اس کے برعکس ہے۔

چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام باذن اللہ چالیس دنوں کے لیے کوہِ طور پر چلے گئے تو شیطان نے بنی اسرائیل کو شرک میں مبتلا کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ مصر کے دورِ غلامی میں غیر اللہ کی عبادت

Marfat.com

اور شرکیہ اعمال کے ایسے عادی بن گئے تھے کہ فرعون سے نجات حاصل کرنے کے بعد بھی جب بھی کوئی موقع میسر آتا تو فوراً ہی شرکیہ امور کی طرف لپکتے تھے، جبھی تو انھوں نے کوہ سینا کی طرف آتے ہوئے راستہ میں ایک قوم کو بت پرستی کرتے دیکھا تو موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ ہمارے لیے بھی کوئی معبود بنادو۔

اور جب موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے لگے تو شیطان کے بہکاوے میں آ گئے اور اس بچھڑے کی پرستش شروع کر دی جو سامری نے قبطیوں کے زیورات سے ان کے لیے بنایا تھا۔ یہ زیورات بنی اسرائیل کے پاس عاریۃً آ گئے تھے، لیکن قبطیوں کے ہلاک ہونے کے بعد ان کے مالک بن گئے تھے۔ سامری نے اس بچھڑے میں وہ مٹی ڈال دی جو جبرائیل کے گھوڑے کے کھر کے نیچے سے اس نے لی تھی۔ چنانچہ سامری نے انھیں دھوکہ دیا اور کہا کہ یہی ہمارا وہ معبود ہے جس نے ہمیں فرعون سے نجات دلائی تھی۔ چنانچہ اُن سب نے اس کی یہ بات مان لی، اور ہارون علیہ السلام کے لاکھ سمجھانے کے باوجود اس بچھڑے کی عبادت کرنے لگے۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اس بت پرستی کی خبر کوہِ طور پر ہی دے دی تھی۔ جب مدت پوری ہونے کے بعد واپس آئے تو مارے غصہ کے اللہ کی طرف سے دی گئی تختیوں کو زمین پر ڈال دیا، اور ہارون علیہ السلام کے سر کے بال پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے اور ان کی زجر و توبیخ کرنے لگے کہ آپ کے رہتے ہوئے ایسا کیوں ہوا؟ تو انھوں نے اپنی مجبوری بتائی کہ ان کی ہزار کوششوں کے باوجود بنی اسرائیل کے لوگ شرک پر جمے رہے، بلکہ ان کی سرکشی کا عالم یہ ہو گیا کہ قریب تھا سب مل کر مجھے قتل کر دیتے۔

جب موسیٰ علیہ السلام کو ہارون علیہ السلام کی براءت کا یقین ہو گیا تو اللہ سے اپنی اور اپنے بھائی کی مغفرت کے لیے دعا کی:

﴿وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ۭ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا ۘ اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿١٤٨﴾ وَلَمَّا سُقِطَ فِيْٓ اَيْدِيْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا ۙ قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ

Marfat.com

لَنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ﴿۱۴۹﴾ وَ لَمَّا رَجَعَ مُوۡسٰٓى اِلٰى قَوۡمِهٖ غَضۡبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ
بِئۡسَمَا خَلَفۡتُمُوۡنِىۡ مِنۡۢ بَعۡدِىۡ ۚ اَعَجِلۡتُمۡ اَمۡرَ رَبِّكُمۡ ۚ وَاَلۡقَى الۡاَلۡوَاحَ وَاَخَذَ
بِرَاۡسِ اَخِيۡهِ يَجُرُّهٗۤ اِلَيۡهِ ؕ قَالَ ابۡنَ اُمَّ اِنَّ الۡقَوۡمَ اسۡتَضۡعَفُوۡنِىۡ وَكَادُوۡا
يَقۡتُلُوۡنَنِىۡ ۖ فَلَا تُشۡمِتۡ بِىَ الۡاَعۡدَآءَ وَلَا تَجۡعَلۡنِىۡ مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۱۵۰﴾ قَالَ
رَبِّ اغۡفِرۡ لِىۡ وَلِاَخِىۡ وَاَدۡخِلۡنَا فِىۡ رَحۡمَتِكَ ۖ وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِيۡنَ ﴿۱۵۱﴾

(الاعراف:۱۴۸۔۱۵۱)

''اور موسیٰ کی قوم نے ان کے کوہ طور پر چلے جانے کے بعد اپنے زیورات سے بچھڑے کا جسم بنایا جس سے ایک آواز نکلتی تھی، کیا ان لوگوں نے غور نہیں کیا کہ وہ ان سے نہ باتیں کرتا ہے اور نہ ہی ان کی رہنمائی کرتا ہے، انھوں نے اسے اپنا معبود بنالیا، اور وہ سراسر ظالم تھے۔ اور جب وہ اپنے گناہ پر پشیمان ہوئے اور انھیں معلوم ہو گیا کہ وہ تو گمراہ ہو گئے، تو کہا کہ اگر ہمارے رب نے ہم پر رحم نہ کیا اور ہمیں معاف نہ کر دیا تو ہم یقیناً خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصّہ کی حالت میں افسوس کرتے ہوئے واپس ہوئے، تو کہا کہ تم لوگوں نے میرے جانے کے بعد میری بڑی نیابت کی ہے، اپنے رب کا حکم (تورات) آنے سے پہلے تم یہ حرکت کر بیٹھے، اور انھوں نے تختیوں کو ایک طرف ڈال دیا، اور اپنے بھائی کے سر کے بال پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگے، ان کے بھائی نے کہا، اے میرے بھائی! لوگوں نے مجھے کمزور سمجھ لیا تھا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر دیتے، پس دشمنوں کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دو، اور مجھے ظالموں میں سے نہ بناؤ، موسیٰ نے کہا: اے میرے رب! مجھے اور میرے بھائی کو معاف کر دے اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر دے، اور تو سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔''

## (۶) سیّدنا یعقوب علیہ السلام پر ایک وقت میں دو سگی بہنوں سے شادی کا الزام:

کتاب پیدائش باب نمبر ۲۹ آیت نمبر ۱۵ تا ۳۰ میں ہے کہ:

Marfat.com

''تب لابن نے یعقوب سے کہا چونکہ تو میرا رشتہ دار ہے تو کیا اس لیے لازم ہے کہ تو میری خدمت مفت کرے؟ سو مجھے بتا کہ تیری اجرت کیا ہوگی اور لابن کی دو بیٹیاں تھیں بڑی کا نام لیاہ اور چھوٹی کا نام راخل تھا۔ لیاہ کی آنکھیں چندھی تھیں پر راخل حسین اور خوبصورت تھی اور یعقوب راخل پر فریفتہ تھا۔ سو اس نے کہا کہ تیری چھوٹی بیٹی راخل کی خاطر میں سات برس تیری خدمت کروں گا۔ لابن نے کہا اسے غیر آدمی کو دینے کی جگہ تو تجھی کو دینا بہتر ہے۔ تو میرے پاس رہ۔ چنانچہ یعقوب سات برس تک راخل کی خاطر خدمت کرتا رہا پر وہ اسے راخل کی محبت کے سبب سے چند دنوں کے برابر معلوم ہوئے اور یعقوب نے لابن سے کہا کہ میری مدت پوری ہوگئی۔ سو میری بیوی مجھے دے تاکہ میں اس کے پاس جاؤں تب لابن نے اس جگہ کے سب لوگوں کو بلا کر جمع کیا اور ان کی ضیافت کی اور جب شام ہوئی تو اپنی بیٹی لیاہ کو اس کے پاس لے آیا اور یعقوب اس سے ہم آغوش ہوا اور لابن نے اپنی لونڈی زلفہ اپنی بیٹی لیاہ کے ساتھ کر دی کہ اس کی لونڈی ہو۔ جب صبح کو معلوم ہوا کہ یہ تو لیاہ ہے تب اس نے لابن سے کہا کہ تو نے مجھ سے یہ کیا کیا؟ کیا میں نے جو تیری خدمت کی وہ راخل کی خاطر نہ تھی؟ پھر تو نے کیوں مجھے دھوکہ دیا۔ لابن نے کہا ہمارے ملک میں یہ دستور نہیں کہ پہلوٹھی سے پہلے چھوٹی کو بیاہ دیں تو اس کا ہفتہ پورا کر دے پھر ہم دوسری بھی تجھے دے دیں گے جس کی خاطر تجھے سات برس اور میری خدمت کرنی ہوگی۔ یعقوب نے ایسا ہی کیا کہ لیاہ کا ہفتہ پورا کیا تب لابن نے اپنی بیٹی راخل بھی اسے بیاہ دی اور اپنی لونڈی بلہاہ اپنی بیٹی راخل کے ساتھ کر دی کہ اس کی لونڈی ہو۔ سو وہ راخل سے بھی ہم آغوش ہوا اور وہ لیاہ سے زیادہ راخل کو چاہتا تھا اور سات برس اور ساتھ رہ کر لابن کی خدمت کی۔''

اسلام:...... دو سگی بہنوں سے شادی کرنا ناجائز و حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

Marfat.com

﴿وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴾

(النساء:۲۳)

''اور دو بہنوں کو جمع کرنا، الا یہ کہ جو (عہد جاہلیت میں) گزر چکا، بے شک اللہ مغفرت کرنے والا، بے حد رحم کرنے والا ہے۔''

اور بائبل میں بھی دوسرے مقام پر دو سگی بہنوں کے ساتھ نکاح حرام قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے:

''تو اپنی سالی سے بیاہ کر کے اسے اپنی بیوی کی سوکن نہ بنانا کہ دوسری جیتے جی اس کے بدن کو بھی بے پردہ کرے۔'' (احبار باب نمبر ۱۸ آیت نمبر ۱۸)

## (۷) سیّدنا یعقوب کے بیٹے یہوداہ کا اپنی ماں سے زنا کرنا:

کتاب پیدائش باب ۳۵ آیت ۲۲ میں ہے کہ:

''اور اسرائیل کے اس ملک میں رہتے ہوئے یوں ہوا کہ روبن [1] نے جا کر اپنے باپ کی حرم بلہاہ [2] سے مباشرت کی اور اسرائیل [3] کو یہ معلوم ہو گیا۔''

اسلام:...... یہاں اس آیت کا بائبل سے پتا چلا کہ یعقوب علیہ السلام کے بیٹے نے اپنی ماں سے مباشرت کی اور یعقوب علیہ السلام کو پتا بھی چل گیا، لیکن انھوں نے اپنے بیٹے روبن کو کسی قسم کی سرزنش نہ کی اور نہ ہی اپنی بیوی کو۔ حالانکہ بظاہر اس شریعت کی رو سے زنا کی سزا آگ میں جلایا جائے۔ جیسا کہ لکھا ہے:

''اور قریباً تین مہینے کے بعد یہوداہ کو یہ خبر ملی کہ تیری بہو تمر نے زنا کیا اور اسے چھنالے کا حمل بھی ہے۔ یہوداہ نے کہا کہ اسے باہر نکال لاؤ کہ وہ جلائی

---

[1] روبن یعقوب کا بڑا بیٹا تھا جو اس کی بیوی لیاہ سے پیدا ہوا۔

[2] بلہاہ یعقوب کی بیوی راخل کی لونڈی تھی اور جس سے یعقوب نے اپنی بیوی راخل کے کہنے پر شادی کر لی تھی اور اس سے دو بیٹے پیدا ہوئے تھے۔ جس کی تصریح کتاب پیدائش باب ۳۰ آیت ۱ تا ۷ میں موجود ہے۔

[3] اسرائیل یعقوب کا لقب تھا۔ (دیکھیے: کتاب پیدائش باب ۳۵ آیت ۱۰)

Marfat.com

جائے۔" (کتاب پیدائش باب ۳۸ آیت ۲۴)

**فائدہ**:...... یہاں یہ علیحدہ بات ہے کہ یہوداہ نے اپنی بہو کو جلایا نہیں۔ کیونکہ وہ زنا خود یہوداہ نے کیا تھا۔

اس کے علاوہ باپ کی بیوی سے مباشرت کرنے والے پر لعنت کی گئی ہے۔

جیسا کہ لکھا ہے کہ:

"لعنت اس پر جو اپنے باپ کی بیوی سے مباشرت کرے۔ کیونکہ وہ اپنے باپ کے دامن کو بے پردہ کرتا ہے اور سب لوگ کہیں آمین۔" (استثناء باب ۲۷ آیت ۲۰)

البتہ آخری وقت میں اپنے اس بیٹے کے لیے بددعا کرتے ہیں جس کی تصریح کتاب پیدائش باب ۴۹ آیت ۲ تا ۴ میں موجود ہے، جیسا کہ لکھا ہے کہ:

"اے یعقوب کے بیٹو جمع ہو کر سنو اور اپنے اسرائیل کی طرف کان لگاؤ۔ اے روبن تو میرا پہلوٹھا میری قوت اور میری شہزوری کا پہلا پھل ہے۔ تو میرے رعب کی اور میری طاقت کی شان ہے تو پانی کی طرح بے ثبات ہے۔ اس لیے تجھے فضیلت نہیں ملے گی کیونکہ تو اپنے باپ کے بستر پر چڑھا تو نے اسے نجس کیا۔ روبن میرے بچھونے پر چڑھ گیا۔"

## (۸) سیدنا داؤد علیہ السلام کا بت سبع سے زنا کرنا:

کتاب سموئیل دوم باب ۱۱ آیت ۲ تا ۵ میں ہے کہ:

"اور شام کے وقت داؤد اپنے پلنگ پر سے اٹھ کر بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا اور چھت پر سے اس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی۔ تب داؤد نے لوگ بھیج کر اس عورت کا حال دریافت کیا اور کسی نے کہا کیا وہ العام کی بیٹی بت سبع نہیں جو حتی اور یاہ کی بیوی ہے اور داؤد نے لوگ بھیج کر اسے بلا لیا۔ وہ اس کے پاس آئی اور اس نے اس سے صحبت کی (کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہو چکی تھی) پھر وہ اپنے گھر چلی گئی اور وہ عورت حاملہ ہو گئی۔ سو اس

Marfat.com

نے داؤد کے پاس خبر بھیجی کہ میں حاملہ ہوں۔"

اسلام:...... بائبل کی تعلیم یہ ہے کہ سیّدنا داؤد علیہ السلام زانی تھے، معاذ اللہ! جبکہ قرآنِ کریم کی روشنی میں سیّدنا داؤد علیہ السلام بڑے نیک، پارسا، اللہ کے پیغمبر تھے۔ چھوٹی لغزش پر بھی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ داؤد علیہ السلام کے پاس دو آدمی دروازے سے داخل ہونے کے بجائے دیوار پر چڑھ کر اس محراب میں داخل ہو گئے جس میں وہ اللہ کی عبادت کرتے تھے، ان دونوں کو اچانک اپنے سامنے دیکھ کر گھبرا گئے تو انھوں نے کہا کہ گھبرایئے نہیں، ہمارے درمیان جھگڑا ہے، ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے، آپ کے پاس آئے ہیں تاکہ عدل وانصاف کے مطابق ہمارے درمیان فیصلہ کر دیجیے، کسی پر زیادتی نہ کیجیے اور صحیح راستے کی طرف ہماری رہنمائی کیجیے۔ پھر وہ شخص جو اپنے آپ کو مظلوم سمجھتا تھا، کہنے لگا کہ میرے اس مسلمان بھائی کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں، اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے یہ کہتا ہے کہ تم مجھے اپنی دنبی دے دو تاکہ اپنی دنبی کے ساتھ اسے ملا لوں، اور اپنی چرب زبانی کی وجہ سے مجھ پر غالب آ کر دنبی لے لی ہے۔ سیّدنا داؤد علیہ السلام نے کہا: اس نے تمہاری دنبی مانگ کر تم پر زیادتی کی ہے، اس لیے ننانوے دنبوں کے رہتے ہوئے تمہاری دنبی زبردستی لینے کی اسے ضرورت نہیں تھی۔ مزید کہا کہ بہت سے شرکاء اسی طرح اخوت وصداقت کا پاس نہیں رکھتے، اور زیادتی کر بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ برادری کا تقاضا تو یہ ہے کہ اپنے بھائی کو اپنے آپ پر ترجیح دیں۔ البتہ جو لوگ ایمان وتقویٰ والے ہوتے ہیں وہ ایسی زیادتی نہیں کرتے ہیں، اور ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں۔ دونوں کے واپس چلے جانے کے بعد داؤد علیہ السلام کے ذہن میں یہ بات آئی کہ یہ قضیہ اللہ کی طرف سے ان کا امتحان تھا، اس لیے اپنے رب سے مغفرت طلب کرنے لگے اور ان کے دل پر خشیت کا ایسا غلبہ ہوا کہ سجدے میں گر کر رونے لگے اور پوری طرح اپنے رب کی طرف متوجہ ہو گئے، تو اللہ نے انھیں معاف کر دیا۔ مزید فرمایا کہ داؤد کو ہم سے بہت قربت تھی، اور وہ جنت میں اونچے درجات پر فائز ہوں گے۔

﴿وَهَلْ أَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿٢١﴾ إِذْ دَخَلُوا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ

Marfat.com

مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَ لَا تُشْطِطْ وَ اهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ ۗ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۗ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَ عَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ قَلِيْلٌ مَّا هُمْ ؕ وَ ظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَ خَرَّ رَاكِعًا وَّ اَنَابَ ﴿۲۴﴾ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَ اِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَ حُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾ (ص: ۲۱-۲۵)

## (۹) سیّدنا سلیمان علیہ السلام کی والدہ زانیہ تھیں:

یاد رہے کہ بائبل کے مطابق یہی بت سبع جس سے داؤد نے زنا کیا حضرت سلیمان کی والدہ ہیں۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ:

”پھر داؤد نے اپنی بیوی بت سبع کو تسلی دی اور اس کے پاس گیا اور اس سے صحبت کی اور اس کے ایک بیٹا ہوا اور داؤد نے اس کا نام سلیمان رکھا اور وہ خداوند کا پیارا ہوا۔“ (کتاب سموئیل ۲۔ باب ۱۲ آیت ۲۴)

اس کے علاوہ انجیل متی باب ۱ آیت ۶ میں ہے کہ:

”اور داؤد سے سلیمان اس عورت سے پیدا ہوا جو پہلے اوریاہ کی بیوی تھی۔“

اسلام:...... یعنی نعوذ باللہ سلیمان جیسے پیغمبر کی والدہ زانیہ تھیں۔ حالانکہ پیغمبر کی عزت و ناموس بیوی زانیہ نہیں ہوئی، اور یہ ہرگز مناسب نہیں تھا کہ کسی نبی کی بیوی زانیہ ہوتی۔ جیسا کہ بائبل نے بیان کیا ہے، نعوذ باللہ!

﴿اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَ الْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَ الطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَ الطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾﴾

(النور: ۲۶)

”خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لیے اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لیے ہیں،

Marfat.com

پاک باز عورتیں پاک باز مردوں کے لیے اور پاک باز مرد پاک باز عورتوں کے لیے ہیں، وہ پاک باز مرد اور عورتیں، ان خبیث مردوں اور عورتوں کی بہتان تراشی سے بالکل ہی بری ہیں، ان کے لیے (اللہ کی) مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔''

## (۱۰) سیّدنا داؤد علیہ السلام کی شان میں مزید گستاخی:

کتاب ''سلاطین اوّل'' باب ا آیت ا تا ۴ میں ہے کہ:

''اور داؤد بادشاہ بڈھا اور کہن سال ہوا اور وہ اسے کپڑے اڑھاتے پر وہ گرم نہ ہوتا تھا۔ سو اس کے خادموں نے اس سے کہا کہ ہمارے مالک بادشاہ کے لیے ایک جوان کنواری ڈھونڈی جائے جو بادشاہ کے حضور کھڑی رہے اور اس کی خبر گیری کیا کرے اور تیرے پہلو میں لیٹ رہا کرے تا کہ ہمارے مالک بادشاہ کو گرمی پہنچے۔ چنانچہ انھوں نے اسرائیل کی ساری مملکت میں ایک خوبصورت لڑکی تلاش کرتے کرتے شونمیت ابی شاگ کو پایا اور اسے بادشاہ کے پاس لائے اور وہ لڑکی بہت شکیل تھی۔ سو وہ بادشاہ کی خبر گیری اور اس کی خدمت کرنے لگی لیکن بادشاہ اس سے واقف نہ ہوا۔''

اسلام:...... زنا کی تہمت اور پھر ایک پیغمبر کی ذات اقدس پر بہت بڑی گستاخی ہے، بعض لوگوں نے نبی داؤد علیہ السلام کے متعلق ایک غلطی بیان کی ہے کہ ان کی ننانوے بیویاں تھیں، اور ایک آدمی کے پاس صرف ایک بیوی تھی جس پر داؤد علیہ السلام کی نگاہ پڑ گئی، اس کا شوہر میدان جنگ میں مارا گیا تو آپ نے اس عورت سے نکاح کر لیا۔ اس روایت میں حالانکہ صرف ایک نظر پڑ جانے کی وجہ سے اس سے نکاح کا ذکر ہے، مگر یہ بھی ان کی شان میں گستاخی ہے، کجا یہ کہ زنا کا ذکر کیا جائے۔

چنانچہ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الفصل'' میں رقمطراز ہیں کہ یہ یہود ونصاریٰ کا قول ہے جو داؤد علیہ السلام پر سراسر بہتان ہے اور منصب رسالت کے بالکل خلاف ہے۔ پھر انھوں نے اس کی بھرپور تردید کی ہے۔ حافظ ابن حزم کے اس قول کی تائید حافظ ابن کثیر کے قول سے بھی ہوتی ہے، وہ لکھتے ہیں کہ مفسرین نے یہاں ایک قصہ بیان کیا ہے جس کا اکثر حصہ اسرائیلیات

Marfat.com

سے ماخوذ ہے۔ اس بارے میں نبی کریم ﷺ سے ایک حدیث بھی ثابت نہیں۔

## (۱۱) سیّدنا داؤد علیہ السلام کی بیوی کا مہر ۱۰۰ سو عضو تناسل کی کھالیں:

ساؤل بادشاہ کی بیٹی میکل جب داؤد کی بیوی بنی تو ساؤل نے جو دراصل داؤد کو مروانا چاہتا تھا، نے اپنی بیٹی کا مہر اپنے دشمن فلستیوں کے عضو تناسل کی سو کھلڑیاں [1] مقرر کیا۔ لیکن داؤد نے دو سو کھلڑیاں اسے لا کر دیں۔ جس کی تصریح ''سموئیل اوّل'' باب ۱۸ آیت ۲۵ تا ۲۷ میں موجود ہے۔

جیسا کہ لکھا ہے:

''تب ساؤل نے کہا تم داؤد سے کہنا کہ بادشاہ مہر نہیں مانگتا۔ وہ فقط فلستیوں کی سو کھلڑیاں چاہتا ہے۔ تاکہ بادشاہ کے دشمنوں سے انتقام لیا جائے۔ ساؤل کا یہ ارادہ تھا کہ داؤد کو فلستیوں کے ہاتھ سے مروا ڈالے۔ جب اس کے خادموں نے یہ باتیں داؤد سے کہیں تو داؤد بادشاہ کا داماد بننے کو راضی ہو گیا اور ہنوز دن پورے بھی نہیں ہوئے تھے کہ داؤد اٹھا اور اپنے لوگوں کو لے کر گیا اور دو سو فلستی قتل کر ڈالے اور داؤد ان کی کھلڑیاں لایا اور انھوں نے ان کی پوری تعداد میں بادشاہ کو دیا تاکہ وہ بادشاہ کا داماد ہو اور ساؤل نے اپنی بیٹی میکل اسے بیاہ دی۔''

اسلام: ...... اسلام کی رو سے، دولت، سونا، چاندی، زمین اور دیگر چیزیں مہر تو دی جا سکتی ہیں، پر ایسے مہر کا نہ اسلام میں تصور ہے اور نہ عقل سلیم اس کو مانتی ہے۔ بائبل میں انبیاء علیہم السلام کی کردار کشی کے ایسے سینکڑوں واقعات موجود ہیں۔

## (۱۲) سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کی نسبی توہین اور گستاخی:

''انجیل لوقا'' باب ۳ آیت ۲۳ تا ۳۸ میں یسوع مسیح کے نسب کو نوح سے بھی ملایا گیا ہے

[1] یعنی عضو تناسل کی کھالیں۔ اس کے علاوہ کتاب ''پیدائش'' باب ۱۷ آیت ۱۰۔۱۱ میں بھی کھلڑی سے مراد عضو تناسل کی کھال ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ ''اور میرا عہد ہے جو میرے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے اور جسے تم مانو گے سو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جائے اور تم اپنے بدن کی کھلڑی کا ختنہ کیا کرنا۔ اور یہ اس عہد کا نشان ہو گا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔''

Marfat.com

یعنی نوح یسوع مسیح کے اجداد میں سے ہیں۔

عہد نامہ قدیم کی کتاب ''پیدائش'' کے باب ۹ آیت ۲۰۔۲۱ میں لکھا ہے کہ:

''اور نوح کاشتکاری کرنے لگا اور اس نے ایک انگور کا باغ لگایا اور اس نے اس کی مے پی اور اسے نشہ آیا اور وہ اپنے ڈیرے میں برہنہ ہو گیا۔''

یعنی نوح شرابی تھے اور ایک بار تو نشہ میں ایسے مست ہو گئے کہ اپنے کپڑے بھی اتار دیے۔

''انجیل متی'' باب ۱ آیت ۱ تا ۱۶ میں یسوع مسیح کا نسب نامہ بیان کیا گیا ہے۔ جسے ہم یہاں مختصراً بیان کریں گے۔

''یعقوب سے یہوداہ اور اس کے بھائی پیدا ہوئے اور یہوداہ سے فارص اور زراح تمر سے پیدا ہوئے ........... اور سلمون سے بوعز راحب سے پیدا ہوا اور بوعز سے عوبید روت سے پیدا ہوا اور عوبید سے یسی پیدا ہوا اور یسی سے داؤد بادشاہ پیدا ہوا اور داؤد سے سلیمان اس عورت سے پیدا ہوا جو پہلے اوریاہ کی بیوی تھی اور سلیمان سے رجعام پیدا ہوا............ اور یعقوب سے یوسف پیدا ہوا۔ یہ اس مریم کا شوہر تھا جس سے یسوع پیدا ہوا جو مسیح کہلاتا ہے۔''

یعقوب نے ایک وقت میں دو بہنوں سے بیاہ کیا۔ جن میں ایک کا نام لیاہ اور دوسری کا نام راخل تھا۔ حالانکہ ''کتاب احبار'' باب ۱۸ آیت ۱۸ میں ایک وقت میں دو بہنوں سے شادی کرنے سے منع کیا ہے۔ لہٰذا زنا کا ارتکاب لازم آئے گا۔ یہوداہ جو کہ یسوع مسیح کے اجداد میں سے ہیں۔ وہ لیاہ کی اولاد ہیں۔

اسی طرح یعقوب پر زنا کا الزام آتا ہے اور یہوداہ پر زنا کی پیداوار کا الزام لازم آتا ہے۔ غور فرمائیں اس نبی کی کردار کشی پر۔

یہوداہ نے اپنی بہو تمر سے زنا کیا اور فارص اور زارح پیدا ہوئے۔ [1] جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ حالانکہ شریعت میں بہو سے صحبت کرنے پر دونوں کو قتل کرنے کا حکم ہے۔ [2] لہٰذا

---

[1] تفصیل کے لیے کتاب ''پیدائش'' باب ۳۸ آیت ۶ تا ۳۰ دیکھیں۔

[2] ''احبار'' باب ۲۰ آیت ۱۲۔

Marfat.com

زنا کا ارتکاب لازم آئے گا لہٰذا یہوداہ زانی قرار پاتے ہیں اور فارص اور زارح دونوں زنا کی پیداوار اور فارص یسوع مسیح کے اجداد میں سے ہیں۔

بوعز بھی یسوع مسیح کے اجداد میں سے ہیں اور بوعز کی ماں کا نام راحب تھا جو کہ ایک کسبی ① عورت تھی جس کی تصریح کتاب ''یشوع'' باب ۲ آیت ۱ میں موجود ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ:

''تب نون کے بیٹے یشوع نے شیطم سے دو مردوں کو چپکے سے جاسوس کے طور پر بھیجا اور ان سے کہا کہ جا کر اس ملک کو اور یریحو کو دیکھو بھالو۔ چنانچہ وہ روانہ ہوئے اور ایک کسبی کے گھر میں جس کا نام راحب تھا آئے اور وہیں سوئے۔

اس کے علاوہ اسی کتاب ''یشوع'' باب ۶ آیت ۲۵ میں بھی اس کی تصریح موجود ہے۔
یعنی بوعز جو کہ یسوع مسیح کے اجداد میں سے ہیں ایک فاحشہ۔ جسم فروش کے بیٹے تھے۔

عوبید کی ماں رُوت شادی سے پہلے بوعز کے ساتھ رات بھر لیٹی رہی۔ ② پھر بعد میں دونوں کی شادی ہو جاتی ہے حالانکہ شادی سے پہلے وہ اسے بیٹی بھی کہتا تھا۔ ③ اور پھر عوبید پیدا ہوا۔ جس کی تصریح ''روت'' باب ۴ آیت ۱۷ میں موجود ہے کہ:

''سو انھوں نے اس کا نام عوبید رکھا۔ وہ یسی کا باپ تھا جو داؤد کا باپ ہے۔''

عوبید بھی یسوع مسیح کے اجداد میں سے ہیں۔

داؤد نے اپنی فوج کے جرنیل حتی اور یاہ کی بیوی بت سبع کو اپنے محل کی چھت سے ننگے نہاتے ہوئے دیکھ لیا تھا سو داؤد نے اپنے پاس بلوا لیا اور اس سے زنا کیا اور پھر بعد میں اس کے شوہر کو دھوکے سے قتل کرا دیا اور پھر اسی عورت سے سلیمان پیدا ہوا۔

متی کی انجیل کے مطابق یسوع مسیح سلیمان بن داؤد کی نسل سے ہیں۔ ④

---

① فاحشہ۔ جسم فروش۔ طوائف۔

② کتاب ''روت'' باب ۳ آیت ۷۔

③ کتاب ''روت'' باب ۲ آیت ۸ اور باب ۳ آیت ۱۰۔

④ انجیل متی باب ۱ آیت ۱ تا ۱۶۔

Marfat.com

اسلام:...... بائبل کی ان روایات کی روشنی میں داؤد علیہ السلام زانی ہیں، بت سبع زانیہ اور سلیمان علیہ السلام ان کی اولاد۔ (معاذ اللہ)

یہ ہے یسوع مسیح علیہ السلام کا نسب نامہ جو کہ بزعم نصاریٰ اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ اختلاف انجیل متی اور لوقا کی روشنی میں اکیس تک پہنچ جاتے ہیں۔

قرآن مجید کی روشنی میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے بذریعہ جبریل مریم علیہا السلام کے رحم میں عیسیٰ علیہ السلام کی روح پھونک دی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ التحریم آیت (۱۲) میں ارشاد فرمایا:

﴿وَ مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَ صَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَ كُتُبِهٖ وَ كَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ﴿۱۲﴾﴾ (التحریم: ۱۲)

''اور مریم بنت عمران کی مثال دی ہے جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی، تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی، اور مریم نے اپنے رب کی شریعت اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی، اور وہ طاعت گزار بندوں میں سے تھی۔''

اور سورۃ الانبیاء میں ارشاد فرمایا:

﴿وَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَ جَعَلْنٰهَا وَ ابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾﴾ (الانبیاء: ۹۱)

''اور وہ عورت جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی، تو ہم نے اس کے بطن سے اپنی روح کو پھونک کے ذریعہ پہنچا دیا، اور اسے اور اس کے بیٹے کو جہان والوں کے لیے نشانی بنا دی۔''

جب مریم علیہا السلام اپنے بچے عیسیٰ علیہ السلام کو گود میں اٹھائے اپنی قوم کے پاس آئیں۔ لوگوں نے ان کی گود میں بچہ دیکھ کر غم و حیرت سے ملے جلے جذبہ کا اظہار کیا، کیونکہ مریم بہت ہی بڑے خاندان کی بیٹی تھیں۔ لوگوں نے ان پر نکیر کرتے ہوئے کہا، اے مریم! تو نے بہت برا کیا ہے کہ ناجائز بچہ اٹھائے چلی آ رہی ہو۔ مزید ڈانٹتے ہوئے کہا، اے ہارون کی بہن! تیرا باپ تو کوئی

Marfat.com

بدکار آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں زانیہ عورت تھی۔ یعنی مراد موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارون ہیں، اس لیے کہ مریم ان ہی کی نسل سے تھیں یا اس لیے کہ لوگ مریم کو ہارون علیہ السلام کی طرح عابدہ اور صالحہ سمجھتے تھے، اسی لیے ان کا نام لے کر انھیں عار دلایا۔

سیّدہ مریم علیہا السلام نے بچے کی طرف اشارہ کر کے لوگوں سے کہا کہ اس سے پوچھ لو، تو لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ گود کے بچہ سے کیسے بات کریں؟ عیسیٰ علیہ السلام ان کی بات سن کر بول پڑے، اور کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے ازل میں فیصلہ کیا ہے کہ وہ انجیل دے گا اور مجھے نبی بنائے گا اور میں جہاں بھی رہوں گا اس نے مجھے صاحب خیر و برکت اور صاحب دعوت بنایا ہے، میں اپنے ربّ کا پیغام لوگوں تک پہنچاتا رہوں گا۔

﴿فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْـًٔا فَرِیًّا ○ یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا ○ فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ قَالُوْا كَیْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا ○ قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا ○ وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ○ وَّ بَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَ لَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ○ وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَ یَوْمَ اَمُوْتُ وَ یَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ○﴾ (مریم: ۲۷۔۳۳)

مفسرین لکھتے ہیں کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نے پہلی مرتبہ بات کی تو اپنے آپ کو اللہ کا بندہ بتایا، اور اس کا بیٹا ہونے کا انکار کیا۔

## (۱۳) عیسیٰ علیہ السلام کا اپنے حواری پطرس کو شیطان کہنا:

کتاب ''انجیل متی'' باب ۱۶ آیت ۲۱ تا ۲۳ میں ہے کہ:

''اس وقت سے یسوع اپنے شاگردوں پر ظاہر کرنے لگا کہ اسے ضرور ہے کہ یروشلم کو جائے اور بزرگوں اور سردار کاہنوں اور فقیہوں کی طرف سے بہت دکھ اٹھائے اور قتل کیا جائے اور تیسرے دن جی اٹھے۔ اس پر پطرس اس کو الگ لے جا کر ملامت کرنے لگا کہ اے خداوند خدا نہ کرے۔ یہ تجھ پر ہرگز نہیں آنے کا۔

Marfat.com

اس نے پھر کر پطرس سے کہا اے شیطان میرے سامنے سے دور ہو تو میرے لیے ٹھوکر کا باعث ہے کیونکہ تو خدا کی باتوں کا نہیں بلکہ آدمیوں کی باتوں کا خیال رکھتا ہے۔"

سمجھ میں نہیں آتا کہ کبھی یسوع مسیح کا حواری (شاگرد) یسوع پر لعنت وملامت کرتا ہے اور کہیں یسوع اپنے شاگرد پطرس کو شیطان کہہ رہے ہیں۔ حالانکہ پطرس کا شمار یسوع کے بارہ شاگردوں میں ہوتا ہے اور یہ بارہ شاگرد یسوع کی آمد ثانی کے وقت میں بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصار کریں گے جس کی تصریح انجیل متی باب ۱۹ آیت ۲۸ میں موجود ہے۔

جیسا کہ لکھا ہے:

"یسوع نے ان سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہو لیے ہو بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے۔"

گویا ان بارہ شاگردوں (حواریوں) کے حق میں کامیابی اور نجات کی گواہی دی جا رہی ہے۔ جن میں پطرس بھی شامل ہے۔ گویا یسوع کے نزدیک کامل ترین اور کامیاب بس یہی لوگ تھے۔ جنھیں یسوع نے بشارت دی اور ان کا حال یہ ہے کہ یسوع کی گرفتاری کے وقت یسوع کا ساتھی ہونے سے ہی انکار کر دیا اور یسوع پر لعنت وملامت تک کی اور درجہ بالا عبارت میں یسوع پطرس کو شیطان کہہ کر دھتکار رہے ہیں۔ کامیابی اور نجات کا کیا اعلیٰ معیار ہے۔

## (۱۴) پطرس حواری کا یسوع مسیح پر لعنت کرنا:

کتاب "انجیل متی" باب ۲۶ آیت ۵۷ تا ۵۸ میں لکھا ہے کہ:

"اور یسوع کے پکڑنے والے اس کو کائفا نام سردار کاہن کے پاس لے گئے جہاں فقیہہ اور بزرگ جمع ہو گئے تھے اور پطرس دور دور اس کے پیچھے پیچھے سردار کاہن کے دیوان خانہ تک گیا اور اندر جا کر پیادوں کے ساتھ نتیجہ دیکھنے کو بیٹھ گیا۔"

پھر اسی کتاب "انجیل متی" باب ۲۶ آیت ۶۹ تا ۷۴ میں لکھا ہے کہ:

Marfat.com

''اور پطرس باہر صحن میں بیٹھا تھا کہ ایک لونڈی نے اس کے پاس آ کر کہا تُو بھی یسوع گلیلی کے ساتھ تھا۔ اس نے سب کے سامنے یہ کہہ کر انکار کیا کہ میں نہیں جانتا تو کیا کہتی ہے اور جب وہ ڈیوڑھی میں چلا گیا تو دوسری نے اسے دیکھا اور جو وہاں تھے ان سے کہا یہ بھی یسوع ناصری کے ساتھ تھا۔ اس نے قسم کھا کر پھر انکار کیا کہ میں اس آدمی کو نہیں جانتا۔ تھوڑی دیر کے بعد جو وہاں کھڑے تھے انھوں نے پطرس کے پاس آ کر کہا بے شک تو بھی ان میں سے ہے کیونکہ تیری بولی سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اس پر وہ لعنت کرنے اور قسم کھانے لگا کہ میں اس آدمی کو نہیں جانتا اور فی الفور مرغ نے بانگ دی۔''

اسلام:...... اب ایک طرف تو پطرس کو کامیابی اور نجات کی گارنٹی دی جا رہی ہے تو دوسری طرف اسے شیطان کہہ کر دھتکارا جا رہا ہے۔ جب کامل ترین شاگردوں کے ایمان اور کردار کی یہ حالت ہے تو پھر باقی قوم کے ایمان کا اندازہ لگانا چنداں مشکل نہیں۔

ذرا غور کیجیے کہ جب یہودی یسوع کو پکڑ کر سردار کاہن کی عدالت میں لے جاتے ہیں تا کہ یسوع کو سزا دلوا سکیں تو یہی پطرس جس کا شمار یسوع مسیح کے بارہ حواریوں میں ہوتا ہے یہ بھی سردار کاہن کے دیوان خانہ تک جاتے ہیں تا کہ عدالت کا فیصلہ سن سکے۔ لیکن افسوس کہ جب یہودی پطرس کو پہچان کر اس سے پوچھتے ہیں کہ کیا تو بھی یسوع کا ساتھی ہے تو وہ انکار کر دیتا ہے کہ میرا یسوع سے کوئی تعلق نہیں ہے اور پھر دوبارہ پوچھنے پر وہ قسم کھا کر انکار بھی کرتا ہے اور یسوع مسیح پر لعنت بھی کرتا ہے۔ افسوس کہ اتنے قریبی حواری کا یسوع سے محبت وعقیدت کا یہ حال ہے تو باقی قوم کی عقیدت، محبت اور ایمان کا آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت ومحبت کی مثال دینے سے دنیا ہمیشہ قاصر رہے گی۔ اللہ کی قسم! ان کی عقیدت ومحبت کے واقعات سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔

مزید برآں قرآن مجید کی رو سے عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے ان کی آواز پر لبیک کہا، دعوت الی اللہ کے کام میں ان کا ساتھ دیا، اور اُن سے اپنی جانوں کی قربانی دینے کا وعدہ کیا، اسی

Marfat.com

طرح وہ بھی اللہ اور اس کے رسول کا ہر طرح کا ساتھ دینے کے لیے تیار رہیں۔

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآىٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ وَ كَفَرَتْ طَّآىٕفَةٌ ۚ فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ۠﴾ (الصف:۱۴)

''اے ایمان والو! اللہ کے مددگار بن جاؤ، جیسا کہ عیسیٰ بن مریم نے حواریوں سے کہا کہ دعوت الی اللہ کی راہ میں میری کون مدد کرے گا، حواریوں نے کہا، ہم اللہ کے دین کی مدد کرنے والے ہیں، پس بنی اسرائیل کی ایک جماعت ایمان لے آئی اور دوسری جماعت کافر ہوگئی، تو ہم نے ایمان والوں کی اُن کے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد کی، پس وہ غالب ہوگئے۔''

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''کہ جب حواریوں نے عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ کی دعوت لوگوں تک پہنچانے کے لیے ہم آپ کی مدد کریں گے تو انھوں نے انھیں اسرائیلیوں اور یونانیوں کے پاس دعوت توحید کے ساتھ بھیجا۔ [تفسیر ابن کثیر، تحت الآیۃ]

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسلام مصطفی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہم گوشوں کو واضح کردیا گیا ہے، اس کے امتیازات کو بیان کردیا گیا ہے کہ اسلام ہی انسانیت کا حل ہے اور اس کے مقابلے میں ادیان وفرق اور خاص کر عیسائیت کے خودساختہ عقائد اور ناپائیدار دستور میں تغیر وتبدل کو بھی بیان کردیا گیا ہے، جو کہ اس کے نقص کی دلیل ہے جس کی بناء پر وہ تمام بنی نوع انسان کے لیے قابل عمل نہیں ہوسکتا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ صحبہ وسلم

Marfat.com

امراء اور علماء مراد ہیں۔ ❶

مجاہد اور دوسرے سلف اہل علم نے کہا ہے کہ ''اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیر دو'' سے مقصود قرآن وسنت ہے۔ آیت کے اس حصہ میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ کسی بھی مسئلہ میں ان کے درمیان اختلاف ہو تو اس کا فیصلہ قرآن وسنت کے مطابق ہونا چاہیے، اللہ اور آخرت پر ایمان کا تقاضا یہی ہے۔ معلوم ہوا کہ جو شخص بھی کسی اختلافی مسئلہ میں قرآن وسنت کا حکم نہیں مانے گا، وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والا نہیں مانا جائے گا۔ اس کے بعد اللہ نے فرمایا کہ قرآن وسنت کی طرف رجوع میں ہی ہر خیر ہے، اور انجام کے اعتبار سے بھی یہی عمل بہتر ہے۔

## اختلاف کے وقت اہل علم کی آراء کی حیثیت:

مشہور ثقہ امام عامر بن شراحیل الشعبی التابعی (التوفی ۱۰۴ھ) فرماتے ہیں:

((مَا حَدَّثُوْكَ هٰؤُلَاءِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَخُذْ بِهِ وَمَا قَالُوْهُ بِرَأْيِهِمْ فَأَلْقِهِ فِي الْحَشِّ.)) ❷

''یہ لوگ تجھے رسول اللہ ﷺ کی جو حدیث بیان کریں اسے (مضبوطی سے) پکڑلو اور جو بات وہ اپنی رائے سے کہیں اسے بیت الخلا میں پھینک دو۔''

تابعی صغیر مشہور ثقہ وثبت امام الحکم بن عتبة (التوفی ۱۱۵ھ) فرماتے ہیں:

((لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ إِلَّا يُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهِ وَيُتْرَكُ إِلَّا النَّبِيُّ ﷺ.)) ❸

''نبی اکرم ﷺ کے علاوہ اللہ کی مخلوق میں کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے کہ جس کی بات لی اور چھوڑی نہ جاسکتی ہو۔ صرف آپ ﷺ ہی ایسی بابرکت اور پاکیزہ شخصیت ہیں جن کی ہر بات لی جائے گی۔''

---

❶ تفسیر ابن کثیر: ۱/۷۰۲، طبع مکتبہ قدوسیہ، لاہور۔

❷ سنن الدارمی، المقدمۃ، رقم: ۲۰۶۔

❸ جامع بیان العلم وفضلہ: ۲/۹۱۔ الأحکام لابن حزم: ۶/۲۹۳۔

Marfat.com

۱۴: ﴿إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى﴾
(پ نمبر ۲۶، سورۃ محمد، آیت نمبر: ۲۵)
''جب ہدایت واضح ہو کر ان کے سامنے آ گئی تو وہ لوگ کفر کی حالت میں پلٹ کر مرتد ہو گئے۔''
اس آیت میں ابو بکر، عمر اور عثمان مراد ہیں جو امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت ترک کر دینے کی وجہ سے مرتد ہو گئے۔ ①

۱۵: ((اِنَّ تِسْعَةَ اَعْشَارِ الدِّيْنِ فِي التَّقِيَّةِ.)) ''دین ٪۹۰ فیصد جھوٹ میں ہے۔ ②

۱۶: مجلسی نے اپنی کتاب بحار الانوار (۲۹/۹۴) مطبوعہ دار الاحیاء التراث العربی، بیروت میں لکھا ہے: جب بھی تجھے کوئی اللہ عزوجل سے ضرورت پیش آئے، تو اللہ پر توکل کرتے ہوئے تو اپنی حاجت کو ایک کاغذ پر تحریر کر کے ائمہ کی قبور میں سے کسی قبر پر ڈال دے، یا اُسے مہر لگا کر لپیٹ لے اور پھر صاف پاک گوندھی ہوئی مٹی میں اسے رکھ کر کسی بہتی نہر میں یا کسی گہرے کنویں میں یا پانی کی کسی جھیل میں ڈال دے۔ تیری یہ طلب امام علیہ السلام تک پہنچ جائے گی، اور امام علیہ السلام بذاتِ خود تیری ضرورت کو پورا کر دے گا۔

۱۷: امام کلینی نے اصول الکافی (۱/۴۴۴) اور مجلسی نے بحار الانور (۲۰/۲۴۰) میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد، علی اور فاطمہ کو تخلیق فرمایا۔ ان کی تخلیق کے ہزار ہا سال بعد اللہ تعالیٰ نے دیگر مخلوقات کو پیدا کیا اور ان کو اپنی مخلوقات کی آفرینش کا گواہ بنایا اور ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کو ان پر لازم کر دیا اور ان کے تمام اُمور کی دیکھ بھال کو ان کے سپرد کر دیا، لہٰذا وہ چاہیں تو کسی شے کو حلال کر دیں۔ اور چاہیں تو کسی چیز کو حرام قرار دے دیں۔

۱۸: خمینی نے اپنی کتاب تحریر الوسیلہ (۲/۱۶۴) میں لکھا ہے کہ: شفاء کی خاطر مٹی کھانے کی

---

① اصول کافی، ص: ۲۶۵، بحوالہ أیضاً، ص: ۱۵۸.

② الاصول الکافی: ۲، تالیف أبی جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق الکلینی، ص ...

Marfat.com

سلسلة
احیاء منہج اہل السنۃ والجماعۃ
30

وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ
وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ (آل عمران ۸۵)

# اسلام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کتاب وسنت، آثار صحابہ، اقوال تابعین وتبع تابعین اور فرامین ائمہ کی روشنی میں

تالیف: ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی

ترتیب، تخریج واضافہ: حافظ حامد محمود الخضری

تقریظ: شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

Marfat.com